

صدر وفاق المدارس
حضرت لانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم
کی تقریظ کے ساتھ

سلیس اردو ترجمہ، تفصیلی عنوانات، محل لغات، تخریج، شرح حدیث اور جامع اسلوب

طَبَقُ السُّلَکِ

امام نووی کی مشہور کتاب

رِضَا الصَّحْبِ

کی سلیس و جامع اردو شرح

مؤلف: امام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی ۶۳۱ - ۶۷۶

مترجم و شارح: مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی عظیم رئیس تخصص فی الدعوة جامعہ دارالعلوم کراچی

ابن مولانا محمد شفاق الرحمن شارح مولانا امام مالک

مقدمہ: مفتی احسان اللہ شائق مبین حق دارالافتاء جامعہ الرشید کراچی

دارالافتاء

اردو بازار کراچی

طریق السائین

امام نوویؒ کی مشہور کتاب

رضی اللہ عنہ

کی تالیف و جامع اردو شرح

صدر وفاق المدارس حضرت امام سلیم اللہ خان صاحبہم کی تقریب کے ساتھ

سلیس اردو ترجمہ، شرح حدیث تفصیلی عنوانات، حل لغات، تخریج اور جامع اسلوب

طریق السائکین

امام نوویؒ کی مشہور کتاب

رضی اللہ عنہم

کی سلیس و جامع اردو شرح

جلد دوم

مؤلف: امام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی ۶۳۱ - ۷۲۶

مترجم و شارح: مولانا ذاکر ساجد الرحمن صدیقی مدظلہم رئیس تخصص فی الدعوة جامعہ دارالعلوم کراچی

ابن مولانا محمد اشفاق الرحمن شارح موطا امام مالک

مقدمہ: مفتی احسان اللہ شائق مبین دارالافتاء جامعہ الرشید کراچی

اردو بازار اسلام آباد
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

اردو ترجمہ و شرح اور کمپیوٹر کتابت کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : جنوری ۲۰۰۸ء علمی کرائف
ضخامت : 709 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے.....

ادارہ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی	ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت القرآن اردو بازار کراچی	بیت العلوم 20 تاج پور روڈ لاہور
بیت العلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی	یونیورسٹی بک انجینیئرنگ خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ ائین پور بازار۔ فیصل آباد	مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
مکتبہ المعارف محلہ جٹکی۔ پشاور	کتاب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵	فہرست	
۴۹	اِسْتِحْبَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُولُهُ الزَّائِرُ مردوں کے لیے زیارتِ قبور کا استحباب اور زائرِ زیارت کے وقت کیا کہے؟	۱
۴۹	قبر کی زیارت کیا کرو	۲
۵۰	رسول اللہ ﷺ کا رات کے وقت جنت البقیع تشریف لے جانا	۳
۵۰	قبرستان میں داخل ہوتے وقت پڑھنے کی دعاء	۴
۵۲	كَرَاهِيَّةُ تَمَنِّي الْمَوْتِ بِسَبَبٍ لِيَصْرَ نَزْلُ بِهِ وَلَا يَأْسُ بِهِ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِي الدِّينِ تکلیف یا مصیبت کی بناء پر تمنائے موت کی کراہت اور دین میں فتنہ کے خوف سے اس کا جواز	۵
۵۲	موت کی تمنا کرنا ممنوع ہے	۶
۵۳	دنوی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا منع ہے	۷
۵۳	تقیر میں خرچ ہونے والے پیسے پر اجر نہیں ملتا	۸
۵۶	الْوَرَعُ وَتَرْكُ الشُّبُهَاتِ ورع اور ترکِ شبہات	۹
۵۶	حلال و حرام واضح ہے	۱۰
۵۹	انبیاء علیہم السلام صدقہ نہیں کھاتے تھے	۱۱
۵۹	گناہ اور نیکی کی پہچان	۱۲
۶۰	گناہ وہ ہے جو دل میں کھلے	۱۳
۶۱	رضاعت میں شک ہو تب بھی نکاح نہ کرے	۱۴
۶۲	شک میں ڈالنے والی چیز کو بھی چھوڑ دے	۱۵
۶۲	صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قئی کر کے حرام کو پیٹ سے نکالا	۱۶
۶۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے کا وظیفہ کم مقرر کیا	۱۷
۶۳	مقی بننے کے لیے مشتبہ چیزوں کو چھوڑنا ضروری ہے	۱۸
۶۵	اِسْتِحْبَابُ الْعَزَلَةِ عِنْدَ فُسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ أَوْ الْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّينِ أَوْ	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۵	وُقُوعُ فِي حَرَامٍ وَشُبُهَاتٍ وَنَحْوَهَا فسادِ زمانہ یا کسی دینی فتنہ میں مبتلا ہونے یا حرام کام یا شبہات میں مبتلا ہونے کے خوف سے عزت نشینی کا استحباب	۱۹
۶۵	اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو	۲۰
۶۵	پرہیزگار مومن اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے	۲۱
۶۶	ایمان بچانے کی خاطر پہاڑ کی گھاٹی میں زندگی گزارنا	۲۲
۶۷	فتنہ کے زمانہ میں لوگوں سے الگ رہنا	۲۳
۶۸	ہر نبی نے بکریاں چرائیں ہیں	۲۴
۶۹	جہاد میں نکلنے کے لیے تیار رہنے والا اللہ کو محبوب ہے	۲۵
۷۱	فَضْلُ الْإِخْتِلَافِ بِالنَّاسِ وَحُضُورِ جَمْعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ وَمَشَاهِدِ الْخَيْرِ وَمَحَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ، وَعِيَادَةِ مَرِيضِهِمْ، وَحُضُورِ جَنَائِزِهِمْ، وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ، وَارْشَادِ جَاهِلِيهِمْ وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ لِمَنْ قَدَّرَ عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَقَمَعَ نَفْسِهِ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدرت رکھتا ہو اور اپنے آپ کو ایذا دہی سے روک سکتا اور دوسروں کی ایذا پر صبر کر سکتا ہو اس کے لیے لوگوں کے ساتھ اختلاط، جمعہ اور جماعت میں حاضری بھلائی کی مجالس میں شرکت، مریض کی عیادت، جنازہ میں حاضری محتاج کی خدمت، جاہل کی راہنمائی جیسے دیگر مصالح میں شرکت کرنا افضل ہے	۲۶
۷۳	التَّوَاضُّعُ وَخَفْضُ الْحَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِينَ تواضع اور اہل ایمان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا	۲۷
۷۳	مؤمنوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں	۲۸
۷۳	مومن ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا ہے	۲۹
۷۴	رنگ و نسل کی تفریق صرف پہچان کے لیے ہے	۳۰
۷۴	اپنی بڑائی مت جتاؤ	۳۱
۷۵	اہل اعراف کا اہل جہنم سے گفتگو	۳۲
۷۵	ایک دوسرے پر فخر نہ کریں	۳۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۷۶	تواضع اختیار کرنے سے مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے	۳۴
۷۷	رسول اللہ ﷺ کا بچوں کو سلام کرنا	۳۵
۷۸	آپ ﷺ ہر ایک ضرورت پوری فرماتے	۳۶
۷۸	آپ ﷺ گھر کے کام میں گھر والوں کی مدد فرماتے تھے	۳۷
۸۰	آپ ﷺ کا خطبہ کے دوران مسائل کی تعلیم فرمانا	۳۸
۸۰	لقمہ گر جائے تو صاف کر کے کھا لینا چاہیے	۳۹
۸۱	رسول اللہ ﷺ نے بھی بکریاں چرائیں ہیں	۴۰
۸۱	رسول اللہ ﷺ معمولی ہدیہ بھی قبول فرما لیتے تھے	۴۱
۸۲	آپ ﷺ کی اونٹنی ”غضباء“ کا واقعہ	۴۲
۸۳	تَحْرِیمُ الْکِبْرِ وَالْإِعْجَابِ تکبر اور خود پسندی کی حرمت	۴۳
۸۳	جنت تواضع اختیار کرنے والوں کے لیے ہے	۴۴
۸۳	حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں	۴۵
۸۴	اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتے	۴۶
۸۴	متکبر جنت میں داخل نہ ہوگا	۴۷
۸۵	بائیں ہاتھ سے کھانا تکبر کی علامت ہے	۴۸
۸۶	سرکش، متکبر، بخیل جہنمی ہیں	۴۹
۸۷	جنت و جہنم کا مکالمہ	۵۰
۸۷	ازار، تہبند، شلوار شکنے سے نیچے لٹکانے پر وعید	۵۱
۸۸	تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں فرمائیں گے	۵۲
۸۹	تکبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے	۵۳
۸۹	اتر کر چلتے ہوئے زمین میں دھننا	۵۴
۹۰	خود پسندی میں مبتلا شخص کا انجام	۵۵
۹۱	حُسْنُ الْخُلُقِ حسن اخلاق	۵۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹۱	رسول اللہ ﷺ سب سے اچھے اخلاق کے مالک تھے	۵۷
۹۲	رسول اللہ ﷺ کے عمدہ اخلاق کا بیان	۵۸
۹۳	حالت احرام میں شکار واپس کرنا	۵۹
۹۳	گناہ کا کام وہ جس پر لوگوں کے مطلع ہونا ناپسند ہے	۶۰
۹۴	رسول اللہ ﷺ فحش گو نہ تھے	۶۱
۹۵	حسن اخلاق میزانِ عمل پر بہت بھاری ہوگا	۶۲
۹۶	دو چیزیں جہنم میں داخل کرنے والی ہیں	۶۳
۹۷	عورتوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا	۶۴
۹۸	اخلاق کی بدولت جنت میں اعلیٰ مقام حاصل ہوگا	۶۵
۹۹	اخلاق والے کو نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل ہوگا	۶۶
۱۰۱	الْحِلْمُ وَالْإِنَاةُ وَالرِّفْقُ حلم، بردباری اور نرمی	۶۷
۱۰۱	عفو و درگزر کرنے سے دشمن کو دوست بنایا جاسکتا ہے	۶۸
۱۰۲	بردباری اللہ تعالیٰ کو پسند ہے	۶۹
۱۰۲	اللہ تعالیٰ نرمی کرنے کو پسند فرماتے ہیں	۷۰
۱۰۲	اللہ تعالیٰ نرمی اختیار کرنے والوں کو وہ چیز عطا فرماتے ہیں جو سختی والوں کو عطا نہیں فرماتے	۷۱
۱۰۵	نرمی سے کام میں حسن پیدا ہوتا ہے	۷۲
۱۰۵	دیہاتی کا مسجد میں پیشاب کرنے کا واقعہ	۷۳
۱۰۶	خوشخبری سناؤ نفرت مت پھیلاؤ	۷۴
۱۰۷	نرمی سے محروم بھلائی سے محروم	۷۵
۱۰۷	آپ ﷺ کی نصیحت، غصہ مت کرو	۷۶
۱۰۸	ذبح و قتل بھی اچھی حالت میں ہو	۷۷
۱۰۹	رسول اللہ ﷺ نے اپنے نفس کے لیے بھی انتقام نہیں لیا	۷۸
۱۱۰	جہنم کی آگ کن پر حرام ہے؟	۷۹
	الْعَفْوُ وَإِعْرَاضٌ عَنِ الْجَاهِلِينَ	۸۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۱۱	عفو و درگزر اور جاہلوں سے اعراض	۸۱
۱۱۲	رسول اللہ ﷺ کا طائف کے سفر میں تکلیف برداشت کرنا	۸۲
۱۱۱	آپ ﷺ نے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا	۸۳
۱۱۶	آپ ﷺ کا صبر و تحمل	۸۴
۱۱۹	اِحْتِمَالِ الْاَذَى اذیت اور تکلیف کا برداشت کرنا	۸۵
۱۱۹	قطع رحمی پر صبر کرنا	۸۶
۱۲۱	الْغَضَبُ إِذَا أَنْتَهَكْتَ حُرْمَاتُ الشَّرْعِ وَالْإِنْتِصَارُ لِلدِّينِ لِلَّهِ تَعَالَى احکام شرعیہ کی بے حرمتی پر ناراض ہونا اور دین کی حمایت کرنا	۸۷
۱۲۱	امام نماز میں قوم کی رعایت کرے	۸۸
۱۲۲	تصویر کشی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب	۸۹
۱۲۳	حدود اللہ ساقط کرنے کے لیے سفارش کرنا گناہ ہے	۹۰
۱۲۵	قبلہ کی طرف تھوکن منع ہے	۹۱
۱۲۶	أَمْرُؤُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِالرِّفْقِ بِرَعَايَاهُمْ وَنَصِيحَتِهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ غَشِيهِمْ وَالتَّشْدِيدِ عَلَيْهِمْ وَاهْتِمَالِ مَصَالِحِهِمْ وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَائِجِهِمْ حکام کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی کرنے خیر خواہی کرنے اور ان پر شفقت کرنے کا حکم اور ان پر سختی کرنے اور ان کے مصالح کو نظر انداز کرنے اور ان کی ضرورتوں سے غفلت برتنے کی ممانعت	۹۲
۱۲۶	اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کا حکم فرماتے ہیں	۹۳
۱۲۷	ہر شخص اپنے ماتحت افراد کا مسئول ہے	۹۴
۱۲۷	دھوکہ باز حاکم پر جنت حرام ہے	۹۵
۱۳۰	رعایا پر مشقت ڈالنے والے حاکم کی سزا	۹۶
۱۳۰	میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا	۹۷
۱۳۱	بدترین حاکم رعایا پر ظلم کرنے والے	۹۸
۱۳۲	حاکم کو رعایا کے حالات سے مطلع ہونا ضروری ہے	۹۹
	الْوَالِي الْعَادِلُ	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۰۰	والی عادل	۱۳۴
۱۰۱	سات آدمیوں کو عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی	۱۳۴
۱۰۲	عادل حکمرانوں کے لیے خوشخبری	۱۳۵
۱۰۳	اچھے اور برے حاکم کی پہچان	۱۳۶
۱۰۴	تین قسم کے لوگوں کے لیے جنت کی خوشخبری	۱۳۷
۱۰۵	وَجُوبِ طَاعَةِ وَلَاةِ الْأُمُورِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيمِ طَاعَتِهِمْ فِي الْمَعْصِيَةِ حکمرانوں کی ان امور میں اطاعت کا وجوب جو معصیت نہ ہوں اور ناجائز امور میں ان کی اطاعت کی حرمت	۱۳۸
۱۰۶	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور حاکم کی اطاعت کا حکم	۱۳۸
۱۰۷	گناہ کے حکم میں حاکم کی بات ماننا جائز نہیں	۱۳۸
۱۰۸	طاقت کے موافق حاکم کی اطاعت لازم ہے	۱۳۹
۱۰۹	جو حاکم کی اطاعت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی ہوگی	۱۴۰
۱۱۰	حاکم غلام ہو تب بھی اس کی اطاعت کی جائے	۱۴۱
۱۱۱	ہر حال میں حاکم کی اطاعت کی جائے	۱۴۱
۱۱۲	آخری زمانہ فتنہ اور آزمائش کا ہوگا	۱۴۲
۱۱۳	جو حاکم رعایا کے حقوق ادا نہ کرے اس کی بھی اطاعت کی جائے	۱۴۲
۱۱۴	حاکم کے حق اداء کرو اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو	۱۴۳
۱۱۵	امیر کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے	۱۴۵
۱۱۶	نا پسندیدہ باتوں پر صبر کرے	۱۴۶
۱۱۷	جس نے حاکم کی توہین کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی توہین کی	۱۴۷
۱۱۸	النَّهْيُ عَنْ سُؤَالِ الْإِمَارَةِ وَاخْتِيَارِ تَرْكِ الْوَلَايَاتِ إِذَا لَمْ يَتَّعَيْنْ عَلَيْهِ أَوْ تَدْعُ حَاجَةً إِلَيْهِ طلبِ امارت کی ممانعت اور عدم تعین اور عدم حاجت کی صورت میں امارت سے گریز	۱۴۸
۱۱۹	امارت طلب کرنے کی ممانعت	۱۴۸
۱۲۰	امارت کے لیے صلاحیت ضروری ہے	۱۴۹
۱۲۱	امارت قیامت کے روز باعثِ ندامت ہوگی	۱۵۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۲۲	امارت کے لالچ کی پیشین گوئی	۱۵۱
۱۲۳	حِثِّ السُّلْطَانَ وَالْقَاضِيَّ وَغَيْرَهُمَا مِنْ وُلاَةِ الْأُمُورِ عَلَى اتِّخَاذِ وَزِيرٍ صَالِحٍ وَتَحْذِيرِهِمْ مِنْ قُرْنَاءِ السُّوءِ وَالْقَبُولِ مِنْهُمْ سلطان اور قاضی اور دیگر حکام کو نیک وزراء، منتخب کرنے کی ترغیب اور برے ساتھیوں سے ڈرانے اور ان کے مشورے قبول نہ کرنے کی ہدایت	۱۵۲
۱۲۴	برے دوست قیامت کے روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے	۱۵۲
۱۲۵	ہر حاکم کے دو دوست ہوتے ہیں	۱۵۲
۱۲۶	حاکم کو اچھا مشیر مل جانا سعادت ہے	۱۵۳
۱۲۷	النَّهْيُ عَنْ تَوَلِّيَةِ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوِلَايَاتِ لِمَنْ سَأَلَهَا أَوْ حَرَّصَ عَلَيْهَا فَعَرَّضَ بِهَا امارت، قضا اور دیگر مناصب ان کے حریص طلب گاروں کو دینے کی ممانعت	۱۵۵
۱۲۸	سوال کرنے والے کو عہدہ نہیں دیا جائے گا	۱۵۵
کتاب الأدب		
۱۲۹	بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهِ وَالْحَثُّ عَلَى التَّحَلُّقِ بِهِ حیا اور اس کی فضیلت اور اس کو اختیار کرنے کی ترغیب	۱۵۶
۱۳۰	حیا میں خیر ہی ہے	۱۵۷
۱۳۱	ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں	۱۵۷
۱۳۲	رسول اللہ ﷺ کی حیا کی حالت	۱۵۸
۱۳۳	حِفْظُ السِّرِّ رازوں کی حفاظت	۱۶۰
۱۳۴	میاں بیوی کا راز افشاء کرنا بری بات ہے	۱۶۰
۱۳۵	رسول اللہ ﷺ کے راز کو مخفی رکھنا	۱۶۰
۱۳۶	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپ کے راز چھپانا	۱۶۲
۱۳۷	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ کے راز مخفی رکھنا	۱۶۳
۱۳۸	الْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ وَإِنْ جَاזَ الْوَعْدُ	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۶۵	عہد نبھانا اور وعدہ پورا کرنا	۱۳۹
۱۶۶	جو دوسروں سے کہے اس پر خود بھی عمل کرے	۱۴۰
۱۶۶	منافقین کی تین علامات	۱۴۱
۱۶۷	جس میں چار خصالتیں ہوں وہ خالص منافق ہوگا	۱۴۲
۱۶۸	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ ﷺ کے عہد کو پورا کرنا	۱۴۳
۱۷۰	الْأَمْرُ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى مَا اعْتَادَهُ مِنَ الْخَيْرِ عاداتِ حسنہ کی حفاظت	۱۴۴
۱۷۰	پکا وعدہ کر کے توڑنا بہت بری بات ہے	۱۴۵
۱۷۰	یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو جائیں	۱۴۶
۱۷۱	عمل پر مداومت ہونا چاہیے	۱۴۷
۱۷۳	إِسْتِحْبَابُ طَيِّبِ الْكَلَامِ وَطَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللَّقَاءِ کلام طیب اور خندہ پیشانی سے ملاقات کا استحباب	۱۴۸
۱۷۵	بَابُ إِسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَإِيضَاحِهِ لِلْمُخَاطَبِ وَتَكْرِيرِهِ لِيَفْهَمُ إِذَا لَمْ يَفْهَمْ إِلَّا بِذَلِكَ مفصل اور واضح کلام کا استحباب اور مخاطب کے عدم فہم کے پیش نظر بات کو مکرر کہنا	۱۴۹
۱۷۵	رسول اللہ ﷺ کا اہم بات کو تین مرتبہ دہرانا	۱۵۰
۱۷۵	رسول اللہ ﷺ کی گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی	۱۵۱
۱۷۷	بَابُ إِصْغَاءِ الْجَلِيسِ لِحَدِيثِ جَلِيسِهِ الَّذِي لَيْسَ بِحَرَامٍ وَاسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِي مَجْلِسِهِ ہم نشین کی ایسی بات جو ناجائز نہ ہو توجہ سے سننا اور عالم یا واعظ کا حاضرین مجلس کو خاموش کرانا	۱۵۲
۱۷۷	میرے بعد کفر کی طرف مت لوٹو	۱۵۳
۱۷۸	بَابُ الْوَعْظِ وَالْإِقْتِصَادِ فِيهِ	۱۵۴
۱۷۸	وعظ و نصیحت میں اعتدال	۱۵۵
۱۷۸	وعظ میں میانہ روی کا راستہ اختیار کیا جائے	۱۵۶
۱۷۹	جمعہ کا خطبہ مختصر نماز لمبی ہونی چاہیے	۱۵۷
۱۷۹	نماز میں بات کرنا مفید نماز ہے	۱۵۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۵۹	رسول اللہ ﷺ کا ایک مؤثر وعظ	۱۸۲
۱۶۰	بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِينَةِ وقار اور سکون کا بیان	۱۸۳
۱۶۱	جاہلانہ طرز گفتگو سے پرہیز کرنا عباد الرحمن کی صفت ہے	۱۸۳
۱۶۲	آپ ﷺ اکثر اوقات تبسم فرماتے تھے	۱۸۳
۱۶۳	بَابُ النَّذْبِ إِلَى اثْنَانِ الصَّلَاةِ وَالْعِلْمِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ نماز طلب علم اور دیگر عبادات کے لیے سکون و وقار کے ساتھ آنے کا استحباب	۱۸۵
۱۶۴	نماز میں دوڑ کر آنے کی ممانعت	۱۸۶
۱۶۵	سفر میں سوار یوں کی دوڑانے کی ممانعت	۱۸۷
۱۶۶	بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ مہمان نوازی	۱۸۷
۱۶۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا واقعہ	۱۸۷
۱۶۸	مہمانوں کے اکرام کا خیال رکھنا ضروری ہے	۱۸۷
۱۶۹	مہمانوں کا اکرام ایمان کا تقاضا ہے	۱۸۸
۱۷۰	ایک دن ایک رات کی مہمانی مہمان کا حق ہے	۱۸۹
۱۷۱	بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبَشِيرِ، وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَيْرِ نیک کاموں پر بشارت اور مبارکباد دینے کے استحباب کا بیان	۱۹۱
۱۷۲	شریعت کی پابندی کرنے والوں کو بشارت دو	۱۹۱
۱۷۳	جہاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت	۱۹۱
۱۷۴	زکریا علیہ السلام کے لیے بشارت	۱۹۳
۱۷۵	حضرت مریم علیہا السلام کے لیے ولادت کی بشارت	۱۹۳
۱۷۶	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے بشارت	۱۹۳
۱۷۷	بزر اریس کا واقعہ	۱۹۵
۱۷۸	کلمہ توحید کی گواہی دینے والوں کے لیے جنت کی بشارت	۱۹۷
۱۷۹	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت کا واقعہ	۱۹۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۸۰	بَابُ وَدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَ فِرَاقِهِ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهِ؛ وَالْذُّعَاءُ لَهُ؛ وَطَلَبُ الدُّعَاءِ مِنْهُ ساتھی کو رخصت کرنا اور سفر وغیرہ کی جدائی کے وقت اس کے لیے دعا کرنا اور اس سے دعا کی درخواست کرنا اور اس کا استجاب	۲۰۱
۱۸۱	انبیاء علیہم السلام کا موت کے وقت اولاد کو وصیت کرنا	۲۰۱
۱۸۲	کتاب اللہ اور اہل بیت کے حقوق کی وصیت	۲۰۲
۱۸۳	دین کی تبلیغ کرنے کی وصیت	۲۰۳
۱۸۴	سفر پر جاتے وقت دعاء کی درخواست کرنا	۲۰۴
۱۸۵	رخصت کرتے وقت کی دعاء	۲۰۵
۱۸۶	لشکر روانہ کرتے وقت کی دعاء	۲۰۶
۱۸۷	سفر میں بھی تقویٰ پر قائم رہا جائے	۲۰۷
۱۸۸	بَابُ الْإِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ استخارہ اور مشورہ کا بیان	۲۰۸
۱۸۹	استخارہ کی اہمیت	۲۰۸
۱۹۰	بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ إِلَى الْعِيدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْحَنَازَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيقٍ وَالرُّجُوعِ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ لِتَكْثِيرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ نماز عید، مریض کی عیادت، حج، جہاد اور جنازہ وغیرہ کے لیے ایک راستے سے جانے اور دوسرے راستے سے واپس آنے (تا کہ مواضع عبادت بکثرت ہو جائیں) کا استحباب	۲۱۰
۱۹۱	عید کے دن آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا	۲۱۰
۱۹۲	رسول اللہ ﷺ نے حج کے لیے آتے جاتے راستہ تبدیل فرمایا	۲۱۰
۱۹۳	بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الْيَمِينِ فِي كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيمِ نیک کاموں میں دائیں ہاتھ کو مقدم رکھنے کا استحباب	۲۱۲
۱۹۴	اہل جنت کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے	۲۱۲
۱۹۵	آپ ﷺ اچھے کاموں کو دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے	۲۱۳
۱۹۶	استنجاء اور دیگر گندے کاموں کو بائیں ہاتھ سے انجام دیا جائے	۲۱۳
۱۹۷	میت کے غسل میں بھی دائیں جانب کو مقدم رکھے	۲۱۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۱۵	جوتا دائیں پاؤں میں پہلے پہنیں	۱۹۸
۲۱۵	کھانا پینا سیدھے ہاتھ سے ہونا چاہیے	۱۹۹
۲۱۶	کپڑے پہننا وضوء کرنا بھی دائیں ہاتھ سے شروع کریں	۲۰۰
۲۱۶	سر کے بال دائیں جانب سے منڈانا کٹوانا شروع کریں	۲۰۱
۲۱۸	کتاب آداب الطعام	
	کِتَابُ آدَابِ الطَّعَامِ بَابُ التَّسْمِيَةِ فِي أَوَّلِهِ وَالْحَمْدُ فِي آخِرِهِ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا اور کھانا کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا	۲۰۲
۲۱۸	اللہ کا نام لے کر شروع کریں	۲۰۳
۲۱۸	شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو یہ پڑھے	۲۰۴
۲۱۹	بسم اللہ کی برکت سے شیطان قریب نہیں آتا	۲۰۵
۲۲۰	جو کھانا بسم اللہ کے بغیر کھایا جائے اس میں شیطان شریک ہوتا ہے	۲۰۶
۲۲۱	درمیان میں بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھایا ہوا الٹی کر دیتا ہے	۲۰۷
۲۲۲	بغیر بسم اللہ کے کھانے میں برکت نہیں ہوتی	۲۰۸
۲۲۲	دستر خوان اٹھانے کی دعاء	۲۰۹
۲۲۳	کھانے کے بعد دعاء پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت	۲۱۰
۲۲۳	بَابُ لَا يُعَيَّبُ الطَّعَامَ وَاسْتِحْبَابُ مَدَحِهِ کھانے میں عیب نہ نکالنے اور اس کی تعریف کرنے کا استحباب	۲۱۱
۲۲۳	رسول اللہ ﷺ کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے	۲۱۲
۲۲۳	سرکہ بہترین سالن ہے	۲۱۳
۲۲۶	بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ إِذَا لَمْ يُفْطِرْ روزہ دار کے سامنے کھانا آئے اور وہ افطار کرنا نہ چاہے تو کیا کہے؟	۲۱۴
۲۲۶	دعوت قبول کرنا سنت ہے	۲۱۵
۲۲۷	بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ فَتَبِعَهُ غَيْرُهُ اگر کسی کو کھانے کیلئے بلایا جائے اور کوئی اور بھی اس کے ساتھ ہو لے تو وہ میزبان سے کیا کہے؟	۲۱۶
۲۲۷	اگر دعوت میں فضولی ساتھ ہو جائے	۲۱۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۲۹	بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ وَوَعْظُهُ وَتَأْدِيبُهُ مَنْ يُسِيءُ أَكْلَهُ اپنے سامنے کھانا اور اس شخص کو وعظ و تادیب جو آداب طعام کی رعایت ملحوظ نہ رکھے	۲۱۸
۲۲۹	سیدھے ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا	۲۱۹
۲۲۹	بائیں ہاتھ سے کھانے والے کے لیے بدوعاء	۲۲۰
۲۳۱	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَآنِ بَيْنَ تَمَرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا إِذَا أَكَلَ جَمَاعَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ رَفَقَةٍ رفقائے طعام کی اجازت کے بغیر دو کھجوریں یا اسی طرح کی دو چیزیں ملا کر کھانے کی ممانعت	۲۲۱
۲۳۱	دو کھجوریں ایک ساتھ کھانے کی ممانعت	۲۲۲
۲۳۲	بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ اگر کوئی کھا کر سیر نہ ہو تو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟	۲۲۳
۲۳۲	اکٹھے کھانے کی برکت	۲۲۵
۲۳۳	بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَكْلِ مِنْ جَانِبِ الْقُصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ وَسْطِهَا برتن کے کنارے سے کھانے کا حکم اور اس کے درمیان سے کھانے کی ممانعت	۲۲۶
۲۳۳	برکت کھانے کے درمیان نازل ہوتی ہے	۲۲۷
۲۳۳	رسول اللہ ﷺ کا بڑا پیالہ	۲۲۸
۲۳۵	باب کراهية الاكل متكئا ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت	۲۲۹
۲۳۵	رسول اللہ ﷺ ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے	۲۳۰
۲۳۶	دوزخ میں نہ کھانا	۲۳۱
۲۳۷	بَابُ اسْتِحْبَابِ الْأَكْلِ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَكَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقُصْعَةِ وَآخِذِ اللُّقْمَةِ الَّتِي تَسْقُطُ مِنْهُ وَأَكْلِهَا وَجَوَازِ مَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَيْرِهِمَا تین انگلیوں سے کھانے کا استحباب، انگلیاں چاٹنے کا استحباب، اور انہیں بغیر چاٹے صاف کر نیکی کراہت، پیالہ کو چاٹنے کا استحباب، گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھا لینے کا استحباب اور انگلیوں کو چاٹنے کے بعد انہیں کلائی اور تلووں وغیرہ سے صاف کرنے کا استحباب	۲۳۲
۲۳۷	کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا چاہیے	۲۳۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۳۳	تین انگلیوں سے کھانا	۲۳۸
۲۳۵	انگلیوں کو چاٹنے کے فائدے	۲۳۸
۲۳۶	ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اٹھا کر کھالے	۲۳۹
۲۳۷	گرا ہوا لقمہ شیطان کے لیے نہ چھوڑے	۲۳۹
۲۳۸	کھانے کے بعد برتن کو صاف کر لیا جائے	۲۴۰
۲۳۹	باب تکثیر الایدی علی طعام کھانے پر ہاتھوں کی کثرت	۲۴۲
۲۴۰	دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہے	۲۴۲
۲۴۱	ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے	۲۴۲
۲۴۲	بَابُ آدَبِ الشَّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ إِدَارَةِ الْإِنَاءِ عَلَى الْاَيْمَنِ فَلَا يَمْنُ بَعْدَ الْمُبْتَدِئِ پانی پینے کے آداب، برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینے کا استحباب پہلے آدمی کے لینے کے بعد برتن کو دائیں طرف سے حاضرین کو دینا	۲۴۲
۲۴۳	پانی تین سانس میں پینا چاہیے	۲۴۳
۲۴۴	ایک سانس میں پینے کی ممانعت	۲۴۴
۲۴۵	پیتے وقت برتن میں سانس لینے کی ممانعت	۲۴۵
۲۴۶	تقسیم دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے	۲۴۶
۲۴۷	ضرورت کے موقع پر بائیں جانب والے سے اجازت لے لے	۲۴۶
۲۴۸	كَرَاهَةُ الشَّرْبِ مِنْ فَمِ الْقُرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَانُ أَنَّهُ كَرَاهَةٌ تَنْزِيهِ لَا تَحْرِيمٌ مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پینے کی کراہت یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے	۲۴۸
۲۴۹	مشکیزے سے منہ لگا کر پینے کی ممانعت	۲۴۸
۲۵۰	ضرورت کے موقع پر منہ لگا کر پینے کی اجازت	۲۴۹
۲۵۱	بَابُ كَرَاهَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرْبِ پانی میں پھونک مارنے کی ممانعت	۲۵۱
۲۵۲	برتن میں پھونک مارنا ممنوع ہے	۲۵۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۵۳	بَابُ بَيَانِ جَوَازِ الشَّرْبِ قَائِمًا وَبَيَانِ أَنَّ الْأَكْمَلَ وَالْأَفْضَلَ الشَّرْبُ قَاعِدًا کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز لیکن افضل یہی کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے	۲۵۳
۲۵۳	مائع زم زم کھڑے ہو کر پینے کی اجازت	۲۵۳
۲۵۳	ضرورت کے موقع پر کھڑے ہو کر پینا جائز ہے	۲۵۵
۲۵۳	ہلکی پھلکی چیز کھڑے ہو کر کھانے کی اجازت ہے	۲۵۶
۲۵۳	رسول اللہ ﷺ کا بیٹھ کر پینا	۲۵۷
۲۵۵	کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت	۲۵۸
۲۵۶	بھولے سے کھڑے ہو کر پئے تو قے کر دے	۲۵۹
۲۵۷	بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِي الْقَوْمِ اخِرَهُمْ شَرْبًا پلانے والے کے لئے سب سے آخر میں پینے کا استحباب	۲۶۰
۲۵۸	بَابُ جَوَازِ الشَّرْبِ مِنْ جَمِيعِ الْأَوَانِي الطَّاهِرَةِ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ الْكُرْعِ وَهُوَ الشَّرْبُ بِالْقَمَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهِ، بِغَيْرِ إِنَاءٍ وَلَا يَدٍ وَتَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشَّرْبِ وَالْأَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ الاسْتِعْمَالِ تمام پاک برتنوں سے سوائے سونے اور چاندی کے برتنوں کے پینا جائز ہے، نہر وغیرہ سے بغیر برتن اور بغیر ہاتھ کے منہ لگا کر پینا جائز ہے، چاندی سونے کے برتنوں کا استعمال کھانے پینے میں طہارت میں اور ہر کام میں حرام ہے	۲۶۱
۲۵۹	پیتل کا برتن استعمال کرنا جائز ہے	۲۶۲
۲۶۰	رسول اللہ ﷺ کو شہنشاہ پانی پسند تھا	۲۶۳
۲۶۰	سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت	۲۶۴
۲۶۲	چاندی کے برتن میں پینے پر وعید	۲۶۵
۲۶۳	کتاب اللباس	
۲۶۳	بَابُ اسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْأَبْيَضِ وَجَوَازِ الْأَحْمَرِ وَالْأَخْضَرِ وَالْأَصْفَرِ وَالْأَسْوَدِ وَجَوَازِهِ مِنْ قُطْنٍ وَكُتَّانٍ وَشَعْرِ وَصُوفٍ وَغَيْرِهَا إِلَّا الْحَرِيرَ سفید کپڑے کے استحباب اور سرخ، ہنز اور کالے کپڑے کا جواز نیز سوائے ریشم کے روئی، اولن اور بالوں وغیرہ کے کپڑوں کا جواز	۲۶۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۶۳	لباس کا مقصد ستر پوشی ہے	۲۶۷
۲۶۳	لباس اور کفن دونوں میں سفید کپڑا پسندیدہ ہے	۲۶۸
۲۶۳	سفید لباس پاکیزگی کا ذریعہ	۲۶۹
۲۶۵	رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے	۲۷۰
۲۶۵	رسول اللہ ﷺ کا سرخ خیمہ	۲۷۱
۲۶۶	بزرگ کے دھاری دار کپڑے	۲۷۲
۲۶۷	رسول اللہ ﷺ کے سیاہ عمامہ کا ذکر	۲۷۳
۲۶۸	آپ ﷺ کے عمامہ کے دو شملے تھے	۲۷۴
۲۶۹	رسول اللہ ﷺ کی سیاہ چادر کا ذکر	۲۷۵
۲۷۰	رسول اللہ ﷺ نے اونی جبہ بھی استعمال فرمایا	۲۷۶
۲۷۲	استحباب القميص قميص پہننے کا استحباب	۲۷۷
۲۷۳	بَابُ صِفَةِ طُولِ الْقَمِيصِ وَالْكَفِّ وَالْأَزَارِ وَطَرَفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيمِ إِسْبَالِ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ الْخِيَلَاءِ وَكَرَاهِيَةِ مَنْ غَيْرِ خِيَلَاءٍ قميص، آستین، ازار اور عمامہ کے کنارے کی لمبائی اور بطور تکبر ان میں سے کسی چیز کے الٹکانے کی حرمت اور بغیر تکبر کراہت کا بیان	۲۷۸
۲۷۳	خنچے کے نیچے کپڑا پہننے پر وعید	۲۷۹
۲۷۴	متکبر نظر کرم سے محروم ہوگا	۲۸۰
۲۷۵	خنچے سے نیچے کپڑا الٹکانے والا جہنمی ہے	۲۸۱
۲۷۵	تین آدمی قیامت کے روز شرف کلام سے محروم ہوں گے	۲۸۲
۲۷۶	خنچے سے نیچے کپڑا الٹکانا حرام ہے	۲۸۳
۲۷۷	شلوار کو نصف پنڈلی تک رکھنا	۲۸۴
۲۷۹	شلوار خنچوں سے اوپر تک	۲۸۵
۲۷۹	خنچے چھپا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں	۲۸۶
۲۸۰	میدان جنگ میں بھی خلاف شرع لباس سے اجتناب کیا جائے	۲۸۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۸۳	شلوار نصف پنڈلی اور ٹخنے کے درمیان	۲۸۸
۲۸۳	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لباس کے خیال رکھنے کا حکم	۲۸۹
۲۸۳	عورتیں اپنے ٹخنے چھپائیں گی	۲۹۰
۲۸۵	بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرْفَعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا بطور تواضع عمدہ لباس کے ترک کرنے کا استحباب	۲۹۱
۲۸۶	بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَفْتَصِّرُ عَلَى مَا يَزِرُّ بِهٖ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَلَا مَقْصُودٍ شَرْعِيٍّ لباس میں اعتدال اور توسط کا استحباب، بلا ضرورت اور بغیر مقصود شرعی کے ایسا معمولی لباس نہ پہننے جو باعث عیب ہو	۲۹۲
۲۸۷	بَابُ تَحْرِيمِ لِبَاسِ الْحَرِيرِ عَلَى الرَّجَالِ وَتَحْرِيمِ جُلُوسِهِمْ حَتَّىٰ وَاسْتِنَادِهِمْ إِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهِ لِلنِّسَاءِ مردوں کے لیے ریشمی لباس پہننا، ریشمی فرش پر بیٹھنا اور اس کو تکیہ لگانا حرام ہے، جبکہ عورتوں کو ریشمی لباس پہننا جائز ہے	۲۹۳
۲۸۸	دنیا میں ریشمی لباس پہننے والا قیامت میں ریشمی لباس سے محروم ہوگا	۲۹۴
۲۸۹	سونا اور ریشم کا استعمال مردوں پر حرام ہے	۲۹۵
۲۹۰	سونے اور ریشم عورتوں کے لیے حلال ہے	۲۹۶
۲۹۱	بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيرِ لِمَنْ بِهٖ حِجَّةٌ خارش والے کے لیے ریشمی لباس کا جواز	۲۹۷
۲۹۲	باب النهی عن افتراش جلود النمر والركوب عليها چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور اس پر سوار ہونے کی ممانعت	۲۹۸
۲۹۲	درندوں کی کھال استعمال کرنے کی ممانعت	۲۹۹
۲۹۳	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا لَبَسَ ثَوْبًا جَدِيدًا أَوْ نَعْلًا أَوْ نَحْوَهُ نیا لباس اور نیا جوتا وغیرہ پہننے کے وقت کیا کہنا چاہیے؟	۳۰۰
۲۹۳	نیا لباس وغیرہ پہننے کے وقت یہ دعاء پڑھے	۳۰۱
۲۹۵	باب استحباب الا بتداء باليمين في اللباس لباس پہننے کے وقت دائیں طرف سے ابتداء کا استحباب	۳۰۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۹۶	کتاب آداب نوم والا ضبط جاع	
۲۹۶	سونے، لیٹنے، بیٹھنے، مجلس، ہم نشینی اور خواب کے آداب	۳۰۳
۲۹۶	سونے کے وقت کی دعائیں	۳۰۴
۲۹۷	با وضوء سونا مسنون ہے	۳۰۵
۲۹۸	رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی پابندی	۳۰۶
۲۹۸	دہائی کروٹ میں سونا مسنون ہے	۳۰۷
۲۹۹	نیند کی موت سے تشبیہ	۳۰۸
۳۰۰	پیٹ کے بل سونے کی ممانعت	۳۰۹
۳۰۱	بستر پر لیٹے وقت ذکر اللہ کا اہتمام کریں	۳۱۰
۳۰۲	بَابُ جَوَازِ الْإِسْتِقْلَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ الْإِحْدَى الرَّجْلَيْنِ عَلَى الْأُخْرَى إِذَا لَمْ يَخْفُ أَنْكَشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُودِ مُتَرَبِّعًا وَمُحْتَبِئًا چت لیٹنے، ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹانگ پر ٹانگ رکھنے، چوکڑی مار کر بیٹھنے اور ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد کر کے بیٹھنے کا جواز	۳۱۱
۳۰۲	چت لیٹنے کی صورت میں ستر کا خیال رکھیں	۳۱۲
۳۰۲	فجر کے بعد آپ ﷺ کا چار زانو بیٹھنا	۳۱۳
۳۰۳	احتباء کی حالت میں بیٹھنے کا ثبوت	۳۱۴
۳۰۴	رسول اللہ ﷺ کا رعب	۳۱۵
۳۰۴	مغضوب علیہم لوگ کی طرح بیٹھنا	۳۱۶
۳۰۵	بَابُ فِيْ اَدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْحَلِيسِ مجلس میں بیٹھنے اور ہم نشینی کے آداب	۳۱۷
۳۰۵	کسی کو اس کی جگہ سے اٹھانے کی ممانعت	۳۱۸
۳۰۶	مجلس سے اٹھ کر جانے والا واپسی پر اپنی جگہ کا زیادہ حق دار ہے	۳۱۹
۳۰۶	مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے	۳۲۰
۳۰۷	دو آدمیوں کے درمیان گھسنے کی ممانعت	۳۲۱
۳۰۸	دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت سے بیٹھنا	۳۲۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۰۹	حلقہ کے درمیان بیٹھنے والے پر لعنت	۳۲۳
۳۰۹	بہتر مجلس جس میں وسعت ہو	۳۲۴
۳۱۰	مجلس سے اٹھنے کی دعاء	۳۲۵
۳۱۱	مجلس سے اٹھتے وقت کا معمول	۳۲۶
۳۱۱	مجلس سے اٹھنے کی دوسری دعاء	۳۲۷
۳۱۳	بغیر ذکر کے مجلس باعثِ ندامت ہوگی	۳۲۸
۳۱۴	مجلس میں درود پڑھنا	۳۲۹
۳۱۶	بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا خواب اور اس کے متعلقات	۳۳۰
۳۱۶	خواب میں بشارت کا ملنا یہ بھی علم نبوت میں سے ہے	۳۳۱
۳۱۷	مومن کا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے	۳۳۲
۳۱۸	خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت	۳۳۳
۳۱۸	اچھا خواب محبت کرنے والے کو بتائے	۳۳۵
۳۱۹	اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہیں	۳۳۶
۳۲۰	برا خواب دیکھتے تو یہ عمل کرے	۳۳۷
۳۲۱	جھوٹا خواب بیان کرنا گناہ ہے	۳۳۸
۳۲۲	کتاب السلام	
۳۲۲	بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْأَمْرِ بِإِفْشَائِهِ سلام کی فضیلت اور اس کے عام کرنے کا حکم	۳۳۹
۳۳۳	سلام کو عام کرنا افضل ترین عبادت ہے	۳۴۰
۳۳۵	حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں کو سلام کرنا	۳۴۱
۳۳۵	سلام کو عام کرنے کا حکم	۳۴۲
۳۳۶	سلام آپس میں محبت قائم کرنے کا ذریعہ ہے	۳۴۳
۳۳۷	سلام کی برکت سے جنت میں داخلہ	۳۴۴
۳۳۷	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سلام کے لیے بازار جانا	۳۴۵

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۲۹	بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ سلام کی کیفیت	۳۴۶
۳۲۹	سلام کے ہر جملہ میں دس نیکیاں	۳۴۷
۳۳۰	جبرائیل علیہ السلام کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام کرنا	۳۴۸
۳۳۰	رسول اللہ ﷺ کا اہل مجلس کو تین مرتبہ سلام کرنا	۳۴۹
۳۳۱	سلام کے ذریعہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے	۳۵۰
۳۳۲	رسول اللہ ﷺ کا اشارہ سے سلام کرنا	۳۵۱
۳۳۳	علیک السلام مزدوں کا سلام ہے	۳۵۲
۳۳۳	بَابُ آدَابِ السَّلَامِ سلام کے آداب	۳۵۳
۳۳۳	سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مقرب ہے	۳۵۴
۳۳۶	بَابُ إِسْتِحْبَابِ إِعَادَةِ السَّلَامِ عَلَى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهُ عَلَى قُرْبٍ، بَانَ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ أَوْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا تکرار ملاقات کے ساتھ اعادہ سلام کا استحباب مثلاً کوئی باہر گیا اور فوراً اندر آ گیا یا درخت درمیان میں آ گیا	۳۵۵
۳۳۶	ہر ملاقات پر سلام کرنا	۳۵۶
۳۳۸	بَابُ إِسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کا استحباب	۳۵۷
۳۳۸	گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا	۳۵۸
۳۴۰	بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصَّبِيَّانِ بچوں کو سلام کرنا	۳۵۹
۳۴۱	بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلَى زَوْجَتِهِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ مَحَارِمِهِ وَعَلَى أَجَنِبِيَّةٍ وَأَجَنِبِيَّاتٍ لَا يَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ وَسَلَامُهُنَّ بِهَذَا الشَّرْطِ بیوی کو محارم عورتوں کو اور ان عورتوں کو جن سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو سلام کرنے کا جواز اور اسی شرط سے ان کا مردوں کو سلام کرنا	۳۶۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۳۱	ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنا	۳۶۱
۳۳۲	عورتوں کی جماعت کو سلام کا ثبوت	۳۶۲
۳۳۳	بَابُ تَحْرِيمِ ابْتِدَائِنَا الْكَافِرَ بِالسَّلَامِ وَكَيْفِيَةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ، وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ مَجْلِسٍ فِيهِمْ مُسْلِمُونَ وَكُفَّارُ کفار کو سلام کی ابتداء کی حرمت اور ان کو جواب دینے کا طریقہ اس مجلس کو سلام کرنے کا استحباب جس میں مسلم اور کافر دونوں ہوں	۳۶۳
۳۳۳	اہل کتاب کو سلام کے جواب کا طریقہ	۳۶۴
۳۳۴	کفار اور مسلمانوں کی مخلوط جماعت کو سلام کا طریقہ	۳۶۵
۳۳۵	بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلَسَاءَهُ، أَوْ جَلِيسَتَهُ، مجلس میں آتے جاتے سلام کرنا	۳۶۶
۳۳۶	بَابُ الْإِسْتِثْنَانِ وَآدَابِهِ اجازت طلب کرنے اور اس کے آداب کا بیان	۳۶۷
۳۳۶	بچہ جب بالغ ہو جائے تو وہ بھی اجازت لے	۳۶۸
۳۳۶	اجازت تین بار طلب کرے	۳۶۹
۳۳۷	اجازت کے ساتھ داخل ہونے کی حکمت	۳۷۰
۳۳۹	اجازت لینے کا مسنون طریقہ	۱۷۱
۳۵۰	سلام کے بعد اندر آنے کی اجازت لے	۱۷۲
۳۵۱	بَابُ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ إِذَا قِيلَ لِلْمُسْتَأْذِنِ مَنْ أَنْتَ؟ أَوْ يَقُولُ فَلَا فَيُسَمِّي نَفْسَهُ، بِمَا يُعْرِفُ بِهِ مِنْ إِسْمٍ أَوْ كُنْيَةٍ وَكَرَاهَةِ قَوْلِهِ "أَنَا" وَنَحْوِهَا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب اجازت طلب کرنے والے سے پوچھا جائے کہ کون ہے تو اپنا وہ نام اور کنیت بتائے جس سے وہ متعارف ہو اور میں یا اس طرح کا لفظ کہنا پسندیدہ ہے	۳۷۳
۳۵۲	حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا نام ظاہر کرنا	۳۷۴
۳۵۳	جواب میں "میں ہوں" کہنے کی مذمت	۳۷۵
	بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى وَكَرَاهَةِ تَشْمِيتِهِ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ تَعَالَى وَبَيَانِ آدَابِ التَّشْمِيتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاوُبِ	۳۷۶
		۳۷۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۵۳	چھینکنے والے کے الحمد للہ کہنے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے کا استحباب اور بغیر اس کے الحمد للہ کہے یرحمک اللہ کہنے کی کراہت چھینکنے والے کے جواب اور چھینکنے اور جمائی لینے کے آداب	۳۷۸
۳۵۵	چھینکنے والا ”الحمد للہ“ کہے تو جواب میں ”یرحمک اللہ“ کہا جائے	۳۷۹
۳۵۶	چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو جواب نہ دیا جائے	۳۸۰
۳۵۶	رسول اللہ ﷺ کا انداز تربیت	۳۸۱
۳۵۷	چھینکنے کے وقت اہل مجلس کا خیال رکھنا	۳۸۲
۳۵۸	رسول اللہ ﷺ سے دعاء حاصل کرنے کا زلا طریقہ	۳۸۳
۳۶۰	بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللَّقَاءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَقْبِيلِ وَلَدِهِ شَفَقَةً وَمَعَانِقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَكَرَاهِيَةِ الْإِنْجَنَاءِ ملاقات کے وقت مصافحہ، خندہ پیشانی سے ملنے، نیک آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینے، اپنے بچوں کو شفقت سے چومنے اور سفر سے واپس آنے والے سے معانقہ کا استحباب اور چھینکنے کی کراہت	۳۸۴
۳۶۰	صحابہ آپس میں مصافحہ کرتے تھے	۳۸۵
۳۶۰	اہل یمن میں اسلام سے پہلے بھی مصافحہ کا رواج تھا	۳۸۶
۳۶۱	مصافحہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں	۳۸۷
۳۶۲	سلام کے وقت جھکنا ممنوع ہے	۳۸۸
۳۶۳	یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو بوسہ دیا	۳۸۹
۳۶۳	صحابہ کرام کا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو بوسہ دینا	۳۹۰
۳۶۳	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ	۳۹۱
۳۶۵	مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا	۳۹۲
۳۶۵	اپنی اولاد کے بوسہ لینے کا جواز	۳۹۳
۳۶۳	کتاب عیادۃ المریض	
۳۶۶	کِتَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَتَشْيِيعِ الْمَيِّتِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَحَضُورِ دَفْنِهِ، وَالْمَكُثِ عِنْدَ قَبْرِهِ بَعْدَ دَفْنِهِ عیادت مریض اور جنازے کے ساتھ جانے کا حکم	۳۹۴
۳۶۶	مریض کی عیادت کرنا مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے	۳۹۵

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۶۷	بیماری عیادت نہ کرنے پر وعیدیں	۳۹۶
۳۶۸	بیماروں کی عیادت کی اہمیت	۳۹۷
۳۶۹	عیادت مریض کی فضیلت	۳۹۸
۳۶۹	ستر ہزار فرشتوں کی دعاء مغفرت	۳۹۹
۳۷۰	رسول اللہ ﷺ کا یہودی لڑکے کی عیادت فرمانا	۴۰۰
۳۷۲	مَا يُدْعَى بِهِ لِلْمَرِيضِ مریض کے لیے دعاء کا طریقہ	۴۰۱
۳۷۲	مریض کی عیادت کا مسنون طریقہ	۴۰۲
۳۷۳	جھاڑ پھونک کا جائز طریقہ	۴۰۳
۳۷۴	عیادت کے وقت حضرت سعد کے لیے دعاء	۴۰۴
۳۷۵	اپنے اوپر دم کرنے کا طریقہ	۴۰۵
۳۷۵	مریض کے لیے دعاء کا ایک طریقہ	۴۰۶
۳۷۶	لاباس طہور کہنا	۴۰۷
۳۷۷	حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دعاء	۴۰۸
۳۷۷	بیماری کی حالت میں پڑھنے کے کلمات	۴۰۹
۳۸۹	بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ اَهْلِ الْمَرِيضِ عَنْ حَالِهِ بیمار کے اہل خانہ سے مریض کا حال پوچھنے کا استحباب	۴۱۰
۳۸۰	بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ اَيَسَ مِنْ حَيَاتِهِ جو شخص اپنی زندگی سے مایوس ہو جائے وہ کیا دعاء کرے؟	۴۱۱
۳۸۱	رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت کی کیفیت	۴۱۲
۳۸۲	بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ اَهْلِ الْمَرِيضِ وَمَنْ يَخْدُمُهُ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهِ الصَّبْرَ عَلَى مَا يَشْقُ مِنْ اَمْرِهِ وَكَذَا الْوَصِيَّةِ بِمَنْ قَرَبَ سَبَبُ مَوْتِهِ بِحَدِّ اَوْقْصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا مریض کے گھر والوں اور اس کے خدمت گاروں کو مریض کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور مریض کی طرف سے پیش آنے والی مشقتوں پر صبر کرنے کی تلقین اسی طرح جس کا سبب موت قریب ہو یعنی حد یا قصاص وغیرہ نافذ ہونے والی ہو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید	۴۱۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۸۲	عورت کو حالت حمل میں رجم نہیں کیا جائے گا	۴۱۴
۳۸۳	جَوَازُ قَوْلِ الْمَرِيضِ أَنَا وَجُعٌ ، أَوْ شِدِيدُ الْوَجَعِ أَوْ مَوْعُوكَ أَوْ أَرَأْسَاهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى السَّخَطِ وَإِظْهَارِ الْحَزَنِ بیمار کا یہ کہنا کہ مجھے تکلیف ہے یا سخت تکلیف ہے یا بخار ہے یا ہائے میرا سر وغیرہ بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اللہ سے ناراضگی اور جزع و فزع کے طور پر نہ ہو	۴۱۵
۳۸۴	رسول اللہ ﷺ کو بخار دو آدمیوں کے برابر ہوتا تھا	۴۱۶
۳۸۴	حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیماری کی کیفیت بتانا	۴۱۷
۳۸۵	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شدت مرض کو بیان کرنا	۴۱۸
۳۸۶	تَلْقِيَنِ الْمُحْتَضِرَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جس کی موت قریب ہو اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا	۴۱۹
۳۸۶	موت کے وقت کلمہ تلقین کرنا	۴۲۰
۳۸۸	بَابُ مَا يَقُولُهُ، بَعْدَ تَغْيِضِ الْمَيِّتِ مرنے والے کی آنکھیں بند کرنے کے بعد کون سی دعاء پڑھی جائے؟	۴۲۱
۳۹۰	مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا يَقُولُهُ، مَنْ مَاتَ لَهُ، مَيِّتٌ میت کے پاس کیا کہا جائے اور مرنے والے کے ورثاء کے پاس کیا کلمات کہیں جائیں؟	۴۲۲
۳۹۱	جانی و مالی صدمہ پر یہ دعاء پڑھے	۴۲۳
۳۹۲	بچے کے انتقال پر صبر کا بدلہ ”بیت الحمد“ ہے	۴۲۴
۳۹۲	اولاد کے انتقال پر صبر کا بدلہ جنت ہے	۴۲۵
۳۹۲	رسول اللہ ﷺ کے نواسہ کے انتقال کا واقعہ	۴۲۶
۳۹۵	جَوَازُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاحَةٍ نوحہ خوانی اور چیخ و پکار کے بغیر مرنے والے پر رونے کا جواز	۴۲۷
۳۹۵	حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر رسول اللہ ﷺ کا آبدیدہ ہونا	۴۲۸
۳۹۶	رشتہ داروں کی موت پر آنسو جاری ہونا	۴۲۹
۳۹۷	حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موت پر رسول اللہ ﷺ کا غم	۴۳۰
۳۹۷	الْكَفُّ عَنْ مَا يَرَى مِنَ الْمَيِّتِ مِنْ مَكْرُوهِ	۴۳۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۹۸	میت کی کوئی ناگوار بات دیکھ کر اسے ذکر کرنے کی ممانعت	۳۳۲
۳۹۹	الصَّلَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ وَتَشْيِيعُهُ وَحُضُورُ دَفْنِهِ وَكَرَاهَةُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ میت کی نماز جنازہ پڑھنا، جنازے کے ساتھ جانا اور تدفین کے وقت موجود ہونا، عورتوں کے جنازے کے ساتھ جانے کی کراہت	۳۳۳
۳۹۹	تدفین تک رہنے والے کا اجر و ثواب	۳۳۴
۳۹۹	جنازہ و دفن دونوں میں شرکت کا ثواب	۳۳۵
۴۰۰	عورتوں کی جنازہ میں شرکت ممنوع ہے	۳۳۶
۴۰۱	إِسْتِحْبَابُ تَكْثِيرِ الْمُصَلِّينَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَجَعْلِ صَفُو فِهِمْ ثَلَاثَةً فَأَكْثَرَ جنازے کی نماز میں نمازیوں کی کثرت اور صفوں کے تین یا زیادہ ہونے کا استحباب	۳۳۷
۴۰۱	جنازہ میں چالیس آدمیوں کی شرکت بھی باعشر رحمت ہے	۳۳۸
۴۰۳	لوگ کم ہوں تو جنازہ کی تین صفیں بنائی جائیں	۳۳۹
۴۰۴	نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟	۳۴۰
۴۰۴	جنازہ کی ایک جامع دعاء	۳۴۱
۴۰۵	جنازہ کی ایک اہم دعاء	۳۴۲
۴۰۶	مرنے والے کے حق میں دعاء	۳۴۳
۴۰۶	جنازہ میں پڑھی جانے والی ایک اور دعاء	۳۴۴
۴۰۸	جنازہ میں نام لے کر دعاء کرنا	۳۴۵
۴۰۸	چوتھی تکبیر کے بعد سلام پہلے دعاء	۳۴۶
۴۱۰	باب الْأَسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ جنازہ میں جلدی کرنے کا حکم	۳۴۷
۴۱۰	جنازہ لے جاتے ہوئے قدرے تیز چلنا	۳۴۸
۴۱۰	میت کی گفتگو و مخلوقات سختی میں	۳۴۹
	تَعْجِيلُ قَضَاءِ الدِّينِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى تَحْهِيهِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ فَحَاجَةٌ فَيَتْرَكَ حَتَّى يَتَيَقَّنَ مَوْتَهُ مرنے والے کے قرض کی ادائیگی اور اس کی تجہیز میں جلدی کرنا سوائے اس کے کوئی اچانک مر	۳۵۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	جائے تو توقف کیا جائے تاکہ موت کا یقین ہو جائے	۴۱۲
۴۵۱	مقروض کی روح قرض کی ادائیگی تک معلق رہتی ہے	۴۱۲
۴۵۲	کفن و دفن میں جلدی کرنا چاہیے	۴۱۳
۴۵۳	بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ قبر کے پاس وعظ و نصیحت	۴۱۳
۴۵۴	بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهِ وَالْقُعُودِ عِنْدَ قَبْرِهِ سَاعَةً لِلدُّعَاءِ لَهُ وَالْإِسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ تدفین کے بعد میت کے لیے دعا اور قبر کے پاس کچھ وقت بیٹھ کر مرنے والے کے لیے دعا اور استغفار کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا	۴۱۵
۴۵۵	دفن کے بعد میت کے حق میں دعا کرنا	۴۱۵
۴۵۶	دفن کے بعد کچھ دیر قبر پر ٹھہرنا	۴۱۶
۴۵۷	بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالِدُّعَاءِ لَهُ میت کی طرف سے صدقہ اور اس کے لیے دعا	۴۱۸
۴۵۸	میت کی طرف سے صدقہ و خیرات	۴۱۸
۴۵۹	موت کے بعد کام آنے والے اعمال	۴۱۹
۴۶۰	بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ مرنے والے کی خوبیاں بیان کرنا	۴۲۰
۴۶۱	دو آدمی بھی میت کی تعریف کریں تو وہ جنت میں داخل ہوگا	۴۲۱
۴۶۲	بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ أَوْلَادٌ صَغَارٌ جس کے چھوٹے بچے مر جائیں اس کی فضیلت	۴۲۳
۴۶۳	نابالغ اولاد کی موت کی فضیلت	۴۲۳
۴۶۴	جس کے تین بچے مر جائیں	۴۲۳
۴۶۵	عورتوں کو نصیحت کے لیے الگ دن مقرر کرنا	۴۲۴
۴۶۶	بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ الْمُرُورِ بِقُبُورِ الظَّالِمِينَ وَمَصَارِعِهِمْ وَإِظْهَارِ الْإِفْتِقَارِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَالتَّحْذِيرِ مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْ ذَلِكَ	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴۲۶	ظالموں کے قبروں اور ان کی بربادی کے مقامات پر سے گزرتے ہوئے رونا اور ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی ظاہر کرنے اور غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کا بیان	۴۲۶
۴۲۶	قوم شمود کی بستیوں سے تیزی کے ساتھ گزرنے کا حکم	۴۲۷
۴۲۸	کتاب آداب السفر	
۴۲۸	بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوجِ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَاسْتِحْبَابِهِ اَوَّلَ النَّهَارِ جمعرات کے روز صبح کے وقت آغاز سفر کا استحباب	۴۲۸
۴۲۸	رسول اللہ ﷺ جمعرات کے دن سفر کو پسند فرماتے تھے	۴۲۹
۴۲۸	غزوہ تبوک	۴۳۰
۴۲۵	دن کے آغاز پر کام کرنے سے برکت ہوتی ہے	۴۳۱
۴۳۰	بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلْبِ الرِّفْقَةِ وَتَأْمِيرِهِمْ عَلَى انْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيعُوْنَهُ سفر کے لیے رفقاء کی تلاش اور ان میں سے کسی کو امیر بنانا کہ اس کی اطاعت کا استحباب	۴۳۲
۴۳۰	تنہا سفر کرنے کے نقصانات	۴۳۳
۴۳۰	جنگل میں اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے	۴۳۴
۴۳۱	سفر میں تین میں ایک کو امیر بنایا جائے	۴۳۵
۴۳۱	سفر میں چار آدمی ہونا بہتر ہے	۴۳۶
۴۳۳	بَابُ اَدَبِ السَّيْرِ وَالنُّزُولِ وَالْمَعِيَةِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ السَّرَى وَالرِّفْقِ بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلَحَتِهَا وَامْرُؤُ مَنْ قَصُرَ فِي حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا وَجَوَازِ الْاَرْدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ اِذَا كَانَتْ تُطِيقُ ذَلِكَ سفر میں چلنے اترنے رات گزارنے اور سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ نرمی کرنے کا استحباب اور اس شخص کا حکم جو جانوروں کے حق میں کوتاہی کرے اور اگر جانور طاقت رکھتا تو پیچھے بٹھانے کے جواز کا بیان	۴۳۷
۴۳۳	سفر میں جانوروں کا خیال رکھنا	۴۳۸
۴۳۳	فجر کے قریب گہری نیند نہ سوئے	۴۳۹
۴۳۵	رات کے سفر کرنے کی برکات	۴۴۰
۴۳۵	دوران سفر اکٹھا رہنے چاہیے	۴۴۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴۳۶	جانوروں کے حقوق کا خیال رکھا جائے	۴۸۲
۴۳۷	جانوروں کو ستانا جائز نہیں	۴۸۳
۴۳۸	صحابہ کرام کا جانوروں کے حقوق اداء کرنا	۴۸۴
۴۴۰	بَابُ إِعَانَةِ الرَّفِيقِ رفیق سفر کی اعانت و مدد	۴۸۵
۴۴۰	زائد سواری سے رفقاء سفر کی اعانت	۴۸۶
۴۴۰	تنگی کے وقت باری باری سوار ہونا	۴۸۷
۴۴۱	امیر قافلہ رفقاء سفر کا خیال رکھے	۴۸۹
۴۴۲	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ لِلسَّفَرِ سوار ہوتے وقت پڑھنے کی دعاء	۴۹۰
۴۴۲	سفر کے وقت پڑھنے کی دعاء	۴۹۱
۴۴۳	سفر شروع کرنے سے پہلے ایک دعاء	۴۹۲
۴۴۳	سواری پر سوار ہونے کی دعاء	۴۹۳
۴۴۶	بَابُ تَكْبِيرِ الْمُسَافِرِ إِذَا صَعِدَ الثَّنَا يَأْوُسُ بِهَا وَتَسْبِيحُهَا إِذَا هَبَطَ الْأَوْدِيَةِ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيرِ وَنَحْوِهِ بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر اور بستی کی جانب آتے ہوئے تسبیح کرنا چاہیے،	۴۹۴
۴۴۶	تکبیر میں بہت زیادہ آواز بلند کرنے کی ممانعت	۴۹۵
۴۴۶	چڑھتے ہوئے ”اللہ اکبر“ اترتے ہوئے ”سبحان اللہ“ کہیں	۵۹۶
۴۴۷	سفر سے واپسی کے وقت کی دعاء	۴۹۷
۴۴۷	سفر میں بھی تقویٰ اختیار کریں	۴۹۸
۴۴۸	دعاء آہستہ مانگنا افضل ہے	۴۹۹
۴۵۰	بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ فِي السَّفَرِ سفر میں دعاء کا استحباب	۵۰۰
۴۵۰	تین آدمیوں کی دعاء رد نہیں ہوتی	۵۰۱
	بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا خَافَ نَاسًا أَوْ غَيْرَهُمْ	۵۰۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴۵۱	لوگوں سے یا کسی چیز سے خوف کے وقت کیا دعاء پڑھی جائے؟	۵۰۳
۴۵۲	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا کسی منزل پر اترتے وقت کی دعاء	۵۰۴
۴۵۲	جنگل میں قیام کے وقت یہ دعاء پڑھے	۵۰۵
۴۵۳	بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ الْمَسَافِرِ فِي الرُّجُوعِ إِلَى أَهْلِهِ إِذَا قَضَى حَاجَتَهُ مسافر کا اپنی مصروفیت نمٹا کر جلد اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹنے کا استحباب	۵۰۶
۴۵۳	ضرورت پوری ہونے کے بعد سفر سے واپسی میں جلدی کرے	۵۰۷
۴۵۵	بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُومِ عَلَى أَهْلِهِ نَهَارًا وَكَرَاهَتِهِ فِي اللَّيْلِ لِغَيْرِ حَاجَتِهِ دن کے وقت سفر سے واپس آنے کا استحباب اور بلا ضرورت رات کو آنے کی کراہت	۵۰۸
۴۵۵	رسول اللہ ﷺ سفر سے دن کے وقت واپس تشریف لاتے تھے	۵۰۹
۴۵۷	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ وَإِذَا رَأَى بَلَدَهُ سفر سے واپسی پر اپنے شہر کو دیکھ کر کیا پڑھے؟	۵۱۰
۴۵۸	بَابُ اسْتِحْبَابِ اِبْتِدَاءِ الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِي فِي جَوَارِهِ وَصَلُوتُهُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ سفر سے واپسی پر قریشی مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنے کا استحباب	۵۱۱
۴۵۹	بَابُ تَحْرِيمِ سَفَرِ الْمَرْأَةِ وَحْدَهَا عورت کے تنہا سفر کی حرمت	۵۱۲
۴۵۹	عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر کرنا ممنوع ہے	۵۱۳
۴۵۹	اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا حرام ہے	۵۱۳
۴۶۱	کتاب الفضائل	
۴۶۱	بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ تلاوت قرآن کی فضیلت	۵۱۵
۴۶۱	سورہ بقرہ اور آل عمران کی شفاعت	۵۱۶
۴۶۲	قرآن سیکھنے اور سکھانے والا بہترین شخص ہے	۵۱۷
۴۶۳	ایک ایک کر پڑھنے والے کو دگنا ثواب ملتا ہے	۵۱۸
۴۶۳	تلاوت کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال	۵۱۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۲۰	قرآن بلندی و پستی درجات کا ذریعہ ہے	۴۶۵
۵۲۱	دو باتوں میں حسد کرنا جائز ہے	۴۶۵
۵۲۲	تلاوت کرنے والوں پر یکینہ نازل ہوتا ہے	۴۶۶
۵۲۳	قرآن کریم کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں	۴۶۷
۵۲۴	جو سیدہ قرآن سے خالی ہو ویران گھر کی طرح ہے	۴۶۷
۵۲۵	ہر ایک آیت کی بدولت جنت کا ایک درجہ بلند ہوگا	۴۶۸
۵۲۶	بَابُ الْأَمْرِ بِتَعَهُدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِيرِ مِنْ تَعْرِضِهِ لِلنَّسْيَانِ قرآن کریم کی حفاظت کا حکم اور اس کو بھلا دینے کی ممانعت	۴۷۰
۵۲۷	قرآن کو یاد رکھنے کی کوشش کرنا بہت ضروری ہے	۴۷۰
۵۲۸	بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالِاسْتِمَاعِ لَهَا حسن صوت کے ساتھ تلاوت قرآن کا استحباب	۴۷۱
۵۲۹	اچھی آواز والے سے قرآن سننے کی درخواست اور اس کو سننا	۴۷۱
۵۳۰	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش آواز تھے	۴۷۱
۵۳۱	رسول اللہ ﷺ بہت خوش آواز تھے	۴۷۲
۵۳۲	خوش الحانی سے تلاوت نہ کرنے پر وعید	۴۷۳
۵۳۳	تلاوت سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے	۴۷۴
۵۳۴	بَابُ فِي الْحَقِّ عَلَى سُورِ وَآيَاتِ مَخْصُوصَةٍ مخصوص سورتیں اور مخصوص آیات کے پڑھنے کی ترغیب	۴۷۶
۵۳۵	سورہ فاتحہ کی فضیلت	۴۷۶
۵۳۶	سورہ اخلاص اجر میں تہائی قرآن کے برابر ہے	۴۷۷
۵۳۷	ایک صحابی کا سورہ اخلاص کی مکرر تلاوت کرنا	۴۷۸
۵۳۸	سورہ اخلاص کی محبت دخول جنت کا ذریعہ ہے	۴۷۹
۵۳۹	معوذتین کی فضیلت	۴۸۰
۵۴۰	معوذتین کے ذریعہ آپ پناہ مانگتے تھے	۴۸۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۱	سورۃ الملک قیامت کے دن شفاعت کرے گی	۴۸۲
۵۴۲	سورۃ البقرۃ کی آخری آیات کی فضیلت	۴۸۲
۵۴۳	سورۃ البقرۃ کی تلاوت سے شیطان بھاگ جاتا ہے	۴۸۳
۵۴۴	قرآن کریم کی عظیم آیت	۴۸۴
۵۴۵	رات کو آیت الکرسی کی تلاوت سے گھر محفوظ ہو جاتا ہے	۴۸۴
۵۴۶	دجال کے فتنے سے حفاظت کا ذریعہ	۴۸۶
۵۴۷	سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت	۴۸۷
۵۴۸	بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاجْتِمَاعِ عَلَى الْقِرَاءَةِ قرآن کریم کی اجتماعی تلاوت کا استحباب	۴۸۹
۵۴۹	بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وضوء کی فضیلت	۴۹۰
۵۵۰	قیامت کے دن اعضاء وضوء چمک رہے ہوں گے	۴۹۰
۵۵۱	وضوء کی برکت سے جنت کے زیورات	۴۹۱
۵۵۲	وضوء کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں	۴۹۲
۵۵۳	وضوء سے پچھلے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں	۴۹۳
۵۵۴	وضوء میں جس عضو کو دھویا جائے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں	۴۹۳
۵۵۵	وضوء کرنے والوں کو رسول اللہ ﷺ پہچان لیں گے	۵۹۴
۵۵۶	درجات بلند کرنے والے اعمال	۴۹۵
۵۵۷	صفائی نصف ایمان ہے	۴۹۶
۵۵۸	وضوء کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کی فضیلت	۴۹۷
۵۵۹	بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ اذان کی فضیلت کا بیان	۴۹۸
۵۶۰	قیامت کے دن مؤذنین کی گردنیں سب سے اونچی ہوں گی	۴۹۹
۵۶۱	اذان بلند آواز سے کہنی چاہیے	۵۹۹
۵۶۲	اذان کی آواز سن کر شیطان بھاگتا ہے	۵۰۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۰۱	اذان کا جواب دینا مسنون ہے	۵۶۳
۵۰۲	اذان کے جواب دینے کا طریقہ	۵۶۳
۵۰۲	اذان کے بعد کی دعاء	۵۶۵
۵۰۳	اذان کے بعد کی دوسری دعاء	۵۶۶
۵۰۴	اذان و اقامت کے درمیان دعاء قبول ہوتی ہے	۵۶۷
۵۰۵	بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ نمازوں کی فضیلت	۵۶۸
۵۰۵	نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے	۵۶۹
۵۰۵	پانچوں نمازوں سے پاکیزگی حاصل ہونے کی مثال	۵۷۰
۵۰۶	گناہوں کو مٹانے میں پانچوں نمازوں کی مثال	۵۷۱
۵۰۷	نماز گناہوں کو مٹاتی ہے	۵۷۲
۵۰۸	نمازوں کے درمیانی اوقات گناہوں کے لیے کفارہ ہیں	۵۷۳
۵۰۸	خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کی فضیلت	۵۷۴
۵۱۰	بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ صبح اور عصر کی نمازوں کی فضیلت	۵۷۵
۵۱۰	نماز فجر و عصر کی پابندی کرنے والا جہنم سے محفوظ رہے گا	۵۷۶
۵۱۱	فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے	۵۷۷
۵۱۲	نماز فجر و عصر میں فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے	۵۷۸
۵۱۳	جنت میں دیدار الہی نصیب ہوگا	۵۷۹
۵۱۳	نماز عصر چھوڑنے کی نحوست	۵۸۰
۵۱۵	بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت	۵۸۱
۵۱۵	مسجد میں پابندی سے حاضری دینے والوں کے لیے خوشخبری	۵۸۲
۵۱۵	مسجد کی طرف اٹھنے والے ہر قدم پر گناہ معاف ہوتا ہے	۵۸۳
۵۱۶	مسجد میں پیدل حاضری کا شوق	۵۸۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۱۷	نمازیوں کے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں	۵۸۵
۵۱۸	دور سے مسجد آنے والوں کو زیادہ ثواب ملتا ہے	۵۸۶
۵۱۸	اندھیروں میں مسجد آنے والوں کو قیامت کے دن نور ملے گا	۵۸۷
۵۲۰	جو مسجد میں کثرت کے ساتھ آتا ہے اس کے ایمان کی گواہی دو	۵۸۸
۵۲۲	بَابُ فَضْلِ اِنْتِظَارِ الصَّلَاةِ انتظارِ صلاۃ کی فضیلت	۵۸۹
۵۲۲	انتظار کرنے والے کو نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے	۵۹۰
۵۲۲	نماز کے انتظار کرنے والوں کے حق میں فرشتے دعا کرتے ہیں	۵۹۱
۵۲۳	جماعت کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت	۵۹۲
۵۲۳	بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ نماز باجماعت کی فضیلت	۵۹۳
۵۲۳	جماعت کی نماز کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہوتا ہے	۵۹۴
۵۲۵	ناپیدا کو بھی جماعت کے ساتھ نماز کی تاکید	۵۹۵
۵۲۶	جماعت میں حاضری کی تاکید	۵۹۶
۵۲۷	جماعت چھوڑنے پر وعید	۵۹۷
۵۲۸	جماعت کے ساتھ نماز اداء کرنا سنن ہدیٰ میں سے ہے	۵۹۸
۵۲۹	جنگل میں بھی جماعت کے ساتھ نماز کا اہتمام کریں	۵۹۹
۵۳۰	بَابُ الْحَثِّ عَلَى حُضُورِ الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فجر اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب	۶۰۰
۵۳۳	بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَالنَّهْيِ الْاَكِيدِ وَالْوَعْدِ الشَّدِيدِ فِي تَرْكِهِنَّ فرض نمازوں کی محافظت اور ان کے ترک کی ممانعت اور شدید وعید	۶۰۱
۵۳۳	نماز کو اس کے وقت پر اداء کرنا افضل عمل ہے	۶۰۲
۵۳۳	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے	۶۰۳
۵۳۵	کفر سے توبہ کر کے ایمان قبول کرنے سے جان و مال محفوظ ہو جاتا ہے	۶۰۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۳۵	دین کی تعلیم میں ترتیب و حکمت اختیار کی جائے	۶۰۵
۵۳۶	ایمان و کفر کے درمیان حدِ فاصل نماز ہے	۶۰۶
۵۳۷	نماز چھوڑنے سے کافر ہو جاتا ہے	۶۰۷
۵۳۸	صحابہ کرام نماز کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے	۶۰۸
۵۳۹	سب سے پہلے نماز کا حساب	۶۰۹
۵۴۱	بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْأَمْرِ بِاتِّمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ وَتَسْوِيتِهَا وَالتَّرَاصُّ فِيهَا صفِ اوّل میں نماز کی فضیلت پہلی صفوں کے اتمام صفوں کے برابر کرنے اور مل کر کھڑے ہونے کا حکم	۶۱۰
۵۴۱	صفِ اوّل میں نماز کی فضیلت	۶۱۱
۵۴۲	مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے	۶۱۲
۵۴۲	مسلل پچھلی صف میں نماز پڑھنے والوں کے لیے وعید	۶۱۳
۵۴۳	صف سیدھا نہ کرنے پر وعیدیں	۶۱۴
۵۴۴	صف سیدھا کرنا نماز کے اتمام میں داخل ہے	۶۱۵
۵۴۵	صف سیدھا کرنے کی تاکید	۶۱۶
۵۴۵	صف سیدھا نہ کرنے سے دلوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے	۶۱۷
۵۴۶	پہلی صف میں نماز پڑھنے والوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے	۶۱۸
۵۴۷	صف کے درمیان خالی جگہ نہ چھوڑیں	۶۱۹
۵۴۸	صف کے درمیان خالی جگہ میں شیطان گھستا ہے	۶۲۰
۵۴۹	پہلی صف پہلے مکمل کریں	۶۲۱
۵۴۹	امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت	۶۲۲
۵۵۰	صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے دائیں جانب کھڑا ہونے کو پسند فرماتے تھے	۶۲۳
۵۵۰	صف کے درمیان خالی جگہ پر کرنے کی تاکید	۶۲۴
۵۵۲	بَابُ فَضْلِ السَّنَنِ الرَّائِيَةِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَيَبَانَ أَقْلَهَا وَأَكْمَلُهَا وَمَا بَيْنَهُمَا فرض نمازوں کے ساتھ سنن موکدہ کی فضیلت کم سے کم، زیادہ کامل اور ان دونوں کے درمیان صورت کا بیان	۶۲۵
۵۵۲	بارہ رکعت سنتوں کی فضیلت	۶۲۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۵۳	ظہر سے پہلے کی سنتیں	۶۲۷
۵۵۴	ہر اذان و اقامت کے درمیان نماز ہے	۶۲۸
۵۵۵	بَابُ تَاكِيْدِ رُكْعَتِي سُنَّةِ الصُّبْحِ صبح کی سنتوں کی تاکید	۶۲۹
۵۵۵	ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت کی پابندی	۶۳۰
۵۵۵	فجر کی سنتوں کا اہتمام	۶۳۱
۵۵۶	فجر کی سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر	۶۳۲
۵۵۶	طلوع فجر کے بعد سنت و فجر کی ادائیگی	۶۳۳
۵۵۹	بَابُ تَخْفِيفِ رُكْعَتِي الْفَجْرِ وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيْهَا، وَبَيَانِ وَقْتَيْهِمَا فجر کی سنتوں میں تخفیف اور ان کی قراءت اور وقت کا بیان	۶۳۴
۵۵۹	فجر کی سنتیں ہلکی بھلکی ادا فرماتے تھے	۶۳۵
۵۶۰	طلوع فجر کے بعد سنت کی ادائیگی	۶۳۶
۵۶۱	فجر کی سنتوں میں قرأت	۶۳۷
۵۶۱	فجر کی سنتوں میں سورۃ الکافرون اور اخلاص پڑھنا	۶۳۸
۵۶۲	فجر کی سنتوں میں سورۃ کافرون اور اخلاص پڑھنا بہتر ہے	۶۳۹
۵۶۳	بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِحَاعِ بَعْدَ رُكْعَتِي الْفَجْرِ، عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ، وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَاءً كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنے کا استحباب خواہ تہجد پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو	۶۴۰
۵۶۳	فجر کی سنتوں کے بعد استراحت	۶۴۱
۵۶۳	فجر کی سنتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنا	۶۴۲
۵۶۶	باب سنة الظهر ظہر کی سنتوں کا بیان	۶۴۳
۵۶۶	ظہر سے پہلے آپ ﷺ چار رکعتوں کا بہت اہتمام فرماتے تھے	۶۴۴
۵۶۶	آپ ﷺ ظہر کی سنتیں گھر میں پڑھا کرتے تھے	۶۴۵
۵۶۷	ظہر کی سنتوں کا اہتمام جہنم سے خلاصی کا ذریعہ ہے	۶۴۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۶۳۷	زوال کے بعد چار رکعت نفل	۵۶۸
۶۳۸	ظہر کے فرض سے پہلے سنتیں رہ جائیں تو بعد میں پڑھ لے	۵۶۸
۶۳۹	بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ عصر کی سنتوں کا بیان	۵۷۰
۶۵۰	عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کا معمول تھا	۵۷۰
۶۵۱	عصر سے پہلے دو رکعتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں	۵۷۱
۶۵۲	بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا مغرب سے پہلے اور مغرب کے بعد کی سنتیں	۵۷۲
۶۵۳	مغرب کے فرض سے پہلے نفل پڑھنا چاہے تو اجازت ہے	۵۷۲
۶۵۴	صحابہ مغرب میں فرض سے پہلے نفل پڑھا کرتے تھے	۵۷۲
۶۵۵	مغرب سے پہلے نفل پڑھنے والوں کو منع نہیں فرمایا	۵۷۳
۶۵۶	مغرب کی نماز سے قبل نفل پڑھنے کا معمول	۵۷۴
۶۵۷	بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا عشاء کے بعد اور اس سے پہلے کی سنتیں	۵۷۵
۶۵۸	بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ جمعہ کی سنتیں	۵۷۰
۶۵۹	جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھیں	۵۷۰
۶۶۰	جمعہ کے بعد گھر آ کر دو رکعتیں پڑھنا	۵۷۰
۶۶۱	بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِي الْبَيْتِ سَوَاءَ الرَّائِيَةِ وَغَيْرِهَا وَالْأَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْفَرِيضَةِ أَوْ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامِ سَنَنْ رَاتِبَهُ أَوْ غَيْرِ رَاتِبِهِ كِيْ غَيْرِ فِي اِدَائِهِ كَالِاسْتِحْبَابِ أَوْ نَوَافِلِ كَوْفَرِ الْفَضْلِ سَعْدًا كَرْنِ كَلِمَةٍ جَدَّ بَدَلْنَاهَا كَلَامَ كَرْنَا	۵۷۸
۶۶۲	گھروں کو قبرستان نہ بنایا جائے	۵۷۹
۶۶۳	گھر میں بھی کچھ نوافل پڑھا کر لیں	۵۷۹
۶۶۴	فرض کے بعد جگہ بدل کر سنتیں پڑھنا	۵۷۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۶۶۵	بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَوةِ الْوُتْرِ وَيَبَيِّنُ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَيَبَيِّنُ وَقْتَهُ نماز وتر کی ترغیب وتر کے سنت مؤکدہ ہونے اور اس کے وقت کا بیان	۵۸۱
۶۶۶	وتر کی نماز رات کے بالکل آخری حصہ میں پڑھنا	۵۸۱
۶۶۷	رات کی نمازوں میں وتر کو آخر میں پڑھو	۵۸۲
۶۶۸	صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو	۵۸۲
۶۶۹	وتر کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیدار فرماتے تھے	۵۸۳
۶۷۰	صبح سے پہلے جلدی وتر پڑھ لیا کرو	۵۸۳
۶۷۱	وتر کی نماز عشاء کے بعد متصل پڑھنا	۵۸۳
۶۷۲	بَابُ فَضْلِ صَلَوةِ الضُّحَى وَيَبَيِّنُ أَقَلَّهَا وَأَكْثَرَهَا وَأَوْسَطَهَا وَالْحَثُّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا صلاة الضحیٰ کی فضیلت و ترغیب، صلاة الضحیٰ کی رکعتوں کا بیان	۵۸۶
۶۷۳	جسم کے ہر جوڑ کے بدلہ میں صدقہ کرنا	۵۸۷
۶۷۴	چاشت کی چار رکعتیں ہیں	۵۸۷
۶۷۵	فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائی ہیں	۵۸۸
۶۷۶	بَابُ تَحْجُوزُ صَلَوةِ الضُّحَى مِنْ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلَى زَوَالِهَا، وَالْأَفْضَلُ أَنْ تُصَلِّيَ عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحَى صلاة الضحیٰ سورج کے بلند ہونے کے وقت سے لیکر زوال سے پہلے تک جائز ہے، افضل یہ ہے کہ دن قدرے گرم ہو جائے اور سورج بلند ہونے کے بعد پڑھی جائے	۵۸۹
۶۷۷	بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَوةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ! قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ أَوْ صَلَوةِ فَرِيضَةٍ أَوْ سُنَّةٍ رَاتِبَةٍ أَوْ غَيْرِهَا تحیۃ المسجد کی ترغیب، مسجد میں دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے خواہ کسی بھی وقت مسجد میں جائے اور خواہ یہ دو رکعت فرض یا سنت راتبہ ہوں یا نفل ہوں یا تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھی گئی ہوں	۵۹۰
۶۷۸	مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھنا	۵۹۰
۶۷۹	بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوءِ تحیۃ الوضوء کا مستحب ہونا	۵۹۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۹۳	بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوبِهَا وَالْإِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطَيُّبِ وَالتَّبَكُّيرِ إِلَيْهَا وَالدُّعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَبَيَانُ سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ أَكْثَرِ ذِكْرِ اللَّهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ جمعہ کا وجوب اس کیلئے غسل کرنا، خوشبو لگانا اور نماز جمعہ کے لیے جلدی جانا، جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا اور بعد جمعہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا اور روز جمعہ ساعتِ اجابت کا بیان	۶۸۰
۵۹۴	جمعہ کے دن کی فضیلت	۶۸۱
۵۹۵	نماز جمعہ کی ادائیگی گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہے	۶۸۲
۵۹۵	نمازیں گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہیں	۶۸۳
۵۹۶	جمعہ ترک کرنے پر سخت وعید	۶۸۴
۵۹۷	جمعہ سے پہلے غسل کرنے کا حکم	۶۸۵
۵۹۸	جمعہ سے پہلے غسل کا اہتمام کریں	۶۸۶
۵۹۸	عذر کی وجہ سے جمعہ کا غسل چھوڑا جاسکتا ہے	۶۸۷
۵۹۹	نماز جمعہ کے آداب	۶۸۸
۶۰۰	جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی	۶۸۹
۶۰۱	قبولیت کی گھڑی کا وقت	۶۹۰
۶۰۲	جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کی تاکید	۶۹۱
	بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُودِ الشُّكْرِ عِنْدَ حُصُولِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ أَوْ اِنْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ	۶۹۲
۶۰۳	سجود شکر کا استحباب اس وقت جب کوئی ظاہری نعمت ملے یا کوئی بلا نائل جائے	۶۹۳
۶۰۴	بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ رات کے قیام کی فضیلت	۶۹۴
۶۰۵	آپ ﷺ رات کو اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک پر درم آجاتا تھا	۶۹۵
۶۰۶	تہجد کی تاکید	۶۹۶
۶۰۶	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تہجد کی پابندی	۶۹۷
۶۰۷	تہجد کی عادت چھوڑنے کی مذمت	۶۹۸
۶۰۷	صبح تک سونے والے کے کام میں شیطان پیشاب کرتا ہے	۶۹۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۰۸	شیطان کی طرف سے غفلت کے گرہیں	۷۰۰
۶۰۹	تہجد کی پابندی بھی دخول جنت کا ذریعہ ہے	۷۰۱
۶۱۰	فرض کے بعد سب سے زیادہ اہمیت تہجد کی ہے	۷۰۲
۶۱۰	تہجد کی نماز روزہ دو رکعتیں بھی پڑھ سکتے ہیں	۷۰۳
۶۱۱	رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں تہجد پڑھی ہے	۷۰۴
۶۱۲	تہجد میں پچاس آیات کے برابر طویل سجدہ فرماتے تھے	۷۰۵
۶۱۲	نبی کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے	۷۰۶
۶۱۳	آپ ﷺ کا عام معمول آخری رات میں تہجد کا تھا	۷۰۷
۶۱۴	رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز بہت طویل ہوتی تھی	۷۰۸
۶۱۴	سورہ بقرہ، آل عمران، نساء ایک رکعت میں تلاوت فرمائی	۷۰۹
۶۱۵	لبے قیام والی نماز افضل ہے	۷۱۰
۶۱۶	صلوٰۃ داؤد اور صوم داؤد اللہ تعالیٰ کو پسند ہے	۷۱۱
۶۱۶	ہر رات قبولیت کی ایک گھڑی ہے	۷۱۲
۶۱۷	تہجد کے شروع میں دو مختصر رکعتیں پڑھیں	۷۱۳
۶۱۸	آپ ﷺ تہجد کی بھی قضاء فرماتے تھے	۷۱۴
۶۱۸	رات کے فوت شدہ معمولات دن میں قضاء کیے جاسکتے ہیں	۷۱۵
۶۱۹	میاں بیوی کا ایک دوسرے کو تہجد کے لیے اٹھانا باعثِ رحمت ہے	۷۱۶
۶۲۰	میاں بیوی دونوں کا ذکرین میں شامل ہونا	۷۱۷
۶۲۰	جب نیند کا غلبہ ہو تو تہجد کو موخر کر دے	۷۱۸
۶۲۱	تہجد پڑھتے ہوئے نیند کا غلبہ ہو تو کچھ دیر آرام کرنا چاہیے	۷۱۹
۶۲۲	بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ قیام رمضان یعنی تراویح کا استحباب	۷۲۰
۶۲۲	رمضان میں روزے اور تراویح دونوں مغفرت کا ذریعہ ہیں	۷۲۱
۶۲۳	قیام اللیل کی خصوصی ترغیب	۷۲۲
	بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ اَرْجَىٰ لَيَالِيهَا	۷۲۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷۲۴	قیام لیلة القدر کی فضیلت اور اس کی متوقع راتیں	۶۲۵
۷۲۵	شب قدر میں عبادت مغفرت کا ذریعہ ہے	۶۲۶
۷۲۶	لیلة القدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرنا	۶۲۶
۷۲۷	آخری عشرہ کا اعتکاف	۶۲۷
۷۲۸	طاق راتوں میں شب قدر کی تلاش	۶۲۷
۷۲۹	شب بیداری کے لیے گھر والوں کو بیدار کرنا	۶۲۸
۷۳۰	رسول اللہ ﷺ کا آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام	۶۲۸
۷۳۱	شب قدر میں پڑھنے کی دعاء	۶۲۹
۷۳۲	بَابُ فَضْلِ السَّوَاكِ وَخِصَالِ الْفِطْرَةِ مسواک کی فضیلت اور خصالِ فطرت	۶۳۱
۷۳۳	مسواک کی اہمیت	۶۳۱
۷۳۴	آپ ﷺ نیند سے بیدار ہو کر مسواک فرماتے تھے	۶۳۲
۷۳۵	تہجد میں بھی آپ ﷺ مسواک کا اہتمام فرماتے تھے	۶۳۲
۷۳۶	مسواک کا تاکید حکم	۶۳۳
۷۳۷	گھر میں داخل ہو کر مسواک فرماتے تھے	۶۳۳
۷۳۸	آپ ﷺ زبان مبارک پر بھی مسواک فرماتے تھے	۶۳۴
۷۳۹	مسواک پاکی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے	۶۳۴
۷۴۰	پانچ باتیں فطرتِ انسانی میں داخل ہیں	۶۳۵
۷۴۱	دس باتیں فطرت میں داخل ہیں	۶۳۵
۷۴۲	موچھیں کاٹنے داڑھی بڑھانے کا حکم	۶۳۶
۷۴۳	بَابُ تَاكِيدِ وَجُوبِ الزَّكَاةِ وَبَيَانِ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا وجوبِ زکوٰۃ کی تاکید اور اس کی فضیلت	۶۳۸
۷۴۴	اخلاص کے ساتھ عبادت کی جائے	۶۳۸
۷۴۵	اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے	۶۳۹
۷۴۶	ایک دیہاتی کو بنیادی ارکان کی تعلیم	۶۴۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۴۱	اسلام کی تعلیمات کو یکے بعد دیگرے سکھانا	۷۴۷
۶۴۲	اسلام میں پورے داخل ہونے تک قتال جاری رکھا جائے	۷۴۸
۶۴۳	اسلام کے کسی ایک فرض کو چھوڑنے والے کے خلاف بھی جہاد ہوگا	۷۴۹
۶۴۴	مرتدین کی تفصیلات	۷۵۰
۶۴۵	جنت میں داخل کروانے والے اعمال	۷۵۱
۶۵۶	اسلام پر مکمل عمل کی وجہ سے دنیا میں جنت کی بشارت	۷۵۲
۶۴۷	ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی پر بیعت	۷۵۳
۶۴۸	زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر سخت وعیدیں	۷۵۴
۶۵۱	بَابُ وَجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ صیام رمضان کا وجوب، اس کی فضیلت اور متعلقات کا بیان	۷۵۵
۶۵۱	رمضان میں قرآن نازل ہوا ہے	۷۵۶
۶۵۱	تمام آسمانی صحیفے رمضان میں نازل ہوتے	۷۵۷
۶۵۲	رمضان المبارک میں گناہوں سے بچنے کا خالص اہتمام کیا جائے	۷۵۸
۶۵۳	روزہ داروں کے لیے باب الریان ہے	۷۵۹
۶۵۵	جنت کا ایک دروازہ روزہ داروں کے لیے خاص ہے	۷۶۰
۵۶۵	ایک دن کا روزہ جہنم سے ستر برس دوری کا ذریعہ ہے	۷۶۱
۶۵۶	روزہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے	۷۶۲
۶۵۷	رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں	۷۶۳
۶۵۸	شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی توجیہ	۷۶۴
۶۵۸	روزہ اور افطار کا مدار چاند کی رویت پر ہے	۷۶۵
۶۶۰	بَابُ الْحُودِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوفِ وَالْإِكْتِسَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذَلِكَ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْهُ رمضان المبارک میں جو دو خاتمی کے کام اعمال خیر کی کثرت اور عشرہ اخیر میں ان اعمال میں اضافہ	۷۶۶
۶۶۰	رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سختی تھے	۷۶۷
۶۶۱	رمضان المبارک میں قرآن کریم کا دور	۷۶۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷۶۹	آخری عشرہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام	۶۶۱
۷۷۰	بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ أَوْ أَفَقَّ عَادَةً لَهُ، بَانَ كَأَنَّ، عَادَتُهُ، صَوْمُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَوَافَقَهُ، رمضان المبارک سے پہلے نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت سوائے اس شخص کے جو ما قبل سے ملانے کا عادی ہو یا پیر یا جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے ہوں تو وہ پندرہ شعبان کے بعد کی پیر یا جمعرات کو روزہ رکھ سکتا ہے	۶۶۲
۷۷۱	چاند نظر نہ آئے تو پورے تیس روزے رکھے	۶۶۲
۷۷۲	شعبان کے آخری نصف میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے	۶۶۳
۷۷۳	یوم الشک میں روزہ رکھنے کی ممانعت	۶۶۳
۷۷۴	بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهَيْلَالِ چاند دیکھنے کے وقت کی دعاء	۶۶۵
۷۷۵	بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَاخِيرِهِ مَا لَمْ يَخْشَ طُلُوعَ الْفَجْرِ سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر جب تک طلوع فجر کا اندیشہ نہ ہو	۶۶۶
۷۷۶	رمضان میں سحری اور نماز کے درمیان وقفہ کم ہوتا تھا	۶۶۶
۷۷۷	سحری ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان پر ختم کرو	۶۶۷
۷۷۸	سحری امیر محمدیہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی خصوصیات میں سے ہے	۶۶۸
۷۷۹	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حالات	۶۶۸
۷۸۰	بَابُ فَضْلِ تَعَجِيلِ الْفِطْرِ وَمَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُهُ، بَعْدَ افْطَارِهِ تعییل افطار کی فضیلت، کس چیز سے افطار کرے اور افطار کے بعد کی دعاء	۶۶۹
۷۸۱	رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> افطاری میں جلدی فرماتے تھے	۶۶۹
۷۸۲	جلدی افطار کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں	۶۷۰
۷۸۳	سورج کے غروب ہونے کا یقین ہوتے ہی افطار کر لینا چاہیے	۶۷۱
۷۸۴	افطار کھجور کے علاوہ دوسری چیزوں سے بھی ہو سکتا ہے	۶۷۱
۷۸۵	سادہ پانی سے افطار	۶۷۲
۷۸۶	افطار کھجور سے کرنا افضل ہے	۶۷۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۷۴	بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُشَاتِمَةِ وَنَحْوِهَا روزہ دار کو اپنے اعضاء کو اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور زبان کو گالی اور بری بات سے محفوظ رکھنے کا حکم	۷۸۷
۶۷۴	جو تھوٹ بولنا نہ چھوڑے اس کو روزے کا ثواب نہیں ملتا	۷۸۸
۶۷۶	بَابُ فِي مَسَائِلِ مِنَ الصَّوْمِ روزہ کے مسائل	۷۸۹
۶۷۶	روزے کی حالت میں بھولے سے کھانا پینا	۷۹۰
۶۷۶	روزے کی حالت میں غرارہ ممنوع ہے	۷۹۱
۶۷۷	جنبی آدمی روزہ رکھ سکتا ہے	۷۹۲
۶۷۷	آپ ﷺ بغیر خواب کے جنبی ہوتے اور روزے رکھ لیتے	۷۹۳
۶۷۹	بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْأَشْهُرِ الْحُرُمِ محرم شعبان اور اشہر حرم کے روزوں کی فضیلت	۷۹۴
۶۷۹	رسول اللہ ﷺ شعبان میں بکثرت روزہ رکھتے تھے	۷۹۵
۶۸۰	ہر ماہ تین روزہ رکھنے سے ہمیشہ روزے کا ثواب ملتا ہے	۷۹۶
۶۸۲	بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی فضیلت	۷۹۷
۶۸۳	بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَنَاسُوعَاءِ یوم عرفہ اور نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ	۷۹۸
۶۸۳	یوم عرفہ کا روزہ ایک سال کے گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہے	۷۹۹
۶۸۳	دس محرم کی روزہ کی ترغیب	۸۰۰
۶۸۳	دس محرم کا روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہے	۸۰۱
۶۸۶	بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ شوال المکرم کے چھ روزے مستحب ہیں	۸۰۲
۶۸۷	بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ پیر اور جمعرات کے روزے کا استحباب	۸۰۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۸۰۴	روزے کی حالت میں اعمال پیش ہونے کو پسند کرنا	۶۸۷
۸۰۵	آپ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزہ کا اہتمام فرماتے تھے	۶۸۸
۸۰۶	بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ہر ماہ، ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۲، ۱۵ کو روزے رکھے جائیں	۶۸۹
۸۰۷	رسول اللہ ﷺ کی تین باتوں کی وصیت	۶۸۹
۸۰۸	رسول اللہ ﷺ کی وصیت پر عمل کرنا	۶۸۹
۸۰۹	ہر ماہ تین روزے پورے سال کے برابر اجر رکھتے ہیں	۶۹۰
۸۱۰	ہر ماہ کی کسی بھی تاریخ میں تین روزے رکھے جائیں	۶۹۰
۸۱۱	ایام بیض کے روزوں کا اہتمام	۶۹۱
۸۱۲	رسول اللہ ﷺ ایام بیض کے روزوں کا حکم فرماتے تھے	۶۹۱
۸۱۳	بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا وَفَضْلُ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكُلُ عِنْدَهُ وَدُعَاءُ الْاَكِلِ لِلْمَأْكُولِ عِنْدَهُ روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کی فضیلت، اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور مہمان کی میزبان کے لیے دعا کرنا	۶۹۳
۸۱۴	روزہ دار کے لیے فرشتوں کا استغفار	۶۹۳
۸۱۵	میزبان کے حق میں دعاء	۶۹۴
۶۹۶	کتاب الاعتکاف	
۸۱۶	اعتکاف کی فضیلت	۶۹۶
۸۱۷	رسول اللہ ﷺ ہر سال آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے	۶۹۷
۸۱۸	وفات کے سال رسول اللہ ﷺ نے دو عشرے اعتکاف فرمایا	۶۹۷
۶۹۹	کتاب الحج	
۸۱۹	حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت	۶۹۹
۸۲۰	حج بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے	۶۹۹
۸۲۱	حج زندگی میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے	۷۰۰
۸۲۲	حج مبرور بھی اسلام کے افضل ترین اعمال میں سے ہے	۷۰۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۷۰۲	حج مبرور گناہوں کی مکمل معافی کا ذریعہ ہے	۸۲۳
۷۰۲	عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے	۸۲۴
۷۰۳	عورتوں کے لیے حج افضل جہاد ہے	۸۲۵
۷۰۳	عرفہ کے دن سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے نجات ملتی ہے	۸۲۶
۷۰۴	رمضان کا عمرہ میں حج کے برابر ثواب ہے	۸۲۷
۷۰۵	معذور والد کی طرف سے حج بدل ہو سکتا ہے	۸۲۸
۷۰۶	معذور والدین کی طرف سے حج	۸۲۹
۷۰۶	نابالغ بچوں کا حج	۸۳۰
۷۰۷	بچوں کے حج کا ثواب والدین کو ملے گا	۸۳۱
۷۰۸	حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے پاس صرف ایک ہی سواری تھی	۸۳۲
۷۰۸	سفر حج میں بقدر ضرورت تجارت کر سکتے ہیں	۸۳۳



اَسْتَحْبَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُولُهُ الزَّائِرُ
مردوں کے لیے زیارت قبور کا استحباب اور زائر زیارت کے وقت کیا کہے؟

قبر کی زیارت کیا کرو

۵۸۱. عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا "رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ". "فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَزُورَ الْقُبُورَ فَلْيَزُرْ فَإِنَّهَا تُدَكِّرُ الْآخِرَةَ". (۵۸۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کر دیا تھا، اب زیارت کیا کرو۔ (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص قبروں کی زیارت کرنا چاہے جس وہ زیارت کرے بے شک قبروں کی زیارت آخرت کو یاد دلانے والی ہے۔

تخریج حدیث (۵۸۱): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها.

راوی حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کیا آپ ﷺ کے ساتھ بنو اسلم کے اسی افراد نے اسلام قبول کیا، صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شرکت کی اور دیگر غزوات میں بھی شرکت فرمائی۔ آپ سے ۱۶۳ احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے ایک متفق علیہ ہے۔ ۶۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: نہیتکم: میں نے تمہیں منع کیا تھا، میں نے تمہیں بروک دیا۔ منہی: وہ امر جس سے منع کر دیا گیا ہو جمع منہیات۔ ناہی: روکنے والا منع کرنا، منع کرنے والی بات یا حکم۔ الاوامر والنواہی: احکام اور ممانعتیں۔ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر: اچھائیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔

شرح حدیث: آغاز اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے قبرستان جانے اور قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرما دیا تھا کیونکہ لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اس امر کا اندیشہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں جو رسوم و بدعات قبرستان میں ہوا کرتی تھیں کہیں ان کا اعادہ نہ ہو۔ لیکن جب اسلام دلوں میں راسخ ہو گیا تو قبروں پر جانے کی اجازت دیدی گئی۔ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اعتبار اور موعظت کے لیے قبرستان جانا مستحب ہے تاکہ موت آنکھوں کے سامنے رہے اور یہ احساس غالب رہے کہ ہمیں بھی اللہ کے گھو جانا ہے اور وہاں اپنے اعمال کو پیش کرنا ہے کہ اس استحضار سے انسان آمادہ عمل ہوتا ہے اور برے اعمال کے چھوڑنے پر طبیعت آمادہ ہوتی ہے اور توبہ و استغفار کی جانب توجہ ہوتی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ۴۰/۷)

رسول اللہ ﷺ کا رات کے وقت جنت البقیع تشریف لے جانا

۵۸۲. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تَوْعَدُونَ، غَدًا مُوَجِّلُونَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ ان کی باری کی رات میں ان کے پاس قیام فرماتے تو آپ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے کہ تم پر سلامتی ہو اے مؤمنین کے گھر۔ تمہارے پاس وہ کل آگیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع غرقہ والوں کی مغفرت فرما۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۵۸۲): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها.

کلمات حدیث: بقیع: مدینہ منورہ کا قبرستان۔ جنة البقیع: غرقہ: ایک قسم کی جھاڑی، چونکہ اس قبرستان میں یہ جھاڑیاں تھیں اس لیے اسے بقیع الغرقہ کہا جاتا تھا۔ اناکم ما توعدون غدا: تمہارے پاس آگیا جس کے وقوع کا کل تم سے وعدہ تھا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ رات کے آخری پہر میں قبرستان تشریف لے جاتے اور اہل قبور کے لیے دعا فرماتے اور کہتے کہ جو وعدہ تم سے کیا گیا تھا وہ تم نے سچ پایا اور تمہارے سامنے آگیا ہم بھی ان شاء اللہ جلد تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں، جنة البقیع مدینہ منورہ میں واقع ہے اس میں دس ہزار صحابہ مدفون ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۴/۷۔ روضة المتقین: ۱۲۹/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۵/۳)

قبرستان میں داخل ہوتے وقت پڑھنے کی دعا

۵۸۳. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ أَنْ يَقُولَ قَائِلُهُمْ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۳) حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو تعلیم دیتے کہ قبرستان جا کر یہ دعا پڑھیں:

"السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا انشاء الله بكم لا حقون أسأل الله لنا ولكم العافية."

"اے مؤمنوں اور مسلمانوں کی بستیوں والوں تم پر سلامتی ہو اور انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ آئیں گے ہم اللہ سے اپنے لیے اور

تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔“

تخریج حدیث (۵۸۳): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبر والدعاء لاهلها۔

کلمات حدیث: لا حقون: ملنے والے، لاحق ہونے والے۔ لحق لحوقاً ولحقاً (سمع) آملنا، متصل ہونا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اپنی امت کے لیے شفیق اور رؤف رحیم ہیں آپ ﷺ کی امت پر شفقت دنیا میں بھی آخرت میں بھی، زندگی میں بھی ہے اور مرنے کے بعد بھی، دعاء مغفرت کی صورت میں بھی ہے اور شفاعت کی صورت میں بھی۔ آپ ﷺ نے تعلیم فرمائی کہ جب قبرستان میں جاؤ تو اہل قبور پر اللہ کی سلامتی بھیجو اور ان کے لیے اور اپنے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے ہمیں اور تمہیں احوال قبور اور احوال قیامت اور عذاب قبر سے عافیت عطا فرمائے اور ہمیں اس دارالقرار میں کامیابی عطا فرمائے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۸/۷۔ روضة المتقین: ۱۳۰/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۷/۳)



۵۸۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورٍ بِالْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ، يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآثِرِ.“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۵۸۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ کے قبرستان سے گزرتے تو

چہرہ انور ان کی طرف فرمالیتے اور کہتے کہ:

”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآثِرِ.“

”اے اہل قبور! تم پر سلامتی ہو اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے اور تم ہم سے پہلے آگئے ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔“

تخریج حدیث (۵۸۴): الجامع للترمذی، ابواب الجنائز، باب ما یقول الرجل إذا دخل المقابر۔

کلمات حدیث: سلف: پچھلے لوگ آباء واجداد، جمع اسلاف۔ سلف صالح صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین۔ نحن بالآثر: ہم عنقریب تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

شرح حدیث: قبرستان میں جا کر اہل قبور کے لیے اور اپنے لیے دعاء مغفرت کرنا چاہیے، ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل قبور کے ساتھ وہی تعلق رکھنا چاہیے جو ان کے ساتھ زندگی میں تھا یعنی جس قدر ادب و تعظیم اور تکریم آدمی دنیا میں اس شخص کی موت سے پہلے کرتا تھا اب بھی اسی طرح کی تکریم کا اظہار کرے۔

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ قبر میں چہرے کے مواجہہ ہو کر دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قبلہ رو ہو کر دعائے مغفرت کرنی چاہیے، قبر پر حاضری کے وقت بہتر یہ ہے کہ ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردے کو بخش دے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ (تحفة الأوحادی: ۱۴۸/۴۔ دلیل الفالحین: ۱۸/۳)

الباقی (۶۷)

كَرَاهِيَةُ تَمَنِّي الْمَوْتِ بِسَبَبِ لُضْرٍ نَزَلَ بِهِ وَلَا بَأْسَ بِهِ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِي الدِّينِ
تکلیف یا مصیبت کی بناء پر تمنائے موت کی کراہت اور دین میں فتنہ کے خوف سے اس کا جواز

موت کی تمنا کرنا ممنوع ہے

۵۸۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِلَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّه يُزَادُ وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّه يَسْتَعْتَبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَقَطُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِي رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ إِنَّهُ إِذَا مَاتَ انْقَطَعَ مَمْلُهُ، وَإِنَّهُ لَا يَزِيدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهُ إِلَّا خَيْرًا.

(۵۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ اچھے اعمال کرنے والا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ مزید اعمال کرے اور اگر وہ برے اعمال کرنے والا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اسے توبہ کی توفیق مل جائے۔ (متفق علیہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔)

اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اور نہ اس کے آنے سے پہلے اس کی دعاء کرے کیونکہ آدمی کے مرنے کے ساتھ اس کے اعمال بھی منقطع ہو جاتے ہیں اور مومن کی عمر کی زیادتی اس کی بھلائی میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

تخریج حدیث (۵۸۵): صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، صحیح مسلم، کتاب

الذکر والدعاء، باب کراہیۃ تمنی الموت لضر نزل بہ.

کلمات حدیث: محسنًا: اچھے اعمال کرنے والا۔ يستعيب: اللہ کی طرف معذرت سے رجوع کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طلب گار ہو۔ استعيب استعتاباً (باب استعمل) رضامندی چاہنا۔

شرح حدیث: موت کی تمنا سے منع فرمایا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نیک آدمی کے اعمال صالحہ میں عمر کے بڑھنے کے ساتھ اضافہ ہوتا رہے گا اور اگر آدمی برے اعمال کا مرتکب ہے تب بھی یہ امید ہے کہ وہ توبہ کر لے اور اپنے مالک کو راضی کر لے، لیکن فرمایا کہ موت کی تمنا یا موت کی دعاء موت کے آنے سے پہلے نہ کرے لیکن اگر موت کا وقت آگیا ہے تو پھر زندگی کی تمنا نہ کرے کہ یہ بظاہر اللہ سے ملاقات سے گریز کے مترادف ہو گا نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا وقت وفات قرب آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللّٰهُمَّ الْحَقْنِي بِالرَفِيقِ الْأَعْلَى“

”اے اللہ! مجھے رفیقِ اعلیٰ میں پہنچا دے۔“

اور یہ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا جب آپ ﷺ کو زندگی یا موت کے اختیار کا حق دیا گیا، لیکن آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے پاس مقاماتِ بلند کا انتخاب فرمایا۔

غرض جو شخص اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہے اور اعمالِ صالحہ میں مصروف اور وہ تمام کام انجام دے رہا ہے جو رضائے الہی کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں تو اس کی عمر میں اضافہ ہوگا اسی قدر جنت کی نعمتوں میں اضافہ ہوگا اور اخروی زندگی میں درجاتِ بلند ہوں گے اور جس کے اعمال ایسے نہیں ہیں تو ممکن ہے کہ وہ زندہ رہا تو توبہ کرے اور اللہ کی طرف رجوع کرے اور محسنین میں داخل ہو جائے۔

(فتح الباری: ۷۸۴/۳۔ إرشاد الساری: ۱۹۵/۱۵۔ عمدة القاری: ۸/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۹/۳)

دنیوی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا منع ہے

۵۸۶۰. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لَضَرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بَدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوُفَاةُ خَيْرًا لِي. “مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص تکلیف پہنچنے کے وقت موت کی آرزو نہ کرے اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو یہ کہے کہ اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجھے وفات دے دے اگر میری موت میرے لیے بہتر ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۵۸۶): صحیح البخاری، کتاب المرضی باب تمنی المریض الموت. صحیح مسلم، کتاب

الذکر والدعاء باب کراهیة تمنی الموت لضر نزل به.

کلمات حدیث: ضر: تکلیف، مصیبت، نقصان۔ لضر أصابه: کسی مصیبت کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہو۔

شرح حدیث: موت کا ایک وقت مقرر ہے جو نہ آگے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ یہ اللہ کی طے کردہ تقدیر ہے جس پر بندہ ایمان لا چکا ہے۔ اس لیے موت کی تمنا کرنا ایک طرح کا اعتراض ہے تقدیر الہی پر اور قضا و قدر میں مداخلت ہے غرض کسی بیماری یا مصیبت یا تکلیف یا پریشانی سے تنگ آ کر موت کی تمنا یا دعا کرنا درست نہیں ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۸/۱۷)

تعمیر میں خرچ ہونے والے پیسے یا اجر نہیں ملتا

۵۸۷. وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى خُبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعُوذُهُ، وَقَدْ

اُکْتُوْی سَبْعَ کِیَّاتٍ فَقَالَ: اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِیْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَاوَلَمْ تَنْقُصْهُمْ الدُّنْیَا، وَاَنَا اَصْبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْ لَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَذْعُوْا بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ . ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰی وَهُوَ یَبْنِی حَائِطًا لَهُ، فَقَالَ: ” اِنَّ الْمُسْلِمَ لَیُوجِرُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ یَنْفِقُهُ اِلَّا فِیْ شَیْءٍ یَجْعَلُهُ، فِیْ هَذَا التُّرَابِ “ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ . وَهَذَا لَفْظُ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ .

(۵۸۷) حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خواب بن اربت کی عیادت کے لیے گئے انہوں نے سات داغ لگوائے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارے جو اصحاب گزر گئے اور چلے گئے دنیا نے ان میں کوئی کمی نہیں کی اور ہمیں اتنا کچھ مل گیا ہے کہ ہم اس کے لیے مٹی کے سوا کوئی جگہ نہیں پاتے اگر نبی کریم ﷺ ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرماتے تو میں ضرور دعا کرتا۔ پھر ہم دوبارہ ان کے پاس گئے تو وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے انہوں نے کہا کہ مومن جہاں بھی خرچ کرتا ہے اسے اجر ملتا ہے سوائے اس کے جو وہ اس مٹی پر کرتا ہے۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تخریج حدیث (۵۸۷): صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب کراهیة تمنی الموت لضر نزل به .

کلمات حدیث: اکتوی : داغ لگوا یا، علاج کے طور پر داغ لگوانا۔ اکتوی سبع کیات : سات مرتبہ یا سات مقامات پر داغ لگوائے۔ بطور علاج سات داغ لگوائے۔ زمانہ جاہلیت کا ایک طریقہ علاج۔

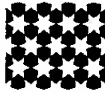
شرح حدیث: حضرت خواب بن اربت رضی اللہ عنہ نے اپنی کسی بیماری کے علاج کے لیے اہل عرب کے طریقہ علاج کے مطابق سات داغ لگوائے۔ جامع ترمذی رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق آپ نے یہ داغ پیٹ میں لگوائے تھے۔ ان داغوں سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کہ جس ابتلاء سے میں گزرا ہوں اصحاب نبی ﷺ میں سے کوئی نہیں گزرا۔ ابن العربی فرماتے ہیں کہ اس ابتلاء سے ان کی مراد یہ بیماری نہیں بلکہ مال کی کثرت کو انہوں نے ابتلاء عظیم کہا ہے۔ ترمذی رحمہ اللہ ایک روایت میں ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں میرے پاس ایک درہم نہیں ہوا کرتا تھا اور آج میرے گھر کے ایک کونے میں چالیس ہزار موجود ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ابتلاء سے مراد وہ تکالیف اور مصائب مراد ہوں جو مشرکین نے پہلے اسلام لانے والوں کو پہنچائیں۔ ان کے ہاتھوں جس تعذیب سے خود حضرت خواب رضی اللہ عنہ گزرے، گویا حضرت خواب رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ اللہ نے اس تعذیب اور ابتلاء کا صلہ انہیں دنیا میں بھی عطا فرمایا ہے اور انہیں دنیا میں وسعت عطا کی ہے، اور ان کی تمنا یہ تھی کہ انہیں یہ سارا اجر آخرت ہی میں ملتا۔

حضرت خواب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اصحاب رسول ﷺ سے جو اس دنیا سے پہلے چلے گئے دنیا نے ان کے آخرت کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں بلکہ ان کا ثواب اُخروی اسی طرح برقرار رہا، مگر مجھے اب دنیا میں بھی حصہ مل گیا ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہمارا اجر و ثواب اللہ کے یہاں مقرر ہو گیا اس کے بعد ہم میں سے کچھ اللہ کے گھر چلے گئے اور انہوں نے دنیا میں سے کوئی حصہ نہیں پایا ان میں سے ایک مصعب بن عمیر ہیں۔

خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں ان کے عادلانہ طرزِ عمل کی بناء پر ہر شخص مستغنی ہو گیا اور یہ حال ہو گیا کہ غنی (مالدار) کو محتاج نہیں ملتا تھا کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کر سکے۔ اسی بناء پر حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب ہم مٹی کی دیوار بنا کر اس میں اپنا مال خرچ کر رہے ہیں کہ اتفاق کے اور مواقع موجود نہیں رہے۔ اور فرمایا کہ ہر اتفاق پر اجر ہے مگر مٹی پر خرچ کرنے کا تو اجر نہیں ہے۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ جس ابتلاء کا حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا وہ ابتلاء دنیا اور مال دنیا ہے اور دنیا کی اس کثرت سے ان کی طبیعت میں آزر دگی پیدا ہوئی اور انہوں نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے موت کی تمنا سے منع نہ فرمادیا ہوتا تو میں موت کی تمنا کرتا۔ وجہ آزر دگی یہ تھی کہ جو اصحاب رسول ﷺ دنیا کی کثرت ہونے سے پہلے اللہ کے گھر چلے گئے انہیں اسلام کے راستے میں مصائب برداشت کرنے کا پورا پورا صلہ مل گیا لیکن جو ان کے بعد زندہ رہے ایسا نہ ہو کہ دنیا کی کثرت میں مبتلا ہو کر اس اجر و ثواب میں کمی آجائے جو اللہ کے یہاں سابقہ خدمت کے صلہ میں جمع ہوا تھا اور یہ ایسی عظیم ابتلاء ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے تمنائے موت سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں تمنا کرتا۔

(فتح الباری: ۵۴/۳۔ إرشاد الساری: ۴۰۲/۱۲۔ روضة المتقین: ۱۳۴/۲)



الْوَرَعُ وَتَرْكُ الشُّبُهَاتِ ورع اور ترکِ شبہات

۱۹۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝۱۵ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور تم اس کو ہلکی بات سمجھتے ہو اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی بات ہے۔“ (النور: ۱۵)

تفسیری نکات: آیت مبارکہ کا تعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت سے ہے کہ جو بعض لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا جسے ”افک“ کہتے ہیں۔ اس کی برأت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر لگائی گئی تہمت کا ازالہ ایک بچے سے کرایا گیا۔ حضرت مریم السلام کی برأت کی تصدیق ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی کرائی گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

مقصود یہ ہے کہ سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے نقل کرنا برائی ہے اگر کسی خاتون کی عصمت کے بارے میں ہو تو بہت ہی بڑی برائی ہے۔ تم اس بات کو ہلکا اور معمولی سمجھ رہے ہو لیکن یہ اللہ کے یہاں ایک جرمِ عظیم ہے۔ (معارف القرآن)

۲۰۰. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ إِنَّ رَبَّكَ لِبِالْمِرْصَادِ ۝۱۶ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بے شک تیرا رب گھات میں ہے۔“ (الغفر: ۱۶)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور یہ سارے اعمال اللہ کے فرشتے لکھ رہے ہیں تمہارا کوئی عمل اور کوئی حرکت اللہ سے مخفی نہیں ہے پھر تمہیں حساب کے لیے ہمارے سامنے پیش ہونا ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا دی جائے گی۔ (معارف القرآن)

حلال و حرام واضح ہے

۵۸۸. وَعَنِ السُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ” إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعَرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى

يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمَهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَرَوِيَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِالْفَاقِطِ مُتَقَارِبَةٍ.

(۵۸۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں گر پڑا تو وہ حرام میں مبتلا ہو گیا جیسے چرواہا چراگاہ کے آس پاس جانور چراتا ہے قریب ہے کہ جانور چراگاہ میں داخل ہو جائے سن لو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ وہ امور ہیں جن کو اس نے حرام قرار دیا ہے۔ سن لو کہ جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے خبردار وہ دل ہے۔ (متفق علیہ) اور بخاری و مسلم دونوں نے دیگر اسانید سے بھی اس حدیث کو ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث (۵۸۸): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدينه . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب اخذ الحلال وترك الشبهات .

کلمات حدیث: بین : ظاہر، واضح، کھلا ہوا۔ مشتبہات : ایسے امور جن کی حلت یا حرمت واضح نہ ہو۔ یا جن کے جواز اور عدم جواز میں شبہ ہو اور کسی قطعی دلیل سے جواز ثابت نہ ہو۔ مشتبہات مشتبہ کی جمع ہے جو اشتباہ سے ہے، یعنی کسی امر میں شبہ پیدا ہونا۔ فمن اتقى الشبهات : جس نے ان امور سے احتراز کیا جن میں کسی طرح کا شبہ ہو۔ حمى : چراگاہ، شادی چراگاہ میں عام لوگوں کو اپنے جانوروں کو چرانے کی اجازت نہیں تھی، اس لیے بہتر یہ ہے کہ چرواہا اپنے جانوروں کو شادی چراگاہ سے دور رکھے ایسا نہ ہو کہ اس کے جانور اس میں داخل ہو جائیں۔

شرح حدیث: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے اپنے قول و عمل سے اور اپنی سیرت طیبہ سے ان احکام کی وضاحت فرمادیں جو اللہ نے انسانوں کی رہنمائی اور ان کی ہدایت کے لیے نازل فرمائے ہیں۔ ﴿لَتبیین للناس ما نزل الیهم﴾

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال و اعمال سے اور اپنی سنت مطہرہ کے ذریعے دین۔۔۔ جملہ امور کی خوب اچھی طرح وضاحت فرمادی اور ان پر عمل کر کے دکھا دیا اور صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت تیار فرمادی جنہوں نے دین پر عمل کر کے امت کے لیے ہمیشہ کے لیے راہیں روشن فرمادیں۔ جس سے وہ تمام امور واضح اور روشن ہو گئے جو اللہ نے حلال فرمائے ہیں اور وہ امور بھی واضح اور متعین ہو گئے جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، لیکن ان واضح امور کے درمیان بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کو فقہاء اور علماء تو جانتے ہیں لیکن عام طور پر لوگ ان سے واقف نہیں ہوتے اس لیے ان سے احتراز اور اجتناب ہی تو رع اور احتیاط کا تقاضا ہے۔ مشتبہ امور سے احتراز کرے گا اس کا دین بھی محفوظ رہے گا اور اس کی عزت بھی محفوظ رہے گی کہ کسی کو اس پر اعتراض کا موقع نہیں ملے گا۔ اور جو ان شبہات میں مبتلا ہوگا تو ممکن ہے کہ وہ محرمات میں بھی مبتلا ہو جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی دو صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ مشتبہات میں

بکثرت مبتلا ہونے کی بناء پر احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اور آدمی حرام میں مبتلا ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی مشتبہات میں مبتلا ہو کر جری ہو جائے اور حرام میں مبتلا ہو جائے۔ بہر حال ہر صورت میں مشتبہ امور سے اجتناب اور احتراز ضروری ہے۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے ایک بہت بہترین اور عمدہ مثال سے واضح فرمایا ہے۔ اہل عرب میں دستور تھا کہ بادشاہ کسی قطعہ زمین کو اپنی خصوصی چراگاہ بنالیتے تھے جسے حمی کہا جاتا تھا اور اس میں اگر کوئی اور داخل ہوتا تو اسے سزا دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بادشاہ کی حمی ہوتی ہے۔ اللہ جو تمام انسانوں کا مالک ہے اور ان کا بادشاہ ہے اس کی بھی ایک حمی ہے اور اس حمی سے مراد وہ امور ہیں جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو جس طرح ایک چراوا اپنی بکریاں شاہی چراگاہ سے فاصلہ پر رکھتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بکریاں چرتے ہوئے شاہی حمی میں داخل ہو جائیں اور اسے سزا ملے۔ اسی طرح ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ مشتبہ امور سے احتراز کرے تاکہ کسی حرام کام میں مبتلا نہ ہو، سو جو حرام سے بچنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مشتبہ امور سے بھی بچے۔

اس کے بعد فرمایا کہ آدمی کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جو اگر درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جائے وہ اگر فاسد ہو جائے تو سارا جسم فاسد ہو جائے۔ سن لو یہ قلب ہے۔ جب تک انسان کا دل صحیح ہے اور اس کی حرکت درست ہے تو سارا جسم درست رہے گا اور اگر آدمی دل کی کسی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا سارا جسم بھی بیمار اور سقیم ہو جائے گا۔

جس طرح دل کا یہ ظاہری حال ہے اسی طرح اس کی باطنی کیفیت بھی کہ قلب کی اصلاح ہی سے انسان کے تمام احوال درست ہوتے ہیں اور قلب کا فساد اس کی نیت میں اور اس کے عمل میں سرایت کر جاتا ہے کہ ایک حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ ایمان تمناؤں اور آرزوؤں کا نام نہیں ہے ایمان تو وہ ہے جو دل میں جاگزیں ہو جائے اور عمل سے اس کی تصدیق ہوتی رہے۔ اوکا قال ﷺ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث انتہائی اہم ہے کیونکہ یہ ان تین احادیث میں سے ایک ہے جن کو علماء نے مدار اسلام قرار دیا ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اسے ثلث اسلام قرار دیا ہے۔ ان تین احادیث میں ایک تو یہی ہے اور باقی دو احادیث یہ ہیں:

”إنما الأعمال بالنیات .“

”اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔“

”من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیه .“

”اسلام کا حسن یہ ہے کہ ان باتوں کو ترک کر دے جو اس سے متعلق نہیں ہیں۔“

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اس لیے عظیم اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں حلال اور حرام کا بیان ہے اور یہ بیان ہے کہ تمام اعمال کا تعلق قلب سے ہے اگر قلب درست ہے تو اعمال صحیح ہیں اور اگر قلب میں فساد ہے تو تمام اعمال فاسد ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حلال وہ ہے جس کی حلت واضح ہو اور اس کی حلت میں کوئی خفا نہ ہو جیسے روٹی کھانا، بات کرنا اور چلنا پھرنا وغیرہ اور حرام وہ ہے جس کی واضح طور پر ممانعت کی گئی جیسے شراب پینا، جھوٹ بولنا وغیرہ اور مشتبہات وہ ہیں جن کی حلت یا حرمت واضح نہ ہو مثلاً وہ امور جن میں علماء کا دلائل میں اختلاف ہو یا وہ امر مکروہ ہو۔

(عمدة القاري: ۱/۴۵۹۔ إرشاد الساري: ۱/۲۰۸۔ فتح الباري: ۱/۲۷۴۔ روضة المتقين: ۲/۱۳۶)

انبیاء علیہم السلام صدقہ نہیں کھاتے تھے

۵۸۹. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَنَّ مِنَ الصَّدَقَةِ لَا كَلْتُهَا. "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۵۸۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کوراہتے میں کھجور پڑی ہوئی ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ کھجور صدقہ کی ہوگی تو میں کھا لیتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۵۸۹): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما یزہ من الشبهات، صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب تحريم الزکوۃ علی رسول اللہ ﷺ.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ پر اور آپ کے اہل بیت پر صدقہ حلال نہیں تھا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں آل محمد کو صدقہ حلال نہیں ہے۔ اگر راستہ میں کسی کو کوئی بٹہ پڑی ہوئی ملے جس کے بارے میں خیال ہو کہ اس کا مالک اس کی تلاش میں نہیں نکلے گا تو اسے اٹھا کر استعمال میں لانا صحیح ہے اور اس کی تعریف کی (یعنی لوگوں کو بتانے اور اعلان کرنے کی) ضرورت نہیں۔ (فتح الباري: ۱/۱۰۸۶۔ إرشاد الساري: ۵/۱۷)

گناہ اور نیکی کی پہچان

۵۹۰. وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِنَّمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. "حَاكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْكَافِ أَيْ تَرَدَّدَ فِيهِ.

(۵۹۰) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیکی اچھے اخلاق ہیں اور برائی وہ ہے جو تیرے نفس میں کھلے اور تجھے لوگوں کا اس پر مطلع ہونا ناپسند ہو۔ (مسلم) حاک: یعنی تردد ہو۔

تخریج حدیث (۵۹۰): صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تفسیر البر والاثم.

راوی حدیث: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جوڑا جوتوں کا پیش کیا۔ اصحاب صفہ میں سے تھے اور بعد میں شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ سے سترہ احادیث مروی ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۳/۳۷)

کلمات حدیث: بر: نیکی، عمل خیر، بر فحور کے بالمقابل ہے، مجموعی طور پر بر کا لفظ تمام اعمال خیر اور خصال خیر کو شامل ہے۔

گناہ: گناہ، جملہ افعال شرائم ہیں جمع آثام ہے۔ حاک: یعنی وہ امر جس کے بارے میں تردد ہو۔ والأثم ما حاک فی صدرک: گناہ وہ جو تمہارے دل میں کھٹکے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو اللہ سبحانہ کی جانب سے جو امع کلم عطا فرمائے گئے تھے یعنی آپ مختصر چھوٹے اور خوبصورت جملوں میں اس قدر عظیم بات ارشاد فرماتے کہ ان کے اندر معانی کا ایک سمندر موجزن تھا اور حکمت و دانائی کا ایک خزانہ مخفی ہوتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی حسن اخلاق کا نام ہے یعنی حسن اخلاق ہی ہر اچھائی اور نیکی کا سرچشمہ ہے ایک ایسے انسان سے ہی نیکی اچھائی اور بھلائی کا صدور ہوگا جو حسن اخلاق سے محض ہو اور فرمایا کہ برائی وہ ہے کہ آدمی اس کو لوگوں سے چھپانا چاہے اور اس کے دل میں تردد و تذبذب کا ایک کٹھکا سا پیدا ہو جائے اور یہی انسانی فطرت ہے۔

﴿فَالْمُهَاجِرُونَ تَقَوْنَهَا﴾

”اللہ نے انسان کے نفس میں اس کی اچھائی اور برائی ڈال دی۔“

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۰/۱۔ روضة المتقین: ۱۳۸/۲)

گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے

۵۹۱. وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

جِئْتُ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ”لَبَسْتُ قَلْبَكَ الْبِرُّ مَا أَطْمَأْنَنْتَ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَ أَطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ“ وَأَلَا تُمْ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَافْتَوَكَ حَدِيثُ حَسَنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ الدَّارِمِيُّ فِي مُسْنَدَيْهِمَا.

(۵۹۱) حضرت وابصہ بن معبود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ

ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے نیکی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے فرمایا کہ نیکی اپنے دل سے پوچھ لیا کرو۔ نیکی وہ ہے جس سے نفس مطمئن ہو اور دل بھی اس پر مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور دل میں اس کے بارے میں تردد ہو۔ اگرچہ لوگ تمہیں فتویٰ دیں اور فتویٰ دیں۔ (یہ حدیث حسن ہے اسے احمد اور دارمی نے اپنی مسانید میں روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۵۹۱): سنن الدارمی، کتاب البیوع، باب دَعَا يَرْيِيْتُ اِلَى مَا لَا يَرْيِيْتُ.

راوی حدیث: حضرت وابصہ بن معبود رضی اللہ عنہ دس افراد کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا آپ سے

گیارہ احادیث مروی ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۲۸/۳)

کلمات حدیث: استفت: پوچھ لو، جواب طلب کر لو۔ استفتاء (باب استفعال) سوال پوچھنا، مسئلہ دریافت کرنا۔ مستفتی:

سوال دریافت کرنے والا ہے۔ مفتی: فتویٰ دینے والا۔ فتویٰ: دینی مسئلے کے بارے میں عالم کی رائے، مسئلہ کی وضاحت، جمع فتاویٰ۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کی آمد پر علم ہو گیا کہ وہ کیا دریافت کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم براوراثم (نیکی اور برائی) کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یہ حضور ﷺ کے دلائل العبودۃ میں سے ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”اپنے دل سے پوچھ لیا کرو۔“ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو علم تھا کہ حضرت وابصہ اسلام کے احکام پر پوری طرح عمل کرنے والے ہیں اور ان کے دل میں ایمان جاگزیں اور اسلام متمکن ہو چکا ہے اب ان کے دل کا فتویٰ اسلام کے مطابق اور دین سے ہم آہنگ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”بروہ ہے جس سے نفس اور دل مطمئن ہوں“ کیونکہ انسان کی اصل فطرت خیر ہے اور نفس اور دل خیر پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور اراثم وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور دل میں اس کے بارے میں تردد ہو۔ کیونکہ انسان اگر اپنی فطرت پر باقی ہے تو وہ شر اور گناہ کو قبول نہیں کرتا بلکہ اسے رد کرتا ہے اور اسی لیے لوگوں کی نظروں سے چھپاتا ہے کہ اس کا دل اور نفس خود اسے ایسا اوپرا کام سمجھتے ہیں جس پر دوسرے مطلع نہ ہوں۔ اگرچہ لوگ تمہیں فتویٰ دیتے رہیں کہ نہیں اس بات میں کوئی حرج نہیں لیکن جب دل کی گواہی یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے تو احتراز ہی اولیٰ ہے۔ یہاں دل سے مراد قلب سلیم ہے وہ دل نہیں جو برائیوں سے مسخ ہو چکا ہو۔

(روضۃ المتقین: ۲/۱۴۰ - دلیل الفالحین: ۳/۲۸)

رضاعت میں شک ہو تب بھی نکاح نہ کرے

۵۹۲. وَعَنْ أَبِي سُرُوعَةَ "بَكْسِرِ السَّيْنِ الْمُهِمْلَةِ وَنَضَبِهَا" عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لَأَبِي إِيَّاهَبِ بْنِ عَزِيزٍ فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالنَّبِيُّ قَدْ تَزَوَّجَ بِهَا، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكَ أَرْضَعْتَنِي وَلَا أَخْبَرْتَنِي فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ؟ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. إِيَّاهَبُ "بَكْسِرِ الْهَمْزَةِ" وَعَزِيزٌ "بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَبِزَايٍ مُكَرَّرَةٍ."

(۵۹۲) حضرت ابوسروعہ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو اہاب ابن عزیر کی بیٹی سے نکاح کر لیا۔ ان کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے عقبہ کو اور اس عورت کو جس کے ساتھ انہوں نے نکاح کیا ہے دودھ پلایا ہے۔ عقبہ نے اس سے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تم نے مجھے پہلے کبھی بتایا۔ وہ سوار ہوئے اور مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیسے جب کہ یہ بات کہہ دی گئی۔ عقبہ نے اس عورت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس عورت نے کسی اور سے نکاح کر لیا۔ (بخاری)

اہاب: ہمزہ کے زیر کے ساتھ، عزیزین کے فتح اور زاء مکرر کے ساتھ۔

تخریج حدیث (۵۹۲): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الرحلة في المسألة البازلة.

کلمات حدیث: أَرْضَعْنِي: تو نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ أَرْضِعْ اِرْضَاعًا (باب افعال) دودھ پلانا۔ مَرْضَعُهُ: دودھ پلانے والی۔
شرح حدیث: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک رضاعت کے اثبات کے لئے دو مرد یا ایک مرد و عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ثبوت رضاعت کے لیے ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اس حدیث کا تعلق ورع اور تقویٰ سے ہے کہ احتیاط کا مقتضایہ ہے کہ اگر ایک عورت بھی کہے تب بھی رضاعت کے معاملے میں جدائی بہتر ہے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع فرمادیا گیا ہو۔

(فتح الباری: ۱/۲۹۵۔ روضة المتقين: ۲/۱۴۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۲۹۔ مظاہر حق: ۳/۳۲۶)

شک میں ڈالنے والی چیز کو بھی چھوڑ دے

۵۹۳. وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُ مَا يُرِيْبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيْبُكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ مَعْنَاهُ: أَتْرَكَ مَا تَشْكُ فِيهِ وَخَذْتُ مَا لَا تَشْكُ فِيهِ.

(۵۹۳) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سن کر یاد کیا ہے کہ جو بات تمہیں شک میں ڈالے اسے ترک کر کے وہ بات اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

اس کے معنی ہیں کہ جس میں شک ہو اسے ترک کر دو اور اسے اختیار کر لو جس میں شک نہ ہو۔

تخریج حدیث (۵۹۳): الجامع للترمذی، ابواب الزهد.

کلمات حدیث: دَعُ مَا يُرِيْبُكَ: جو تمہیں شک میں ڈالے۔ رِيْبُ: شک، شبہ۔

شرح حدیث: جس قول میں یا عمل میں شک ہو کہ حلال ہے یا حرام یا جائز یا ناجائز تو احتیاط اور ورع کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ترک کر دو اور وہی کام کرو کہ جس کا یقین ہو کہ یہ کام صحیح اور درست ہے۔ ایک مسلمان کا قلب غلط بات کی طرف رہنمائی نہیں کرتا اس میں شک کا پیدا ہو جانا اس بات کے غلط ہونے کی علامت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم حرام میں مبتلا ہو جانے کے خوف سے حلال کے دس حصوں میں سے نو کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم نے حرام میں مبتلا ہونے کے خوف سے مباح کے ستر حصے چھوڑ دیئے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۱۴۱۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۰۔ مظاہر حق: ۳/۴۳)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قہی کر کے حرام کو پیٹ سے نکالا

۵۹۴. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ لَا بِيَّ بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ

الْخَرَجَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَىْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: تَدْرِي مَا هَذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَمَا هُوَ؟ فَقَالَ: كُنْتُ تَكْهَنُ لِلنَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أَحْسَنُ الْكُهَانَةَ إِلَّا إِنِّي خَدَعْتُهُ، فَلَقِينِي فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ هَذَا الَّذِي أَكَلْتُ مِنْهُ، فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”الْخَرَجُ“ شَيْءٌ يَجْعَلُهُ السَّيِّدُ عَلَى عَبْدِهِ يُؤَدِّيهِ إِلَى السَّيِّدِ كُلَّ يَوْمٍ وَبَاقِي كَسْبِهِ يَكُونُ لِلْعَبْدِ.

(۵۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا وہ آپ کے لیے کما کر لاتا تھا اور اسی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا آپ نے اس میں سے کچھ کھایا۔ غلام نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں کسی انسان کے لیے کہانت (پیش گوئی) کی تھی حالانکہ میں کہانت جانتا بھی نہ تھا بس میں نے اسے دھوکہ دیا تھا آج وہ مجھے ملا اور اس نے مجھے یہ چیز دیدی جو آپ نے کھائی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنا ہاتھ اپنے منہ میں ڈالا اور جو پیٹ میں گیا تھا سب قے کر دیا۔ (بخاری)

خراج: وہ رقم جو آقا و زانہ اپنے غلام پر خرچ کرتا ہے اور غلام کما کر اسے واپس کرتا ہے اور باقی خود رکھ لیتا ہے۔

تخریج حدیث (۵۹۳): صحیح البخاری، فضائل الصحابة، باب ایام الجاهلیة.

کلمات حدیث: تکھنت: میں نے کہانت کی، میں نے بذریعہ کہانت پیش گوئی کی۔ کہانت علم نجوم کی مدد سے پیش گوئی کرنا۔ کاهن: ایسی پیش گوئی کرنے والا۔

شرح حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو آپ کے لیے کما کر لاتا تھا اور آپ اس سے روزانہ دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کہاں سے اور کس طرح کمایا ہے۔ ایک رات وہ کھانے کی کوئی شے لایا اور آپ نے وہ بغیر دریافت کئے کھالی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ چیز کہانت کی اجرت تھی تو آپ نے قے فرمادی اور جو کچھ پیٹ میں گیا تھا سب نکال دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق تھے اور آپ میں ورع و تقویٰ کامل درجہ کا تھا اور ہر قول و عمل میں بے انتہا محتاط تھے اور بقول امام غزالی رحمہ اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل تورع اور تقویٰ کی بناء پر تھا۔

(فتح الباری: ۴۶۱/۲۔ روضة المتقین: ۱۴۲/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۱/۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے کا وظیفہ کم مقرر کیا

۵۹۵. وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَرْبَعَةَ أَلْفٍ وَفَرَضَ لِابْنِهِ ثَلَاثَةَ أَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةِ فَقِيلَ لَهُ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هَاجَرَهُ أَبُوهُ يَقُولُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۵) حضرت نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف مقرر کیے تو مہاجرین اولین کے لئے چار چار ہزار مقرر کیے اور اپنے صاحبزادے کے تین ہزار پانچ سو مقرر کیے۔ کسی نے کہا کہ وہ بھی مہاجرین میں سے ہیں تو آپ نے ان کا وظیفہ کم کیوں رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے باپ نے اسے ہجرت کروائی ہے یعنی وہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہے جنہوں نے از خود ہجرت کی ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۵۹۵): صحیح البخاری، فضائل الصحابة، باب هجرة النبی ﷺ و اصحابه الى المدينة.

کلمات حدیث: ہاجر: اس نے ہجرت کی۔ ہاجر بہ ابوہ: اسے اس کا باپ ہجرت کے وقت اپنے ساتھ لایا، ہجرت کے معنی ہیں اللہ کی رضا اور اس کے احکام پر عمل کے لیے دارالکفر چھوڑ کر دارالاسلام میں آنا۔

شرح حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ تقویٰ اور ورع میں ممتاز تھے آپ نے اپنے صاحبزادے کا وظیفہ دوسرے مہاجرین سے کم رکھا کیونکہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے اپنے والد کے ساتھ جہاد کی تھی اور ان کی ہجرت بالاستقلال نہ تھی۔ (فتح الباری: ۵۰۴/۲۔ روضة المتقين: ۱۴۳/۲)

☆☆☆☆☆ متقی بننے کے لیے مشتبہ چیزوں کو چھوڑنا ضروری ہے

۵۹۶ وَعَنْ عَطِيَّةِ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا لِمَا بِهِ بَأْسٌ." رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۵۹۶) حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اس وقت تک متقیوں میں شمار نہیں ہوتا جب تک وہ ان چیزوں کو جن میں کوئی حرج نہیں اس لیے نہ چھوڑ دے کہ ان چیزوں سے بچ سکے جن میں حرج ہے۔

تخریج حدیث (۵۹۶): الجامع للترمذی، ابواب الزهد، باب من درجات المتقين.

کلمات حدیث: باس: حرج، جنگی۔ لا باس عليك: تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں۔ لا باس فيه: اس میں کوئی حرج نہیں۔ حذراً: احتیاطاً۔ بطور احتیاط۔ حذر حذراً (باب نصر) پرہیز کرنا، چوکنا رہنا محتاط ہونا۔

شرح حدیث: ایک مومن مسلمان درجہ صالحین اور متقین کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ان مباح (جائز امور کو بھی ترک نہ کر دے جن میں کسی طرح کا کوئی التباس یا شک ہو۔ یعنی حلال امور تو بہت سے ہیں لیکن آدمی ان میں سے انہی میں مشغول ہو جن کی اسے ضرورت اور احتیاج ہے مباح امور میں غیر ضروری انہماک ان امور سے غفلت کا سبب بن جائے گا جو زیادہ اہم ہے۔ انسان کا وقت بہت قیمتی ہے اور اسے انہی امور میں صرف کیا جاسکتا ہے جو بہت اہم ہیں۔ (روضۃ المتقین: ۱۴۳/۲)

(الباب ۶۹)

اِسْتِحْبَابِ الْعَزَلَةِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ أَوْ الْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّينِ
 أَوْ وَقُوعٍ فِي حَرَامٍ وَشُبُهَاتٍ وَنَحْوِهَا
 فسادِ زمانہ یا کسی دینی فتنہ میں مبتلا ہونے یا حرام کام یا شبہات
 میں مبتلا ہونے کے خوف سے عزلت نشینی کا استحباب

اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو

۲۰۱. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ فَفَرُّوْا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكَرُمَتُهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”دوڑو اللہ کی جانب میں میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔“ (الذاریات: ۵۰)

تفسیری نکات: خالق ارض و سما اللہ تعالیٰ ہے انسان کا خالق و مالک اور رازق اللہ تعالیٰ ہے، انسان کو پھر اللہ کے حضور میں حاضر ہونا
 اور اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کی طرف دوڑو اس کی طرف رجوع کرو اور اس کے حضور میں توبہ اور انابت
 کرو۔ اگر تم اللہ کی طرف رجوع نہ ہوئے تو اس کی کامل بندگی اختیار نہ کی تو میں تمہیں صاف صاف لفظوں میں ایک بہت برے انجام سے
 ڈراتا ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

پرہیزگار مومن اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے

۵۹۷. وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

الْمُرَادُ ”بِالْغَنِيِّ“ غِنَى النَّفْسِ ، كَمَا سَبَقَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ .

(۵۹۷) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتے ہیں جو پرہیزگار لوگوں سے بے نیاز اور اپنے آپ کو چھپانے والا ہو۔ (مسلم)

غنی سے مراد غنی نفس ہے جیسا کہ اس سے پہلے ایک حدیث صحیح میں آیا ہے۔

تخریج حدیث (۵۹۷): صحیح مسلم، اوائل کتاب الزهد والرقاق .

کلمات حدیث: تقی : پرہیزگار، اللہ سے ڈرنے والا۔ التقی : پرہیزگاری، اللہ کے ڈر سے محرمات سے احتراز کرنا۔ متقی :

تقویٰ اختیار کرنے والا، اللہ کے خوف سے برائیوں کو ترک کرنے والا۔ تقویٰ: اللہ کی خشیت، اللہ کا ڈر اور اس کا خوف، اللہ کی ناراضگی کا خوف۔ غنی: دل کا غنی۔ مستغنی: جو لوگوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا ہو۔ خفی: چھپا ہوا، پوشیدہ۔ جس کا لوگوں کو پتہ نہ ہو۔ وہ شخص جو شہرت کا خواہاں نہ ہو۔

شرح حدیث: اللہ سبحانہ اپنے اس بندے کو محبوب رکھتے ہیں جو اپنے خالق و مالک سے ڈرنے والا ہو، لوگوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو اور لوگوں کی نظروں سے چھپ کر بندگی رب میں لگا ہوا ہو۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾

”اللہ تعالیٰ متقین کو محبوب رکھتے ہیں۔“ (التوبہ: ۴)

اور متقی وہ ہے جو محرمات سے بچے والا شبہات سے محترز اور مشبہات سے توریع اختیار کرتا ہو۔

غنی وہ ہے جو دنیا کے امور سے اور لوگوں سے صرف نظر کر کے خالصتاً اللہ کا ہو رہا ہے اور دنیا۔۔۔ اور دنیا والوں سے مستغنی ہو گیا ہو اور خفی وہ ہے جو لوگوں سے اعتدال سے زیادہ میل جول نہ رکھتا ہو اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپا کر یاد الہی میں لگا ہوا ہو۔

(روضة المتقین: ۱۴۵/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۳۴/۳)

ایمان بچانے کی خاطر پہاڑ کی گھاٹی میں زندگی گزارنا

۵۹۸. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

قَالَ: مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ: أَتُمْ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي شُعْبٍ مِنَ الشَّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ. “وَفِي رِوَايَةٍ: ”يَتَّقِي اللَّهَ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ. “مُتَّقٍ عَلَيْهِ.

(۵۹۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ کسی شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ

(ﷺ) کون شخص افضل ہے۔ فرمایا کہ وہ مؤمن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ پھر کون؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو لوگوں سے کنارہ کش ہو کر کسی گھاٹی میں بندگی رب میں لگا ہوا ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کیا ہوا ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۵۹۸): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب افضل الناس مؤمن یجاہد بنفسه وماله فی سبیل

اللہ صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الجہاد والرباط۔

کلمات حدیث: معتزل: لوگوں سے الگ تھلک رہنے والا۔ اعتزال (باب افعال) علیحدہ ہونا، علیحدہ رہنا، عزالت اختیار کرنا۔

عزلت: خانہ نشینی، گوشہ نشینی۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے سوالات کا حکیمانہ جواب ارشاد فرماتے اور جواب دیتے وقت سائل کی حاضریں مجلس کی اور وقت اور موقع کی رعایت ملحوظ رکھتے تھے۔ یہ سوال متعدد صحابہ کرام نے کیا کہ ای الناس افضل (کہ کون شخص افضل ہے؟ چنانچہ بعض روایات میں خیر الناس منزلاً (لوگوں میں مرتبہ میں بہتر) اور بعض روایات میں ای الناس اکمل ایماناً (کہ کون شخص ہے جس کا ایمان زیادہ کامل ہے)

سوال کی اساس یہ ہے کہ اگر سب مؤمن ہوں اور جملہ فرائض و واجبات ادا کر رہے ہوں تو ان میں افضل یا اکمل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو ہیں ایک مجاہد فی سبیل اللہ جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راستے میں جہاد میں لگا ہوا ہے۔ اور دوسرا وہ جو کہیں چھپ کر اللہ کی بندگی میں لگا ہوا ہو اور اس کی عزت نشینی نے لوگوں کو اس کے شر سے بچایا ہو ایک اور موقع پر جب آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ای المسلمین خیراً (کون سا مسلم زیادہ اچھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس حدیث سے بعض علماء نے عزت نشینی کے مستحب ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ مل کر رہنا زیادہ افضل ہے بشرطیکہ آدمی احکام شریعت کا پابند اور فتنوں سے مجتنب رہنے پر قادر ہو۔ فتنوں کے زمانے میں تنہا رہنا اور اللہ کی عبادت میں مصروف رہنا تاکہ فتنوں اور آزمائشوں سے احتراز ہو سکے زیادہ بہتر ہے۔

(فتح الباری: ۱۴۴/۲ - روضة المتقین: ۱۴۵/۲ - دلیل الفالحین: ۳۵/۳)

فتنے کے زمانہ میں لوگوں سے الگ رہنا

۵۹۹. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَقْوَرُ بَدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَ "شَعَفَ الْجِبَالِ": أَعْلَاهَا.

(۵۹۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ ایسا ہو کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش برسنے والے مقامات پر چلا جائے اور اس طرح وہ فتنوں سے بھاگ کر اپنا دین بچالے۔ (بخاری)

شعف الجبال کے معنی ہیں پہاڑوں کی بلندی۔

تخریج حدیث (۵۹۹): صحیح البخاری، کتاب الاصل، باب من الدین الفرار من الفتن.

کلمات حدیث: شعف الجبال: پہاڑوں کی بلندیاں، پہاڑوں کی چوٹیاں۔ شعفة: پہاڑ کی چوٹی جمع شعف۔ فتن: فتنے، آزمائشیں، واحد فتنۃ۔ ایسی صورت حال جس میں آدمی کو اپنے دین کا تحفظ دشوار ہو۔ یوشک: قریب ہے، قریب ہوگا، جلدی ہوگا۔ أو شک: جلدی ہو، قریب ہو۔ أو شک یوشک ایشاکاً (باب افعال) جلدی ہونا۔ وشک: جلدی۔ وشکان: سرعت۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے بکثرت احادیث میں ایسے فتنوں کی اور اضطرابات و حوادث کی خبر دی ہے جن کی وجہ سے مسلمان اپنے دین پر قائم رہنے اور اس پر عمل کرنے میں آزمائش سے اور تکلیف سے دوچار ہوگا اور سب احوال سامنے آچکے ہیں اور آ رہے ہیں۔ اس حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایسا وقت آئے گا جب فتنوں کی شدت اور کثرت کا یہ حال ہوگا کہ ایک مسلمان کے لیے اپنے ایمان و اسلام پر قائم رہنے اور اپنے دین پر عمل کرنے کے لیے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں رہے گا کہ وہ اپنی بکریاں لے کر پہاڑوں پر چلا جائے اور اس عزالت و اعتزال کی مدد سے اپنے دین کی حفاظت کرے۔

فتنہ کے وقت دین کی حفاظت کی نیت سے لوگوں سے اعتزال اختیار کرنا مستحب ہے۔

(فتح الباری: ۱/۲۴۹۔ إرشاد الساری: ۱/۱۴۶)

ہر نبی نے بکریاں چرائیں ہیں

۶۰۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ قَالَ "نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطٍ لِأَهْلِ مَكَّةَ." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھیجا ہے اس نے بکریاں چرائی ہیں، صحابہ کرام نے دریافت کیا اور آپ ﷺ نے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے مکہ والوں کی بکریاں چند قرائط کے عوض چرائی ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۰۰): صحیح البخاری، کتاب الاحارہ، باب من رعى الغنم على قرائط.

کلمات حدیث: قرائط: جمع قیراط، اس کی مقدار نصف دانق ہے اور دانق کی مقدار ایک درہم اور دینار کا چھٹا حصہ ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں بیان ہے کہ تمام انبیاء کرام نے بکریاں چرائیں اور خود رسول کریم ﷺ نے بھی بکریاں چرائیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی بنا کر مبعوث کیے گئے انہوں نے بکریاں چرائیں حضرت داؤد علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا انہوں نے بکریاں چرائیں اور خود میں نے اجیاد میں اپنے اہل کی بکریاں چرائیں۔"

انسانوں کا معاملہ بھی بکریوں کی طرح ہے ان کو بھی ایک گلہ بان کی ضرورت ہے جو ان کو صحیح راستہ پر لے کر چلے راستے میں بھیڑیوں اور درندوں سے ان کی حفاظت کرے، ہر ایک انسان پر نظر رکھے کہ کہیں وہ گلے سے علیحدہ تو نہیں ہو گیا۔ یہ بھی دیکھے کہ کسی کے پیروں کا ثنا تو نہیں چھب گیا یا کوئی خاردار جھاڑی میں تو نہیں الجھ گیا پھر ان سب کو اندھیرا پھیلنے سے پہلے بحفاظت منزل تک پہنچا دے۔ انسانوں کا گلہ بان اللہ کا فرستادہ رسول ہوتا ہے، گلہ امت ہے، راستہ راہ حق ہے، راستے کے خطرات وہ فتنے ہیں جو دین پر چلنے میں پیش آتے ہیں منزل آخرت کی فلاح اور کامیابی ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو بکریوں کے چرانے کی ذمہ داری اسی لیے سپرد ہوتی ہے کہ انہیں بعد میں انسانوں کو تعلیم و تربیت دینا اور ان کو

راہِ حق پر لے کر چلنا اور منزل کی جانب راہنمائی کرنا آسان ہو جائے۔ جو تکلیف و مشقت اور محنت و مصیبت بکریاں چرانے میں پیش آتی ہے اسی طرح کی تکالیف کو سہنا مصائب کا برداشت کرنا اور صبر و ضبط اور استقلال کا مظاہرہ کرنا انسانوں کی تعلیم و تربیت میں بھی لازم ہے۔ اللہ کے دین کی طرف لوگوں کو بلانا دنیا کا مشکل ترین کام ہے اور اس راستے میں پیش آنے والی صعوبتیں انتہائی گراں اور بے شمار ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ ”سب سے زیادہ ابتلاء سے گزرنے والے انبیاء ہیں۔“

”اشد الناس بلاءً الانبياء.“

(فتح الباری: ۱/۱۱۶ - عمدة القاری: ۱۲/۱۱۲)

جہاد میں نکلنے کے لیے تیار رہنے والا اللہ کو محبوب ہے

۶۰۱۔ وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ”مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمَسِّكٌ عِنَانََ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَرْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَتَغَى الْقَتْلَ أَوْ الْمَوْتَ مَطَانَةً، أَوْ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ فِي رَأْسِ شَعْفَةٍ مِنْ هَذِهِ الشَّعَفِ أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْوَادِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ.“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

”يَطِيرُ“: اُتَى يُسْرِعُ ”وَمَتْنُهُ“: ظَهْرُهُ. ”وَالْهَيْعَةُ“: ”الْصَّوْتُ لِلْحَرْبِ“ ”وَالْفَرْعَةُ“: ”نَحْوُهُ.“ ”وَمَطَانُ الشَّيْءِ“ ”الْمَوَاضِعُ الَّتِي يَطْنُ وَجُودُهُ فِيهَا.“ ”وَالْغَنِيمَةُ“ بِضَمِّ الْغَيْنِ تَصْغِيرُ الْغَنَمِ وَالشَّعْفَةُ بِفَتْحِ الشَّيْنِ وَالْغَيْنِ وَهِيَ أَعْلَى الْجَبَلِ.

(۶۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس آدمی کی ہے جو اللہ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے اس کی پشت پر بیٹھا اڑا چلا جاتا ہو۔ جب بھی کوئی خوفناک آواز یا گھبراہٹ سنتا ہے تو شہادت کے یا موت کے مواقع تلاش کرتا ہو اس آواز کی طرف اڑ کر چلا جاتا ہے۔ یا وہ شخص ہے جو اپنی بکریوں میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہ کر نماز ادا کرتا ہے اور زکوہ دیتا ہے اور موت تک اللہ کی عبادت کرتا ہے لوگوں سے اس کا واسطہ صرف خیر کا اور بھلائی کا واسطہ ہے۔ (مسلم)

یطیر: اڑ کر جاتا ہے یعنی جلدی کرتا ہے۔ متنہ: اس کی پشت۔ ہیعة: جنگ کی آواز۔ فرعة: خوفناک آواز۔ مظان الشی: وہ مواقع جہاں کسی شے کا وجود متوقع ہو۔ غنیمہ: غنیم کے پیش کے ساتھ چھوٹی بکری۔ شفعہ: پہاڑ کی چوٹی۔

ترجیح حدیث (۶۰۱): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الجہاد والرباط.

کلمات حدیث: عنان: لگام جمع اعنة. یتغی القتل: کفار کو قتل کے لیے جہاد میں ڈھونڈتا ہے۔ الیقین: موت کہ سب سے زیادہ یقینی امر موت ہی ہے۔ معاش: زندگی وہ شے جس سے زندگی برقرار رہے۔

شرح حدیث: سب سے عمدہ زندگی اس مجاہد فی سبیل اللہ کی ہے جو گھوڑے کی پشت پر سوار میدان کارزار میں مصروف جہاد رہتا ہے، جہاں اسے حق و باطل کی کوئی رزم گاہ نظر آئی وہ وہاں اڑ کر پہنچ گیا وہ شوق شہادت میں تلواروں کی جھنکار میں راحت و چین پاتا ہے۔ یا اس شخص کی زندگی بہترین ہے جو اپنی بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا یا کسی وادی میں پہنچ گیا اب وہ ہر طرف سے مستغنی ہو کر اللہ کی بندگی میں مصروف ہے۔ لوگوں سے اس کا تعلق صرف خیر اور بھلائی کا تعلق ہے اور اس کے سوا کوئی تعلق نہیں ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عزالت اور گوشہ نشینی آدمی کو غیبت سے برائیوں سے اور منکرات سے بچاتی ہے تو عزالت سے بہتر کوئی شے نہیں ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برے ساتھی کی مصاحبت سے وحدت بہتر ہے اور نیک اور صالح آدمی کی صحبت وحدت سے خوب تر ہے، اچھی بات بتلانا سکوت سے بہتر ہے اور بری بات منہ سے نکالنے سے بہتر خاموش رہنا ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳/۳۰۔ روضة المتقین: ۱۴۸/۲)



(الباب ۷۰)

فَضْلُ الْإِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُورِ جَمْعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ وَمَشَاهِدِ الْخَيْرِ وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ، وَعِبَادَةِ مَرِيضِهِمْ، وَحُضُورِ جَنَائِزِهِمْ، وَمُؤَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ، وَإِرشَادِ جَاهِلِهِمْ وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ لِمَنْ قَدَّرَ عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَقَمَعَ نَفْسِهِ

جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدرت رکھتا ہو اور اپنے آپ کو ایذا دہی سے روک سکتا اور دوسروں کی ایذا پر صبر کر سکتا ہو اس کے لیے لوگوں کے ساتھ اختلاط، جمعہ اور جماعت میں حاضری بھلائی کی مجاکس میں شرکت، مریض کی عیادت، جنازہ میں حاضری محتاج کی خدمت، جاہل کی راہنمائی جیسے دیگر مصالح میں شرکت کرنا افضل ہے

اعْلَمَنَّ أَنَّ الْإِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي ذَكَرْتُهُ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ وَكَذَلِكَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَأَخْيَارِهِمْ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَكْثَرِ التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاحْمَدُ وَأَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ .

لوگوں کے ساتھ اس طرح کا میل جول نہ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ طریقہ ہے بلکہ جملہ انبیاء کرام، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اخیار مسلمین کا طریقہ ہے اور یہی اکثر تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کا مسلک ہے اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور اکثر فقہاء کی رائے ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۲۰۲۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾

وَالْآيَاتُ فِي مَعْنَى مَا ذَكَرْتُهُ، كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔“ (المائدہ: ۲)

اور اس موضوع پر متعدد آیات قرآنی موجود ہیں جو معلوم و متعارف ہیں۔

تفسیری نکات: تمام انسانیت اس سے تو واقف ہے کہ انسانوں کے مابین باہم تعاون ناگزیر ہے لیکن آج تک انسانیت کوئی ایسا جامع اصول دریافت نہ کر سکی جس پر ساری دنیا کے لوگ ہر زمانے اور دور میں باہم تعاون کر سکیں۔ چنانچہ وہ کبھی تعاون باہمی کی اساس ملک و قوم کو قرار دیتے ہیں اور کبھی نسلی وحدت کو کبھی ان کے اشتراک باہم کی بنیاد خاندان اور قبیلہ ہوتی ہے اور کبھی زبان و ثقافت۔

قرآن کریم نے تعاون باہمی کا ایسا اصول دیا ہے جس سے نہ دنیا نزول قرآن سے پہلے آشنا تھی اور نہ قرآن آجانے کے بعد اس جیسا یا اس سے بہتر اصول وضع کر سکی اور یقیناً یہ اعجاز قرآن کی ایک واضح دلیل ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ ”نیکی اور خدا ترسی پر تعاون کرو اور بدی اور ظلم پر تعاون نہ کرو۔“ مسلم ہوں یا غیر مسلم، یہودی ہوں یا نصاریٰ یا کسی اور مذہب کے ماننے والے ساری دنیا کے انسانوں کے لیے ایک ہی اصول ہے جس پر سب ہر دور میں ہر وقت اور ہر سوسائٹی میں عمل کر سکتے ہیں کہ بھلائی میں اور خدا ترسی میں تعاون کرنا اور ظلم و زیادتی اور نا انصافی اور برائی کا ساتھ نہ دینا۔ یعنی تعاون اور تناصر کی اساس بر وتقویٰ ہے اور یہی ملت اسلامیہ کی اساس ہے اور یہی انسانیت کی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور یہی وہ اصول ہے جس پر اگر انسانیت قائم ہو جائے تو دنیا سے ظلم و تعدی کا خاتمہ ہو جائے۔

(معارف القرآن)



التَّوَّاضُّعُ وَخَفْضُ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِينَ
تواضع اور اہل ایمان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا

مؤمنوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں

۲۰۳. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

﴿وَخَفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور مؤمنین میں سے جو تمہاری اتباع کرنے والے ہیں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔ (الشعراء: ۲۱۵)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا ہے کہ اہل ایمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اور رشتہ اخوت کا تقاضا ہے کہ ان کے ساتھ بہت مہربانی اور نرمی کا سلوک ہو۔ تو اے رسول ﷺ! جو آپ کے متبعین ہیں آپ ان کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں اور اپنی محبت و مودت کا پہلو ان کے لیے جھکا دیجئے۔ (تفسیر عثمانی - تفسیر مظہری)

مؤمن ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا ہے

۲۰۴. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ ۖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۖ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرمادے گا۔ جن سے اللہ محبت کرے

گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے، مؤمنوں کے لیے وہ نرم ہوں گے اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔“ (المائدہ: ۵۴)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ کا یہ دین آخری دین ہے یہ ہمیشہ باقی رہے گا کہ یہ پیغام ابدی اور سروری ہے اس لیے اب قیامت تک یہی دین ہے اور اس دین کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے اپنے ذمے لے لیا ہے اس لیے مسلمانوں کے کسی گروہ یا جماعت کو یہ خیال نہ ہوگا کہ اگر وہ اس دین سے پھر گئے تو یہ دین بھی باقی نہیں رہے گا بلکہ حقیقت اس کے برعکس یہ ہے کہ جو اس دین سے پھرے گا وہ اپنا ہی کچھ نقصان کرے گا، اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ حق تعالیٰ مرتدین کے بدلے میں ایسی جماعت لے آئے گا جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور اللہ بھی انہیں محبوب رکھے گا۔ وہ مسلمانوں پر شفیق و مہربان اور دشمنان اسلام کے خلاف غالب اور زبردست

ہوں گے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی)

رنگ و نسل کی تفریق صرف پہچان کے لیے ہے

۲۰۵. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿يَتَأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے پھر تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو

شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔“ (الحجرات: ۱۳)

تفسیری نکات: تیسری آیت کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا پھر ان سے

ان کے کنبے اور قبیلے بنائے یہ سارے کنبے قبیلے خاندان قومیں اور نسلیں پہچان اور تعارف کے لیے ہیں، اگر یہ نہ ہوتا تو انسان اس طرح

باہم گم ہوتے جس طرح بکریوں کے ریوڑ میں بکریاں گم ہوتی ہیں۔ غرض یہ تقسیمات انسانوں کے باہمی تعارف کے لیے ہیں اور چونکہ

سب ایک مرد و عورت سے پیدا ہوئے ہیں اس لیے سب یکساں ہیں اور ایک جیسے ہیں کسی کو کسی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ خاندان اور

قبیلہ سے کوئی امتیاز اور کوئی فضیلت قائم نہیں ہوتی کیونکہ سارے قبیلوں اور قوموں کا منجبا ایک مرد اور ایک عورت ہیں۔ اس لیے فضیلت و

امتیاز کا ایک ہی معیار ہے کہ کون اپنے خالق و مالک کا زیادہ فرماں بردار ہے۔ جو شخص جس قدر نیک خصلت مؤدب اور پرہیزگار ہو اسی

قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرم ہے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر مظہری)

اپنی بڑائی مت جتاؤ

۲۰۶. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿فَلَا تَرْكَوْا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”تم اپنے آپ اپنی پاکیزگی نہ بیان کرو وہی پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔“ (النجم: ۳۲)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اپنی پاکیزگی نہ بیان کرو اور اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے بزرگ نہ ظاہر کرو وہ سب

کی بزرگی اور پاکبازی کو بہت خوب جانتا ہے اور اس وقت سے جانتا ہے جب سے تم نے ہستی کے اس دائرے میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔

آدمی کو چاہیے کہ اپنی اصل کو نہ بھولے جس کی ابتداء مٹی سے تھی پھر مٹی کی تاریکیوں میں ناپاک خون سے پرورش پاتا رہا اس کے بعد

کتنی جسمانی اور روحانی کمزوریوں سے دوچار ہوا۔ آخر میں اگر اللہ نے اپنے فضل سے کسی مقام پر پہنچا دیا تو اس کو اس قدر تیز چڑھ کر دعویٰ کرنے کا استحقاق نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اہل اعراف کا اہل جہنم سے گفتگو

۲۰۷. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَنَادَى أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رَجُلًا لَا يَعْرِفُ لَهُمْ سِمَةً قَالَ آمَّا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٢٠٩﴾﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اہل اعراف بہت سے آدمیوں کو جنہیں وہ پہچانیں گے پکاریں گے، کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا بڑا جھنڈا کچھ کام نہ آیا کیا یہ وہی ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نہ کرے گا ان کو یہ حکم ہوگا کہ جاؤ جنت میں تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم ٹمکن ہو گے۔“ (اعراف: ۲۰۸، ۲۰۹)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں فرمایا کہ اہل اعراف اہل جہنم سے کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا جھنڈا کچھ کام نہ آیا اور تم اپنے تکبر کی وجہ سے مسلمانوں کو حقیر سمجھتے تھے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے دیکھو ان مسلمانوں کو جنت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ وہی مسلمان ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ اپنی رحمت نہیں کرے گا۔ دیکھو ان پر اتنی بڑی رحمت ہوئی کہ انہیں کہا گیا کہ جاؤ جنت میں جہاں تم پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ تم مغموم ہو گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اہل اعراف کا سوال و جواب اہل جنت اور اہل جہنم دونوں کے ساتھ ہو چکے گا اس وقت رب العالمین اہل جہنم کو خطاب کر کے یہ کلمات فرمائیں گے کہ تم لوگ قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ان کی مغفرت نہ ہوگی اور ان پر کوئی رحمت نہ ہوگی، سو اب دیکھو ہماری رحمت اور اس کے ساتھ ہی اہل اعراف کو خطاب ہوگا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ نہ تمہیں بچھلے معاملات کا کوئی خوف ہونا چاہیے اور نہ آئندہ کا کوئی غم و فکر۔ (معارف القرآن تفسیر ابن کثیر)

ایک دوسرے پر فخر نہ کریں

۶۰۲. وَعَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنْ اللَّهُ أَوْحَىٰ إِلَىٰ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرُ أَحَدٌ عَلَىٰ أَحَدٍ وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَىٰ أَحَدٍ . " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۶۰۲) حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی

بھیجی ہے کہ آپس میں تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ نہ کوئی کسی پر فخر کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۰۲): صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب الصفات التي يعرف بها فر

الدنيا.

راوی حدیث: حضرت عیاض بن جبار رضی اللہ عنہ بعثت نبوی ﷺ قبل رسول اللہ ﷺ کے احباب میں سے تھے، فتح مکہ سے پہلے

اسلام لائے ان سے تیس احادیث مروی ہیں۔ (الاستیعاب: ۵۱۰/۲)

کلمات حدیث: تواضعوا: آپس میں تواضع اختیار کرو۔ تواضع (باب تفاعل) باہم متواضع ہوتا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تواضع اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ تواضع اللہ کے لیے ہے جیسا کہ ایک

اور حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

”من تواضع لله فقد رفعه الله.“

”جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرے گا اللہ اسے بلند فرما دے گا۔“

دین کے عالم استاد اور والد کے لیے تواضع اختیار کرنا واجب ہے اور تمام مخلوق کے لیے تواضع اختیار کرنا مستحب ہے۔ غرض جو اللہ

تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرے گا اللہ لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر و منزلت پیدا فرما دے گا اور آخرت میں اس کے درجات

بلند فرما دے گا۔ اہل دنیا کے سامنے مالی مفادات کی خاطر جھکنا تواضع نہیں ذلت و رسوائی ہے۔ جس سے مسلمان کو احتراز کرنا چاہیے۔

ظلم و تعدی اور تفاخر تواضع کی ضد ہیں اس لیے کسی انسان پر کسی طرح کی کوئی زیادتی خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے منع ہے اور اسی

طرح فخر کرنا اور دوسروں پر اپنی بڑائی جتلانا ممنوع ہے۔ (روضہ المستقین: ۱۵۱/۲)

تواضع اختیار کرنے سے مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے

۶۰۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”مَا نَقَصْتُ

صَدَقَةً مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی اور اللہ

تعالیٰ معاف کرنے سے عزت بڑھاتی ہے اور جو کوئی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سرفرازی عطا فرماتے ہیں۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۶۰۳): صحیح مسلم، کتاب البر، باب استحباب العفو والتواضع.

کلمات حدیث: ما نقصت صدقة من مال: صدقہ مال میں کچھ بھی کمی نہیں کرتا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ بن رازق ہیں وہ جس کو جتنا چاہیں اور جب چاہیں عطا فرمادیں کہ ان کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے اگر

کوئی شخص اللہ کے راستے میں صدقہ دیتا ہے اور انفاق کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اور ان کی رضا و رزق میں اضافہ کا سبب بنتی ہے

اور اس صدقہ کی جگہ اس کے مال میں برکت ڈال دیتا ہے یا فی الواقع مزید عطا فرمادیتا ہے یا آخرت کے اجر و ثواب میں اضافہ فرمادیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی مثال جو راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسا کسی نے ایک دانہ گندم بویا اس سے سات بالیں پھوٹیں اور ہر بالی میں سودا نے ہیں اور اللہ جس کو چاہیں اس میں مزید اضافہ فرمادیں کہ وہ بڑی دستوں والا اور جاننے والا ہے۔

عفو و درگزر سے اللہ تعالیٰ رفعت و عزت عطا فرماتے ہیں اور جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرمادیتے ہیں، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بلندی دونوں طرح ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بلند فرمادیں تواضع کی وجہ سے اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیں اور لوگوں کی نظروں میں اس کی وقعت بڑھادیں اور آخرت میں اس کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جائے اور دنیا کی تواضع کے بدلے آخرت کے درجات بلند کر دیئے جائے۔ (روضة المتقين: ۱۵۱/۲ - دلیل الفالحین: ۴۶/۳)

رسول اللہ ﷺ کا بچوں کو سلام کرنا

۶۰۳. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صَبِيَّانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ. "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۶۰۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے انہیں

سلام کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا طریقہ یہی تھا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۰۳): صحیح البخاری، کتاب الامتدذان، باب التسليم على الصبيان. صحيح مسلم، کتاب

السلام، باب استحباب السلام على الصبيان.

کلمات حدیث: رسول کریم ﷺ بچوں سے بہت شفقت فرماتے اور ان کے ساتھ محبت اور تواضع سے پیش آتے اور آپ ﷺ بچوں کو سلام کرتے اور انہیں سلام کرنے میں پہل فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار صحابہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو ان کے بچوں کو سلام کرتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم بچوں کے پاس آئے اس وقت میں بھی بچہ تھا آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کو دیکھ کر فرماتے: "السلام علیکم یا صبیان."

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے اور اگر بچہ بڑے کو سلام کرے تو اس پر سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ بچوں کو سلام کرنے میں تواضع کا ایسا پہلو ہے کہ اس سے تکبر کی چادر اتر جاتی ہے۔ اور تواضع اور نرمی مزاج بن جاتی ہے۔

(فتح الباری: ۲۶۵/۳ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۵/۱۴ - روضة المتقين: ۱۵۳/۲ - دلیل الفالحین: ۵۶/۳)

آپ ﷺ ہر ایک ضرورت پوری فرماتے

۶۰۵. وَعَنْهُ قَالَ : إِنْ كَانَتْ أَلَا مَةُ مِنْ إِمَاءِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ

بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۶۰۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی آپ ﷺ کا

ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی۔

تخریج حدیث (۶۰۵): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الکبر تعلیقاً.

کلمات حدیث: أمة: باندی۔ جمع إماء۔ فتنتلق: چل پڑتی، چلی جاتی۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کے حسن اخلاق کا منہا اور آپ ﷺ کی تواضع کی رفعت کا یہ عالم تھا کہ مدینہ منورہ کی کوئی باندی

آتی اور دست مبارک تھام کر اپنے کسی کام کے لیے لے جاتی حتیٰ کہ مدینہ منورہ سے باہر لے جاتی آپ اس کا کام کرتے اور واپس

تشریف لے آتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ مدینہ منورہ کی کوئی بچی آتی اور آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیتی اور جہاں

چاہتی آپ لے جاتی اور آپ اپنا دست مبارک اس کے ہاتھ سے نہ نکالتے۔ (روضۃ المتقین: ۱۵۴/۲۔ دلیل الفالحین: ۴۷/۳)

آپ ﷺ گھر کے کام میں گھروالوں کی مدد فرماتے تھے

۶۰۶. وَعَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ ؟ قَالَتْ ! كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ " يَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ " فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ

إِلَى الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۶۰۶) حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ

ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ اپنے گھروالوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ جب

نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۰۶): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من كان في حاجة اهله.

کلمات حدیث: مِهْنَة: ہنر، خدمت، کام، جمع مہن.

شرح حدیث: رسول اکرم ﷺ اپنے گھر کے کام اپنے دست مبارک سے انجام دیا کرتے تھے، حضرت ہشام بن عروہ ازوالد خود

روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے فرمایا کہ آپ ﷺ اپنے پیڑے سیتے، اور وہ کام کرتے جو مرد اپنے گھروں میں کرتے۔

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ”جوئے کی مرمت فرماتے کپڑے سینے اور ڈول کی مرمت کرتے۔ حضرت عمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے درست کرتے اپنی بکری کا دودھ دوھتے اور اپنے سارے کام کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ سب لوگوں میں نرم مزاج سب سے زیادہ کریم تھے اور تمہارے مردوں میں سے ایک مرد تھے مگر یہ کہ آپ بسام (بہت مسکرانے والے) تھے۔

غرض رسول اللہ ﷺ اپنے کام خود کرتے اور جوں ہی نماز کا وقت ہوتا یا اذان ہو جاتی تو آپ ﷺ مسجد تشریف لے جاتے۔

(إرشاد الساري: ۳۱۸/۲ - فتح الباري: ۵۳۴/۱ - روضة المتقين: ۱۵۴/۲ - دليل الفالحين: ۴۷/۳)



آپ ﷺ کا خطبہ کے دوران مسائل کی تعلیم فرمانا

۶۰۷. وَعَنْ أَبِي رِفَاعَةَ تَمِيمِ بْنِ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ لَا يَذَرُنِي مَا دِينُهُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ، فَأَتَيْتُ بِكُرْسِيِّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ، اللَّهُ ثُمَّ أَتَى خُطْبَتَهُ، فَاتَمَّ أَحْرَهَا. “رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۰۷) حضرت ابی رفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا آ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک مسافر آپ ﷺ سے اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے کہ اسے نہیں معلوم اس کا دین کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ دیا اور میرے پاس آ گئے۔ آپ ﷺ کے لیے ایک کرسی لائی گئی جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہو گئے اور مجھے وہ باتیں سکھانے لگے جو اللہ نے آپ کو سکھائی تھیں۔ پھر آپ ﷺ خطبہ کی جانب متوجہ ہوئے اور اس کا آخری حصہ مکمل فرمایا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۰۷): صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، باب حدیث المتعلم فی الخطبہ.

راوی حدیث: حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے اور فتح مکہ میں شرکت فرمائی، یہ روایت آپ ہی سے منقول ہے کہ کعبہ اللہ میں تین سو سے زائد بت تھے اور آپ ﷺ جاء الحق و زهق الباطل پڑھتے جاتے اور بت گرتے جاتے تھے۔ آپ سے مرویات کی تعداد ۱۸ ہے۔

کلمات حدیث: انتہیت: میں پہنچ گیا۔ انتہاء (باب افعال) کسی شے کا آخر تک پہنچ جانا کسی شے کا اپنی نہایت تک پہنچ جانا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ اپنے اخلاق کریمانہ کی بناء پر اور امت پر اپنی بے انتہاء شفقت کی وجہ سے ہر صاحب ایمان و اسلام کی طرف توجہ فرماتے اور اس کے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آتے۔ اگر کوئی دین کی بات معلوم کرنے آتا تو سب پہلے آپ ﷺ اس کو دین کی بات سمجھاتے۔ چنانچہ جب حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ سے دین کی باتیں سمجھنے آیا ہوں تو آپ ﷺ

خطبہ چھوڑ کر اس کے سوال کا جواب دینے اور اس کی تفہیم و تعلیم کے لیے بیٹھ گئے اور بھی اصحاب موجود تھے اس لیے آپ ﷺ اونچی جگہ پر بیٹھ گئے تاکہ جملہ حاضرین گفتگو سے مستفید ہوں۔

ممکن ہے کہ یہاں خطبہ جمعہ کے علاوہ کوئی اور خطبہ ہو کہ آپ ﷺ مختلف مواقع پر خطاب فرمایا کرتے تھے اور اگر جمعہ کا خطبہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ سائل سے گفتگو مختصر ہوئی ہو اور پھر آپ ﷺ نے خطبہ پورا کر لیا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو باتیں آپ نے سائل سے ارشاد فرمائیں ہو سکتا ہے کہ وہ بھی خطبہ سے متعلق ہوں اور خطبہ کے دوران ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جانے سے خطبہ منقطع نہیں ہوتا۔ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام اور ایمان کے بارے میں دریافت کرنے آئے اور وہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہو تو اس کی طرف فوری طور پر متوجہ ہو کر اسے ضروری تعلیم دینی پائیے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۴/۶۔ روضة المتقین: ۱۵۵/۲)

لقمہ گر جائے تو صاف کر کے کھا لینا چاہیے

۶۰۸. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعَقَ أَصْبَعَهُ الثَّلَاثَ قَالَ: وَقَالَ: "إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدُكُمْ فَلْيَمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ" وَأَمَرَ أَنْ تُسَلَّتِ الْقِصْعَةُ قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبُرْكَةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۰۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے اپنی تین انگلیاں چاٹتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے کہ اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو مٹی وغیرہ صاف کر کے کھالے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پیالہ کو چاٹ کر صاف کیا جائے کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۰۸):

صحیح مسلم، کتاب الاطعمہ، باب استحباب لعق الاصبع والقصعة واكل اللقمة.

کلمات حدیث: فلیمط: اسے چاہیے کہ دور کر دے اور جدا کر دے۔ فلیمط عنها الأذى: اس پر اگر مٹی وغیرہ لگ گئی ہے تو اسے دور کر دے۔ امطه امطه: دور کرنا۔ امطه الأذى عن الطريق: راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا۔ قصعة: پیالہ جمع قصعات۔ لعق: چاٹنا۔ لعق لعقا (باب سمع) چاٹنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ معلم اخلاق بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اخلاق کی تنمیم کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں اسی لیے محسن انسانیت ﷺ نے ہر بات کی تعلیم دی ہے خواہ اس کا تعلق باہمی میل جول سے ہو یا نشست و برخاست کھانے پینے سے ہو یا غسل و طہارت زندگی کا وہ کون سا پہلو ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ ہدایت اور راہنمائی نہ فرمائی ہے۔

آپ ﷺ جس برتن میں کھانا تناول فرماتے اسے چاٹ لیتے، و پھر تین انگلیاں چاٹ لیتے کیونکہ آپ ﷺ کھانا تناول فرماتے

وقت تین انگلیاں استعمال فرماتے اور آپ ﷺ اسی کا حکم فرماتے اور کہتے کہ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے اس رزق کے کون سے حصے میں اللہ نے برکت رکھی ہے۔

آپ ﷺ فرماتے کہ اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے اور وہ پاک جگہ میں گرا ہو تو اسے صاف کر کے کھا لو اور اگر ناپاکی میں گرا ہے اور دھونا اور پاک کرنا دشوار ہو تو جانور کو کھلا دیا جائے لیکن شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھالینا مستحب ہے۔ انسان کے سامنے جو کھانا آتا ہے اللہ اس رزق میں برکت رکھ دیتا ہے، لیکن کھانے والے کو یہ علم نہیں ہوتا کہ جو کھانا وہ کھا چکا ہے اس میں برکت تھی یا جو برتن میں یا اس کی انگلیوں پر لگا رہ گیا ہے اس میں برکت ہے۔ برکت کے معنی اس خیر اور بھلائی کے ہیں جو انسان کو اس رزق سے حاصل ہو کہ وہ اسے ہر بیماری اور تکلیف سے بچا کر صحت و قوت عطا کرے اور اس کے ساتھ اللہ کے احکام پر چلنے کی توفیق عطا ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷۴/۱۴۔ تحفة الأحمودی: ۵۳۰/۵۔ روضة المتقین: ۱۵۶/۲۔ دلیل الغالین: ۴۹۳)

رسول اللہ ﷺ نے بھی بکریاں چرائیں ہیں

۶۰۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ." قَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ فَقَالَ: "نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطٍ لِأَهْلِ مَكَّةَ." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں چند قیراط کے عوض اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۰۹): صحیح البخاری، کتاب الاحارہ، باب من رعى الغنم على قراريط.

شرح حدیث: نبوت سے قبل ہی حضور اکرم ﷺ اعلیٰ اخلاق سے متصف تھے اور آپ ﷺ اس وقت بھی متواضع تھے اور اس کمال تواضع کے تحت چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ یہ حدیث اور اس کی شرح پہلے (حدیث ۶۰۰) گزر چکی ہے۔

رسول اللہ ﷺ معمولی ہدیہ بھی قبول فرمالیتے تھے

۶۱۰. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أَهْدَى إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے بکری کے پائے یا بازو کھانے کی

دعوت دی جائے تو میں جاؤں گا اور اگر مجھے بازو یا پائے ہدیہ کے طور پر دیے جائیں تو میں اسے قبول کروں گا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۱۰):

صحیح البخاری، کتاب الہبة، باب القلیل بن الہبة.

کلمات حدیث:

کراع: بکری یا گائے کے پائے جمع اکراع۔ ذراع: بازو۔ جمع أذرع.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ اپنے اخلاق کریمانہ اور تواضع کی بناء پر جو بھی آپ ﷺ کو بلاتا اس کے گھر تشریف لے جاتا اگرچہ پہلے سے آپ ﷺ کو علم تھا کہ جو کھانا وہ پیش کرے گا وہ معمولی ہوگا۔ اسی طرح آپ ﷺ تالیفِ قلب کے طور پر معمولی سے معمولی ہدیہ بھی قبول فرمایا کرتے تھے۔ (فتح الباری: ۵۴/۲۔ إرشاد الساری: ۳۶۳/۵)

آپ ﷺ کی اونٹنی ”عصبا“ کا واقعہ

۶۱۱. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْبَاءُ لَا تُسَبِّقُ أَوْلًا تَكَادُ تُسَبِّقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ "النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" فَقَالَ: "حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَصَعَهُ." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اونٹنی تھی جس سے آگے کوئی اونٹ نہ نکلتا تھا ایک اعرابی اونٹ پر سوار آیا اور اپنا اونٹ اس سے آگے نکال لے گیا۔ مسلمانوں پر یہ بات گراں گزری یہاں تک کہ آپ ﷺ کو بھی اندازہ ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار حاصل ہے کہ دنیا میں جو شے بلند ہو وہ اسے پست فرما دے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۱۱):

صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب ناقة النبي ﷺ.

کلمات حدیث:

عصبا: رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کئی اونٹنیاں تھیں جن میں سے ایک شہبائہ تھی اس اونٹنی کے سوا کوئی آپ ﷺ کو زور و وجہ کے وقت برداشت نہ کر پاتی۔ قعود دو سال سے کم عمر کا اونٹ جس پر سواری شروع کر دی گئی ہو۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی عصبا تھی کوئی بھی اونٹ اس کی تیز روی کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی اپنا اونٹ لے کر آیا جو حضور کی اونٹنی سے آگے نکل گیا یہ بات صحابہ کرام کی طبیعت پر گراں گزری۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی ہر شے زوال و فنا سے گزرتی ہے اور کبھی کوئی شے ایسی نہیں ہوتی جو بلند ہو اور اس پر ضعف و انحطاط نہ آئے اور وہ پست نہ ہو جائے۔ کیونکہ اس دنیا کی ہر شے مائل بہ زوال ہے اور اس کلیہ میں کہیں استثناء نہیں ہے۔ جب دنیا کی ہر شے کا یہ حال ہے تو اس کی کسی شے پر فخر و مباہات کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ (فتح الباری: ۱۷۰/۲)



تَحْرِیمُ الْکِبَرِ وَالْإِعْجَابِ تکبر اور خود پسندی کی حرمت

جنت تواضع اختیار کرنے والوں کے لیے ہے

۲۰۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو زمین میں ظلم و فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام نیک تو پرہیزگاروں ہی

کا ہے۔ (القصص: ۸۳)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ آخرت کی نعمتیں ان کے لیے ہیں جو ملک میں شرارت کرنا اور بگاڑ ڈالنا نہیں چاہتے اور اس فکر میں نہیں رہتے ہیں کہ اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھیں بلکہ تواضع و انکساری اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کرتے ہیں وہ دنیا کے حریص نہیں ہوتے آخرت کے عاشق ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں

۲۰۹. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ وَلَا تَصْغِرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمَسِّسْ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴾
وَمَعْنَى ﴿ وَلَا تَصْغِرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ﴾ : أَيْ تَمِيلُهُ، وَتُعْرِضُ بِهِ عَنِ النَّاسِ تَكْبُرًا عَلَيْهِمُ وَالْمَرَحُ التَّبَخُّرُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور تو اپنے رخسار کو لوگوں کے لیے مت پھلا اور زمین میں اکثر کرم مت چل بے شک اللہ تعالیٰ ہر تکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں

کرتے۔ (لقمان: ۱۸)

تصغر خدک للناس کے معنی ہیں تکبر کی وجہ سے لوگوں سے چہرہ پھیرنا۔ مرح اکڑنا اور اترانا۔

تفسیری نکات: دوسری آیت میں تکبر سے منع کیا گیا اور فرمایا کہ زمین پر اس طرح چلو جس طرح اللہ کے متواضع بندے چلتے ہیں

اور زمین میں اکثر کرم مت چلو۔ (تفسیر مظہری)

۲۱۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”زمین پر اکڑ کر مت چلو۔“ (الاسراء: ۳۷)

تفسیری نکات:

تیسری اور چوتھی آیت میں بیان کیا ہے کہ تکبر کی ہر روش اور بڑائی کا ہر طریقہ اللہ کے یہاں ناپسندیدہ ہے چہرے کو اس طرح بنانا جس سے تکبر کا اظہار ہو چال متکبرانہ ہو لوگوں کو غرور سے دیکھنا، اترانا اور شیخیاں مارنا یہ سب اخلاقِ رذیلہ ہیں ان سے احتراز ضروری ہے اور اس کے برعکس تواضع و انکساری ہر بات میں خوب تر ہے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی)

اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتے

۲۱۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنْ قَرُّونَ كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ مُوسَىٰ فَبَعَثْنَا عَلَيْهِمُ وَعَائِنَهُ مِنَ الْكُذِبِ مَا إِنْ مَفَاتِحَهُ لِنُشَوِّئَ

بِالْعَصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ﴾

إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾ الْآيَاتِ .

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بے شک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا اس نے ان پر سرکشی کی ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت کو بوجھل کر دیتی تھیں۔ جب اس کو اس کی قوم نے کہا کہ مت اتر او بے شک اللہ تعالیٰ اکڑنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ (آیت کے اس حصے تک ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔) (القصص: ۷۶)

تفسیری نکات:

پانچویں آیت میں فرمایا ہے کہ دنیا کی اس دولت پر اترنا جو فانی اور زائل ہو جانے والی ہے اور جس کی قیمت اللہ کی نظر میں ایک مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں ہے اس پر تکبر کرنا بہت بڑی برائی ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کو اکڑنے اور اترانے والے بندے اچھے نہیں لگتے اور جو چیز مالک کو اچھی نہ لگے اس کا انجام سوائے ہلاکت و بربادی کے کیا ہو سکتا ہے۔ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا اس کے پاس بے اندازہ دولت تھی مگر اپنے برے اعمال اور تکبر کی وجہ سے وہ اور اس کا گھر زمین میں دھنسا دیے گئے۔

(تفسیر عثمانی)

متکبر جنت میں داخل نہ ہوگا

۲۱۲. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”لَا يَدْخُلُ

الْجَنَّةُ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ“ فَقَالَ رَجُلٌ : إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً؟ قَالَ : ”إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبَرُ بَطْرُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
”بَطْرُ الْحَقِّ“ دَفَعُهُ، وَرَدُّهُ، عَلَى قَائِلِهِ . ”وَغَمَطُ النَّاسِ“ : اخْتِقَارُهُمْ .

(۶۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ آدمی کو پسند ہوتا کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر ہے حق بات ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ (مسلم)
بطر الحق کے معنی ہیں حق کو ٹھکرانا اور کہنے والے کی بات کو اس کے منہ پر لوٹا دینا۔ غمط الناس کے معنی ہیں لوگوں کو حقیر جاننا۔
تخریج حدیث (۶۱۲): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ .

کلمات حدیث: بطر الحق: زیادتی نعمت کی وجہ سے اور دولت دنیا کی وجہ سے اترانا اور تکبر کی وجہ سے صحیح بات کو قبول نہ کرنا۔ غمط الناس: لوگوں کی حقیر کرنا، ناقدری کرنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تکبر کی ممانعت اور اس سے تھدیر شدید ہے کہ اگر قلب میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا تو ایسا آدمی جنت میں نہیں جائے گا۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کبر کے لیے ضروری ہے کہ کوئی بات یا کوئی شخص جس پر تکبر کا اظہار ہو اگر اظہار تکبر اللہ پر اللہ کے رسول ﷺ پر یا اس حق پر ہو جو اللہ کے رسول ﷺ لے کر آئے ہیں تو یہ کبر کفر ہے اور اگر ان کے علاوہ ہو تب بھی کبر معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر آدمی تکبر پر مصر رہے تو اندیشہ ہے کہ کہیں حد سے بڑھا ہوا تکبر کفر تک نہ لے جائے۔ ایسا تکبر مغضب فی النار ہوگا یہاں تک کہ اس کے وجود سے تکبر کے اثرات جاتے رہیں تو پھر اللہ کی رحمت اس کے ایمان کی برکت سے اس کی نجات کا ذریعہ بنے گی۔

کسی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتے اچھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تکبر نہیں ہے حب جمال ہے اور اللہ جمیل ہے جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کو رد کرے اور ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ یعنی دوسروں کو حقیر جاننا تکبر ہے اور تکبر یہ ہے کہ ایک آدمی صحیح اور سچی بات کہے مگر اسے صرف اس لیے رد کر دے کہ وہ آدمی اس کی نظر میں حقیر اور کم حیثیت ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۸/۲۔ روضة المتقین: ۱۵۹/۲)

بائیں ہاتھ سے کھانا تکبر کی علامت ہے

۶۱۳. وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . بِشِمَالِهِ فَقَالَ : ”كُلْ بِيَمِينِكَ“ قَالَ : لَا اسْتَطِيعُ قَالَ : ”لَا اسْتَطِيعْتَ، مَا مَنَعَهُ، إِلَّا الْكِبَرُ“ : قَالَ : فَمَا رَفَعَهَا إِلَى يَمِينِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۶۱۳) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا کہ میں نہیں کر سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں اس کی طاقت نہ ہو۔ اس شخص کو صرف تکبر نے آپ ﷺ کی بات ماننے سے روکا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ آدمی اپنا داہنا ہاتھ اپنے منہ تک نہ لے جاسکا۔

تخریج حدیث (۶۱۳): صحیح مسلم، کتاب الاطعمہ، باب الادب فی الطعام والشراب۔

کلمات حدیث: کل بيمينك : اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ امر ہے۔ اکل اکلا (باب نصر) کھانا۔

شرح حدیث: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے کھاؤ اس نے تکبر کے ساتھ کہا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے اس کی طاقت نہ ہو اور اس کے بعد وہ کبھی اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ لے جاسکا۔ اس شخص کا نام بسر بن راعی الاشجعی ہے اس وقت تک یہ اسلام نہ لائے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابۃ میں ان کو صحابہ کرام میں ذکر کیا ہے۔

داہنے ہاتھ سے کھانا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے کوئی ہرگز اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔“

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳/ ۱۲۶ روضة المتقين: ۲/ ۱۰۷)

اس حدیث کی شرح اس سے پہلے بھی حدیث ۱۶۰ میں گزر چکی ہے۔

سرکش، متکبر، بخیل جہنمی ہیں

۶۱۴. وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ”أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتْلٍ جَوَاطٍ مُسْتَكْبِرٍ.“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ فِي بَابِ ضَعْفَةِ الْمُسْلِمِينَ .

(۶۱۴) حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ اہل جہنم کون ہیں؟ ہر سرکش بخیل اور متکبر جہنمی ہے۔ (متفق علیہ) اس کی شرح باب ضعفۃ المسلمین میں گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۶۱۴): صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالى عتل بعد ذلك زعيم . صحیح مسلم،

صفة الحنة، باب النار يدخلها الجبارون والحنة يدخلها الضعفاء .

کلمات حدیث: عتل : سخت اور بد مزاج۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ تکبر ایسا برا وصف ہے جو انسان کو جہنم میں پہنچا دیتا ہے اس حدیث کی شرح اس سے پہلے باب ضعف المسلمین (حدیث ۲۵۲) میں گزر چکی ہے۔

جنت و جہنم کا مکالمہ

۶۱۵. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اُخْتُجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ: فِيَّ الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِيَّ ضِعْفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِينُهُمْ. فَقَضَى اللَّهُ بَيْنَهُمَا: إِنَّكَ الْجَنَّةُ رَحِمْتِي أَرْحَمُ بِكَ مَنْ أَشَاءَ وَإِنَّكَ النَّارُ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكَ مَنْ أَشَاءَ، وَلِكُلِّيْكُمْ عَلَىٰ مَلُؤْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۱۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور جہنم میں آپس میں دلیلوں کا تبادلہ ہوا۔ جہنم نے کہا کہ یہاں بڑے بڑے جبار اور متکبر ہیں، جنت نے کہا کہ میرے یہاں ضعیفاء اور مساکین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ اے جنت! تو میری رحمت ہے تیرے ذریعے سے میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور تو اے جہنم! میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کے بھرنے کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۱۵): صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء.

کلمات حدیث: احتجت: دلیل۔ احتج احتجاجاً (باب افعال) دلیل دینا۔ حجة: دلیل، جمع حجج۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ تکبر اللہ کے یہاں ناپسندیدہ ہے اور اس کے برعکس تواضع و انکساری اور عاجزی اللہ کے یہاں پسندیدہ اوصاف ہیں، کیونکہ فی الواقع انسان کمزور ہے۔ ﴿وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾ اور انسان اپنی ہر ضرورت اور زندگی کی بقاء کے لیے ہر وقت اللہ کا محتاج ہے۔ یا ایہا الناس انتم الفقراء الى الله اس لیے اللہ کے حضور میں اپنی عاجزی اور اپنی حاجتمندی کا اظہار کرنا انسان کی محبوب صفت ہے اللہ پر ایمان رکھنے والے کو جنت میں لے جائے گی۔ اس حدیث کی شرح باب فضل المسلمین (حدیث ۲۵۶) میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۵۹/۳)

ازار، تہبند، شلوار ٹخنے سے نیچے لٹکانے پر وعید

۶۱۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَىٰ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ، بَطْرًا." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف

نظر نہیں فرمائیں گے جس نے تکبر کی وجہ سے اپنی چادر ٹخنے سے نیچے کھینچی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۱۶): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ازارہ من خیلاء۔ صحیح مسلم، کتاب

اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء۔

کلمات حدیث: جر: کھینچنا۔ جر جرأ (باب نصر) کھینچنا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اس شخص کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائیں گے جو اپنی ازار کو تکبر کے طور پر کھینچ کر چلتا ہو اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں کریں گے جو اپنے کپڑے کو تکبر سے کھینچ کر چلتا ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ازار ہو یا قمیص یا عمامہ اس کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر بطور تکبر ہو تو حرام ہے اور اگر تکبر کے بغیر ہو تو مکروہ ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا تکبر ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں لباس کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا حرام ہے اور قمیص اور ازار کا نصف ساق تک رکھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”مؤمن کی ازار اس کے نصف ساق تک ہو اور نصف ساق سے کعبین (ٹخنوں) تک کے درمیان ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر بطور تکبر ہو تو حرام ہو اور بغیر تکبر ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتح الباری: ۱۰۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۶۰/۳)

تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں فرمائیں گے

۶۱۷۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ: شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ "الْعَائِلُ" الْفَقِيرُ.

(۶۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روزِ

قیامت کلام نہیں فرمائیں گے نہ ان کو پاک فرمائیں گے اور نہ ان کی جانب نظر رحمت فرمائیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔ (مسلم) عامل فقیر کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث (۶۱۷): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریم اسباب الازار و المن بالعظیة۔

کلمات حدیث: لا یرزیکہم: انہیں پاک نہیں کرے گا۔ زکی تزکیۃ: پاک کرنا، نشوونما کرنا، یعنی ان لوگنا ہوں سے پاک نہ کرے گا اور نہ ان کے اعمال کو قبول کرے گا۔

شرح حدیث: تین آدمی ہیں جن سے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا یعنی کلام رضا نہیں ہوگا بلکہ ناراضگی اور غصہ سے کلام ہوگا اور کسی نے کہا کہ عدم کلام سے مراد اعراض کرنا اور ناراضگی کا اظہار کرنا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے پاک و صاف

فرمائے گا اور نہ ان کی جانب نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لیے عذاب الیم ہے۔ وہ تین آدمی یہ ہیں۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور فقیر متکبر۔ یعنی اگر جرم کے اسباب اور دوائی موجود نہ ہونے کے باوجود انسان جرم کرے اور گناہ کا مرتکب ہو تو اس کے گناہ کی سنگینی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور گناہ کی سنگینی سزا کی سختی اور شدت کی داعی ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۰/۲۔ دلیل الفالحین: ۶۰/۳)

تکبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے

۶۱۸. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْعِزَّازِ أَرَى، وَالْكِبْرِيَاءَ رَدَّ آتَى. فَمَنْ يُنَازِعُنِي فِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهُ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عزت میری

ازار اور کبر یا میری ردا ہے۔ جو اسے مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے عذاب میں مبتلا کروں گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۱۸): صحیح مسلم، باب تحریم الکبر.

کلمات حدیث: عز: عزت، قوت اور غلبہ۔ نازعنی: جو مجھ سے چھینے گا، جو مجھ سے منازعت کرے گا۔ نازع منازعة (باب مفاعله) جھگڑنا۔ نازعه الثوب: کسی کو کپڑے سے پکڑ کر کھینچنا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی صفات کریمہ میں سے ایک اس کی کبریائی اور اس کی عظمت اور اس کا ہر شے سے بڑا ہونا ہے وہی غالب اور قدرت والا ہے اور وہی مالک اور قاہر ہے اور ہر شے اس کی مخلوق ہے جس پر اسے پوری قدرت اور مکمل اختیار حاصل ہے۔ کسی بھی مخلوق کے لیے یہ امر زیبا نہیں ہو سکتا کہ وہ خالق کی ہمسری کرے کسی بھی مخلوق کے لیے یہ موزوں نہیں ہو سکتا کہ وہ حاکم کی برابری کرے اور کسی مملوک کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مالک سے ہمسری کرے۔ اس لیے فرمایا کہ بڑائی اور عظمت میرا لباس ہے۔ جو بڑائی کرتا ہے تکبر کرتا ہے وہ گویا میرا لباس کبریائی مجھ سے کھینچتا ہے۔ (روضة المتقين: ۱۶۴/۲)

اترا کر چلتے ہوئے زمین میں دھنسا

۶۱۹. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ، نَفْسُهُ مُرَجَّلٌ رَأْسُهُ يَخْتَالُ فِي مِشْيَتِهِ إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. مُرَجَّلٌ رَأْسُهُ: أَيْ مُمَشِّطُهُ: يَتَجَلَّجَلُ بِالْجِيمَيْنِ: أَيْ يَغُوصُ وَيَنْزِلُ.

(۶۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی عمدہ لباس میں ملبوس جا رہا تھا

اور اسے اپنا آپ اچھا لگ رہا تھا سر میں کنگھی کی ہوئی تھی اترا کر چل رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی وقت زمین میں دھنسا دیا وہ روز قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنسا رہے گا۔ (متفق علیہ)

مرجل رأسه: بالوں میں کنگھی کی ہوئی۔ یتجلجل: اترتا جائے گا۔

تخریج حدیث (۶۱۹): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء۔ صحیح مسلم، اللباس،

باب تحریم التبختہ فی المشی مع اعجابہ شبابہ۔

کلمات حدیث: حلة: کپڑوں کا جوڑا۔ جمع حلل۔ یختال: اکڑتا ہوا۔ اختال اختیالاً (باب افعال) تکبر کرنا، اکڑ کر چلنا۔

خسف: دھنسا دیا۔ خسف خسوفاً (باب ضرب) فی الارض: زمین میں دھنسا۔

شرح حدیث: پچھلی امتوں میں سے کسی کا واقعہ ہے کہ کوئی شخص عمدہ لباس پہن کر اور اپنے آپ کو بنا سنوار کر تکبر کے ساتھ اتراتا

ہوا جا رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک اسی طرح دھنستا رہے گا۔ حدیث کا مقصود یہ ہے کہ تکبر کرنا لوگوں کو حقیر

سمجھتا اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنا کمال سمجھ کر ان پر اترانا، بہت بڑا گناہ ہے اور جس قدر بڑا گناہ ہے اتنی ہی بڑی اس کی سزا ہے۔

(فتح الباری: ۱۰۸/۳۔ روضة المتقین: ۱۶۵/۲)

خود پسندی میں مبتلا شخص کا انجام

۶۲۰. تَوَعَّنُ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
"لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ:
حَدِيثٌ حَسَنٌ.

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ" ! اُیَ یَرْتَفِعُ وَیَتَكَبَّرُ.

(۶۲۰) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ

سرکشوں میں لکھا جاتا ہے۔ پس اس کو وہی سزا ملے گی جو ان کو ملے گی۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے)

یذہب بنفسه: بڑائی اور تکبر کرتا ہے۔

تخریج حدیث (۶۲۰): الجامع للترمذی، ابواب البر والصلة والآداب۔

کلمات حدیث: یذہب بنفسه: تکبر کا اظہار کرتا ہے، بڑائی کرتا ہے۔

شرح حدیث: آدمی اپنے آپ کو بلند سمجھتا رہتا ہے اور اس حسن ظن میں مبتلا رہتا ہے کہ وہ بہت بڑا اور عظیم آدمی ہے یہاں تک کہ

وہ تکبر کے مختلف درجے طے کرتا ہوا متکبر سرکش اور ظالم لوگوں کے درجے کو پہنچ جاتا ہے اور اس کا نام ان کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔

مقصود یہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر خصال حمیدہ اور اخلاق حسنہ پروان چڑھانے کی کوشش کرے اور برے اخلاق سے بچے اور

کوشش اور سعی کر کے اچھی عادات اختیار کرے۔ (روضۃ المتقین: ۱۶۶/۲۔ دلیل الفالحین: ۶۳/۳)



الْبَاقِ (۷۳)

حُسْنِ الْخُلُقِ حسن اخلاق

۲۱۳. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَأَنَّكَ لَـعَلَّیْ خُلِقْتَ عَظِیْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بے شک آپ اعلیٰ اخلاق پر ہیں۔“ (القلم: ۳)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ترین اخلاق پر مبعوث فرمایا، خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا، یعنی لسانِ نبوت پر قرآن جاری تھا اور آپ ﷺ کے اقوال و اعمال و عادات قرآن کی تفسیر تھے قرآن نے جس جس نیکی بھلائی اور اچھائی کی تعلیم دی وہ ساری کی ساری آپ ﷺ کی فطرت میں موجود تھیں اور آپ ﷺ ان سب کا عملی پیکر تھے اور قرآن کریم نے جن برائیوں کا ذکر کیا ہے آپ ﷺ ان سے طبعاً نفور اور عملاً بہت دور تھے۔ آپ ﷺ کے مزاج کی ساخت آپ کی طبیعت کا رنگ اور آپ کی فطرت کا اسلوب ہی اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا تھا کہ آپ ﷺ کی کوئی حرکت و عمل تناسب و اعتدال سے اور اللہ کے بنائے ہوئے قانونِ فطرت سے سرمو تجاوز نہ کر سکتی تھی۔ (تفسیر عثمانی: معارف القرآن)

۲۱۴. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَالْكَـَظِیْمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ ۱۴۳

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کردینے والے ہیں۔“ (آل عمران: ۱۴۳)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں اخلاق کے چند پہلوؤں کو واضح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اہل تقویٰ وہ ہیں جو راحت و تکلیف ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ فی الواقع غصہ کو پی جانا بہت بڑا کمال ہے اور اس پر مزید یہ کہ لوگوں کی زیادتیوں یا غلطیوں کو بالکل معاف فرما دیتے ہیں اور نہ صرف معاف کر دیتے ہیں بلکہ حسن سلوک اور نیکی سے پیش آتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

.....

رسول اللہ ﷺ سب سے اچھے اخلاق کے مالک تھے

۶۲۱. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بہترین اخلاق والے تھے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۲۱):

صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الکنية للنسبی، صحیح مسلم، کتاب الفضائل،

باب کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس خلقاً .

کلمات حدیث: خلق: طبیعت، خصلت، عادت، جمع اخلاق .

شرح حدیث: دنیا میں نیکی اور اچھائی کا سرچشمہ ہمیشہ اس دنیا میں اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاء اور رسول رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء کی تمام تعلیمات کو جمع فرمادیا تھا اس لیے آپ ﷺ حسن اخلاق کے اعلیٰ ترین نمونہ تھے نہ صرف اپنے زمانے کے لیے بلکہ ہر آنے والے زمانے کے لیے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کا اسوہ حسنہ آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کی حیات تمام انسانیت کے لیے ایک اعلیٰ ترین نمونہ اخلاق ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(فتح الباری: ۳/۲۴۰ - تحفة الأحوذی: ۲/۳۰۷)

رسول اللہ ﷺ کے عمدہ اخلاق کا بیان

۶۲۲. وَعَنْهُ قَالَ: مَا مِيسَتْ دِيْبًا جَا وَلَا حَرِيرًا أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا شَمَمْتُ رَايَحَةَ قَطٍّ أَطْيَبَ مِنْ رَايَحَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي قَطٍّ، أَوْ لَقَالَ لَشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتُهُ؟ وَلَا لَشَيْءٍ لَمْ أَفْعَلْهُ: أَلَا فَعَلْتُ كَذَا؟“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی دیباچہ یا ریشم اتنا نرم نہیں پایا جتنی نرم

آپ ﷺ کی ہتھیلی تھی اور کوئی خوشبو اس قدر لطیف کبھی نہیں سونگھی جتنی لطیف خوشبو آپ کے جسم کی تھی، میں دس سال آپ کی خدمت میں رہا آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف نہیں کہا اور جو کام میں نے کیا آپ نے اس کے بارے میں کبھی یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور جو کام میں نے نہیں کیا اور اس کے بارے میں آپ نے کبھی نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا؟ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۲۲):

صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، صحیح مسلم، کتاب

الفضائل، باب کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس خلقاً .

کلمات حدیث: دیباچہ: ریشم کی ایک قسم ہے۔ حریر: ریشم۔ اَلین: زیادہ نرم، افعَل (تفضیل۔ لان لیناً) (باب ضرب) نرم

ہونا۔ رائحة: خوشبو، جمع روائح۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ حسن و جمال باطنی کے ساتھ ظاہری حسن و جمال کا بھی پیکر تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کے کف دست حریر اور ریشم سے زیادہ نرم اور ملائم تھے اور جسد اقدس میں ایسی لطیف خوشبو تھی کہ ایسی خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفا میں فرمایا ہے کہ آپ جس سے مصافحہ فرماتے سارا دن اس کے ہاتھ میں خوشبو رہتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کسی عطار کی ہتھیلی کی طرح تھی آپ اگر کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کی بنا پر دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں دس سال رہا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی مجھے میری ماں نے خدمت رسول ﷺ میں دے دیا تھا، رسول اللہ ﷺ کی رحلت تک آپ کے ساتھ رہا، اس دس سال کے طویل عرصے میں کبھی آپ نے ہوں تک نہیں کہا کسی کام کو یہ نہیں کہا کہ کیوں کیا اور کسی کام کو یہ نہیں کہا کہ کیوں نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال تک سفر و حضر میں گھر میں اور باہر ہر وقت آپ کے ساتھ رہے۔

(فتح الباری: ۲/۲۷۷ - روضة المتقین: ۲/۱۶۸)

حالت احرام میں شکار واپس کرنا

۶۲۳. وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ: أَهْدَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحَشِيًّا فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِ قَال: "إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۶۲۳) حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

ایک حمار و وحشی بطور ہدیہ بھیجا۔ آپ نے اسے واپس فرما دیا لیکن جب میرے چہرے پر اس کا اثر دیکھا تو فرمایا کہ ہم نے تمہارا ہدیہ اس لیے واپس کیا کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

تخریج حدیث (۶۲۳): صحیح البخاری، کتاب النحر، باب اذا اهدى للمحرم حماراً و حشياً حلالاً یقبل.

صحیح مسلم، کتاب الحج، باب تحریج الصيد للمحرم.

کلمات حدیث: حماراً و حشیاً: جنگلی گدھا، جمع حمر، حمیر.

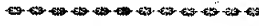
راوی حدیث: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ آپ سے سولہ احادیث مروی ہیں۔ زمانہ خلافت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں انتقال فرمایا۔ (شرح الزرقانی: ۲/۳۷۶)

شرح حدیث: ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی رائے ہے کہ اگر نیہ محرم نے محرم پر لیے

شکار کیا تو محرم کو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر محرم نے شکار کرنے والے غیر محرم کو نہ اشارہ کیا ہو اور نہ دلالت کی ہو اور نہ صراحتاً کہا ہو تو محرم اس شکار کو کھا سکتا ہے جو غیر محرم نے کیا ہو۔

اگر محرم کو زندہ جانور دیا جائے تو محرم کو لینا جائز نہیں ہے۔ اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو عنوان باب بنایا ہے رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت صعب بن جثامہؓ کے چہرے پر ملال دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کی دلداری کے لیے وضاحت فرمائی کہ ہم حالت احرام میں ہیں اس لیے ہم نے تمہارے اس ہدیہ کو قبول نہیں کیا۔ (فتح الباری: ۱/۹۷۶ - شرح الزرقانی: ۲/۳۷۵)



گناہ کا کام وہ جس پر لوگوں کے مطلع ہونا ناپسند ہے

۶۲۳. وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ: "الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ." رواه مُسْلِمٌ.

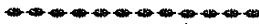
(۶۲۳) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ بر حسن اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جس کی تمہارے دل میں کھٹک محسوس ہو اور تمہیں پسند نہ ہو کہ لوگوں کو اس کی اطلاع ہو۔

تحریق حدیث (۶۲۳): صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب تفسیر البر والاثم.

کلمات حدیث: البر: نیکی، بھلائی، جملہ امور خیر۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرت سلیمہ پر پیدا کیا ہے، اگر انسان کی یہ فطرت بدستور سلیم باقی رہے اور گناہوں کی آلودگیوں میں ملوث ہو کر زنگ خوردہ نہ ہو جائے تو انسان جان سکتا ہے کہ برائی اور گناہ کیا ہے اس کا قلب کبھی بھی گناہ اور برائی پر اطمینان محسوس نہیں کرے گا بلکہ اس کے دل میں ایک کسک سی پیدا ہو جائے گی اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی انسان یہ نہیں چاہتا کہ لوگ اسے برا سمجھیں یا اس کی کسی برائی کا ذکر کریں اس لیے وہ لوگوں سے اس برائی کو چھپانا چاہتا ہے۔ اس کے برعکس اگر قلب زنگ خوردہ ہو جائے اور فطرت سلیمہ منقلب ہو جائے تو انسان کے سینے میں آویزاں یہ خیر و شر کی میزان بے اثر ہو جاتا ہے۔

غرض رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بر (نیکی) حسن اخلاق ہے اور اثم (گناہ) ہر وہ کام یا بات ہے جس سے دل میں کسک محسوس ہو اور آدمی یہ چاہے کہ کسی کو اس کی اطلاع نہ ہو۔



رسول اللہ ﷺ فحش گو نہ تھے

۶۲۵. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا : وَكَانَ يَقُولُ : "إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۲۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ فحش گوئی اختیار فرماتے تھے اور آپ ﷺ فرماتے کہ تم میں سے سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۲۵): صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب كثرة حياته ﷺ.

کلمات حدیث: فاحشًا: قبیح، بدخلق۔ فحش: قبیح قول یا فعل۔ متفحشًا: بدزبان۔

شرح حدیث: نبوت اور رسالت سے پہلے ہی سارا عرب آپ ﷺ کو پکار پکار کر صادق و امین کہہ رہا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے صادق القول ہونے اور آپ کی سیرت کی پاکیزگی اور اخلاقی رفعت و بلندی پر اس قدر یقین کامل تھا کہ جب آپ ﷺ نے آکر غار حرا میں فرشتے کے آنے اور وحی کے نازل ہونے کا واقعہ سنایا تو انہوں نے ایک لمحہ کا بھی تردد نہیں کیا اور فوراً ایمان لے آئیں۔ صحابہ کرام کی عظیم تعداد نے زندگی بھر آپ کو دیکھا سب نے گواہی دی کہ آپ ﷺ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔

آپ ﷺ نے حیات طیبہ کے مختلف مراحل میں کبھی بھی کوئی برا یا ناگوار لفظ زبان سے ادا نہیں کیا، حقیقت یہ ہے کہ جس زبان پر ہر وقت اللہ کا کلام جاری تھا اسے ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ آپ نے اپنے اصحاب کو بھی یہی تعلیم دی کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایمان کے اعتبار سے کامل ترین وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہو اور اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو۔

(فتح الباری: ۳۷۲/۲ - تحفة الاحوذی: ۹۸/۶ - إرشاد الساری: ۵۴/۸ - روضہ المتقین: ۱۷۰/۲)

حسن اخلاق میزانِ عمل پر بہت بھاری ہوگا

۶۲۶. وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلَ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَإِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ." رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

"الْبَذِيَّ" هُوَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِالْفُحْشِ وَرَدِيءِ الْكَلَامِ .

(۶۲۶) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت مؤمن کے میزان میں

کوئی عمل حسنِ خلق سے وزنی نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بدزبانی کرنے والے کو ناپسند فرماتے ہیں۔ (الترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بذی وہ ہے جو فحش گوئی اور بدزبانی کرے۔

تخریج حدیث (۶۲۶): الجامع للترمذی، ابواب البر والصلة والآداب، باب ما جاء فی حسن الخلق.

کلمات حدیث: بیغض: ناپسند کرتا ہے۔ بیغض: ابغاض (باب افعال) مراد یہ ہے کہ اللہ جس سے ناپسندیدگی کا اظہار فرمائیں گے عالم ملکوت میں کوئی فرشتہ اس کے بارے میں کلمہ خیر نہیں کہے گا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کے اعمال وزن ہوں گے اور وہاں معافی اور مغفایت بھی مجسد ہو جائیں گے۔ جیسا کہ فرمایا کہ موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا۔ اور روز قیامت صرف انہی اعمال کا وزن ہوگا جو ایمان کے ساتھ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں کافر کے اعمال کا کوئی وزن نہ ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

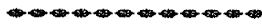
﴿فَلَا تَقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزَنًا﴾ (الکہف: ۱۰۵)

اور وہاں کے پیمانے اس دنیا کے پیمانوں سے مختلف ہوں گے جو باتیں اس دنیا میں ملکی تصور کی جاتی ہوں یا دنیا دار لوگوں کی نظر میں بے قیمت ہوتی ہیں حساب کے روزان کی قیمت بہت زیادہ ہوگی جیسا کہ فرمایا:

”کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم“

”دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں وہ یہ ہیں: سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔“

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ناپسند فرماتے ہیں جو بد زبان اور فحش گو ہو۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بڑی کے معنی ہیں بدگو، بے حیا اور بے ہودہ باتیں کرنے والا۔ اور ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بڑی کے معنی بد اخلاق کے ہیں کہ پہلے اخلاق حسنہ کا ذکر تھا تو یہاں اس کے بالمقابل بد خلقی کا ذکر فرما دیا۔ (تحفة الاحوذی: ۱۳۰/۶ - روضہ المتقین: ۱۷۰/۲ - دلیل الفالحین: ۶۷/۳)



دو چیزیں جہنم میں داخل کرنے والی ہیں

۶۲۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَدْخُلُ النَّاسُ الْجَنَّةَ، قَالَ: ”تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ“ وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَدْخُلُ النَّاسُ النَّارَ فَقَالَ: ”الْفَمُ وَالْفَرْجُ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۶۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل ہے جس سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق اور آپ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل ایسا ہے جس سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا منہ اور شرم گاہ۔ (ترمذی اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے)

تخریج حدیث (۶۲۷): الجامع للترمذی، ابواب البر والصلة والآداب، باب ما جاء فی حسن الخلق.

کلمات حدیث: یدخل: داخل کرے گا۔ ادخل إدخالاً (باب افعال) داخل کرنا۔ دخل دخولاً (باب نصر) داخل ہونا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا ہے کہ اسلام میں دو طرح کے حقوق ہیں: حقوق اللہ اور حقوق العباد تقویٰ یعنی اللہ کی

خشیت اور اس کا خوف ایسی بات ہے کہ جس سے اللہ کے تمام حقوق کی ادائیگی وابستہ ہے بلکہ تقویٰ نام ہی ہے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل کرنے اور جملہ منہیات سے بچنے کا اور حسن اخلاق منبع ہے حقوق العباد کی ادائیگی کا اس لیے تقویٰ اور حسن خلق ایسا عمل ہے جو بہت کثیر تعداد میں انسانوں کو جنت میں لے جائے گا۔

جبکہ انسان کے منہ سے بہت سے بڑے بڑے گناہ سرزد ہوتے ہیں جیسے اکل حرام، غیبت اور بہتان وغیرہ، اسی طرح شرم گاہ بدکاری کا ذریعہ ہے اس لیے جو فعل سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں لے جانے والا ہے وہ منہ اور شرم گاہ ہے۔ امام طہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منہ زبان پر مشتمل ہے اور زبان کا تحفہ دین کے اہم امور میں سے ایک ہے اور اکل حلال تقویٰ کی اساس اور بنیاد ہے اور اسی طرح شرم گاہ کی حفاظت بھی دین کا ایک اہم جز ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾

جو شخص باوجود قدرت اور ارتقا موانع اور وجوہ شہوت کے محض اللہ کے ڈر سے حرام کاری سے باز رہا اور اپنی عصمت کی حفاظت کی وہ درجہ صدیقین تک پہنچ جاتا ہے اور جنت اس کا ٹھکانا ہوتی ہے۔

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ﴾

”جو شخص اللہ کے دروہ پیش ہونے سے ڈرا اور اپنے خواہش نفس کی اتباع سے بچا اس کا ٹھکانا جنت ہے۔“

(تحفة الاحوذی: ۱۳۲/۶ - الترغیب والترہیب: ۳۸۵/۳ - دلیل الفالحین: ۶۸/۳)

عورتوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا

۶۲۸. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا،

وَحَيَارُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۶۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ

لوگ ہیں جو مسلمانوں میں سب سے زیادہ اخلاق والے ہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہیں۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۶۲۸): الجامع للترمذی، ابواب الایمان، باب ما جاء فی استكمال الایمان.

کلمات حدیث: خیار کم: تم میں سب سے اچھے۔ خیر: نیکی، بھلائی نیک اور اچھا آدمی جمع احیاء.

شرح حدیث: ایمان اور اخلاق حسنہ باہم لازم و ملزوم ہیں آدمی جتنے اچھے اخلاق والا ہوگا اتنا ہی کامل ایمان والا ہوگا اور جس قدر ایمان میں کمال اور ترقی حاصل ہوگی اسی قدر اخلاق رفیع اور بلند ہوں گے۔ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ بھی بذات خود کمال اخلاق اور کمال ایمان کی علامت ہے کیونکہ عورت بہ نسبت مرد کے ایک کمزور وجود ہے نیز وہ اپنی حاجات کی تکمیل میں مرد کی تابع اور اس کی دست

نگر ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ اخلاق مصلحت اور ضرورت کے تحت نہیں ہے بلکہ اللہ کی رضا کے لیے ہے جو بذات خود کمال ایمان کی دلیل ہے۔ (روضۃ المتقین: ۱۷۲/۲ - نزہۃ المتقین: ۵۱۰/۱)

۶۲۹. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَذُرُكَ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۶۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ مؤمن اپنے حسن اخلاق سے وہ درجہ پالیتا ہے جو ایک روزہ دار شب بیدار شخص پاتا ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۶۲۹): سنن ابی داؤد، کتاب الاذاب، باب حسن الخلق.

کلمات حدیث: لیدرک: پالیتا ہے۔ أدرك ادرکاً (باب افعال) پالینا مل جانا۔

شرح حدیث: اصل بات اللہ کے راستے میں چلنے کی سعی اور مجاہدہ ہے۔ قیام لیل ایک مجاہدہ ہے اور صوم نہار ایک مجاہدہ۔ اور مختلف و متنوع لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ دیانت و امانت کے ساتھ اور صدق و صفا کے ساتھ۔ سائلہ کرنا بھی مجاہدہ ہے اور اس مجاہدے سے گزر کر مؤمن قائم اور صائم کا درجہ حاصل کر لیتا ہے اگرچہ اس کی نفلی نمازیں کم ہوں اور نفلی روزوں کی تعداد کم ہو۔

(دلیل الفالحین: ۶۹/۳ - روضۃ المتقین: ۱۷۳/۲)

اخلاق کی بدولت جنت میں اعلیٰ مقام حاصل ہوگا

۶۳۰. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رِبَاطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَّاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبَيْتٍ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكُذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ"، حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ "الزَّعِيمُ": الضَّامِنُ.

(۶۳۰) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس شخص کے لیے جس نے حق پر دہن ہوئے جھگڑا چھوڑ دیا جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں اور اس شخص کے لیے بھی جنت کے درمیان میں گھر کا ضامن ہوں جس نے جھوٹ کو چھوڑ دیا خواہ مزاح کے طور پر ہی ہو اور اس شخص کے لیے بھی جنت کے بلند ترین مقام پر گھر کا ضامن ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (ابوداؤد) حدیث صحیح ہے۔

الزعمی معنی ضامن کے ہیں۔

تخریج حدیث (۶۳۰): سنن ابی داؤد، کتاب الاذاب، باب حسن الخلق.

کلمات حدیث: ربض: گرد و نواح، شہر کی فیصل، جمع ارباض. المراء: لڑائی، جھگڑا۔ مازحاً: مذاق کرتے ہوئے، بطور

مذاق۔ مزح مزحا (باب فتح) مذاق کرنا۔

شرح حدیث: اگر کوئی شخص صلح و آشتی کی خاطر اور اس خاطر کہ جھگڑے میں پڑ کر باہمی مخالفت بڑھے گی اور شر و فساد میں اضافہ ہوگا حق پر ہوتے بھی اپنا حق بھی چھوڑ دے اس کے حق میں ارشاد ہوا کہ میں جنت کے اطراف میں اس کے لئے گھر کی ضمانت دیتا ہوں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور فرمایا جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے حتیٰ کہ کبھی ہنسی مذاق میں ایسا موقع نہیں آتا کہ وہ جھوٹ بولے تو جنت کے درمیان میں اس کے لیے گھر کا ضامن ہوں۔ اور جو شخص اعلیٰ اخلاق کا مالک ہے میں اس کے لیے جنت کے اعلیٰ حصہ میں گھر کا ضامن ہوں۔

احادیث مبارکہ میں اخلاقِ حسنہ سے وہ اخلاق مراد ہیں جن کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، یعنی سچ بولنا، غیبت نہ کرنا، کسی پر بہتان نہ لگانا، ایثار، تواضع، مہمان نوازی، دل میں کسی کی برائی نہ رکھنا، اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، کسی کی جاسوسی نہ کرنا، کسی کو طعنہ نہ دینا، مسلمان کی خیر خواہی کرنا، سلام کرنا، سلام میں پہل کرنا، دوسرے مسلمان کی خدمت کرنا، خیانت نہ کرنا، کسی کی عیب جوئی نہ کرنا، یتیموں کی سرپرستی کرنا، غریبوں اور محتاجوں کی کفالت کرنا، ماں باپ کی اور بڑے عمر کے لوگوں کی تکریم کرنا، تمام مسلمانوں کی عزت کرنا، لین دین اور معاملات میں ایمان داری برتنا، تکبر نہ کرنا، سخاوت، صلہ رحمی، وغیرہ اور ان امور کی تفصیل کے لیے امام غزالی رحمہ اللہ کی احیاء علوم الدین بہترین کتاب ہے۔ (دلیل الفالحین: ۶۹/۳)

اخلاق والے کو نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل ہوگا

۶۳۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ الشَّرَّارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيِّهُونَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا الشَّرَّارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ فَمَا الْمُتَفَيِّهُونَ؟ قَالَ "الْمُتَكَبِّرُونَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ! حَدِيثٌ حَسَنٌ. "وَالشَّرَّارُ": هُوَ كَثِيرُ الْكَلَامِ تَكَلُّفًا.

"وَالْمُتَشَدِّقُ" الْمُتَطَوَّلُ عَلَى النَّاسِ بِكَلَامِهِ وَيَتَكَلَّمُ بِمُلْءِ فِيهِ تَفَاضُحًا وَتَعْظِيمًا بِكَلَامِهِ. "وَالْمُتَفَيِّهُ" أَصْلُهُ مِنَ الْفَهْقِ وَهُوَ الْأَمْتَلَاءُ، وَهُوَ الَّذِي يَمْلَأُ فَمَهُ بِالْكَلَامِ وَيَتَوَسَّعُ فِيهِ وَيُغْرِبُ بِهِ تَكَبُّرًا وَارْتِفَاعًا وَظَهَارًا لِلْفُضِيلَةِ عَلَى غَيْرِهِ. وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي تَفْسِيرِ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ: هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوفِ، وَكَفُّ الْأَذَى.

(۶۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تم میں سے سب سے زیادہ

محبوب مجھے وہ شخص ہوگا جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والا ہوگا اور تم میں سے سب سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ وہ لوگ ہوں گے جو بہت

زیادہ باتیں کرنے والے بناوٹ کرنے والے اور تکبر سے منہ کھول کر باتیں کرنے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ باتونی اور بناوٹ والے لوگ تو ہم سمجھ گئے، متفہقون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ متکبر ہیں۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

ثرنثار تکلف کے ساتھ اور بن کر باتیں کرنے والا۔ المستشدق اپنے کلام کی بڑائی جتلانے کے لیے منہ بھر کر بات کرنے والا۔
تفہیق: اس کی اصل فہم ہے جس کے معنی بھرنے کے ہیں یعنی جو منہ بھر کر بات کرتا ہے اور اس کو لمبا کرتا ہے اور دوسروں پر اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے تکبر سے باتیں کرتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن خلق کے معنی حضرت عبداللہ بن مبارک سے یہ نقل کیے ہیں کہ حسن خلق کے معنی ہیں لوگوں سے خندہ روئی سے پیش آنا ان کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آنا اور کسی کو ایذا نہ پہنچانا۔

تخریج حدیث (۶۳۱): الجامع للترمذی، کتاب البر والصلة والآداب، باب ما جاء فی معالی الاخلاق.

کلمات حدیث: الثرنارون: بہت بولنے والے۔ ثرثرة الکلام: بسیار گوئی جس کے ساتھ زیادہ ہوں اور معنی کم ہوں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں حسن اخلاق کی اہمیت اور اس کی فضیلت کا بیان ہے کہ آخرت میں اخلاقی حسنہ کے حامل اہل ایمان رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں قریب ترین ہوں گے اور ان لوگوں کی برائی بیان فرمائی گئی ہے جو تکبر کی بناء پر منہ پھلا کر لفظوں کو آرائش دے کر اور انہیں سنوار کر اور جملوں کو گھما پھرا کر اس انداز سے بات کرتے ہیں کہ لوگ ان سے مرعوب ہو جائیں اور ان کی بڑائی کے اور دانش دنیا کے قائل ہو جائیں، یہ لوگ روز قیامت رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بار نہ پا سکیں گے اور آپ ﷺ اس وقت انہیں ناپسند فرمائیں گے جب اہل ایمان آپ کی شفاعت کے محتاج ہوں گے۔ (روضۃ المتقین: ۱۷۴/۲ - دلیل الفالحین: ۷۰/۳)

(الباب ۷۶)

الْحِلْمُ وَالْإِنَانَةُ وَالرَّفْقُ حلم، بردباری اور نرمی

۲۱۵. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے اور اللہ نیکو کاروں کو پسند کرتا ہے۔“ (آل عمران: ۱۳۴)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ایک عظیم اخلاقی خوبی کا بیان ہوا ہے اور وہ ہے حلم یعنی بردباری کہ اہل ایمان اور اہل تقویٰ کے محاسن اخلاق میں سے ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ وہ غفودرگزر سے کام لیتے ہیں اور تحمل اور برداشت کی ان میں ایسی شان ہوتی ہے کہ وہ غصہ کا اظہار نہیں کرتے بلکہ غصہ پی جاتے ہیں اور ان کا یہ حسن عمل اللہ کے یہاں پسندیدہ ہے۔ (معارف القرآن - تفسیر مظہری)

۲۱۶. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”غفودرگزر کو اختیار کرو نیکی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔“ (اعراف: ۱۹۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ غفودرگزر اختیار کرو نیکی کا حکم دو، یعنی ہر جگہ اور ہر موقعہ پر معاف کر دینا بہتر ہے اور نیکی کا حکم دیتے رہو یعنی اللہ نے جو باتیں انسانوں کی بھلائی کی بتائی ہیں اور جو جانی پہچانی نیکیاں ہیں ان کی فہمائش اور تعلیم کرتے رہو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔ (معارف القرآن)

غفودرگزر کرنے سے دشمن کو دوست بنایا جاسکتا ہے

۲۱۷. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا

اور فرمایا:

”بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی اس طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا سرگرم دوست بن جائے گا یہ بات انہی لوگوں کو حاصل ہوگی جو برداشت کرنے والے ہیں اور انہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں۔“

(الجدہ: ۳۴)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ برائی کو انگیز کر کے اچھائی سے بدلہ دینا بڑی اخلاقی جرات اور ہمت چاہتا ہے یہ اعلیٰ خصلت اور یہ کریمانہ اخلاق اللہ کے ہاں سے بڑے قسمت والے خوش نصیب اقبال مندوں کو ملتا ہے۔ ایک سچے مومن کا مسلک یہ ہونا چاہیے کہ برائی کا جواب برائی سے نہ دے بلکہ جہاں تک ممکن ہو برائی کے مقابلے میں اچھائی سے پیش آئے اگر کوئی سخت بات کہے یا برا معاملہ کرے تو اس کے بالمقابل وہ طرز عمل اختیار کرنا چاہیے جو اس سے بہتر ہو، یعنی غصہ کے جواب میں بردباری گالی کے جواب میں تہذیب و شائستگی اور سختی کے جواب نرمی اور مہربانی سے پیش آئے۔ اس طرز عمل کے نتیجے میں تم دیکھ لو گے کہ سخت سے سخت دشمن بھی ڈھیلا پڑ جائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ وہ ایک گہرے اور گرگوش دوست کی طرح تم سے برتاؤ کرنے لگے گا۔

۲۱۸. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾

اور فرمایا کہ:

”جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔“ (الشوری: ۴۳)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ صبر کرنا اور ایذائیں برداشت کر کے ظالم کو معاف کر دینا بڑی ہمت اور حوصلے کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس بندے پر ظلم ہوا اور وہ محض اللہ کے واسطے درگزر کرے تو ضرور ہے کہ اللہ اس کی عزت بڑھائے گا اور مدد کرے گا۔

• بردباری اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

۶۳۲. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَيْءَ عَبْدُ الْقَيْسِ "إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ: "الْحِلْمُ وَالْإِنَانَةُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۳۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیخ عبد القیس سے فرمایا کہ تمہارے

اندرو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں ایک حلم اور دوسرے سوچ سمجھ کر کام کرنا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۳۲): صحیح مسلم، اوائل کتاب الایمان.

کلمات حدیث: حلم: عقل، صبر، بردباری، جمع احلام، صفت حلیم، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک۔ انشاء: ٹھہراؤ، تحمل، عدم غلبت: یعنی کسی کام کو کرنے سے پہلے مصالحت پر نظر کرنا اور نتائج و عواقب پر غور کرنا۔

شرح حدیث: قبیلہ عبد القیس کے چودہ افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی آمد کا سبب یہ ہوا کہ معتقد بن حیان زمانہ جاہلیت میں مدینہ منورہ تجارت کے لیے آیا کرتے تھے۔ رسول کریم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد بھی لحاف اور کھجوریں لے کر مدینہ منورہ آئے۔ معتقد بن حیان بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم ﷺ وہاں سے گزرے، حضرت معتقد آپ کو دیکھ کر کھڑے

ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم منقذ بن حیان ہوتہاری قوم کا کیا حال ہے؟ پھر آپ نے ان کی قوم کے اشراف کے نام لے لے کر پوچھا: منقذ کو حیرت ہوئی کہ آپ ﷺ کو سب کے نام کیسے معلوم ہیں؟ بہر حال انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ اقراء یاد کی اور ہجر روانہ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ قید عبد القیس کے کچھ لوگوں کے نام خط بھی بھیجا وہ خط لے گئے اور کچھ روز اس خط کو اپنے پاس چھپائے رکھا۔

ان کی بیوی جو منذر بن عائد کی بیٹی تھی، جن کے چہرے پر نشان تھا اور اس نشان کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اٹج کہا تھا۔ غرض منقذ بن حیان کی بیوی نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اپنے باپ منذر بن عائد سے ذکر کیا اور کہا کہ جب سے منقذ بیثرب سے آیا ہے عجیب باتیں دیکھنے میں آرہی ہیں اپنے اعضاء دھوتا ہے قبلہ رو ہو جاتا ہے کمر جھکاتا ہے اور پیشانی زمین پر نیکتا ہے۔ دونوں نے منقذ سے ملاقات کی اور باپ بیٹی دونوں مسلمان ہو گئے۔ پھر منذر بن عائد اٹج نے رسول اللہ ﷺ کی تحریک کو اپنی قوم عصر اور محارب پر پیش کیا اور انہیں یہ تحریک پڑھ کر سنائی جسے سن کر وہ سب مسلمان ہو گئے اور سب وفد کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے معجزانہ طور پر اپنے صحابہ کرام کو دی اور فرمایا کہ اہل مشرق کے بہترین لوگ وفد عبد القیس آرہا ہے جس میں اٹج عصری بھی ہیں۔

جب یہ وفد مدینہ منورہ پہنچا تو تمام شرکاء وفد فرط اشتیاق سے آپ کی زیارت کے لیے دوڑے اور شرف ملاقات حاصل کیا۔ مگر اٹج جو نوجوان بھی اور سردار قوم بھی تھے انہوں نے پہلے اونٹوں کو باندھا غسل کیا اور عمدہ لباس زیب تن کیا اور پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے برابر بٹھایا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ تم اپنے نفسوں پر اور اپنی قوم پر بیعت کرو گے سب نے کہا کہ جی ہاں اٹج بولے یا رسول اللہ! کسی امر سے کسی کو ہٹانا اس قدر دشوار نہیں ہے جتنا دشوار کسی کو اس کے دین سے ہٹانا ہے اس لیے اولاً ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اور اپنی قوم کے پاس داعی بھیجتے ہیں پھر جو ہمارے ساتھ چلے تو درست ورنہ ہم اس کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے صحیح کہا تمہارے اندر دو خصلتیں ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں ایک حلم اور دوسرے سوچ سمجھ کر کام کرنا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اٹج کے طرز عمل اور ان کی گفتگو سے ان کے حلم و تدبیر اور ان کی فہم و فراست ظاہر ہے کہ انہوں نے سوچ سمجھ کر بات کہی اور عواقب و نتائج پر نظر ڈال کر آئندہ کے لائحہ عمل ترتیب دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو علم تھا کہ ان کی کوشش سے ان کی قوم کے لوگ اسلام قبول کر لیں گے اور ان کے اندر موجود خوبیاں اسلام کی اشاعت کا سبب اور ذریعہ بنیں گی، اس لیے آپ ﷺ نے ان کی ان خوبیوں کی تعریف فرمائی۔ اٹج نے دریافت کیا یا رسول اللہ! یہ دو خوبیاں میرے اندر جلی ہیں یا اکتسابی؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہیں ان خوبیوں کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ اس پر اٹج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایسی خصلتوں کے ساتھ پیدا فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نرمی کرنے کو پسند فرماتے ہیں

۶۳۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے ہیں اور نرمی کو پسند کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۳۳): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب فضل الرفق، صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل الرفق.

کلمات حدیث: رفیق: نرمی۔ رفیق: نرمی برتنے والا، نرمی کرنے والا جمع رفقاء رفق رفقا (باب کرم) مہربانی کا برتاؤ کرنا۔
شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر شے کو وسیع ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں اور ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ تمام انسان بھی آپس میں نرمی کا معاملہ کریں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جسے نرمی سے کچھ حاصل گیا اسے خیر سے حاصل گیا۔

اس حدیث مبارکہ کا سبب ورود یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ اور انہوں نے کہا کہ السام علیکم (تم پر موت آئے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا نہیں بلکہ تم پر موت اور لعنت یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرم خوبی کو پسند فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا میں نے بھی تو کہہ دیا تھا وعلیکم (اور تم پر بھی)

(فتح الباری: ۱۸۵/۲ - إرشاد الساری: ۴۱۶/۶ - روضة المتقین: ۱۷۷/۲)

اللہ تعالیٰ نرمی اختیار کرنے والوں کو وہ چیز عطا فرماتے ہیں جو سختی والوں کو عطا نہیں فرماتے

۶۳۴۔ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَأْسَاوَاهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے ہیں اور نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی کرنے پر وہ نعمتیں عطا فرماتے ہیں جو سختی کرنے پر عطا نہیں فرماتے بلکہ اس کے علاوہ کسی اور چیز پر بھی نہیں فرماتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۳۴): صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل الرفق.

کلمات حدیث: يعطى : عطا کرتا ہے۔ اعطى اعطاء (باب افعال) دینا، عطا کرنا، عطیہ، ہدیہ، جمع عطایا۔ معطی : دینے والا، ان الله هو المعطى : اللہ ہی دینے والا ہے۔ عنف : سختی، درشتگی، شدت۔ أعنف : سخت دل، سخت مزاج، کھردرا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں اس لیے بندوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ آپس میں نرمی کا مہربانی کا اور حسن سلوک کا معاملہ کریں اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا بخشش سب سے زیادہ بلکہ ہر چیز سے زیادہ نرمی اختیار کرنے پر ہوتی ہے اور اس میں دنیاوی فائدہ بھی ہے کہ نرمی اختیار کرنے سے باہمی تعلق محبت اور بود میں اضافہ ہوگا اور لڑائی جھگڑے کم ہوں گے اور معاشرے میں امن وسکون اور عافیت میں اضافہ ہوگا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۶/۱۲۰)

نرمی سے کام میں حسن پیدا ہوتا ہے

۲۳۵. وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يَنْزِعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس بات میں نرمی ہو وہ اس کو مزین بنا دیتی ہے اور جس بات سے نرمی جاتی رہے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۳۵): صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل الرفق.

کلمات حدیث: زانہ : اسے مزین بنا دیا، اسے زینت دے دی۔ زان زینا (باب ضرب) زینت دینا، مزین کرنا، خوبصورت بنانا۔ شانہ : اسے عیب دار بنا دیا، عیب دار کر دیا، بدصورت بنا دیا۔ شان شینا (باب ضرب) عیب دار کرنا، عیب دار ہونا۔

شرح حدیث: نرم خوئی انسان کا ایسا وصف ہے جس سے انسان لوگوں کے درمیان محبوب و مقبول ہو جاتا ہے اور کیونکہ طبیعت کی نرمی دراصل سبز چشمہ ہے تمام اخلاق حسنہ کا کہ اچھے اخلاق و عادات تمام کے تمام وصف رحمت سے پیدا ہوتے اور تمام صفات رذیلہ طبیعت کی سختی اور غلظت سے پیدا ہوتی ہے جتنا انسان رحیم و کریم ہوگا اتنے ہی اس کے اخلاق اچھے اور عمدہ ہوں گے اور جس قدر سخت مزاج اور کھردرا ہوگا اسی قدر اخلاق رذیلہ اس کے اندر موجود ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس سے کو خوبصورتی اور حسن عطا فرما دیتے ہیں جس میں نرمی ہو اور جس بات سے نرمی جاتی رہے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔ اس لیے مؤمن کے طرز عمل کا ہر پہلو نرمی اور محبت کا ہونا چاہیے سختی اور ترش روئی کا نہ ہونا چاہیے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۶/۱۲۱)

دیہاتی کا مسجد میں پیشاب کرنے کا واقعہ

۲۳۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ النَّاسُ إِلَيْهِ لِيَقَعُوا فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُوهُ وَارْبِقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنْوِيًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ

مَيْسَرِينَ وَلَمْ تَبْعُوا مُعَسِّرِينَ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

”السَّجَلُ“ بَفَتْحِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَأَسْكَانِ الْجِيمِ : وَهِيَ الذَّلُو الْمُتَمَلِّئَةُ مَاءً ، وَكَذَلِكَ الذَّنُوبُ .

(۶۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس

کی جانب لپکے کہ اسے کچھ کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہادو، کہ تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے نہیں بنا کر بھیجے گئے ہو۔ (بخاری)

السجل : پانی سے بھرا ہوا ڈول اور یہی معنی ذنوب کے ہیں۔

تخریج حدیث (۶۳۶): صحیح البخاری ، کتاب الطہارۃ ، باب صب الماء علی البول فی المسجد .

کلمات حدیث: أَرِيقُوا : بہادو۔ أَرِاقُ : إِرَاقَةُ : پانی بہانا۔

شرح حدیث: ایک اعرابی مسجد میں آیا اور اس نے پیشاب کر دیا اس اعرابی کا نام اقرع بن حابس تھا۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ

اس کا نام عیینہ بن حصین یا ذوالخویصرہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اولاً تو اس نے آکر کہا کہ اے اللہ مجھ پر اور محمد پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے تو بہت وسیع شے کو محدود کر دیا۔ لوگ اس کی جانب بڑھے کہ اس کو روکیں یا کچھ کہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک زمین پر پانی بہانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے۔ ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک زمین پانی بہانے سے پاک ہو جاتی ہے، دھوپ سے خشک ہو کر بھی پاک ہو جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں آسانی پیدا کرنے والا بنا کر مبعوث کیا گیا ہے اور تنگی پیدا کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا ہے یہ بات آپ ﷺ نے اس لیے فرمائی کہ صحابہ کرام کا بطور خاص اور تمام امت کا علی وجہ العموم یہ فریضہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نیابت کرتے ہوئے ہر دور اور زمانے میں دعوت دین کا کام سرانجام دیں اور کار دعوت میں نرمی اور تسخیر کا پہلو اختیار کریں۔

(فتح الباری : ۱/۳۵۵ - إرشاد الساری : ۱/۴۴۵ - عمدة القاری : ۳/۱۸۹)

خوشخبری سناؤ نفرت مت پھیلاؤ

۶۳۷. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”يَسِّرُوا وَلَا تَعْسِرُوا،

وَبَشِّرُوا وَلَا تُنْفِرُوا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آسانی کرو سختی نہ کرو، خوشخبری دو اور نفرت نہ

دلاؤ۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۳۷): صحیح البخاری ، کتاب العلم ، باب كان النبي ﷺ تنيحو لهم بالموعظة . صحیح

مسلم، کتاب الجہاد، باب الامر بالتیسر وترك التعسیر۔

کلمات حدیث: یسروا: تم آسانیاں پیدا کرو۔ یسر تیسیراً (باب تفعلیل) آسانی کرنا۔ ولا تعسروا: اور تنگی نہ پیدا کرو۔ عسر تعسیراً (باب تفعلیل) تنگی کرنا، دشواری پیدا کرنا۔

شرح حدیث: دعوت کا کام ساری امت کا فریضہ ہے اور بطور خاص علماء اور دعاۃ کا کہ ان کے پاس دین کا علم ہونے کی وجہ سے ان پر زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ دین کی تبلیغ کریں اور لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلائیں اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک زریں اصول بیان فرمایا کہ لوگوں کو دین کی دعوت دینے میں ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرو اور ان کے سامنے وہ پہلو رکھو جن میں اللہ کی رحمت و مغفرت اور اس کے فضل و کرم کا بیان ہے یعنی ترغیب والے امور کو بیان کرو اور اپنے رویے اور طریقہ گفتگو میں سختی نہ آنے دو اور نہ ایسے سختی اور شدت والے امور کو بیان کرو جن سے طبیعتوں میں تفر پیدا ہو اور بجائے اس کے کہ لوگ دین کے قریب آئیں اور دور ہو جائیں۔ (فتح الباری: ۱/۲۸۸ - إرشاد الساری: ۱/۲۴۸ - عمدة القاری: ۲/۷۱)

نرمی سے محروم بھلائی سے محروم

۶۳۸. وَعَنْ جَبْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ يُحْرِمِ الرَّفْقَ يُحْرِمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۳۸) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۳۸): صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق۔

کلمات حدیث: یحرم: محروم کیا گیا۔ محرم حرمانا (باب نصر) محروم ہونا، محروم کرنا، محروم وہ شخص جو محروم کیا گیا ہو۔

شرح حدیث: جملہ محاسن حسنہ اور صفات حمیدہ کا سرچشمہ اور منبع انسان کی طبیعت کا لطیف اور نرم ہونا ہے اور جملہ مساوی اور صفات مذمومہ کا منبع طبیعت کی درشتی اور سختی اور تندہی ہے۔ درشتی اور غلاظت طبع ایک طبعی صفت ہے جبکہ نرمی رفق اور مہربانی منوی وصف ہے اس لیے فرمایا کہ جو نرمی سے محروم ہو گیا اور ہر خوبی بھلائی اور اچھائی سے محروم ہو گیا جیسا کہ اس سے پہلے نذر نے والی حدیث میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے ہیں اور نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ نعمتیں عطا فرماتے ہیں جو سختی اور تندہی میں نہیں عطا فرماتے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۸/۱۶ - دلیل الفالحین: ۷۸/۳)

آپ ﷺ کی نصیحت، غصہ مت کرو

۶۳۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَوْصِنِي . قَالَ ! لَا تَغْضَبْ ، فَرَدَّدَ مَرَّارًا ، قَالَ : ” لَا تَغْضَبْ “ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۶۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کرو، اس نے اپنی بات کئی مرتبہ دہرائی اور آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۳۹): صحیح البخاری ، کتاب الادب ، باب الخذر من الغضب .

کلمات حدیث: لَا تَغْضَبْ : غصہ نہ کرو۔ غضب غضبا (باب سمع) غصہ کرنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ مخاطبین کے حالات و کیفیات کو مد نظر رکھ کر گفتگو فرماتے تھے اور سوال کرنے والے سائل کے قلبی حال کے پیش نظر اسے نصیحت فرماتے۔ غصہ کرنا یا غصہ آجانا ایک بہت بڑی برائی ہے جس کے متعدد نقصانات اور بہت سی قباحتیں ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے مکرر اور سہ کر غصہ سے منع فرمایا۔ غصہ یا غضب دراصل دوران خون کی شدت ہے جو انسان کو انتقام پر آمادہ کرتا ہے اور شیطان کا انسان کے دل میں ڈالا ہوا ایسا وسوسہ ہے جس سے آدمی حدود اعتدال سے نکل جاتا ہے۔ اس حالت میں دل میں برائی پیدا ہوتی اور حسد پیدا ہوتا ہے اور زبان سے برائی بات کہتا ہے بلکہ غصہ اور غضب کی حالت میں بسا اوقات آدمی ایسی ہرزہ سرائی پر اتر آتا ہے کہ کوئی بعید نہیں کہ کوئی کلمہ کفر بھی کہہ دے۔ اس موقع پر آدمی کو چاہیے کہ اللہ کی ناراضگی کا تصور کرے اور یہ یاد کرے کہ اللہ کا غضب بہت شدید ہے۔ (دلیل الفالحین : ۷۸/۳)

یہ حدیث اور اس کی شرح اس سے پہلے بھی گزر چکی ہے۔

ذبح و قتل بھی اچھی حالت میں ہو

۶۴۰ . وَعَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :
إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ ،
وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ ، ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۶۴۰) حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کو اچھے

طریقہ سے کرنے کو لازم قرار دیا ہے حتیٰ کہ اگر کسی کو قتل کرو تو وہ بھی اچھی طرح کرو اور ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور اپنی چھری کو خوب تیز کرو اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچاؤ۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۴۰): صحیح مسلم ، کتاب الصيد ، باب الامر باحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة .

کلمات حدیث: لیحد : اسے چاہیے کہ تیز کر لے۔ شفرته : اس کی بڑی چھری۔

شرح حدیث: حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر اس بات کو فرض اور لازم قرار دیا ہے کہ وہ ہر بات کو اور ہر کام کو عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ کرے حتیٰ کہ اگر تم کسی آدمی کو قتل کرنے لگو یعنی میدان جنگ میں کسی دشمن کو یا کسی کو قصاصاً قتل کرنے لگو تو

اس میں بھی اچھا طریقہ اختیار کرو یعنی اس کو مارنے میں کوئی ظالمانہ طریقہ اختیار نہ کرو، اس کی انسانیت کی تکریم کو برقرار رکھو اور اس طرح قتل کرو کہ اسے کم سے کم تکلیف ہو اور مرنے کے بعد اس کا مثلہ نہ کرو۔

اسی طرح جانور کو ذبح کرتے وقت چھری کی دھارتیز کر لو کہ چھری سے نہ ذبح کرو کہ اس طرح جانور کو زیادہ تکلیف ہوگی۔

(شرح مسلم للنووی: ۹۰/۱۳)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے نفس کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا

۶۴۱. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَهُ يَكُنْ اِثْمًا، فَإِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ: وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ تَعَالَى. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو باتوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار ہوا آپ ﷺ نے ان میں زیادہ آسان کو اختیار فرمایا، سوائے اس کے کہ وہ گناہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر گناہ ہوتا تو آپ ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ اس سے دور ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی بات میں اپنی ذات کا بدلہ نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کو پامال کیا گیا ہو، تو آپ ﷺ اللہ کے لیے بدلہ لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۴۱): صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، صحیح مسلم، کتاب

الفضائل، باب مباحثته ﷺ للآثام واختياره من المباح اسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرمانه.

کلمات حدیث: ایسرهما: دونوں میں سے زیادہ آسان، مثلاً آپ ﷺ کو دو سزاؤں میں اختیار ہوتا تو آپ ان میں ہلکی سزا کو لیتے دو واجبات ہوتے تو اس میں سے ہلکے امر کو اختیار فرماتے اور جنگ و صلح کے دو پہلوؤں میں سے صلح کو اختیار فرماتے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو مباح امور میں سے جب دو میں سے ایک کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے سہل اور آسان کو اختیار فرماتے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ تخییر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہو کہ آپ ﷺ مثلاً کافروں سے جنگ کریں یا مصالحت کر کے جزیہ قبول فرمائیں یا امت کے کسی فرد کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں آپ ﷺ کسی فرد کو کوئی مجاہدہ بتائیں یا اسے کوئی آسان اور سہل کلمات بتادیں کہ یہ پڑھ لیا کرو تو آپ ان صورتوں میں سہل اور آسان ہی کو اختیار فرماتے۔ ہاں اگر اس آسان پہلو میں کسی طرح کوئی برا پہلو نکلتا ہو یا وہ کسی گناہ کو مقتضی ہوتا ہو تو پھر آپ اس آسان پہلو کو ترک فرما دیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی معاملہ میں اپنی ذات کا بدلہ نہیں لیا۔ آپ ﷺ صرف اس وقت سزا دیتے جب اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا گیا ہو اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حرمتوں کو پامال کیا گیا ہو۔ ایک شخص نے آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ آپ کی گردن مبارک پر پکڑے کی رگڑ کا نشان پڑ گیا اور اس شخص نے کہا کہ یہ مال نہ تمہارا ہے اور نہ تمہارے باپ کا۔ آپ ﷺ نے اس پر

تبسم فرمایا اور اس کو مائل عطا فرمایا۔

مقصودِ حدیث یہ ہے کہ دین کے معاملے میں سختی اور تشدد کے بجائے رفق اور نرمی کا پہلو غالب ہے اور جن امور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رخصت عطا فرمائی ہے ان رخصتوں کو قبول کیا جائے اور حق کے راستے میں صبر و تحمل اور حسن اخلاق سے کام لیا جائے لیکن جہاں معاملہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کا ہو اس پر خوب مضبوطی اور استقامت سے قائم رہنا چاہیے۔

(فتح الباری: ۲/۳۷۳ - إرشاد الساری: ۸/۵۶ - دلیل الفالحین: ۳/۸۰ - روضة المستقین: ۲/۱۸۱)

جہنم کی آگ کن پر حرام ہے؟

۶۴۲۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ. أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ هَيْنَ لَيْتِنِ سَهْلٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۶۴۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو جہنم کی آگ پر حرام ہیں یا جہنم کی آگ ان پر حرام ہے۔ ہر وہ شخص جو قریب آنے والا آسانی کرنے والا نرمی برتنے والا اور نرم خو اس پر آگ حرام ہے۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۶۴۲): الجامع للترمذی، صنفۃ یوم الصیامۃ، باب کان ﷺ فی فہتہ اہلہ،

کلمات حدیث: کل قریب: لوگوں کے قریب، ملنے جلنے والا اور ان سے بہتر معاملہ کرنے والا۔ ہینلین سہل: جس سے بات چیت آسان ہو جو معاملہ میں نرم ہو اور سہولت کے ساتھ اچھی طرح معاملہ کرتا ہو۔ یعنی متواضع نرم خو اور جس سے معاملات میں دشواری نہ پیش آئے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تعلیم ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اچھے اخلاق اور عادات حسنہ اختیار کریں اور لوگوں سے میل جول اور ان کے ساتھ معاملات میں دیانت اور امانت کے ساتھ نرمی اور لطف اور سہولت کے ساتھ پیش آئیں۔ لوگوں کے ساتھ دین کی حدود و قیود میں رہتے ہوئے میل جول رکھیں اور ان کے کام آئیں، ان کی خدمت کریں اور ان کے ساتھ تواضع و انکساری کا معاملہ کریں اور یہ طرز زندگی اللہ کی رضا کے لیے اختیار کریں۔ (روضۃ المستقین: ۱/۱۸۲ - دلیل الفالحین: ۳/۸۱)



الباب (۷۵)

الْعَفْوُ وَاعْرَاضٍ عَنِ الْجَاهِلِينَ
عفو و درگزر اور جاہلوں سے اعراض

۲۱۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”عفو و درگزر کو اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔“ (الاعراف: ۱۹۹)

تفسیری نکات: پہلی آیت ایک جامع ہدایت ہے جو تین نکات پر مشتمل ہے، عفو، امر بالمعروف اور اعراض عن الجاہلین۔ مفسرین نے عفو کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس کے معنی ہیں ہر ایسے کام کو قبول کر لینا جو بغیر کسی کلفت کے آسانی کے ساتھ انجام پا جائیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے نازل ہونے پر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اعمال و اخلاق میں سرسری اطاعت قبول کرنے کا حکم دیا ہے اور میں نے عزم کیا ہے کہ جب تک میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں میں ایسا ہی عمل کروں گا۔ عفو کے دوسرے معنی درگزر کے ہیں۔ ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے جبریل امین سے اس کا مطلب دریافت کیا۔ جبریل امین نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کرنے کے بعد یہ مطلب بتایا کہ جو شخص آپ ﷺ پر ظلم کرے اسے معاف کر دیں جو آپ کو نہ دے آپ ﷺ اس پر بخشش کریں اور جو آپ سے قطع تعلق کرے آپ اس سے بھی ملا کریں۔

پہلے اور دوسرے معنی میں بظاہر فرق ہے لیکن حاصل دونوں کا ایک ہی یعنی درگزر کرنا اور سختی سے گریز کرنا۔

دوسرا جملہ ہے و امر بالعرف عرف کے معنی ہیں ہر اچھے اور مستحسن کام کو عرف کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ برائی اور ظلم سے پیش آئیں آپ انہیں معاف کر دیں اور انہیں نیک اور اچھے بھلے کاموں کی ہدایت کرتے رہیں۔

تیسرا جملہ و اعراض عن الجاہلین ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ آپ ﷺ جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں یعنی ظلم کا بدلہ لینے کے بجائے

آپ ﷺ ان سے خیر خواہی اور ہمدردی کا معاملہ کریں۔ (معارف القرآن)

۲۲۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَبِيلَ ﴾

اور فرمایا کہ:

”تم ان لوگوں سے اچھی طرح درگزر کرو۔“ (انج: ۸۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ لوگوں کی ایذا رسانی اور ان کی تکلیف دہ باتوں کا جواب نہ دیں بلکہ ان سے درگزر

فرمائیں اور خوبصورتی کے ساتھ ان کو معاف فرمادیں۔ حدیث میں ہے کہ جب کسی کو برا بھلا کہا جائے اور وہ جواب نہ دے تو فرشتے اس کی طرف سے جواب دیتے ہیں اور جب وہ جواب دیتا ہے تو فرشتے آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۲۲۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ﴾

اور فرمایا کہ:

”چاہیے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کر دیں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادیں۔“ (النور: ۲۲)

تفسیری نکات: تیسری آیت کے شان نزول میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی مالی مدد کیا کرتے تھے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افاک میں حضرت مسطح رضی اللہ عنہ بھی شریک ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد بند کر دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اللہ مغفرت فرمادے اور آپ نے ان کی امداد کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔ (تفسیری مظہری - معارف القرآن)

۲۲۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

اور فرمایا کہ:

”لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو دوست رکھتے ہیں۔“ (آل عمران: ۱۳۴)

تفسیری نکات: چوتھی آیت کریمہ میں اہل تقویٰ کی صفات حمیدہ کا بیان ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں تنگی ہو یا فراخی اور غصہ کو پی لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں لوگوں کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کر دینا انسانی اخلاق میں ایک بڑا درجہ رکھتا ہے اور اس کا ثواب آخرت نہایت اعلیٰ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ کی طرف سے منادی ہوگی کہ جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق ہے وہ کھڑا ہو جائے تو اس وقت وہ لوگ کھڑے ہوں گے جنہوں نے لوگوں کے ظلم و جور کو معاف کر دیا ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

۲۲۳. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَمَنْ مَسَّ مِسْرٌ وَعَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾

اور فرمایا کہ:

”جس نے مس مس کر لیا اور معاف کیا تو یہ یقیناً بہت کے کاموں میں سے ہے۔“ (الشوریٰ: ۲۴)

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

اس باب میں متعدد آیات ہیں جو معلوم اور مشہور ہیں۔

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں ارشاد ہوا کہ غصہ کو پی جانا اور ایذا کی برداشت کر کے ظالم کو معاف کر دینا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس پر ظلم ہوا ہو اور وہ اللہ کے واسطے اسے معاف کر دے تو اللہ اس کی عزت بڑھائے گا اور مدد کرے گا۔ (تفسیر عثمانی)

اور اس مضمون کی آیات بکثرت ہیں اور معلوم ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا طائف کے سفر میں تکلیف برداشت کرنا

۶۲۳. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمٍ أُحُدٍ؟ قَالَ: "لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كَلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَأَنْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَظَنَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَرَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِنَاصِرِهِ، بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ. فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِي رَبِّي إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ: إِنَّ شِئْتَ أَطَبَقْتُ عَلَيْهِمُ الْأَخْشِينَ.

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الْأَخْشِيَانِ" الْجِبَلَانِ الْمُحِيطَانِ بِمَكَّةَ وَالْأَخْشَبُ: هُوَ الْجَبَلُ الْغُلِيطُ.

(۶۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ پر یوم احد سے زیادہ سخت دن آیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم کی طرف سے تکلیفیں اٹھائیں اور سب سے زیادہ تکلیف مجھے عقبہ والے دن پیش آئی۔ جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا۔ اس نے میری دعوت کو جس طرح میں چاہتا تھا قبول نہیں کیا۔ میں وہاں سے اس حال میں چلا کہ میں بہت غمگین تھا مجھے اس غم سے اس وقت افاقہ ہوا جب میں قرن ثعالب کے مقام پر پہنچا۔ میں نے ذرا سراٹھایا تو ایک بادل کو اپنے اوپر سایہ لگن پایا میں نے دیکھا کہ اس میں حضرت جبریل ہیں۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی بات سن لی اور جو جواب انہوں نے دیا وہ بھی سن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف پہاڑوں پر مقرر فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کو حکم دیں۔ پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ بات سن لی جو انہوں نے آپ سے کہی ہے میں پہاڑوں پر مقرر فرشتہ ہوں اور مجھے برے رب

نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے حکم دیں جو آپ چاہیں، اگر آپ چاہیں تو میں ان پر دونوں پہاڑوں کو ملا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا کرے جو ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (متفق علیہ)

احشبان مکہ کو گھیرے ہوئے دو بڑے پہاڑ۔ احشب: عظیم پہاڑ۔

تخریج حدیث (۶۲۳): صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة، صحیح مسلم، کتاب

المغازی، باب ما لقى النبي ﷺ من اذى المشركين والمنافقين.

کلمات حدیث: مہموم: غمگین۔ ہم ہما (باب نصر) غمگین ہونا۔ لم استفق: مجھے افاقہ نہیں ہوا۔ افاق إفاقة (باب افعال) صحت یاب ہونا۔ إفاق من النوم: نیند سے بیدار ہونا۔ استفاق الرجل من نومه: نیند سے بیدار ہونا یا غفلت سے چونک جانا۔

شرح حدیث: غزوہ احد ۲ھ میں ہوا، اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر زخم آئے اور دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ ایک گڑھے میں گر گئے جسے کسی کافر نے کھودا تھا اور اس غزوہ میں ستر سے زیادہ صحابہ کرام شہید ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کیا آپ ﷺ پر احد سے بھی زیادہ سخت دن آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کی طرف سے مجھے شدید ترین تکالیف عقبہ کے دن پہنچیں۔ اس عقبہ سے منیٰ میں وہ عقبہ مراد ہے جس سے حجرۃ العقبہ منسوب ہے۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عم محمد محترم حضرت ابوطالب انتقال کر گئے اور آپ بالکل بے سہارا ہو گئے۔ ادھر قریش کے لوگوں نے آپ کی ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی اور آپ کی دعوت کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے اور دعوت اسلام قبول کرنے والوں کو ستانے پر قتل گئے۔

ان حالات میں آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ آپ طائف جا کر دعوت دین کی سعی کریں مکہ سے طائف کا سفر کوئی آسان سفر نہیں تھا کہ طائف کا مکہ سے فاصلہ سو میل سے زائد کا ہے، راستہ پہاڑی سکنستانی اور پر مشقت ہے، سواری سے آدمی چاردن میں پہنچتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سفر دعوت کو قریش سے مخفی رکھنے کے لیے یہ راستے تبدیل طے کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

جب آپ ﷺ پر مشقت سفر طے کر کے طائف پہنچے اور وہاں کے سرداروں کے سامنے دعوت اسلام رکھی تو انہوں نے آپ کے ساتھ بہت برا سلوک کیا اور استہزاء کیا اور آپ کے پیچھے اوباش لڑکوں کو لگا دیا جنہوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے جس سے قدم مبارک خون آلود ہو گئے اور سر پر بھی زخم آئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پہنچ گئے اور تھک کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

اللّٰهُمَّ الْيَكُ اشْكُوْ ضَعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيلَتِيْ وَهُوَ اَنْيَ عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّيْ اِلٰى مَنْ تَكُنِيْ اِلٰى بَعِيْدٍ يَتَهَجَّمُنِيْ اَمْ اِلَى عَدُوِّ مَلِكْتَهُ اَمْرِيْ اِنْ لَمْ يَكُنْ بَكَ عَلَى غَضَبٍ فَلَا اَبَالَيْ غَيْرَ اَنْ عَافَيْتَكَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهَ الظُّلُمَاتُ

وصلح علیہ امر الدنیا والآخرة من أن تنزل بی غضبک أو یحل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوة إلا بک .

”اے اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں کی نظروں میں بے حیثیت ہونے کا شکوہ کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین آپ کمزوروں کے رب ہیں۔ آپ میرے رب ہیں تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے؟ کسی دشمن کے جو مجھے دبائے یا کسی دوست کے قبضے میں میرے سب کام دے رہا ہے۔ تو اگر آپ مجھ سے ناخوش نہ ہو تو مجھے ان میں سے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے پھر بھی تیری دی ہوئی عافیت مجھے زیادہ وسیع ہے میں تیری ذات گرامی کے نور کی پناہ میں آتا ہوں جس نے آسمانوں کو روشن کر رکھا ہے اور اس سے ظلمتیں چمک اٹھی ہیں اور اس سے دنیا اور آخرت کے کام درست ہیں، تیری پناہ اس امر سے کہ تو مجھ پر اپنا غصہ اتارے اور مجھ پر اپنی ناخوشی نازل کرے اور حق ہے کہ تو ہی منایا جائے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور نہ کوئی بچاؤ ہے۔ (گناہ) سے اور نہ کوئی طاقت ہے عبادت کی (مگر تیری ہی مدد سے۔“

ازال بعد آپ طائف سے ٹمگین واپس ہوئے اور آپ کی طبیعت کو اس وقت تک افاقہ نہ ہوا جب تک آپ ﷺ قرن الثعالب (قرن المنازل جو اہل نجد کی میقات ہے) نہ پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے بادلوں میں حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور پہاڑوں کے فرشتے نے آپ ﷺ کو پیش کش کی کہ آپ ﷺ فرمائیں تو میں مکہ کے دونوں پہاڑوں کو ملا کر ان کے درمیان بسنے والوں کو چکل دوں۔ مگر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ مجھے امید ہے کہ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ آئیں گے جو ایک اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں گے۔

حدیث مبارک میں بیان ہے اس امر کا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا دین اللہ کے بندوں تک پہنچانے میں کس قدر تکالیف برداشت کیں اور کس قدر عظیم صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور ان تمام تکالیف اور ایذا پر معاف فرمایا اور درگزر کیا۔

(فتح الباری: ۲/۲۶۸ - عمدة القاری: ۱۵/۱۹۳ - دلیل الفالحین: ۳/۸۴ - روضة المتقین: ۲/۱۸۴ - الطبقات

الکبری: ۱/۱۰۲، السیرہ النبویة لابن کثیر: ۲/۱۵۰)

آپ ﷺ نے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا

۶۴۴. وَعَنْهَا قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَانِيْلٌ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ تَعَالَى فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ تَعَالَى“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۴۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے دست مبارک سے نہیں مارا، نہ کسی

عورت کو اور نہ کسی خادم کو، سوائے اللہ کے راستے میں جہاد کے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچی ہو اور آپ نے اس کا

بدلہ لیا ہو سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمت کی بے حرمتی کی گئی ہو اور آپ ﷺ نے اللہ کے لیے اس کا بدلہ لیا ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۴۳): صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مبادعہ للآثام واختیارہ من المباح اسہلہ.

کلمات حدیث: نبیل منہ: اس سے تکلیف پہنچی۔ نال نیلاً (باب فتح) ملنا، پانا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی انسان کو عورت کو یا خادم کو یا حیوان کو کبھی نہیں مارا بلکہ ہر ایک سے درگزر کیا اور ہر ایک کو معاف کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں دس سال رہے ان کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی انہیں اف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا یا فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ آپ کو اپنی قوم کے لوگوں اور کفار اور منافقین سے بے شمار تکالیف پہنچیں آپ نے کبھی بھی کسی سے اپنی ذات کا بدلہ نہیں لیا۔ سوائے اس کے کہ اللہ کے راستے میں جہاد میں اور اس صورت میں جب کسی نے اللہ کی مقرر کردہ حرمت سے کوئی حرمت پامال کی ہو صرف اس صورت میں آپ ﷺ نے اللہ کے لیے بدلہ لیا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۶۸/۱۵ - روضة المتقین: ۱۸۵/۲)

آپ ﷺ کا صبر و تحمل

۶۴۵. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَذْرَكُهُ، أَغْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ، بَرَدَ آتِهِ جَبَذَةً شَدِيدَةً، فَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبَذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ مُرِّلِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ، بِعَطَاءٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اس وقت جسم مبارک پر نجران کی بنی ہوئی مونے کنارے والی چادر تھی، ایک اعرابی ملا اور آپ کی چادر کو زور سے کھینچا میں نے دیکھا کہ شانہ مبارک پر چادر کے شدت سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا ہے۔ وہ اعرابی بولا اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دیئے جانے کا حکم دیجئے۔ آپ ﷺ ہنستے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو دیئے کا حکم فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۴۵): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب البرود والخمرة والشملة. صحیح مسلم، کتاب

الزکوة، باب اعطاء من سأل بفحش وغلظة.

کلمات حدیث: برد: چادر، دھاری دار کپڑا، جمع برود. غلیظ الحاشیة: سخت کنارے والی، یعنی نجران کی بنی ہوئی چادر جس کے کنارے سخت اور کھردرے تھے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبر و تحمل کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور غنودہ درگزر کی بہترین مثال تھے۔ آپ نے اس اعرابی کو سختی اور درشتی کو برداشت کیا جو تکلیف پہنچی اسے انگیز کیا اور جو طرز خطاب اس نے اختیار کیا اس کو درگزر

فرمایا اور خندیدگی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی ضرورت کی تکمیل فرمائی۔

(فتح الباری: ۲/۲۴۳ - إرشاد الساری: ۶۸/۷)

۶۳۶. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَاتَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ صَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَذَمُوهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۳۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ گویا میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کو

دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام میں کسی نبی کا واقعہ سنا رہے تھے کہ ان کی قوم کے لوگوں نے انہیں مارا اور ان کا خون بہنے لگا۔ وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے یہ جانتے نہیں ہیں۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۳۶): صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: صحیح مسلم، کتاب

الجهاد، باب غزوة احد.

کلمات حدیث: فأذموه: اس کا خون نکال دیا۔ آدمی ادماء (باب افعال) خون نکالنا۔ دم: خون، جمع دماء.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے انبیاء بنی اسرائیل میں کسی نبی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کی قوم نے ان کو مارا حتیٰ کہ ان کا خون بہنے لگا۔ علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کا نام معلوم نہ ہو سکا لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں کہ ان کی قوم کے لوگ ان کو پکڑ کر مارتے یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو جاتے اور جب ہوش میں آتے تو وہ فرماتے کہ اے اللہ میری قوم کے لوگوں کو معاف کر دے کہ یہ جانتے نہیں ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو بات نبی اسرائیل کے ان نبی کو پیش آئی اسی طرح ہمارے رسول اللہ ﷺ کو احد میں پیش آئی، کہ آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور دندان مبارک شہید ہو گئے اور اس حالت میں آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کا یہ واقعہ مستحضر ہو گیا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان کی تسلی کے لیے سنایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرانہ میں غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ لوگوں نے آپ ﷺ پر ہجوم کر لیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اس کی قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا۔ مگر انہوں نے اسے جھٹلایا اور اس کو زخمی کر دیا اور وہ اپنی پیشانی سے خون پونچھتا تھا اور کہتا تھا کہ اے رب! میری قوم کو معاف فرما دے یہ جانتے نہیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ یہ واقعہ سناتے ہوئے اپنی پیشانی پونچھ رہے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث مذکور میں جس نبی کا ذکر ہے وہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے عنوان باب میں باب ما ذکر عن بنی اسرائیل کا عنوان قائم کیا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل سے کافی پہلے گزرے

ہیں۔ (فتح الباری: ۳۵۴/۲ - ارشاد الساری: ۴۳۳/۷)

۶۴۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ، عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاقتور وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے

طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۴۷): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، صحیح مسلم، کتاب البر،

باب من یملک نفسه عند الغضب.

کلمات حدیث: صرعة: وہ شخص جو کسی کو پچھاڑ دے۔ صرعاً (باب فتح) پچھاڑنا۔ یملک نفسه: اپنے نفس کو قابو میں

رکھے۔ ملک ملکاً (باب ضرب) مالک ہونا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود میں متعدد اور مختلف قوتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ اس میں قوت بیکسی بھی ہے اور قوت

روحانی بھی کیونکہ انسانی مٹی سے پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے حکم سے روح ودیعت فرمائی تمام شہوانی اور نفسانی قوتوں کا تعلق

قوت بہیمہ سے ہے اور تمام اعلیٰ اور ارفع محاسن و فضائل کا تعلق قوت روحانی سے ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات کمال انسانیت

نہیں ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو پچھاڑ دے کہ یہ قوت تو ایک حیوان میں بھی موجود ہے انسانی شرف و کمال تو اس میں ہے کہ آدمی اپنے

نفس پر اس قدر قابو یافتہ ہو کر غصہ آئے اور اسکے مقتضاء پر عمل نہ ہو بلکہ ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾

پر عمل ہو۔ (دلیل الفالحین: ۸۸/۳)



(الباب (۷۶)

احتمال الآدی افیت اور تکلیف کا برداشت کرنا

۲۲۴. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”غصے کو پینے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور اللہ نیکو کاروں کو پسند کرتا ہے۔“ (آل عمران: ۱۳۴)

۲۲۵. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔“ (الشوریٰ: ۴۳)

وَفِي الْبَابِ : الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

ان آیات کی تفسیر اس سے قبل باب بالحکم والالاءۃ والرفق میں گزر چکی ہے۔

قطع رحمی پر صبر کرنا

۶۴۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصْلَهُمْ وَيَقْطَعُونِي

وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسَيِّئُونَ إِلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ : فَقَالَ : ”لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا

تُسَفِّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ

شَرْحُهُ فِي ”بَابِ صَلََةِ الْأَرْحَامِ“.

(۶۴۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ میں اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا ہوں وہ میرے ساتھ قطع رحمی کرتے ہیں میں ان کے ساتھ اچھائی کرتا ہوں

وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ان کے ساتھ تحمل سے پیش آتا ہوں وہ میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہوں۔ آپ ﷺ

نے فرمایا کہ اگر اسی طرح ہے جس طرح تم کہہ رہے ہو تو تم گویا ان کے منہ پر گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تم اس طرح کرتے

رہو گے اس وقت تک تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک مددگار (فرشتہ) مقرر رہے گا۔ (مسلم) اس کی شرح باب صلۃ الارحام

میں گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۶۳۸): صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم و تحريم قطعته

کلمات حدیث: یسینون : وہ برائی کرتے ہیں۔ اساءہ اِساءة : برائی کرنا۔

شرح حدیث: اللہ کی رضا کی خاطر رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی طرف سے پہنچنے والی

تکالیف کو برداشت کرنا اور درگزر دینا ایک عظیم اخلاقی خوبی ہے اور اللہ کے یہاں اس کا بڑا اجر و ثواب ہے۔

﴿وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾

”جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔“ (دلیل الفالحین : ۸۹/۳)

اس حدیث کی شرح باب صلة الارحام میں گزر چکی ہے۔



المبتانی (۷۷)

الْغَضَبُ إِذَا انْتَهَكْتَ حُرْمَاتُ الشَّرْعِ وَالْإِنْتِصَارَ لِدِينِ اللَّهِ تَعَالَى
احکام شرعیہ کی بے حرمتی پر ناراض ہونا اور دین کی حمایت کرنا

۲۲۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

”جو شخص اللہ کے محترم کردہ امور کی تعظیم کرے گا اس کے لیے اس کے رب کے پاس اجر ہے۔“ (الحج: ۳۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت مبارکہ میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ کے محترم کردہ امور کی تعظیم و تکریم پر اللہ کے یہاں اس کا بڑا اجر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی اچھا کام کرنے والے کے حسن عمل کے اجر کو ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ ہر محسن کا اجر اس کے یہاں نشوونما پاتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے۔ اللہ کی محترم اشیاء اور وہ امور جن کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا قرار دیا ہے عمومی طور پر تمام احکام شریعت ہیں لیکن بطور خاص وہ امور جو اسلام کی خصوصیات اور اس کے امتیازی نشانات ہیں ان کا احترام اور بھی زیادہ ہے، جن کو شعائر اللہ فرمایا ہے۔

(معارف القرآن)

۲۲۷. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کرے گا۔“ (محمد: ۷)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے یعنی اللہ کے دین پر عمل کرو گے اور اس کی تبلیغ کرو گے اور اسے لوگوں تک پہنچاؤ گے اور جہاں کوئی کسی دینی بات کو نزک پہنچا رہا ہو تم اس کی مدافعت کرو گے اور اس کی حمایت میں کھڑے ہو۔ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں غلبہ اور نصرت عطا فرمائیں گے اور جہاد حق پر تمہیں ثابت قدمی عطا فرمادیں گے۔ (معارف القرآن)

وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ عَائِشَةَ السَّابِقِ فِي بَابِ الْعَفْوِ .

امام نماز میں قوم کی رعایت کرے

۶۴۹. وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَقْبَةَ بْنِ عَمْرِو وَابْنِ دُرَيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي لَا تَأْخُرُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا! فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ

مُنْفِرِينَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُؤْجِزْ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِهِ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

(۶۲۹) حضرت ابو مسعود عقیقہ بن عمرو بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں صبح کی نماز میں اس لیے پیچھے رہ جاتا ہوں کہ فلاں آدمی ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نصیحت فرماتے ہوئے اس قدر غصے میں کبھی نہ دیکھا جس قدر آپ ﷺ اس روز غصہ ہوئے آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نفرت پیدا کرنے والے ہیں جو بھی کوئی لوگوں کو امامت کرائے وہ اختصار کرے کہ اس کے پیچھے بوڑھے اور بچے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۳۹): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب تخفیف الامام فی القيام، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب أمر الائمة بتخفیف الصلاة.

کلمات حدیث: منفرین: نفرت دلانے والے، متفر کرنے والے۔ نفر تنفیراً (باب تفعل) متفر کرنا، بھگانا۔ فلیؤجز: اسے چاہیے کہ مختصر کرے۔ اوجز ایجازاً (باب افعال) اختصار کرنا، مختصر کرنا۔

شرح حدیث: نماز باجماعت میں حکم شرعی یہی ہے کہ امام لوگوں کو معتدل نماز پڑھائے، رکوع اور سجود اعتدال کے ساتھ ہوں، نہ قراءت زیادہ طویل ہو اور نہ رکوع و سجود میں تسبیحات اتنی زیادہ ہو جس سے کسی کی طبیعت میں اکتاہٹ اور ملال پیدا ہو۔ غرض امام کو چاہیے کہ وہ مقتدیوں کا خیال رکھے اور اتنی لمبی نماز نہ پڑھائے جس سے لوگ اکتا جائیں۔

دین کے معاملے میں یعنی جب کوئی دینی نقصان واقع ہو رہا ہو اس وقت غصہ کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس لیے ناراض ہوئے کہ نماز کی طوالت کی وجہ سے ایک شخص جماعت میں شرکت سے محروم یا موخر ہو رہا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں لا اکساد ادرك الصلاة کے الفاظ ہیں جن کا مطلب ابو الزناد بن سراج نے یہ بیان کیا ہے کہ سائل کا کہنا یہ تھا کہ وہ ضعیف ہے۔ قراءت میں طوالت کی بناء پر جب رکوع کا وقت آتا ہے تو اس کی کمزوری بڑھ جاتی ہے اور وہ اس قابل نہیں رہتا کہ پھر امام کے ساتھ نماز پوری کر سکے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مفہوم اچھا ہے۔ لیکن بخاری رحمہ اللہ نے ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ "انسی لا تاخر عن الصلاة" اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ میں جماعت میں نہیں پہنچ پاتا بلکہ بعض اوقات طوالت کے خوف سے متاخر ہو جاتا ہوں۔ (فتح الباری: ۱/۲۹۸ - إرشاد الساری: ۱/۲۸۰ - عمدة القاری: ۲/۱۵۸)

تصویر کشی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب

۶۵۰. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرَتْ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَائِيلٌ، فَلَمَّا رَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهْ وَتَلَوْنَ وَجْهَهُ وَقَالَ "يَا عَائِشَةُ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهَوْنَ بِخَلْقِ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”السَّهْوَةُ“ كَالصَّفَةِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ .
 ”وَالْقَرَامُ“ بِكَسْرِ الْقَافِ سِتْرٌ رَقِيقٌ .
 وَهَتَكُهُ . أَفْسَدَ الصُّورَةَ الَّتِي فِيهِ .

(۶۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے۔ میں نے گھر کے سامنے چبوترے پر ایک پردہ ڈال رکھا تھا جس میں تصاویر تھیں آپ نے ﷺ نے انہیں دیکھا تو انہیں پھاڑ دیا اور اور چہرہ انور کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ قیامت کے روز وہ لوگ شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے جو اللہ کی صفت خلق میں اس کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

السَّهْوَةُ : صفہ چبوترہ جو گھر کے سامنے ہو۔ قرام : باریک پردہ۔ ہتکہ : آپ ﷺ نے ان تصاویر کو بگاڑ دیا جو پردے پر بنی ہوئی تھیں۔

تخریج حدیث (۶۵۰): صحیح البخاری ، کتاب اللباس ، باب ما وُطئ من التصاویر . صحیح مسلم ، کتاب اللباس ، باب لا تدخل الملائكة .

کلمات حدیث: السَّهْوَةُ : روشندان ، طاقتیہ ۔ تمائیل : واحد تمثال ، مجسمہ ۔ یضاهون : اللہ تعالیٰ کی صنعت خلق سے مشابہت اختیار کرتے ہیں ۔ ضاهى مضاهاة : مشابہ ہونا ، مشابہت اختیار کرنا ۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے ، بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے ، تو آپ ﷺ نے ایک پردہ دیکھا کہ جس میں تصاویر تھیں آپ ﷺ نے ان کو پھاڑ دیا یا مٹا دیا اور فرمایا کہ روز قیامت ان لوگوں کو شدید عذاب ہوگا جو اللہ کی صنعت کی مشابہت اختیار کرتے ہیں ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح خلق کرنے کی کوشش اسے چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کر کے دکھائے ایک ذرہ پیدا کر کے دکھائے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ عبادت کے لیے تصویر بنانا یا بت بنانا حرام ہے اور ایسا شخص کافر ہے اور اس کے لیے سخت ترین عذاب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اگر بنانے والے کا ارادہ اللہ کی مشابہت اختیار کرنا نہ ہو تو یہ فسق ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

(فتح الباری : ۱۶۰/۳ - روضة المتقین : ۱۹۰/۲)

حدود اللہ ساقط کرنے کے لیے سفارش کرنا گناہ ہے

۲۵۱ وَعَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمُخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اتَّشَفَعُ فِي حَدِّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ تَعَالَى؟
ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ
فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ! وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی بہت اہم

معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس کی کون رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کی ہمت کرنے کا سوائے اسامہ کے کہ وہ محبوب رسول ﷺ زید کے صاحبزادے ہیں۔ اسامہ نے آپ ﷺ سے گفتگو کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم حدود اللہ میں سے ایک میں سفارش کرتے ہو۔ آپ ﷺ اٹھے اور آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو ایسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۵۱): صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب اقامة الحدود علی الشریف والوضیع. صحیح

مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق فی الشریف وغیرہ.

کلمات حدیث: یجتري: جرأت کرے، ہمت کرے۔ اجتراً اجتراء (باب افتعال) ہمت کرنا۔ جراء جراءة (باب کرم) بہادر ہونا، جری ہونا۔

شرح حدیث: قریش کی ایک مخزومی عورت جس کا نام فاطمہ بنت اسد لوگوں سے چیز مستعار لے کر مکر جایا کرتی تھی، پھر اس نے چوری کی، بنی مخزوم قریش کا ایک بڑا قبیلہ تھا ابو جہل کا بھی تعلق اس قبیلہ سے تھا۔ قریش کے لوگوں کو اس کی بڑی فکر ہوئی کہ اگر اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اتنے بڑے قبیلے کی بے عزتی ہوگی اس لیے انہوں نے سوچا کہ اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب حضرت زید کے فرزند حضرت اسامہ آپ سے بات کریں۔ حضرت اسامہ نے آپ ﷺ سے گفتگو کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں سفارش کر رہے ہیں۔ اسامہ بولے یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے اللہ سے معافی طلب کیجئے۔

بعد میں یا شام کے وقت آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ اگر ان کے معزز آدمی نے چوری کی تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اگر کسی کمزور نے چوری کی تو اس پر حد جاری کر دی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کا نام لیا اور اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل نے مالداروں سے حدود ساقط کر دی تھیں اور ضعفاء پر جاری کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حدود کے معاملے میں شفاعت کو اس قدر اہم سمجھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت اسد کے بجائے فاطمہ بنت محمد بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حد کا مقدمہ قاضی کے پاس یا عدالت میں پہنچنے کے بعد سفارش کرنا حرام ہے، البتہ اگر مقدمہ عدالت تک نہ پہنچا ہو اور طرم عادی مجرم نہ ہو اور لوگ اس سے تنگ نہ پڑ گئے ہوں تو سفارش کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری: ۳۵۲/۲ - تحفۃ الأحوذی: ۸۰۰/۴ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱/۱۵۴)

قبلہ کی طرف تھوکن منع ہے

۶۵۲. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُحَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رُؤِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ، بِيَدِهِ فَقَالَ "إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَزُقُّ أَحَدُكُمْ قَبْلَ الْقِبْلَةِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَصَقَّ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ: "أَوْ يَفْعَلْ هَكَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْأَمْرُ بِالْبَصَاقِ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ هُوَ فِيمَا إِذَا كَانَ فِي غَيْرِ الْمَسْجِدِ، فَأَمَّا فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَصُصُّ إِلَّا فِي تَوْبِهِ.

(۶۵۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبلہ کی جانب تھوک لگا ہوا دیکھا۔ آپ کی طبیعت پر اس سے اس قدر گرانی ہوئی کہ اس کا اثر آپ ﷺ کے چہرے پر دیکھا گیا، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور دست مبارک سے اسے رگڑ کر صاف کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے درمیان اور قبلہ کے درمیان ہے اس لیے تم میں سے کسی کو قبلہ کی طرف نہیں تھوکنا چاہیے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے تھوکے پھر آپ نے اپنی چادر کا کونہ پکڑا اور اس میں تھوکا پھر اس کے ایک حصے کو دوسرے حصے پر رگڑ دیا اور فرمایا کہ یا اس طرح کرے۔ (متفق علیہ)

بائیں جانب یا قدموں کے نیچے تھوکنے کا حکم مسجد کے باہر ہے مسجد کے اندر صرف اپنے کپڑے میں تھوکے۔

تخریج حدیث (۶۵۲): کتاب البخاری، کتاب الصلاة، باب هك البزاق باليد من المسجد. صحيح مسلم،

كتاب الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلوة وغيرها.

کلمات حدیث: نخامہ: بلغم۔ فحکہ: آپ نے اسے رگڑ دیا۔ حک حکا (باب نصر) رگڑنا، مٹانا۔

شرح حدیث: نماز کی روح بندے کی اپنے خالق و مالک سے مناجات ہے اور اس مناجات کا تقاضا ہے کہ حد درجہ تواضع و انکساری

کا اظہار ہو آدمی مودب کھڑا ہو اور کوئی خلاف ادب حرکت نہ کرے بس خلوص دل حسن نیت کے ساتھ اللہ کی تمجید اور تہجد میں مصروف ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ کھنکار کر گھلا صاف کرنا اور تھوک یا بلغم وغیرہ نماز میں خلاف ادب اور روح مناجات کے برخلاف ہے اور قبلہ کی

تھوکنات اور بھی برا ہے کہ قبلہ رخ ہو کر تودہ نماز میں کھڑا ہے۔ خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قبلہ رخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر اور مقصود و توجہ اللہ کی تعظیم اور اس پر اللہ کی جانب سے اجر و ثواب ہے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز میں سے باب

قبلہ ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ مسجد میں تھوکننا حرام ہے اور قبلہ کی جانب تھوکننا تو اور بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ حنفی فقہاء کے نزدیک مسجد میں تھوکننا مکروہ تحریمی ہے۔ غرض آداب مسجد کا تقاضا ہے کہ اسے ہر گندگی اور آلودگی سے پاک رکھا جائے اور مسجد کی صفائی اور اس میں نفاست اور پاکیزگی کو برقرار رکھنے کی سعی کا ثواب ہے۔

(فتح الباری: ۱/۴۳۲۔ ارشاد الساری: ۲/۷۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۵/۳۳۔ الفقہ علی المذاہب الأربعة: ۱/۲۸۹)



الْبَشَائِبِ (۷۸)

أَمْرُ وَلَاةِ الْأُمُورِ بِالرَّفْقِ بِرِعَايَاهُمْ وَنَصِيحَتِهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ غَشِيهِمْ
وَالْتَشْدِيدِ عَلَيْهِمْ وَاهْتِمَالِ مَصَالِحِهِمْ وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَائِجِهِمْ
حکام کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی کرنے کی خواہش کرنے اور ان پر شفقت کرنے کا حکم اور ان پر سختی
کرنے اور ان کے مصالح کو نظر انداز کرنے اور ان کی ضرورتوں سے غفلت برتنے کی ممانعت
۲۲۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَأَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۱۳۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”آپ اپنے متبع مؤمنین کے لیے اپنا بازو پست رکھیں۔“ (اشعراء: ۲۱۵)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ تمام مؤمنین کے
ساتھ نرمی خوش خلقی اور تواضع کے ساتھ پیش آئے اور ان پر اس طرح شفقت کیجئے جیسے پرندے اپنے بچوں پر کرتے ہیں کہ ان پر اپنے پر
جھکا کر ان کو اپنے پروں کی حفاظت میں لے لیتے ہیں۔ (تفسیری مظہری)

.....

اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کا حکم فرماتے ہیں

۲۲۹. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی منکرات اور ظلم و زیادتی کرنے
سے منع فرماتے ہیں وہ تمہیں نصیحت کرتے ہیں تاکہ تمہیں موعظت ہو۔“ (النحل: ۹۰)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ عدل اور احسان کرو اور رشتہ داروں اور قربات داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور ان
کے ساتھ عطا و بخشش کا رویہ اختیار کرو اور برے کاموں بری باتوں اور ظلم و زیادتی سے باز رہو۔ آیت کریمہ اس قدر جامع آیت ہے کہ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے قرآن کریم کی جامع ترین آیت قرار دیا ہے کہ اس میں تین سب سے اعلیٰ اور بلند ترین اور
نمایاں ترین اخلاقی اور اجتماعی تعلیمات کا حکم فرمایا ہے اور تین بہت بڑی برائیوں سے منع فرما دیا ہے۔ (معارف القرآن)

.....

ہر شخص اپنے ماتحت افراد کا مسئول ہے

۶۵۳. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۵۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم سب نگران ہو اور تم سب سے اپنی زیر نگرانی افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام نگران ہے اس سے اس کے زیر نگران افراد کے بارے میں سوال ہوگا۔ آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے اس سے ان افراد کے بارے میں سوال ہوگا جو اس کی زیر نگرانی ہیں عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اس سے اس کی زیر نگرانی افراد کے بارے میں سوال ہوگا اور خادم اپنے مالک کے مال کا ذمہ دار اور نگران ہے اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ غرض تم میں سے ہر ایک مسئول ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۵۳): صحیح البخاری، باب الجمعة فی القرى والمدن، صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضیلة الامام العادل.

کلمات حدیث: کلم راع: تم میں سے ہر ایک نگران اور ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ ان کو اللہ کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق پورا کیا یا نہیں۔

شرح حدیث: معاشرے کا ہر فرد اپنے مقام پر اور اپنی حیثیت میں مسئول اور ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے سوال ہوگا کہ اس نے اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے پر پورا کیا یا نہیں، حکمران اپنی زیر نگرانی تمام افراد کے بارے میں ذمہ دار اور مسئول ہے آدمی اپنے اہل خانہ کے بارے میں جوابدہ ہے عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کے بارے میں مسئول ہے اور خادم اپنے مالک کے مال کے بارے میں جوابدہ ہے یعنی معاشرے کا کوئی فرد مسئولیت اور جوابدہی سے ماوراء نہیں ہے۔ (نزہۃ المتقین: ۱/۵۲۷)

اس حدیث کی شرح اس سے پہلے (حدیث ۲۸۵) میں گزر چکی ہے۔

دھوکہ باز حاکم پر جنت حرام ہے

۶۵۴. وَعَنْ أَبِي يَعْقِلٍ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٍ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" وَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: "قَلَمٌ يَحْطُهَا بِنُصْحِهِ لَمْ يَجِدْ رَاحَةَ الْجَنَّةِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ!

مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أُمُورَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدَ لَهُمْ وَلَمْ يَنْصَحْ لَهُمْ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ.

(۶۵۴) حضرت ابویعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا نگران بنا دیتا ہے اور وہ اس حال میں مرتا ہے کہ اس نے اپنی رعیت کو دھوکہ دیا ہو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر اس نے خیر خواہی کے ساتھ حقوق کی حفاظت نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا اور صحیح مسلم کی

ایک روایت میں ہے کہ جو حاکم مسلمانوں کے امور کا ذمہ دار بنتا ہے پھر ان کے حقوق کی ادائیگی کی سعی نہیں کرتا اور ان کی خیر خواہی نہیں کرتا تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

تخریج حدیث (۶۵۴): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعى رعية فلم ينصح. صحیح مسلم،

کتاب الامارة، باب فضل الامام العادل وعقوبة الحائر والحث على الرفق بالرعية والنهي عن ادخال المشقة عليهم.

راوی حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے اور صلح حدیبیہ میں آپ کے ساتھ تھے اور بیعت

رضوان کے موقع پر ایک درخت کی شاخ سے آپ کے اوپر سایہ کیے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ۱۳۴ احادیث مروی ہیں، جن میں

سے ایک متفق علیہ ہے۔ حضرت امیر معاویہ کے زمانہ خلافت میں انتقال ہوا۔ (الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: یسترعہ: جو اپنے ماتحت افراد کی نگرانی اور ان کی خیر خواہی کا ذمہ دار ہو۔ رعی رعاية (باب فتح) رعایت کرنا

نگرانی اور نگہبانی کرنا، نگہبانی کرنا۔ رعی الامیر رعیتہ: حکمران کا اپنی رعایا کے امور کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنا اور ان کے حقوق کی

نگہداشت کرنا۔ غاش: دھوکہ دینے والا، خیانت کرنے والا، حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا۔ لم يحطها: ان کی اور ان کے

حقوق کی حفاظت نہیں کرتا۔

شرح حدیث: انسان کو اس دنیا میں ایک ذمہ دار مخلوق بنا کر بھیجا گیا یہ بالکل آزاد پھرنے والے جانوروں کی طرح نہیں ہے بلکہ

زندگی میں اپنے سارے طریق عمل کا اور جملہ اعمال و اقوال کا جواب دہ ہے اور جو شخص اسلام لا کر شہادتین اپنی زبان سے ادا کر لیتا ہے وہ ان

تمام احکام پر عمل کرنے کی ذمہ داری اور ان میں کمی اور کوتاہی پر جوابدہی کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول

ﷺ نے زندگی کے مختلف مراحل کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔

مسلمان حکمران کی ذمہ داریاں اور اس کے فرائض و واجبات ایک عام مسلمان سے بہت زیادہ ہیں۔ حکمران اس امر کا ذمہ دار ہے

اور اس پر اللہ کے یہاں جواب دہ ہے اور وہ تمام مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کرے، ان کی دینی اور دنیاوی بھلائی اور خیر خواہی کی

ہر وقت فکر کرے اور ان کے جملہ حقوق ادا کرے اور ان پر نہ خود ظلم و زیادتی کرے اور نہ کسی کو کرنے دے۔

ان حقوق و فرائض میں سے اگر کسی امر میں کوتاہی ہوگی اور ان کی تکمیل کی تندی سے کوشش نہ کی اور جو مسلمانوں کی طرف سے اس پر

ذمہ داری عائد ہوئی تو اس نے ان کی امانت میں خیانت کی اور ان کو دھوکہ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادے گا اور وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

ابن بطل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظالم حکمرانوں کے لیے یہ ایک سخت ترین وعید ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر نگران اور حکمران بنایا اور وہ ان کے حقوق کی پاسبانی اور فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہا اور ظلم و ستم سے کام لیا تو ظاہر ہے کہ وہ اس عظیم امت کی ذمہ داریوں سے کیسے سبکدوش ہو سکے گا۔ (فتح الباری: ۷۴۴/۳ - روضة المتقین: ۱۹۵/۲ - شرح مسلم للنووی: ۱۴۱/۲)

رعایا پر مشقت ڈالنے والے حاکم کی سزا

۲۵۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ فِي بَيْتِي هَذَا: اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ اَمْرَ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشَقَّ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَفَرَّقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۶۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص میری امت کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنے اور وہ ان کی مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے معاملات میں سے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنے پھر ان سے نرمی کرے تو تو بھی اس سے نرمی فرما۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۲۵۵): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الامام العادل۔

کلمات حدیث: ولی: نگران بنا، والی بنا، حاکم بنا۔ ولی و لایۃ (باب حسب) والی ہونا کسی کے کام کا نگران ہونا، ولی نگران سرپرست جمع اولیاء۔ والی: حاکم جمع ولایۃ۔

شرح حدیث: جو شخص امت کا حاکم بنے یا ان کے کسی معاملہ کا نگران بنے اس پر فرض ہے کہ وہ ان کے ساتھ نرمی برتے اور اچھی طرح پیش آئے اور ان کے حقوق و واجبات کو تندہی سے ادا کرے اور کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۸/۱۲)

میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا

۲۵۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسْؤُسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ بَعْدِي خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ " قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: "أَوْفُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَأَلَّوْا، ثُمَّ آعْظُوهُمْ حَقَّهُمْ وَاسْأَلُوا اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کے ہاتھوں میں تھی جب کوئی پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا اس کا جانشین ہوتا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس بارے میں ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں فرمایا کہ تم سب سے پہلے کی بیعت کو پورا کرو اور پھر ان کا حق ان کو دو اور اپنے لیے اللہ سے مانگو کہ اللہ تعالیٰ ان سے خود ان لوگوں کے بارے میں باز پرس کریں گے جن کا انہیں والی بنایا ہے۔ (متفق علیہ)

خریق حدیث (۶۵۶): صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل . صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب وجوب وفاء بیعة الاول فالاول .

کلمات حدیث: تسوسہم : ان کی سیاست کرتے تھے ان کے سیاسی امور سنبھالے ہوئے تھے۔ ساس سیاست (باب نصر) تدبیر و انتظام کرنا، اجتماعی امور کی دیکھ بھال کرنا۔

شرح حدیث: بنی اسرائیل یعنی اسرائیل کی اولاد، اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ اس کے معنی ہیں بندہ اور ایل کے معنی ہیں اللہ۔ اس طرح اسرائیل کے معنی ہیں عبد اللہ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور ان کی نسل بنو اسرائیل کہلاتی ہے۔ بنی اسرائیل میں یکے بعد دیگرے نبی آتے رہے اور ایک نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ آ جاتا۔ اس لیے ان کی دینی اور روحانی سیادت کے ساتھ ان کی دنیاوی قیادت بھی ان کے انبیاء کے ہاتھوں میں رہی۔ فرمایا چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اس لیے میرے بعد میرے خلفاء ہوں گے جو مسلمانوں کے معاملات کے ذمہ دار ہوں گے جب تک وہ حق پر قائم رہیں ان کی اطاعت ضروری ہے۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے حکمرانوں سے اپنے تعلق کو برقرار رکھیں ان کی خیر خواہی کریں اور ان کی اطاعت کریں اور جو تمہارا حق رہ جائے اس میں حکمران کی اطاعت سے نکلنے کی بجائے اللہ سے سوال کرو اور اس سے مانگو کہ وہ تمہاری مشکلات آسان کرے اور تمہارے معاملات درست کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان حکمرانوں سے باز پرس کرنے والے ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں امارت اور حکمرانی عطا کی تھی، انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا یا نہیں۔

(فتح الباری: ۲/۳۴۴ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲/۱۹۲ - روضة المتقین: ۲/۱۹۷ - نزہۃ المتقین: ۱/۵۲۸)

بدترین حاکم رعایا پر ظلم کرنے والے

۶۵۷. وَعَنْ عَائِدِ بْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ: أَيْ بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْخُطَمَةُ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۵۷) حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدترین حکمران وہ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرنے والے ہوں۔ دیکھو تو ان میں سے نہ ہونا۔

تخریج حدیث (۶۵۷): صحیح مسلم، الامارہ، باب فضیلة الامام العادل و عقوبة الجائر.

کلمات حدیث: حطمه: سخت مزاج ظالم حکمران۔ حطم: بے رحم چرواہا۔

شرح حدیث: ظلم اور نا انصافی بذات خود بہت بڑی برائی اور گناہ عظیم ہے اور اگر حاکم جس کو اللہ نے اپنے بندوں پر اس لیے حکمران بنایا ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کرے اور ان سے نرمی اور شفقت سے پیش آئے وہ اگر ظلم و نا انصافی کرے تو اس کا گناہ بہت عظیم ہوگا اور اس کی روز قیامت باز پرس شدید ہوگی۔

(روضۃ المتقین: ۱۹۸/۲ نزہۃ المتقین: ۵۲۹/۱)

اس حدیث کی شرح اس سے پہلے (حدیث ۱۹۶) میں گزر چکی ہے۔

حاکم کو رعایا کے حالات سے مطلع ہونا ضروری ہے

۲۵۸. وَعَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَزْدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقَّرَهُمْ: احْتَجَبَ اللَّهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقَّرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَجَعَلَ مُعَاوِيَةَ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۶۵۸) حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس کو مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا والی بنا دے اور وہ ان کی ضرورتوں، حاجتوں اور فقر کی تکمیل میں رکاوٹ بن جائے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ضرورتوں، حاجتوں اور اس کے فقر کے درمیان رکاوٹ ڈال دے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت ایک آدمی مقرر کر دیا کہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تخریج حدیث (۶۵۸): سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فیما یلزم الامام من امر الرعية . الجامع للترمذی،

ابواب الاحکام باب ما جاء فی امام الرعية .

راوی حدیث: حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ کسی نے کہا کہ ابو مریم ازدی اور ابو مریم غسانی ایک ہی ہیں اور کسی نے کہا کہ دو ہیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کا نام ابو عمرو بن صرۃ الکجینی ہے صحابی ہیں شام میں وفات پائی ان سے صرف یہی ایک روایت مروی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۱۰۲/۲ - تحفة الأحوذی: ۴/۶۴۲)

کلمات حدیث: فاحتجب : لوگوں کے درمیان اور اپنے درمیان حجاب ڈال لیا، یعنی لوگوں میں سے ضرورت مندوں کو اپنے تک پہنچنے سے روکا اور اس طرح ان کی حاجات کی تکمیل سے باز رہا۔ احتجاب باب افعال چھپنا۔ اندر آنے سے لوگوں کو روکنا۔ خلتهم : ان کی حاجت اور ان کی محتاجی۔ احتجب اللہ دون حاجتہ : یعنی اس کی دعا قبول نہ ہوگی اور نہ اس کی امید پوری ہوگی۔

شرح حدیث: حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو مسلمانوں کے امور کا نگران اور والی بنادے اور وہ ان کی ضروریات کو پورا نہ کرے ان کی حاجتوں کی تکمیل نہ کرے اور ان کی احتیاج رفع کرنے کا سامان نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی روز قیامت اس کی حاجات اور اس کی ضرورتوں کی تکمیل نہیں فرمائے گا۔ (تحفة الأحوذی : ۴/۶۴۲)



الْوَالِیُّ الْعَادِلُ والی عادل

۲۳۰. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَنِ﴾ (الْآيَةُ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے عدل اور احسان کا۔“ (النحل: ۹۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت قرآن کریم کی ایک جامع ترین آیت ہے جس میں دین اسلام کی اعلیٰ ترین تعلیمات کو سمودیا گیا ہے۔ عدل کے معنی برابر کرنے کے ہیں یعنی انسانوں کے درمیان ہر معاملے میں مساوات برتنا کہ نہ کسی کے ساتھ زیادتی ہو اور نہ نا انصافی اور نہ ایسا ہو کہ کسی کا حق ادا ہونے سے رہ جائے یا کسی کو اس کے حق سے زیادہ دے دیا جائے۔ احسان کے معنی اچھا کرنے کے ہیں اسلام میں ہر معاملے میں اور ہر بات میں احسان پسندیدہ ہے۔ عدل و احسان کرنا ہر مسلمان پر ہر بات میں لازم ہے لیکن اگر کسی پر کسی کی کوئی ذمہ داری عائد ہو تو اس کا یہ فریضہ بڑھ جاتا ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ عدل و احسان کے ساتھ پیش آئے۔ (معارف القرآن)

۲۳۱. قَالَ تَعَالَى:

﴿وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”انصاف کرو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔“ (الحجرات: ۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ جب باہم دو گروہ برسرِ پیکار ہوں تو ان کے درمیان صلح کرادیں اور ان کے درمیان اس طرح عدل و انصاف سے فیصلہ کریں کہ جس میں کسی کی طرف داری یا جانب داری کا شائبہ تک نہ ہو اور یہ اس لیے کریں کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

سات آدمیوں کو عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی

۶۵۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ

فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَاةٌ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ تَعَالَى، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي

الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ

فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ، مُاتِنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ

ذَكَرَ اللَّهُ خَالِيًا فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات افراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا انصاف کرنے والا حکمران وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پلا بڑھا ہو۔ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو وہ آدمی جو صرف اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہوں اس پر ملتے ہوں اور اسی پر جدا ہوتے ہوں اور وہ آدمی جس کو کوئی حسین اور مرتبہ والی عورت دعوت گناہ دے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جو اس طرح چھپا کر صدقہ کرنے کہ بائیں ہاتھ کو علم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا اور وہ آدمی جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی یاد میں اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۵۹): صحیح البخاری، ابواب صلاة الجمعة، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة .

صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل اخفاء الصدقة .

کلمات حدیث: فاضت عیناہ : اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ فاض فیضاً (باب ضرب) بہنا۔

شرح حدیث: سات آدمی ہیں جو روز قیامت اللہ کے سایہ رحمت میں ہوں گے جبکہ اس کے سایہ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ مسلمانوں کا حکمران جو عدل و انصاف سے حکومت کرے۔ ایسا نوجوان جس نے عقوان شباب سے اپنی زندگی اللہ کی عبادت میں گزاری ہو اور گناہوں سے باز رہا ہو، وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، وہ آدمی جو دوسرے سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرتا ہو۔ اور اس کی محبت میں کوئی دنیاوی غرض شامل نہ ہو۔ وہ آدمی جو گناہ کے سارے دواعی موجود ہونے کے باوجود محض اللہ کے خوف سے اس سے باز رہے۔ اور وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں اس طرح چھپا کر خرچ کرے کہ خود اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ اس حدیث میں سات افراد کا ذکر فرمایا ہے قیامت کے دن ان کی قسموں کی تعداد ستر تک پہنچ جائے گی جیسا کہ حافظ سخاوی نے فرمایا ہے اور علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ سات کے عدد پر اکتفاء ان اعمال کی اہمیت اور ان کی فضیلت کی وضاحت کے لیے ہے۔

اس حدیث کی شرح اس سے پہلے (حدیث ۳۷۷) میں گزر چکی ہے۔ (نزہۃ المتقین: ۱/۳۳۶)

عادل حکمرانوں کے لیے خوشخبری

۶۶۰. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ : الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا لَوْا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۶۶۰) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے وہ لوگ جو اپنی حکومتوں میں اپنے لہروالوں میں اور ان لوگوں میں جن کے وہ والی ہیں

انصاف کرتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۶۰): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الامام العادل وعقوبة الجائر.

کلمات حدیث: المقسطین: انصاف کرنے والے۔ اقسط اقساطاً (باب افعال) عدل وانصاف کرنا۔

شرح حدیث: عدل وانصاف کرنے والے روز قیامت نور کی بلندیوں پر ہوں گے اور انہیں بلند اور رفیع نورانی مقامات حاصل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عدل وانصاف کریں گے یعنی ان کو جو بھی ذمہ داری اور جس درجہ کی حکمرانی سپرد ہوگی وہ اس میں عدل وانصاف سے کام لیں گے خواہ وہ عمومی حکمرانی ہو یا خصوصی جیسے قضا اور احتساب وغیرہ یا اس کا تعلق یتیموں کی دیکھ بھال یا صدقات کے انتظام سے یا اہل خانہ کے حقوق و واجبات کی ادائیگی سے ہو وہ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر عدل وانصاف کرتے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲/۱۷۷)

اچھے اور برے حاکم کی پہچان

۶۶۱. وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "خَيْرُ أَرْمَتِكُمُ الَّذِينَ تَحِبُّونَهُمْ وَيَحِبُّونَكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَشَرُّ أَرْمَتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ!" قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تُنَابِذُهُمْ؟ قَالَ: "لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلَاةَ: لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلَاةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"تُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ": تَدْعُونَ لَهُمْ.

(۶۶۱) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں تو ان کے حق میں دعا کرو اور وہ تمہارے حق میں دعا کریں اور تمہارے برے حکمران وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں تم ان کو برا بھلا کہو وہ تمہیں برا بھلا کہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا کہ کیا ہم ان کی بیعت توڑ دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے رہیں نہیں جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے رہیں۔

تصلون علیہم: تم ان کے لیے دعا کرتے ہو۔

تخریج حدیث (۶۶۱): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب خیار الائمة وشرارہم.

کلمات حدیث: تصلون علیہم: تم ان کے لیے دعا کرتے ہو۔ صلی صلاۃ (باب ضرب) صلی علیہم: دعا دی۔

نابذہم: انہیں چھوڑ دیں، انہیں اتار دیں، ان کی بیعت توڑ دیں اور ان کے خلاف خروج کریں۔

شرح حدیث: حکام اور رعایا کا رشتہ اس امر پر استوار ہے کہ حکام عدل وانصاف کریں اور اپنے محکوم لوگوں کے حقوق ادا کریں اور

ندان پر ظلم ہونے دیں اور نہ خود ظلم کریں اور محکومین کو چاہیے کہ وہ اپنے حکمرانوں کی اطاعت کریں اور ان سے ادرہ پر عمل کریں اور ان کی تکریم کریں اور ان کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں تاکہ وہ بھی اپنی رعایا کے حق میں خیر خواہ اور دعا گو ہو جائیں۔ یہی راستہ ہے جس سے ملک میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے اور ترقی کی شاہراہ کھل سکتی ہے۔

جب حکمران شرائط امارت پر پورے اترتے ہوں اور ان کی حکمرانی قائم ہو جائے اور لوگ انہیں تسلیم کر لیں تو پھر ان کے خلاف بغاوت اور منازعت جائز نہیں ہے جب تک وہ نماز قائم کرتے رہیں اور ان سے کھلا کفر ظاہر نہ ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۰۴/۱۲۔ روضۃ المتقین: ۲۰۱/۲)

تین قسم کے لوگوں کے لیے جنت کی خوشخبری

۶۶۲. وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ:"

۱. ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ.

۲. وَرَجُلٌ رَقِيقٌ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَىٰ وَمُسْلِمٌ.

۳. وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۶۲) حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا کہ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں، انصاف کرنے والا حکمران جسے بھلائی کی توفیق ملی ہو، مہربان آدمی جس کا دل ہر رشتہ دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم ہو۔ وہ پاک دامن جو عیال دار ہونے کے باوجود سوال سے بچنے والا ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۶۲): صحیح مسلم، کتاب الحجة وصفة نعيمها واهلها.

کلمات حدیث: موفق: جسے توفیق ملی ہو، جسے اللہ کی جانب سے راہنمائی عطا ہوئی ہو۔

شرح حدیث: تین آدمی اہل جنت میں سے ہیں، ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کوئی تیار یا اقتدار عطا فرمایا اور وہ اللہ کی توفیق

سے ان لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کرتا ہے جو اس کی زیر حکمرانی ہیں اور ان کی خیر خواہی اور ان کی بھلائی میں لگا رہتا ہے۔ دوسرا وہ رقیق القلب رحم دل انسان جو عزیز و قریب یا اجنبی اور بعید ہر ایک ساتھ مہربانی اور محبت سے پیش آتا ہے اور تیسرے وہ عفت مآب انسان جو ضرورت مند ہونے کے باوجود اللہ پر توکل کیے رہتا ہے نہ کسی سے سوال کرتا ہے اور نہ اپنی اور اپنے عیال کی کفالت کے لیے مال حرام کی

جانب مائل ہوتا ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲۰۲/۲۔ نزہۃ المتقین: ۵۳۲/۱)

الْبَیِّنَاتُ (۸۰)

وَجُوبِ طَاعَةِ وَلَاةِ الْأُمُورِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيمِ طَاعَتِهِمْ فِي الْمَعْصِيَةِ
حکمرانوں کی ان امور میں اطاعت کا وجوب جو معصیت نہ ہوں
اور ناجائز امور میں ان کی اطاعت کی حرمت

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور حاکم کی اطاعت کا حکم

۲۳۲۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ان کی جو تمہارے حکمران ہیں۔“ (النساء: ۵۹)

تفسیری نکات: آیت مذکورہ سے پہلے مختصر سی آیت میں دستور مملکت کے بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں، اول یہ کہ اصل حکم اللہ تعالیٰ کا ہے، دنیا کے حکمران اپنی حکمرانی میں اس کے تابع ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ہی اختیار و اقتدار عطا کرتا ہے اس لیے وہ پابند ہیں کہ وہ اس اختیار کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کریں۔ دوسرے یہ کہ باشندگان ملک کے حقوق اللہ کی امانتیں ہیں جو حکمرانوں کو ادا کرنی چاہئیں۔ تیسرے یہ کہ حکمرانی بطور نیابت ہے اصل نہیں ہے چوتھے یہ کہ حکمرانی کی اساس عدل و انصاف ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ واضح رہے کہ اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ دونوں کی اطاعت مقصود بالذات ہیں اور اسی لیے اطیعوا کا لفظ جس طرح اللہ کے ساتھ آیا ہے اسی طرح رسول کے ساتھ بھی آیا ہے جبکہ اولو الامر کے ساتھ اطیعوا کا لفظ نہیں لایا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اولو الامر کی اطاعت تابع ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے، اگر حکمرانوں کے احکام اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہوں تو ان کی اتباع مسلمانوں پر لازم ہے اور اگر حکمرانوں کے احکام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے برخلاف ہوں تو ان میں مسلمان حکمرانوں کی اطاعت کے پابند نہیں ہیں۔

(معارف القرآن)

گناہ کے حکم میں حاکم کی بات ماننا جائز نہیں

۶۶۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ!“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
(۶۶۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ سنے

اور اطاعت کرے خواہ کوئی حکم اس کو پسند ہو یا ناپسند ہو الایہ کہ اسے کسی معصیت کا حکم دیا جائے اگر معصیت کا ستم دیا جائے تو اس میں سماع و طاعت نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۱۳): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام . صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في المعصية.

کلمات حدیث: السمع والطاعة: یعنی حکمرانوں کے احکام سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس امر پر علماء کا اتفاق ہے کہ جب حکمران شرعی طور پر متعین ہوا ہو تو جائز امور میں اس کی اطاعت لازم ہے لیکن اگر وہ کسی ایسی بات کا حکم دے جس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہو تو اس میں اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ یہ مضمون متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے چنانچہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ کوئی حبشی غلام تمہارے اوپر حاکم بنا دیا گیا ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں سنوں اور اطاعت کروں اگرچہ حکمران کوئی ناک کان کٹا غلام ہو۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارے اوپر کوئی ایسا حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے جس کا سر کشش کی طرح ہو، اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ اگر کوئی بالشت بھر بھی جماعت سے جدا ہوا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(فتح الباری: ۷۴۳/۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۹۰/۱۲۔ روضة المتقين: ۲۰۵/۲)

طاقت کے موافق حاکم کی اطاعت لازم ہے

۶۱۴. وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا: "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۶۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے سماع و طاعت کی بیعت کرتے تو آپ ﷺ فرماتے جن میں تمہاری طاقت ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۶۴): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام . صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب البيعة على البيعة.

کلمات حدیث: فيما استطعتم: یعنی بیعت ان امور کے ساتھ خاص ہے جن میں استطاعت اور قدرت ہو۔

شرح حدیث: حاکم کی اطاعت دو شرطوں کے ساتھ ہے ایک شرط تو یہ ہے کہ اس کے احکام اللہ کے اور اللہ کے رسول ﷺ کے

احکام کے خلاف نہ ہوں اور دوسرے یہ کہ وہ جو حکم دے وہ انسانی قدرت اور استطاعت میں ہو اور حاکم کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر حکم میں لوگوں کی مصلحتوں کو پیش نظر رکھے اور ان کو مشقت میں مبتلا نہ کرے۔

(فتح الباری: ۷۷۲/۳۔ روضۃ المتقین: ۲۰۴/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۰۹/۳)

جو حاکم کی اطاعت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی ہوگی

۶۱۵۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةِ لِقَى اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي غُنْقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ: "وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ فَإِنَّهُ يَمُوتُ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً." "الْمِيتَةُ" بِكُسْرِ الْمِيمِ.

(۶۱۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہو گی اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم)

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی جماعت سے جدا ہو کر مراد وہ جاہلیت کی موت مرا۔

میتہ کا لفظ میم کے زیر کے ساتھ ہے۔

تخریج حدیث (۶۱۵): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن.

کلمات حدیث: من خلع یداً من طاعت: جو حکمران کی اطاعت سے نکل کر اس کی بیعت توڑ دے۔ مفارق للجماعة: مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہونے والا۔

شرح حدیث: اسلام نے مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کی تعلیم دی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمام مسلمان باہم مل کر ایک مضبوط عمارت کی طرح ہیں جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کی مضبوطی کا باعث ہے۔ اتحاد و اتفاق کے لیے نظم ملت لازمی ہے اس لیے خلفاء اور حکمرانوں کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا اور ان کی بیعت کر لینے کے بعد یعنی ان کی حکمرانی تسلیم کر لینے کے بعد ان کی اطاعت سے نکلنا جماعت کے نظم سے نکل جانا ہے جو جائز اور درست نہیں ہے اس لیے فرمایا کہ جس نے اطاعت امیر کا عہد کر کے اسے توڑ دیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ یعنی جس طرح زمانہ جاہلیت میں عرب منتشر اور پراگندہ قبائل میں بکھرے ہوئے تھے اور ان کا کوئی سربراہ یا حاکم ایسا نہیں ہوتا تھا جس کی سب اطاعت کرتے ہوں اسی طرح اس شخص کی موت ہوگی یعنی ایک گنہگار کی موت مرا۔

(دلیل الفالحین: ۱۰۹/۳۔ روضۃ المتقین: ۲۰۴/۲)

حاکم غلام ہو تب بھی اس کی اطاعت کی جائے

۶۶۶. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَانَ رَأْسُهُ زَبِيئَةً." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۶۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی ایسا حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے جس کا سر کشمش کی طرح ہو۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۶۶): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب امامة العبد والمولى.

کلمات حدیث: استعمل: بنا دیا گیا، عامل مقرر کر دیا گیا، حاکم بنا دیا گیا۔ استعمال (باب استفعال) عامل کے لفظی معنی کام کرنے والا اور اصطلاحی معنی ہیں حکومت کا کارندہ امیر حاکم۔

شرح حدیث: حدیث میں عامل سے مراد وہ حاکم یا امیر ہے جو خلیفہ کے ماتحت ہو یعنی اگر کسی علاقے کا حاکم کوئی حبشی غلام بھی مقرر کر دیا جائے تب بھی اس کی اطاعت لازم ہے اور اس کی نافرمانی اور عدم اطاعت جائز نہیں ہے کیونکہ حاکم کی اطاعت انہی امور میں ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہوں اور تمام مسلمان برابر ہیں ان کے درمیان رنگ و نسل اور جنس کا کوئی فرق نہیں ہے ہر ایسا مسلمان جو اللہ اور رسول کے احکام کا ماننے والا اور ان پر عمل کرنے والا ہو وہ مسلمانوں کا حاکم بن سکتا ہے اور مسلمانوں پر اس کی اطاعت لازم ہے۔ (فتح الباری: ۱/۵۴۴۔ روضہ المتقین: ۲/۲۰۵۔ دلیل الغالخن: ۳/۱۱۰)

ہر حال میں حاکم کی اطاعت کی جائے

۶۶۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَيْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَآثَرَةٍ عَلَيْكَ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے۔ تنگی ہو یا آسانی خوشی ہو یا ناخوشی ہر حال میں اطاعت کرنا ہے بلکہ اگر تمہارے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے جب بھی اطاعت لازم ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۶۷): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب وجوب طاعة الامراء، فی غیر معصیة وتحريمها فی المعصیة.

کلمات حدیث: عسر: تنگی۔ یسر: آسانی۔ منشطک و مکرہک: یعنی امیر کی اطاعت ہر حال میں لازم ہے خواہ اس کے احکام ہلکے ہوں جن سے تم خوش ہو یا گراں ہوں جن سے تم ناخوش ہو۔

شرح حدیث: اصول یہ ہے کہ اجتماعی مصلحت کو انفرادی مصلحت پر فوقیت حاصل ہوتی ہے اجتماعی اور ملی مصلحت کا مقتضاء حال میں حکمران کی اطاعت ہے تاکہ ملی شیرازہ بندی قائم رہے اور انتشار و افتراق پیدا نہ ہو یہ مصلحت اور اس کے ساتھ دیگر اجتماعی مصالح کے

پیش نظر اگر ایک فرد یا چند افراد بعض احکام کی تعمیل میں تنگی یا دشواری محسوس کریں یا انہیں وہ احکام یا پالیسیاں اچھی نہ معلوم ہوں تو یہ حکمران کی اطاعت سے نکلنے کا جواز فراہم نہیں کرتیں۔ بلکہ ہر حالت میں اطاعت و انقیاد لازمی ہے اور اس صورت میں بھی لازم ہے جب کوئی شخص کسی منصب کا خود کو اہل سمجھتا ہو اور اس کو چھوڑ کر کسی اور کو مقرر کر دیا جائے۔ غرض ایک مرتبہ اطاعت قبول کر لینے کے بعد ہر حالت میں اطاعت لازم ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲۰۶/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۱۰/۳۔ مظاہر حق: ۳/۶۶۱)

آخری زمانہ فتنہ اور آزمائش کا ہوگا

۲۶۸. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَتَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ يُصَلِّحُ خَبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادَى مَنَادِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً: فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَذُلَّ أُمَّتُهُ عَلَى خَيْرٍ مَا يَعْلَمُهُ، لَهُمْ وَيُنْذِرُهُمْ شَرًّا يَعْلَمُهُ، لَهُمْ، وَإِنْ أُمْتُكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تَنْكُرُونَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنٌ يَرْفَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هَذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ! وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هَذِهِ هَذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزْخَرْ عَنِ النَّارِ وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ، وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلَيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ.

وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفَقَةً يَدِهِ وَثَمَرَةً قَلْبِهِ فَلْيُطْعَمْهُ إِنْ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخِرُ نِزَازِهِ، فَاصْبِرْ بِنَاوَةِ غُنُقِ الْآخِرِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ "يَنْتَضِلُ" أَيْ يُسَاقِبُ بِالرَّمْيِ بِالنَّبْلِ وَالنُّشَابِ.

"وَالْجَشَرُ" بِفَتْحِ الْجِيمِ وَالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالرَّاءِ: وَهِيَ الدَّوَابُّ الَّتِي تُرْعَى وَتَبِثُ مَكَانَهَا وَقَوْلُهُ.

"يُرْفَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا": أَيْ يُصِيرُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَقِيقًا: أَيْ خَفِيفًا لِعِظَمِ مَا بَعْدَهُ، فَالثَّانِي يُرْفَعُ الْأَوَّلُ وَقِيلَ مَعْنَاهُ يُسَوِّقُ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ بِتَحْسِينِهَا وَتَسْوِيلِهَا، وَقِيلَ يُشَبِّهُ بَعْضُهَا بَعْضًا.

(۶۶۸) حضرت عبداللہ عروضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر قیام کیا۔ ہم میں سے کچھ اپنے خیمے درست کر رہے تھے اور کچھ تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے اور بعض مویشیوں میں مصروف تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ نماز تیار ہے۔ ہم سب آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پہلے جو نبی ہوا اس پر لازم تھا کہ وہ اپنی امت کو ان سب بھلائی کے کاموں کو بتلائے جن کو وہ جانتا تھا اور ان برائی کی باتوں سے ان کو

ڈرائے جن کو وہ جانتا تھا کہ وہ بری ہیں تمہاری اس امت کی عافیت اس کی پہلے حصے میں ہے اور اس کے آخر میں آزمائش رکھی گئی ہے اور ناگوار امور پیش آئیں گے اور ایسے فتنے پیش آئیں گے کہ بعد والوں کے سامنے پہلے فتنے ہلکے معلوم ہوں گے۔ ایک فتنہ آئے گا اور مؤمن سمجھے گا کہ میں اس میں ہلاک ہو گیا، پھر وہ ختم ہو جائے گا اور ایک اور فتنہ سر ابھارے گا تو مؤمن کہے گا کہ اس میں میری ہلاکت یقینی ہے اب جو شخص چاہے کہ اسے جہنم سے ہٹا دیا جائے اور وہ جنت میں داخل ہو جائے تو اس کو اس حال میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

جو شخص امام کی بیعت کر چکا ہو، اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے چکا ہو اور اس کی امامت پر دل سے راضی ہو چکا ہو وہ جہاں تک ہو سکے اس کی اطاعت کرے اور اگر کوئی دوسرا آکر اس سے منازعت کرے تو اس دوسرے کی گردن مار دے۔ (مسلم)

یستصل: تیر اندازی میں مقابلہ۔ حشر: چراگاہ میں چرنے والے مویشی، وہ مویشی جو چراگاہوں میں چرتے اور وہیں رات گزارتے ہیں۔ یرقق بعضہا بعضا: یعنی ایک دوسرے کو ہلکا کر دینے والا ہوگا بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں کہ ایک فتنہ دوسرے کا شوق دلائے گا اور اس کے دل میں اس کی تزکین پیدا کرے گا اور بعض نے کہا کہ ہر فتنہ دوسرے سے ملتا جلتا ہوگا۔

تخریج حدیث (۶۸): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء الاول فالاول .

کلمات حدیث: خباء ہ: خیمہ جس میں چھپا جائے یا اون کا بنا ہوا کپڑا جس کو دو یا تین لکڑیاں کھڑی کر کے لٹکا دیا جائے۔ عافیتہا: امت کی فتنوں سے حفاظت۔ مہلکتی: میری ہلاکت۔ ہذہ ہذہ: یہ فتنہ سب سے بڑھ کر ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت کا پہلا حصہ فتنوں سے عافیت میں ہے اور اس کے آخری حصے میں فتنے ہوں گے عجیب عجیب امور پیش آئیں گے اور فتنوں کا سلسلہ اس طرح قائم ہو جائے گا کہ ہر فتنہ کے بعد دوسرا فتنہ ہوگا اور ہر آنے والے فتنہ کے سامنے پہلا فتنہ ہلکا معلوم ہوگا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلامتی اور عافیت کے دور سے مراد پہلے تین خلفائے راشدین کا زمانہ ہے کہ اس دور میں امت متحد اور متفق رہی اور ان کی دنیا درست اور دین مستقیم رہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ یعنی امت کے اوّل حصے سے مراد عصر خلفائے راشدین اور اس کے آخری حصے سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے لے کر آخر تک تمام زمانہ ہے۔

فتنوں کے بعد فتنے مسلسل آئیں گے اور آنے والے فتنے کو دیکھ کر خیال ہوگا کہ پہلا فتنہ اس کے سامنے ہلکا تھا اور مؤمن سمجھے گا کہ اس فتنے میں اس کی ہلاکت ہے اور ختم ہو جائے گا تو دوسرے فتنے کے بارے میں کہے گا کہ یہ تو بہت شدید ہے اور اس میں میری ہلاکت ہے۔ جو شخص اس خیال میں مرے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ جہنم سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل ہو گیا۔

(روضة المتقين: ۲/۲۰۶۔ دلیل الفالحین: ۱۱۱/۳)



جو حاکم رعایا کے حقوق ادا نہ کرے اس کی بھی اطاعت کی جائے

۶۶۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلَ سَلَمَةُ بْنُ بَرْزَةَ الْجُعْفِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا أُمُرَاءٌ يَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُونَا حَقَّنَا فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حَمَلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حَمَلْتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۶۹) حضرت ابو ہریرہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ سلمہ بن یزید الجعفی نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ اے اللہ کی نبی! بتائیے اگر حاکم ہم۔ اپنا حق مانگیں اور ہمارا حق نہ دیں تو ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے اعراض فرمایا۔ اس نے پھر سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو ان پر لازم ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور تمہارے اوپر لازم ہے کہ تم اپنی ذمہ داری پوری کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۶۹): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فی طاعة الامراء، وان منعوا الحق.

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا استقبال فرمایا ان کے لیے چادر بچھائی اور اس پر انہیں بٹھایا اور ان کی اولاد کی برکت کے لیے دعا فرمائی۔ ان سے ۱۱۷۱ احادیث منقول ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں انتقال فرمایا۔ (الاستیعاب فی تمييز الأصحاب)

کلمات حدیث: حملوا۔ ان پر وزن لاد اگیا، یعنی ان پر ذمہ داریاں عائد کی گئیں۔ علیہم ماحملوا علیکم ماحملتم: حکمرانوں پر جو فرائض اور ذمہ داریاں عائد کی گئی ان پر ان کا پورا کرنا لازم ہے اور تمہارے اوپر جو فرائض اور ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں تمہارے اوپر ان کا پورا کرنا لازم ہے۔

شرح حدیث: اسلام میں جو ابجدی انفرادی اور شخصی ہے آخرت میں ہر شخص اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا اگر کوئی حاکم ہے تو اس کے فرائض ہیں عدل و انصاف لوگوں کی خیر خواہی اور ان کی مصالح کی رعایت اور ان کی ظلم و زیادتی سے تحفظ اگر حاکم ان میں سے کسی امر میں کوتاہی کرے گا وہ عند اللہ اس کا جواب دہ ہوگا۔ اسی طرح محکوم پر سب طاعت اور حکمرانوں کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے اور اس کو اس بارے میں جوابدہی کرنی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اللہ اور رسول ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہو تو اس میں امت مسلمہ کا استحکام اس کی اور فلاح ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۱۲/۱۹۸)

حاکم کے حق اداء کرو اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو

۶۷۰. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي آثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُسْكَبُ رُؤُوسُهَا! قَالُوا، يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَأْمُرُ مَنْ أَدْرَكَ مِنْكَ ذَلِكَ؟ قَالَ

تَوَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۷۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ترجیحی سلوک ہوگا اور ایسے

امور پیش آئیں گے جو اوپر رہیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا آپ ﷺ اسے کیا حکم فرماتے ہیں جو ہم میں سے اس صورت حال کو پائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو حق ان کا تمہارے ذمہ ہو، اسے ادا کرو اور جو تمہارا حق ان کے ذمہ ہو اس کا اللہ سے سوال کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۷۰): صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب علامات النبوة والفتن .

کلمات حدیث: اشرہ: ترجیحی سلوک کہ حکام حق دار کو اس کو حق نہ دیں بلکہ اس کو دیدیں جس کو وہ پسند کریں، یعنی مستحق پر غیر مستحق کو ترجیح دیں۔ اموراً تنکرونها: ایسی باتیں جو معلوم و متعارف نہ ہوں۔ انکر انکاراً (باب افعال) جاہل ہونا، رد کرنا، انکار کرنا۔ منکر: نامعلوم اور غیر متعارف بات۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مقصود یہ ہے کہ اگر حکمران ترجیحی سلوک کریں اور مستحق پر غیر مستحق کو اور اہل پر نااہل کو ترجیح دینے لگیں اور ان سے ایسے امور ظاہر ہونے لگیں جن سے لوگ واقف نہ ہوں تو بھی ان کی اطاعت لازم ہے اور اس صورت میں لوگ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں اور ان کے ذمہ حکمرانوں کے جو حقوق ہیں انہیں ادا کرتے رہیں اور اپنے حق کے بارے میں اللہ سے دعا کریں۔ (روضۃ المتقین: ۲۰۹/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۱۵/۳)

اس حدیث کی شرح باب الصبر میں بھی گزر چکی ہے۔

امیر کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے

۶۷۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ يُطِيعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ

کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۷۱): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب اطیعوا الرسول . صحیح مسلم، کتاب الامارہ،

باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في المعصية.

کلمات حدیث: امیر: ہر حاکم خواہ خلیفہ ہو یا کوئی اور جمع امراء۔ امیر حکم دینے والا۔ امر حکم جمع اوامر۔ الاوامر والنواہی: احکام و منہیات۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

اور فرمایا جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَعُصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ دُكْرًا جَهَنَّمَ﴾

”جس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اس کے لیے جہنم کی آگ ہے۔“

اُس کے بعد فرمایا جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، یعنی امیر کی اطاعت کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے تو اس کی اطاعت آپ ﷺ کے اس حکم کی اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی آپ ﷺ کے اس حکم کی نافرمانی ہے اور جو امیر اللہ کے اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کے مطابق عمل پیرا ہو تو اس کی اطاعت دراصل احکام شریعت کی اتباع ہے اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔

(فتح الباری: ۷۳۸/۲ - روضة المتقين: ۲۰۸/۲ - دليل الفالحين: ۱۱۶/۳ - شرح صحيح مسلم: ۱۸۷/۱۲)

ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرے

۶۷۲. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شَيْئًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً. “ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۷۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے حاکم کی طرف سے کوئی

ناپسندیدہ بات دیکھے تو صبر کرے کہ جو شخص امیر کی اطاعت سے ایک بالشت کے برابر بھی باہر نکلا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۷۲): صحيح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ استرون بعدی امورا تنکرونها.

صحيح مسلم، کتاب الامارة، باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن وتحذير الدعاة.

کلمات حدیث: شبرا: ایک بالشت کے برابر شبر: بالشت جمع اشبار۔

شرح حدیث: متعدد احادیث مبارکہ میں امیر کی اطاعت کے لازم ہونے کو بیان کیا گیا ہے جس سے مقصود مسلمانوں کے باہمی

اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھنا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کوئی ناگوار امر دیکھے تو اسے چاہیے کہ صبر کرے اور اس کی اطاعت سے باہر

نہ نکلے کہ جو سلطان کی اطاعت سے ایک بالشت بھر بھی باہر نکلا اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ جاہلیت کی موت مرنے

سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جاہلیت کے لوگ گمراہ اور منتشر اور بے نظام تھے اور کسی امام کی اطاعت میں نہیں تھے اسی طرح یہ موت بھی

ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر مرالکہ گنہگار ہونے کی حالت میں مرا۔ ہو سکتا ہے کہ ان الفاظ کا مقصود جزو تنبیہ ہو کہ ایک مسلمان کے لیے یہ

موزوں نہیں ہے کہ وہ امیر کی اطاعت سے باہر نکل جائے اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو جائے۔

(فتح الباری: ۳/۶۹۴ - روضة المتقین: ۲/۲۱۰)

جس نے حاکم کی توہین کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی توہین کی

۶۷۳. وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ أَهَانَ السُّلْطَانَ أَهَانَهُ اللَّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِي أَبْوَابِ.

(۶۷۳) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ جس نے سلطان کی توہین کی اللہ تعالیٰ اس کی توہین کرے گا۔

(اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

اس موضوع سے متعلق متعدد احادیث ہیں جن میں سے بعض گزشتہ ابواب میں آچکی ہیں۔

تخریج حدیث (۶۷۳): الجامع للترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی الخلفاء.

کلمات حدیث: اهان: اہانت کی۔ سلطان: صاحب اختیار و اقتدار۔

شرح حدیث: تمام کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے وہی ہر شے پر قادر ہے اور ہر شے اس کی ملکیت میں ہے اور ساری سلطنت اسی کی سلطنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کو چاہے جتنا چاہے رزق عطا فرماتا ہے اسی طرح وہ جس کو چاہے اختیار اور اقتدار عطا فرماتے۔

﴿تُوْنِي الْمُلْكُ مِنْ نَشَاءٍ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِنْ نَشَاءٍ﴾

”جسے چاہے تو ملک عطا کرے اور جس سے چاہے تو ملک چھین لے۔“

حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ﴾

”اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔“

معلوم ہوا کہ سلطان درحقیقت اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اور دنیا میں جس انسان کے پاس جو اختیار و اقتدار ہے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے اس لیے جو اس کی توہین کرے گا اللہ اس کی توہین کرے گا۔

مقصود حدیث یہ ہے کہ امیر کی توقیر اور تکریم کی جائے اور قول سے یا فعل سے اس کی اہانت اور تذلیل نہ کی جائے بلکہ اگر کسی کو حاکم سے کوئی صدمہ اور تکلیف پہنچے تو وہ اللہ سے دعا کرے۔ (تحفة الأحمدي: ۶/۴۷۶)

(البیان (۸۱))

النَّهْيُ عَنْ سُؤَالِ الْإِمَارَةِ وَاجْتِنَابِ تَرْكِ الْوَلَايَاتِ إِذَا لَمْ يَتَّعِنَنَّ عَلَيْهِ أَوْ تَدْعُ حَاجَةً إِلَيْهِ
طلب امارت کی ممانعت اور عدم تعین اور عدم حاجت کی صورت میں امارت سے گریز

۲۳۳۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿ تِلْكَ الْأَدَارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴾

(القصص: ۸۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”آخرت کا گھر ہم نے انہی لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو ملک میں ظلم و فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور اچھا انجام پر ہمیز گاروں ہی کے لیے ہے۔“

تفسیری نکات: آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے کہ کامیابی اچھا انجام اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے ہے جو تکبر نہیں کرتے اور زمین میں فساد کا ارادہ نہیں کرتے تکبر کی تمام صورتیں اور شکلیں ممنوع ہیں اور ہر گناہ فساد ہے۔ آخرت کی کامیابی بہت بڑی کامیابی ہے اور یہ کامیابی ان کے لیے جو ملک میں شرارت کرنا اور بگاڑ ڈالنا نہیں چاہتے۔ (تفسیر عثمانی)

امارت طلب کرنے کی ممانعت

۶۷۴۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنُ سَمُرَةَ: لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكَلْتَ إِلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأَتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكْفَرُ عَنْ يَمِينِكَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

• (۶۷۴) حضرت ابوسعید عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبدالرحمن بن سمرہ امارت کا سوال نہ کرنا اگر تمہیں بغیر تمہاری خواہش کے دیدی جائے تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی اور اگر سوال کرنے پر دی گئی تو تم اس کے سپرد کر دیے جاؤ گے اور اگر تم قسم کھاؤ اور دیکھو کہ قسم کے برخلاف کام زیادہ بہتر ہے تو وہ بہتر کام کرو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔

(متفق علیہ)

تحریز حدیث (۶۷۴): صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من

حلف یمیناً فرأى غیرہا خیراً.

راوی حدیث: حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے اسلام لانے کے بعد غزوہ تبوک میں

شریک ہوئے۔ آپ سے چودہ ۱۲ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ہیں۔ ۵۰ میں انتقال ہوا۔

(الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: أعنت علیہا: اللہ کی جانب سے تمہاری مدد کی جائے گی اور درست کاموں کی توفیق عطا کی جائے گی۔ اعلان

اعانة (باب افعال) نصرت کرنا، مدد کرنا۔ وکلت الیہا: تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں بیان ہے کہ کسی کو منصب امارت اور اختیار طلب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اختیار واقعتاً ایک

بہت بڑی ذمہ داری ہے جس میں لوگوں کے معاملات و مسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ کسی کی حق تلفی ہو جائے اور

کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے جس کی روز قیامت جواب دہی کرنی ہوگی۔ اس اعتبار سے لوگوں کی ذمہ داریاں از خود اپنے ذمہ لے لینا

سخت نامناسب کام ہے۔ ہاں اگر تمہارے سوا کوئی منصب کا اہل موجود نہ ہو اور تمہیں تمہاری خواہش کے بغیر کوئی ذمہ داری دیدی جائے

اور تم خدا خونی کے ساتھ اسے قبول کر لو تو اللہ کی طرف سے نصرت اور مدد ہوگی اور اس کی مدد سے صحیح اور درست کام ہوں گے اور تمہاری

خدمت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔

اگر کسی نے کسی کام کی قسم کھائی پھر اس نے دیکھا کہ جس کام کی قسم کھائی ہے دوسرا کام اس سے زیادہ بہتر ہے تو وہ اس بہتر کام کو

کرے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ اس صورت میں قسم کا توڑنا مستحب ہے اور اگر کسی گناہ کے کام پر قسم کھائی تھی تو قسم توڑنا واجب ہے قسم

توڑنے کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مساکین کو کھانا کھلانا جو ایک دن کے لیے کفایت کرنے والا ہو اور اگر قدرت نہ ہو تو تین دن کے

روزے رکھے۔ (روضۃ المتقین: ۲۱۱/۲ - دلیل الفالحین: ۱۲۰/۳ - نزہۃ المتقین: ۵۴۰/۱)

امارت کے لیے صلاحیت ضروری ہے

۶۷۵۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ إِنِّي

أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أَحِبُّ لَكَ مَا أَحِبُّ لِنَفْسِي، لَا تَأْمُرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۷۵) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو ذر

میں دیکھتا ہوں کہ تم ضعیف ہو میں تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے کرتا ہوں دیکھو کبھی دو آدمیوں کا امیر نہ بننا اور کسی یتیم کے

مال کا ذمہ دار نہ بننا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۷۵): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب کراہیۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ.

کلمات حدیث: لا تأمرن: تم ہرگز امیر نہ بننا۔ ولا تولین: اور ہرگز ولی نہ بننا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو ذر جو بات مجھے اپنے لیے پسند ہے وہی تمہارے

لیے پسند ہے تم ضعیف ہو تمہارے اندر حکومت کے سنبھالنے کی قوت و قدرت نہیں ہے کیونکہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ پر زہد کا غلبہ تھا اور

دنیا کی باتوں سے گھبراتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو کبھی دو آدمیوں کے بھی امیر نہ بننا اور نہ کبھی یتیم کے مال کے متولی بننا۔ کسی منصب کو قبول کرنے کی دو بنیادی شرطیں ہیں ایک تو یہ کہ آدمی اس منصب کے تقاضوں کو جانتا اور چوری طرح سمجھتا ہو اور اس کو اس کے بارے میں علم ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ جسمانی اور ذہنی طور پر اس منصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی قدرت اور طاقت رکھتا ہو۔ ان دو شرطوں کو قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

﴿إِنِّي حَفِيزٌ عَلَيْهِ﴾

”میں حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں۔“

امارت قیامت کے روز باعثِ ندامت ہوگی

۶۷۶. وَعَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي؟ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنكِبِي ثُمَّ قَالَ: ”يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ أَلَا مَنُ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۷۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے کسی جگہ عامل نہ مقرر فرمادیں؟ آپ ﷺ نے میرے شانے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ ابوذر تم ضعیف ہو اور یہ روز قیامت رسوائی اور ندامت کا سبب ہوگی سوائے اس کے کہ کوئی اسے حق کے ساتھ لے اور ان ذمہ داریوں کو پورا کرے جو اس پر عائد ہوتی ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۶۷۶): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب کراہیۃ الامارہ بغیر ضرورۃ.

کلمات حدیث: خزی: رسوائی۔ خزی (باب مع) ذلیل ہونا۔

شرح حدیث: قرآن کریم میں اجتماعی مناصب میں سے کسی منصب کا اہل ہونے کے لیے چار شرائط بیان کی گئی ہیں یہ چار شرائط اس قدر جامع ہیں اور اس قدر محیط ہیں کہ اہلیت و صلاحیت اور استعداد کی ان سے زیادہ جامع شرائط بیان نہیں کی جاسکتیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا ﴿إِنِّي حَفِيزٌ عَلَيْهِ﴾ اور حضرت موسیٰ کے واقعہ میں بیان ہوا اِنَّہ لَقَوٰی اٰمِیْن یعنی جو کام اور ذمہ داری سپرد کی جائے اس کا جاننے والا، ان ذمہ داریوں کو دیانت اور امانت کے ساتھ ادا کرنے والا اور ان ذمہ داریوں کے پورا کرنے پر جسمانی اور علمی طور پر قدرت رکھنے والا اور ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلے میں جو مال اور جو اشیاء اس کی تحویل میں آئیں ان کی حفاظت کرنے والا ہو۔

اگر کوئی آدمی کسی منصب کا اہل نہ ہو یا اس میں استعداد موجود نہ ہو اس کو وہ منصب سپرد کرنا خیانت اور بددیانتی ہے اور اس شخص کا قبول کرنا گناہ ہے اور آخرت کی جوابدہی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث حکومت و سیادت سے کنارہ کش رہنے اور مناصب کے قبول کرنے سے اجتناب کرنے کے ایک بہترین اصول کا بیان ہے، خاص طور پر جن شخص میں اہلیت اور استعداد نہ ہو ہر

گز کوئی منصب قبول نہ کرے۔ (شرح مسلم للنووی: ۱۷۶/۱۲۔ روضة المتقین: ۲/۲۱۴۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۲۰)

امارت کے لالچ کی پیشین گوئی

۶۷۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّكُمْ سَتَحْرُصُونَ عَلَى الْأَمَارَةِ، وَتَسْتَغْنُونَ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم عنقریب امارت کی حرص کرو گے جو

روز قیامت ندامت اور شرمندگی ہوگی۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۷۷): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من الحرص علی الامارة .

کلمات حدیث: ستحرصون: تم عنقریب حرص کرنے لگو گے۔ حرصاً (باب ضرب) حرص کرنا۔ ندامة: شرمندگی،

ندامت۔ ندمہ ندامة (باب سمع) پشیمان ہونا۔ شرمندہ ہونا۔

شرح حدیث: صحابہ کرام حب مال اور دنیا کی محبت سے بہت دور تھے وہ صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سرشار تھے اور

ان کا ہر عمل آخرت کے لیے تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بطور پیش گوئی فرمائی کہ عنقریب تم امارت اور مناصب کی حرص کرنے لگو گے

حالانکہ ان مناصب کو حاصل کر کے ان کی ذمہ داریوں کو دیانت اور امانت کے ساتھ پورا نہ کر پانا اور عدل و انصاف میں کوتاہ دست

ہو جانے کا حتمی نتیجہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کی صورت میں ظاہر ہوگا حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث

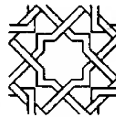
میں ہے کہ ”اولہا ملامۃ وثانیہا ندامة وثالثہا عذاب یوم القیامۃ“ منصب و امارت کا قبول کرنا اولاً ملامت ثانیاً ندامت اور ثالثاً عذاب

قیامت میں مبتلا ہونا ہے۔

غرض ایسے شخص کا امارت یا منصب کا طلب کرنا جو اس کی پوری استعداد اور مطلوبہ صلاحیت سے بہرور نہ ہو اور اس کی ذمہ داریاں ادا

کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو ممنوع ہے، اسی طرح ایسے شخص کو منصب یا امارت سپرد کرنا بھی ممنوع ہے۔

(فتح الباری: ۳/۷۴۴۔ إرشاد الساری: ۱۵/۹۶۔ عمدة القاری: ۲۵/۳۳۸)



البیان (۸۲)

حِثِّ السُّلْطَانَ وَالْقَاضِيَّ وَغَيْرَهُمَا مِنْ وُلاَةِ الْأُمُورِ عَلَى اتِّخَاذِ وَزِيرٍ صَالِحٍ
وَتَحْذِيرِهِمْ مِنْ قُرْنَاءِ السُّوءِ وَالْقَبُولِ مِنْهُمْ
سلطان اور قاضی اور دیگر حکام کو نیک وزراء، منتخب کرنے کی ترغیب اور برے ساتھیوں سے ڈرانے
اور ان کے مشورے قبول نہ کرنے کی ہدایت

برے دوست قیامت کے روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے

۲۳۴. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اس دن دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔“ (الزخرف: ۶۷)

تفسیری نکات: روز قیامت دنیا کی کوئی رشتہ داری اور کوئی دوستی کام نہ آئے گی، روز قیامت آدمی اپنے بھائی اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا اور ہر ایک اپنی الجھن میں گرفتار ہوگا۔ دوست دوست سے بھاگے دنیا کی سب دوستیاں ساری محبتیں اور تمام تعلق منقطع ہو جائیں گے آدمی پچھتائے گا کہ دنیا میں فلاں شریر آدمی سے کیوں دوستی کی تھی جو اس کے اکسانے سے آج گرفتار مصیبت ہونا پڑا۔ (تفسیر عثمانی)

ہر حاکم کے دو دوست ہوتے ہیں

۶۷۸. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

مَابَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بَطَانَتَانِ بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحْضُرُهُ عَلَيْهِ وَبَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْبَشْرِ وَتَحْضُرُهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۶۷۸) حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی

نبی بھیجا اور اس کے بعد جس کو خلیفہ بنایا اس کے دو دوست ہوتے تھے ایک نیکوں کا حکم دیتا اور ان پر آمادہ کرتا اور دوسرا نیوں کا حکم دیتا اور ان پر اکساتا، معصوم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۷۸): صحیح البخاری، کتاب القدر، باب المعصوم من عصم اللہ .

کلمات حدیث: بطانتان: دو رفیق، دو مددگار، دو مشیر۔ بطانة الرجل: کسی کا ایسا قریبی ساتھی جس سے وہ ہر بات میں مشورہ

کرے۔ تحضہ: جو اسے آمادہ کرے۔ حضاً (باب نصر) اکسانا۔

شرح حدیث: مقصود حدیث یہ ہے کہ ہر شخص کو اور خاص طور پر حکام کو اور سربراہان مملکت کو چاہیے کہ وہ اپنے قریبی ایسے ساتھیوں کو منتخب کریں جو نیک ہوں اللہ اور رسول کے احکام پر عمل کرنے والے ہوں اور ان کے دل خشتِ الہی سے لبریز ہوں تاکہ وہ ان کو صحیح مشورہ دیں انہیں اچھی باتوں کی جانب راہنمائی کریں اور امورِ خیر پر آمادہ کریں اور ایسے لوگوں سے گریز کریں جو بد اعمال اور بد اطوار ہوں انہیں برائیوں کی طرف مائل کریں اور بد اعمالیوں پر اکسائیں اور اپنے آپ کو شر اور فتنہ سے بچانے کے لیے اللہ سے دعا بھی کریں کہ معصوم وہی ہے جس کو اللہ اپنی حفاظت میں لے لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی نے کوئی منصب سنبھالا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو وہ اس کے لیے صالح وزیر مقرر فرمادے گا اگر بھول جائے تو یاد دلائے گا اور اگر یاد ہو تو مددگار ہوگا۔ ابن التین فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ حدیث میں مذکور بطنین کے لفظ سے دو وزیر بھی مراد ہو سکتے ہیں اور فرشتہ اور شیطان بھی مراد ہو سکتے ہیں اور کرمانی نے فرمایا کہ بطنین سے مراد نفس امارہ اور نفس لوامہ مراد ہوں اور جملہ معانی مراد لینا زیادہ بہتر ہے کہ کسی کے ساتھ کوئی اور کسی اور کے ساتھ کوئی اور ہے۔ (فتح الباری: ۷۷۱/۳۔ إرشاد الساری: ۱۶۱/۱۵۔ عمدة القاری: ۴۰۰/۲۵)

حاکم کو اچھا مشیر مل جانا سعادت ہے

۶۷۹. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِالْأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرًا صَدِيقًا إِنْ نَسِيَ ذِكْرَهُ، وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ، وَإِذَا أَرَادَ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرًا سَوِيًّا إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعْنَهُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

(۶۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے ایک سچا وزیر عطا فرما دیتے ہیں کہ اگر وہ بھول جائے تو اسے یاد دلا دیتا ہے اور اگر یاد ہو تو اس کی مدد کرتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کچھ اور ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے ساتھ ایک برا وزیر مقرر کر دیتے ہیں کہ اگر وہ بھول جائے اسے یاد نہیں دلاتا اور اگر اسے یاد ہو تو اس کی مدد نہیں کرتا۔ (اس حدیث کو ابو داؤد نے سندِ حیدر روایت کیا اور اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق ہے)

تخریج حدیث (۶۷۹): سنن ابی داؤد، کتاب الامارہ، باب اتخاذ الوزير.

کلمات حدیث: وزیر: نائب، مددگار، امورِ مملکت میں حکمران کا نائب جمع وزراء۔ إِنْ نَسِيَ ذِكْرَهُ: یعنی اگر حکمران امت کی فلاح و بہبود بھول جائے یا کسی اہم اور ضروری بات سے اسے غفلت ہو جائے تو وزیر اس کو یاد دلا دیتا ہے اور اس بات کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

شرح حدیث: حاکم اور سربراہ مملکت کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ساتھ ایسے لوگوں کو شریک کار کرے جو اپنے کاموں کے ماہر

ہونے کے ساتھ اللہ سے ڈرنے والے ہوں اور اس حاکم کے ساتھ بھی مخلص ہوں اور مسلمانوں کے بھی ہمدرد اور خیر خواہ ہوں تاکہ وہ اس کی بروقت راہنمائی کر سکیں اگر ایسا ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی رضا مندی کی دلیل ہے۔ نیز حدیث مبارک میں تنبیہ ہے کہ حکمران برے کردار کے حامل افراد کو رازدار نہ بنائیں جو ان کے بگاڑ اور سرکشی کا ذریعہ بنیں۔

(نزہۃ المتقین: ۱/۵۴۳۔ روضۃ المتقین: ۲/۲۱۷)



الباب الثانی (۸۳)

النَّهْيُ عَنْ تَوَلِّيَةِ الْأَمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَلَايَاتِ لِمَنْ سَأَلَهَا
أَوْ حَرَصَ عَلَيْهَا فَعَرَّضَ بِهَا
امارت، قضا اور دیگر مناصب ان کے حریص طلب گاروں کو دینے کی ممانعت

سوال کرنے والے کو عہدہ نہیں دیا جائے گا

۶۸۰. وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِي فَقَالَ أَحَدُهُمَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَرْنَا عَلَى بَعْضِ مَاوَلَاكَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَقَالَ
الْآخَرُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ : إِنَّا وَاللَّهِ لَا نُوَلِّي هَذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ، أَوْ أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۸۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو چچا زاد رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جن علاقوں کو اللہ نے آپ کی ولایت میں دیا ہے
ہمیں ان میں سے کسی علاقے کا امیر بنادیں، دوسرے نے بھی اسی طرح کی التماس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم ہم اس کام پر
اس شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس کا سوال کرے یا اس کا حریص ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۸۰): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من الحرص علی الامارة .

کلمات حدیث: امرنا: ہمیں امیر بنادیتے۔ امر تامیرا (باب تفعلیل) امیر مقرر کرنا۔

شرح حدیث: طلب منصب کی ممانعت فرمائی گئی اس لیے کہ جو شخص منصب کا خواہشمند اور حریص ہو تو اس کو اللہ کی جانب سے
نصرت و حمایت حاصل نہ ہوگی جیسا کہ سابق حدیث میں بیان ہوا ہے نیز یہ کہ جو خواہشمند ہے اور حریص ہے یقیناً اس کا اس میں دنیاوی
مفاد ہے اور وہ مسلمانوں کے مال اور ان کے منصب سے ذاتی فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ بات بجائے خود اس کو نا اہل قرار دینے والی
ہے اور نا اہل کو کوئی منصب سپرد کرنا درست نہیں ہے۔

ابن المہلب فرماتے ہیں کہ مناصب کی حرص اور امارت کا لالچ ہی قتل و غارت کی بنیاد اور فساد فی الارض کی اصل جڑ ہے، اگر یہ حرص ختم
ہو جائے اور اس لالچ کا سد باب ہو جائے کہ کسی منصب کے طلبگار کو منصب نہ دیا جائے تو قتل و غارت اور فساد فی الارض اور مال کی لوٹ
مار اور چھینا چھپی ختم ہو جائے۔

(فتح الباری: ۷۴۴/۳ - عمدة القاری: ۳۳۹/۲۵ - إرشاد الساری: ۹۸/۱۵ - روضة المتقین: ۲۱۸/۲)

کتاب الأدب

الباب (۸۴)

بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهِ وَالْحَثِّ عَلَى التَّحَلُّقِ بِهِ
حیا اور اس کی فضیلت اور اس کو اختیار کرنے کی ترغیب

۲۸۱. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۸۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی انصاری شخص کے پاس سے گزرے وہ انصاری اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے رہنے دو حیا تو ایمان کا حصہ ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۲۸۱): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان.

کلمات حدیث: دعه: اسے چھوڑ دے، اسے رہنے دے۔ ودع ودعاً (باب فتح) چھوڑنا۔ دح: (امر) چھوڑ دے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا رہے تھے آپ نے دیکھا کہ انصاری اپنے بھائی کو حیا کی تلقین کر رہے ہیں اور اس باب میں قدرے شدت سے کام لے رہے ہیں اور اس کو سرزنش کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ رہنے دو کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حیا بھی برائی سے روکتی ہے اور ایمان بھی برائی سے روکتا ہے۔ امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حیا کے معنی ہیں نفس کا بری بات سے رک جانا۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حیا فطری ہے لیکن احکام شریعت پر عمل کرنے سے اس میں اضافہ ہوتا ہے اور اس اعتبار سے یہ اکتسابی بھی ہے اور یہ اکتسابی حیا ہے جس کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا اور اہل ایمان کو اس کا مکلف بنایا گیا جبکہ فطری یا غریزی حیا کا انسان مکلف نہیں ہے کہ وہ اس کی استطاعت اور قدرت میں نہیں ہے۔ حیا کا اعلیٰ ترین درجہ اور سب سے پہلا درجہ اللہ تعالیٰ سے حیا ہے اور یہ حیا اللہ تعالیٰ کی کمال معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور اس حقیقت پر اپنے فکر و عمل کے طاری کر لینے سے حاصل ہوتی ہے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ سے ایسی حیا کرو جیسا کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔" صحابہ کرام نے عرض کیا الحمد للہ ہم تو حیا کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہیں کہ بلکہ حق حیا یہ ہے کہ دیکھو کہ سر میں کیا افکار و خیالات گردش کر رہے ہیں، پیٹ میں کیا رزق گیا اور موت کو اور موت کے بعد جسم کا بوسیدہ ہو جانے کو یاد کرو۔ جس نے اس طرح کیا اس نے اللہ سے حیا کا حق ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ میں حیا کا یہ شعور کامل اپنے منہجا درجہ کا تھا اور آپ ﷺ حیا غریزی میں کسی ناکتھہ الزکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

(فتح الباری: ۳/۲۵۰۔ إرشاد الساری: ۱۳/۱۲۸۔ روضة المتقین: ۲/۲۲۱)

حیاء میں خیر ہی ہے

۶۸۲. وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ" أَوْ قَالَ "الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ".

(۶۸۲) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیا خیر ہی لاتی ہے۔

(متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حیا ساری کی ساری خیر ہے۔

تخریج حدیث (۶۸۲): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحیاء، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب

شعب الایمان.

کلمات حدیث: لَا يَأْتِي: نہیں لاتا۔ اُنْیِ اَتِیَانَا (ضرب) آنا، لانا۔

شرح حدیث: حیا سراسر خیر ہے، حیا پوری کی پوری خیر ہے اور حیا کا کوئی نتیجہ نہیں سوائے خیر کے حیا خیر ہے اور خیر سے خیر ہی برآمد

ہوگی۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا حیا دین کا حصہ ہے آپ نے ﷺ فرمایا حیا پورا دین ہے نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ حیا

ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے۔ غرض حیا انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور اللہ کی نافرمانیوں سے باز رکھتی ہے

اس لیے حیا دین بھی ہے اخلاق بھی ہے اور ایمان بھی ہے۔ (فتح الباری: ۳/۲۱۵۔ روضة المتقین: ۲/۲۱۹)

ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں

۶۸۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْإِيمَانُ بَضْعٌ

وَسَبْعُونَ أَوْ بَضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ

شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الْبَضْعُ" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَيَجُوزُ فَتْحُهَا وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ إِلَى الْعَشْرَةِ.

"وَالشُّعْبَةُ": الْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ.

"وَالْإِمَاطَةُ": الْإِزَالَةُ.

"وَالْأَذَى": مَا يُؤْذِي كَحَجَرٍ وَشَوْكٍ وَطِينٍ وَرَمَادٍ وَقَدَرٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ.

(۶۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی کچھ اور ستر یا کچھ اور ساٹھ

شخصیں ہیں جن میں افضل لاله الا اللہ اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

(متفق علیہ)

بضع تین سے دس تک عدد۔ الشعبة جزء یا خصلت۔ اماطة، ازالہ اذی جس سے تکلیف ہو جیسے پتھر کا نامٹی را کھ گندگی اور اس

طرح کوئی اور چیز۔

تخریج حدیث (۶۸۳): صحیح البخاری، باب امور الایمان۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شعب الایمان

کلمات حدیث: الشعبة: ٹکڑا، درخت کی ٹہنی، جمع سعب۔ شعب الایمان: ایمان کی شاخیں۔

شرح حدیث: ایمان اور اعمال صالحہ لازم و ملزوم ہیں، ایمان اعمال صالحہ پر ابھارتا اور آمادہ کرتا ہے اور تمام اعمال صالحہ ایمان کے

اجزاء اور اس کے حصے ہیں۔ حیا بھی عمل صالح ہے اس لیے وہ بھی ایمان کا ایک حصہ ہے اور ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ ساٹھ اور ستر کا عدد

بطور مثال بیان ہوا لیکن اصل مقصود کثرت اور تعدد ہے۔ غرض فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہنا ایمان کا سب سے افضل شعبہ ہے کہ ایمان باللہ اور

ایمان بالوحید تمام اعمال صالحہ کی اساس ہے اللہ پر ایمان اور اس کی وحدانیت پر ایمان کے بغیر نہ کوئی عمل مقبول ہے اور نہ وہ عمل صالح ہے

اور ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ راستے سے تکلیف پہنچانے والی چیز کا ہٹا دینا ہے۔

اس حدیث کی شرح اس سے پہلے باب الدلالة علی کثرة طرق النجیر میں گزر چکی ہے۔

(روضۃ المتقین: ۲/۲۲۱۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۲۷)

رسول اللہ ﷺ کی حیا کی حالت

۶۸۴. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ

حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي حِدْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: حَقِيقَةُ الْحَيَاءِ خُلُقٌ يَنْعَثُ عَلَيْهِ تَرْكُ الْقَبِيحِ وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيرِ فِي حَقِّ ذِي الْحَقِّ

وَرَوَيْنَا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ: الْحَيَاءُ رُؤْيَةُ الْإِهْلَاءِ "أَيُّ النِّعَمِ" وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيرِ فَيَتَوَلَّدُ

بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمَّى حَيَاءً، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(۶۸۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک پردہ نشین کنواری

لڑکی سے بھی بڑھ کر حیا دار تھے۔ جب آپ ﷺ کوئی ایسی بات دیکھتے جو آپ کو ناپسند ہوتی تو ہم اس ناگواری کو آپ کے چہرہ مبارک

سے پہچان لیتے۔ (متفق علیہ)

علماء کہتے ہیں کہ حیا ایسی خصلت کو کہتے ہیں جو آدمی کو بری چیز کے ترک پر آمادہ کرے اور صاحب حق کے حق میں کوتاہی سے

روکے۔ ہم نے ابوالقاسم جنید سے نقل کیا کہ حیا اس حالت کو کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے اپنے اوپر انعامات دیکھنے اور ان کے بارے میں اپنی کوتاہیوں پر نظر کرنے سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

تخریج حدیث (۶۸۴): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من لم یواجه الناس بالاعتاب . صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کثرة حياء ﷺ.

کلمات حدیث: عذراء: باکرہ، کنواری، جمع عذاری۔ خدر: گھر کا وہ کونا جس کے آگے پردہ لگایا ہو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ کے کمال حیا کو بیان کیا گیا ہے اور چونکہ رسول اللہ ﷺ کی ہر عادت اور ہر خصلت امت کے لیے اسوۂ حسنہ ہے اس لیے حیا میں بھی آپ کی تقلید ضروری ہے۔

(روضۃ المتقین: ۲/۲۲۱۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۲۹)

(اس سے پہلے یہ حدیث باب بیان کثرة طرق الخیر میں گزر چکی ہے۔)



حِفْظُ السِّرِّ رازوں کی حفاظت

۲۳۵. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”عہد کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ (الاسراء: ۳۴)

تفسیری نکات: آیت کریمہ میں عہد پورا کرنے کا حکم دیا گیا، عہد اللہ سے بھی ہوتا ہے اور اللہ کے بندوں سے بھی، اللہ سے کیا ہوا عہد وہ ہے جو آدمی شہادتین پڑھ کر اللہ کی توحید و ربوبیت اور اپنی بندگی کا اقرار کرتا ہے ظاہر ہے کہ اس عہد کا وفا کرنا لازم ہے اور جو عہد بندوں سے کیے ہوں اور خلاف شریعت نہ ہوں ان کا بھی پورا کرنا لازم ہے اور اس عہد میں ہر طرح کے معاشرتی اور تمدنی معاہدات شامل ہیں۔ (معارف القرآن)

میاں بیوی کا راز افشاء کرنا بری بات ہے

۶۸۵. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”إِنَّ

مَنْ أَشْرَ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى الْمَرْأَةِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا .“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۶۸۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت اللہ کے نزدیک سب

سے زیادہ برا وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے ہم صحبت ہوتا ہے اور بیوی اس کے ساتھ ہم صحبت ہوتی ہے اور وہ اس راز کو کھولتا ہے۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۶۸۵): صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأة .

کلمات حدیث: یفشی: ملتا ہے، ہم صحبت ہوتا ہے۔ ینشر: سرھا: اس کا راز کھولتا ہے۔

شرح حدیث: اخلاقی رذیلہ میں ایک انتہائی رذیل اور بری بات یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ شب باشی کا قصہ لوگوں کے

درمیان بیان کرے اللہ تعالیٰ کے یہاں روز قیامت یہ سب سے برا انسان ہوگا اور ایک اور حدیث میں اسے عظیم ترین خیانت کہا گیا ہے۔

ابن الکک فرماتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان ہر بات اور فعل امانت ہے اور اس امانت کا افشاء خیانت ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۸/۱۱ رر صہ المتقین: ۲/۲۲۲)

رسول اللہ ﷺ کے راز کو مخفی رکھنا

۶۸۶. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ تَأَيَّمَتْ بِنْتُهُ حَفْصَةُ قَالَ لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ؟ قَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيْلًا ثُمَّ لَقِيتُ فَقَالَ قَدْ بَدَأَ إِلَيَّ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ، إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ فَصَمَّتْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا! فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيْلًا ثُمَّ خَطَبَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ! نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَبَلْتُهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”تَأَيَّمَتْ“: اُنّی صَارَتْ بِلا زَوْجٍ وَكَانَ زَوْجُهَا تُوفِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ”وَجَدْتَ“ غَضِبْتَ.

(۶۸۶) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ تم چاہو تو حفصہ بنت عمر کا نکاح میں تم سے کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کئی روز انتظار کیا پھر ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میرے سامنے یہ بات آئی ہے کہ میں ابھی شادی نہ کروں۔ پھر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ رنجیدہ ہوا میں کچھ دن ٹھہرا کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کے لیے پیغام دیا اور میں نے حفصہ کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ تم نے میرے لیے حفصہ کے نکاح کی بات کی اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تو شاید تم مجھ سے ناراض ہو۔ میں نے کہا ہاں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اس میں جواب دینے سے اور کسی بات نے نہیں روکا مگر صرف اس بات نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کا ذکر فرمایا تھا اور میں حضور ﷺ کا راز افشاء نہیں کر سکتا تھا اگر رسول اللہ ﷺ ان سے نکاح کا ارادہ ترک فرما دیتے تو میں کر لیتا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۸۶): صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب شہود الملائکۃ بدرأ.

کلمات حدیث: تأیمت: بیوہ ہو گئی۔ ایم: بیوہ جمع آیائم اور ایامی.

شرح حدیث: قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيْمَىٰ مِنْكُمْ﴾

”اور اپنی بیوہ عورتوں کے نکاح کرو۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے حضرت حفصہ کے نکاح کی شیخین سے بات کی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حمیس بن حذافہ سہمی جو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے احد میں زخمی ہو گئے تھے اور انہی زخموں سے تاب نہ لا کر انتقال کر گئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں باہمی تعلق اخوت و محبت زیادہ تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں مواخات فرمائی تھی نیز یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب نہیں دیا اس لیے حضرت عمرؓ نے ناراضگی محسوس کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اصل صورت حال بتا کر اس کی تلافی فرمائی کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنا ارادہ نہ ظاہر فرمایا ہوتا تو میں حفصہ سے نکاح کر لیتا اور میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشاء کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔

(فتح الباری: ۲/۱۰۰۰ - روضة المتقين: ۲/۲۲۳)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپ کے راز چھپانا

۶۸۷. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَمْشِي مَاتُخْطِيءُ مِشْيَتِهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَلَمَّا رَأَاهَا رَحَّبَ بِهَا وَقَالَ: ”مَرْحَبًا بِابْنَتِي“ ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا: مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ مَا كُنْتُ أَفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ، فَلَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكَ بِمَا لِي عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ لِمَا سَدَّ ثَنِي مَاقَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَنِي فِي الْمَرْثَةِ الْأُولَى فَاخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَأَنَّهُ عَارَضَهُ الْآنَ مَرَّتَيْنِ ”وَإِنِّي لَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ فَاتَّقِ اللَّهَ وَاصْبِرْ فَإِنَّهُ يَنْعَمُ السَّلَفُ أَنَا لَكَ“ فَبَكَتْ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتُ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ: ”يَا فَاطِمَةُ أَمَّا تَرْضَيْنِ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟“ فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِي رَأَيْتُ: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

(۶۸۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس آپ کی ازواج

تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آپ کے پاس آئیں ان کی چال میں اور رسول اللہ ﷺ کی چال میں کوئی فرق نہیں تھا۔ جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو انہیں مرحبا کہا اور فرمایا میری بیٹی کو خوش آمدید پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا۔ پھر آہستہ سے ان سے کوئی بات کہی جس پر وہ خوب رونیں جب آپ ﷺ نے ان کی یہ بے قراری دیکھی تو آپ ﷺ نے دوبارہ آہستہ سے ان سے کوئی بات کہی جس پر وہ ہنس پڑیں۔ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ نے اپنی ازواج کے درمیان آپ سے کوئی خاص بات بطور راز کے کہی تو آپ رونے لگیں۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے راز کو انشاء کرنے والی نہیں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں نے ان سے کہا کہ تم پر میرا جو حق ہے میں اس کے حوالے سے تم پر زور دے کر پوچھتی ہوں کہ جب تم رسول اللہ ﷺ سے بات کر رہی تھیں تو آپ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا تھا۔ اس پر حضرت فاطمہ بولیں اب میں بتا سکتی ہوں۔ جب آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ مجھ سے آہستہ سے بات کہی تھی وہ بات یہ تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے ہیں اب اس سال دو مرتبہ دور فرمایا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے تو تم اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ کہ تمہارے لیے بہت اچھا آگے جانے والا ہوں میں یہ بات سن کر رو پڑی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ جب آپ ﷺ نے میرا شدت گریہ دیکھا تو آپ ﷺ نے دوبارہ مجھ سے آہستہ سے بات کہی اور فرمایا کہ اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم مؤمن عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو اس پر میں ہنسنے لگی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ (یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

خرق حدیث (۶۸۷): صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل بنت النبی ﷺ۔

کلمات حدیث: مشیہ: چال، چلنے کا انداز۔ جزعہا: شدت گریہ، بے قراری۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت کرتے تھے اور اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے بہت محبت فرماتی تھیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ ﷺ کی عادات طیبہ اور خصائص حمیدہ جلوہ گر تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چلنے کا انداز رسول اللہ ﷺ کے چلنے کے انداز سے اس قدر مشابہ تھا کہ گویا کوئی فرق ہی نہ تھا غرض آپ رضی اللہ عنہا اٹھنے بیٹھنے اور عادات و اطوار میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے پیار کرتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔

رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت میں آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی ازواج موجود تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور ان سے آہستہ سے کہا کہ حضرت جبرائیل سال میں ایک مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دور کیا ہے اور میں سمجھ رہا ہوں کہ میرے دنیا سے جانے کا وقت آگیا ہے یہ سن کر حضرت فاطمہؓ پر گریہ

طاری ہو گیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ ان سے آہستہ سے فرمایا کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو اور تم سب سے پہلے مجھ سے آکر ملنے والی ہو۔ (فتح الباری: ۴۳۴/۲۔ روضة المتقین: ۲۲۲/۲۔ شرح مسلم للنووی: ۴/۱۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ کے راز مخفی رکھنا

۶۸۸. وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِي فِي حَاجَتِهِ فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: إِنَّهَا سِرٌّ قَالَتْ: لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا، قَالَ أَنَسٌ: وَاللَّهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ بِهِ يَأْتَابُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ مُخْتَصَرًا.

(۶۸۸) حضرت ثابت سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیج دیا اور مجھے ماں کے پاس واپس جانے میں دیر ہو گئی۔ جب میں پہنچی تو میری ماں نے کہا کہ کہاں رک گئے تھے۔ میں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے کسی کام سے بھیجا تھا۔ ماں نے پوچھا کہ کیا کام تھا۔ میں نے کہا کہ یہ راز ہے۔ ماں بون رسول اللہ ﷺ کا راز کبھی کسی کو نہ بتانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ثابت اگر میں کسی سے بیان کرتا تو میں تم سے ضرور بیان کر دیتا۔ (یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور بخاری نے مختصراً روایت کی ہے)

تخریج حدیث (۶۸۸): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب حفظ السر۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل،

باب فضائل انس رضی اللہ عنہ۔

کلمات حدیث: غلمان: لڑکے، نوجوان، غلام کی جمع ہے۔ فأبطأت: میں نے دیر کر دی۔ أبطأ إبطاءً (باب افعال) دیر کرنا۔ مؤخر کرنا۔

تہریج حدیث: راز کی حفاظت کی اہمیت کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی بات اپنی ماں کو بھی نہیں بتائی اور ان کی والدہ نے بھی ان کو یہی تاکید کی کہ رسول اللہ ﷺ کی راز کی بات کسی کو نہ بتانا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کی اس قدر پابندی کی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی کسی کو بتانا پسند نہیں فرمایا۔

(فتح الباری: ۲۸۴/۳۔ روضة المتقین: ۲۲۶/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۳۶/۳)



(البجانب (۸۶)

الْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ وَإِنْ جَارَ الْوَعْدُ
عہد نبھانا اور وعدہ پورا کرنا

۲۳۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”عہد کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔“ (الاسراء: ۳۴)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ عہد کے بارے میں روز قیامت سوال ہوگا عہد کا لفظ ہر عہد و میثاق کو شامل ہے۔ غرض ہر عہد و میثاق اور ہر عہد و پیمان کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (تفسیر مظہری)

۲۳۷. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اللہ کے عہد کو پورا کرو جو تم نے اس سے عہد کیا ہے۔“ (النحل: ۹۱)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ سے کیے ہوئے اپنے اقرار اور عہد و پیمان کو پورا کرو یعنی جو اللہ تعالیٰ نے فرائض و اجبات مقرر فرمائے ہیں ان کی تکمیل کرو اور جو اس نے احکام دیے ہیں ان پر عمل کرو۔ (تفسیر مظہری)

۲۳۸. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو۔“ (المائدہ: ۱)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ اے ایمان والو! تمہارے ایمان کا مقتضایہ ہے کہ اپنے عہدوں کو جو ایمان کے ضمن میں تم سے اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں انہیں پورا کرو۔ یعنی جملہ احکام شرعیہ پر عمل کرو۔ امام راغب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ معاہدات کی جتنی قسمیں اور صورتیں ہیں وہ سب اس میں داخل ہیں اور ابتداء اس کی تین قسمیں ہیں ایک وہ معاہدہ جو انسان کا رب العالمین کے ساتھ ہے مثلاً ایمان، اطاعت کا عہد اور حلال و حرام کی پابندی کا عہد، دوسرے وہ معاہدہ جو انسان کا اپنے نفس کے ساتھ ہے جیسے نذرمان لینا یا قسم کے ذریعہ کوئی بات اپنے ذمہ لے لینا، تیسرے وہ معاہدہ جو ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہے اس میں وہ تمام معاہدات شامل ہیں جو دو افراد کے درمیان جماعتوں کے درمیان یا حکومتوں کے درمیان ہوں۔ (معارف القرآن)

جو دوسروں سے کہے اس پر خود بھی عمل کرے

۲۳۹. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۳﴾

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے ہاں یہ بات بہت ناراضی والی ہے کہ وہ باتیں کہو جو کر نہیں۔“

(القف: ۲)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ اے ایمان والو! ایسی بات نہ کہو جو تم نہ کرو، اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراض ہوتے ہیں جو زبان سے بہت کچھ کہیں اور عمل کے وقت ان کی تکمیل نہ کر سکیں۔ روایات میں ہے کہ کچھ مسلمان ایک جگہ جمع تھے کہنے لگے کہ اگر معلوم ہو کہ کون سا کام اللہ کے یہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے تو وہی کریں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ اللہ کو سب سے زیادہ ان لوگوں سے محبت ہے جو اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں کے مقابلہ پر ایک اپنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں اور میدان جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے اور جس میں کسی جگہ کوئی رخنے نہیں پڑ سکتا۔ اب اس معیار پر اپنے آپ کو پرکھ لو۔ (تفسیر عثمانی)

منافقین کی تین علامات

۶۸۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. زَادَ فِي رِوَايَةِ لِمُسْلِمٍ: "وَأَنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ."

(۶۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بولے

جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔

تخریج حدیث (۶۸۹): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامة المنافق.

کلمات حدیث: منافق: جو بظاہر اسلام ظاہر کرے اور باطن کفر چھپائے، یعنی برے باطن اور اچھے ظاہر والا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں نفاق کی تین علامات بیان کی گئی ہیں اور امت مسلمہ کو متنبہ کیا گیا ہے کہ لوگ اس امر کا خیال

رکھیں کہ اگر ان باتوں میں سے کوئی بات اپنے اندر نظر آئے تو اس سے توبہ کریں اور استغفار کریں اور اس سے بچنے کی تدبیر کریں کیونکہ منافق بحکم قرآن جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوگا۔ اصل دین بھی تین باتوں میں منحصر ہے: قول، فعل اور نیت۔ جھوٹ سے قول کا فساد نمایاں ہو جاتا ہے خیانت سے عمل کی خرابی کا پتہ چلتا ہے اور وعدہ خلافی سے نیت کی خرابی ظاہر ہو جاتی ہے۔

منافق اگر اپنے نفاق سے توبہ کر لے اور اعمال کو درست کر لے اور اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لے اور اللہ پر توکل کرے اور ریا سے دین کو پاک رکھے تو وہ خالص مسلمان ہے اور دین و دنیا میں اہل اسلام کے ساتھ ہوگا۔
یہ حدیث باب الامر بآداء الامانۃ میں گزر چکی ہے۔

(فتح الباری : ۲۸۳/۱ - إرشاد الساری : ۱۷۱/۱ - روضہ المتقین : ۲۲۷/۲)

جس میں چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہوگا

۶۹۰. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَذْهَبَهَا :

إِذَا أَوْثَمَنَ خَانَ وَ،

إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ،

وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ،

وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۹۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار باتیں ہیں جس میں ہوں گی وہ منافق خالص ہے اور جس میں ان میں سے ایک ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک بات ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالم گلوچ کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۹۰): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق . صحیح مسلم، کتاب الایمان،

باب خصال المنافق .

کلمات حدیث: غدر: جس بات پر اتفاق ہو چکا ہے اس سے پھر گیا۔ غدر غدرأ (باب نصر۔ ضرب) خیانت کرنا، عہد توڑنا۔
شرح حدیث: سابق حدیث میں نفاق کی تین علامتیں بیان کی گئی تھیں، یہاں چار بیان کی گئی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نفاق کے مختلف درجات ہیں جس طرح کفر کے درجات ہیں اور نفاق کے مختلف درجات کے اعتبار سے متعدد علامتیں ہو سکتی ہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ

اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ پہلے وحی کے ذریعے آپ کو تین علامتیں بتائی گئی ہیں پھر آپ ﷺ کو چوتھی علامت بھی بتادی گئی یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے خود ان علامتوں کا مشاہدہ کیا ہو اور انہیں بیان فرمایا ہو۔ مذکورہ بالا دونوں احادیث سے پانچ علامات بنتی ہیں: جھوٹ، غدر، وعدہ خلافی، خیانت اور فجور۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ منافقین کی اور بھی خصلتیں اور علامتیں^۱ جیسے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ”جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی اور کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھانے کے لیے۔“ گویا دینی احکام کی تعمیل میں سستی اور کاہلی اور نماز میں ریاکاری یہ بھی نفاق کی علامات ہیں۔

نفاق کی دو قسمیں ہیں: نفاق اعتقادی اور نفاق عملی۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں نفاق فی العقیدہ مراد ہے۔ اور اگر اہل ایمان سے کسی میں یہ علامات یا ان میں سے کوئی علامت پائی تو جائے ایسا مؤمن مشابہ منافقین ہوگا۔ بہر حال علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر یہ علامات مسلم مصدق میں پائی جائیں جو اپنی زبان سے اور قلب سے اسلام کی اور اسلامی احکام کی تصدیق کرتا ہو تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے نہ اسے اس درجہ کا منافق قرار دیا جائے جو مخلد فی النار ہوگا۔ صحیح رائے یہی ہے کہ وہ منافقین کے مشابہ ہے اور اسے اپنے اس نفاق سے توبہ کر کے اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہیے۔

(فتح الباری: ۱/۲۸۳۔ إرشاد الساری: ۱/۱۷۲۔ روضة المتقین: ۲/۲۲۹۔ شرح صحیح مسلم: ۲/۴۱)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ ﷺ کے عہد کو پورا کرنا

۶۹۱۔ وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمْ يَجْنِي مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قَبِضَ النَّبِيُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَنَادَى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ أَوْ ذَيْنَ فَلْيَاتِنَا فَاتَيْنَهُ وَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَحَنَى لِي حَنِيَّةً فَعَدَّ ذُنُوبَهَا فَإِذَا هِيَ خُمُسُمِائَةٍ فَقَالَ لِي خُذْ مِثْلَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۹۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بحرین سے مال آیا تو میں اتنا اتنا اور اتنا دوں گا۔ بحرین کا مال نہیں آیا اور رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد جب بحرین سے مال آیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ جس کا رسول اللہ ﷺ پر کوئی قرض ہو یا آپ ﷺ نے کوئی وعدہ فرمایا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اس اس طرح فرمایا تھا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے لپ بھر کر دیا میں نے گنا تو وہ پانچ سو درہم تھے اس کے بعد فرمایا کہ اس سے دگنا اور لے لو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۹۱): صحیح البخاری، کتاب الکفالة، باب من تكفل عن ميت ديناً. صحیح مسلم، کتاب

الفضائل، باب ما سئل رسول اللہ ﷺ شيئا قط فقال لا.

کلمات حدیث: ہکذا و ہکذا و ہکذا: اس طرح، اس طرح اور اس طرح۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھوں کی تھیلیوں کو ملا کر دکھایا اور تین مرتبہ اشارہ کیا کہ میں تمہیں تین لپ بھر کر دوں گا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی وفات سے قبل بحرین سے جزیہ کا مال آنے کی توقع تھی، آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بحرین سے مال آجائے تو میں تمہیں اس طرح، اس طرح اور اس طرح دوں گا اور آپ ﷺ نے لپ بھر کر دینے کا اشارہ فرمایا، لیکن اس مال کے آنے سے پہلے آپ ﷺ رحلت فرما گئے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس وعدہ کو پورا فرمایا اور تین لپ کے بقدر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر کو لپ بھر کر دیا اور فرمایا کہ اسے شمار کرو۔ شمار کیے تو وہ پانچ سو درہم تھے تو آپ نے فرمایا کہ اس کا دگنا یعنی ہزار درہم اور لے لو۔

مرنے والے نے اگر کسی سے کوئی عہد یا وعدہ کیا ہو تو اس کی موت کے بعد اس کی تکمیل کرنی چاہیے اسی طرح سابق حکومت کے تمام وعدے اور عہد اور مواثیق آنے والی حکومت کو پورے کرنے چاہئیں۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۶۰ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۸/۱۵ - روضہ المتقین: ۲/۲۳۰ - دلیل الفالحین: ۳/۱۳۹)



المبتانی (۸۷)

الْأَمْرُ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى مَا عَتَادَهُ مِنَ الْخَيْرِ
عاداتِ حسنہ کی حفاظت

۲۴۰. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا يَفْعَلُ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ نعمتوں والے معاملہ کو تبدیل نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ اس چیز کو تبدیل کر دیں جو ان کے

دلوں میں ہے۔“ (الرعد: ۱۱)

پکا وعدہ کر کے توڑنا بہت بری بات ہے

۲۴۱. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَظَتْ غَزْلَهُمَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”تم اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنے سوت کو مضبوط کر لینے کے بعد کڑے کڑے کر ڈالا۔“ (النحل: ۹۲)

”وَالْأَنْكَاثُ“ اَجْمَعُ نَكَثٌ وَهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوضُ

انکاث نکث کی جمع ہے کاتے ہوئے سوت کے ٹکڑے۔

یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو جائیں

۲۴۲. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اور نہ وہ ان لوگوں کی طرح ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پس ان پر مدت دراز ہو گئی جس سے ان کے دل سخت ہو گئے۔“

(الحمد: ۱۶)

۲۴۳. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿فَمَارِعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”انہوں نے حق کی رعایت نہ کی جیسا رعایت کرنے کا حق تھا۔“ (الحمدید: ۲۷)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے جو ہمیشہ اس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے کسی قوم کو محروم نہیں کرتا جب تک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے۔ جب بدلتی ہے تب آفت آتی ہے جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی نہ کسی کی مدد اس وقت کام دیتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ عہد باندھ کر توڑ ڈالنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے پھر کٹا کٹایا سوت شام کے وقت توڑ کر پارہ پارہ کر دے چنانچہ مکہ میں ایک دیوانی عورت ایسا ہی کیا کرتی تھی، مطلب یہ ہے کہ معاہدات کو محض کچے دھاگے کی طرح سمجھ لینا کہ جب چاہا کاتا اور جب چاہا انگلیوں کی ادنیٰ حرکت سے بے تکلف توڑ ڈالا۔ سخت ناعاقبت اندیشی اور دیوانگی ہے۔ بات کا اعتبار نہ رہے تو دنیا کا نظام مٹل ہو جائے قول و قرار کی پابندی ہی سے عدل کی ترازو سیدھی رہ سکتی ہے۔

(معارف القرآن، تفسیر عثمانی)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ اصل ایمان وہی ہے کہ جس سے دلوں میں گداز پیدا ہو، شروع میں اہل کتاب یہ باتیں اپنے پیغمبروں کی صحبت میں سیکھتے تھے مدت کے بعد غفلت چھا گئی دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثروں نے نافرمانی اور سرکشی اختیار کر لی۔ اب مسلمانوں کی باری ہے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کے اسوہ حسنہ سے اپنے دلوں کی دنیا سنواریں نرم دلی اور خشوع اور تضرع الی اللہ کی صفات سے متصف ہوں اور گزشتہ قوموں کی طرح سخت دل نہ ہو جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ بنی اسرائیل نے رہبانیت خود ابتداء کی تھی اور اسے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا لیکن پھر اس لازم کی ہوئی شے کے حق کو بھی پوری طرح ادا نہ کر سکے۔ (معارف القرآن)

عمل پر مداومت ہونا چاہیے

۶۹۲. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فَلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۹۲) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا پہلے وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۹۲): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل، صحیح مسلم، کتاب

الصیام، باب النہی عن صوم الدھر.

کلمات حدیث: قیام اللیل: رات کو کھڑا ہونا، یعنی تہجد پڑھنا۔

شرح حدیث: متعدد احادیث میں ارشاد ہوا کہ آدمی اگر نفلی اعمال میں سے کوئی عمل شروع کرے تو پھر استقامت کے ساتھ قائم رہے اور اسے ہمیشہ کرے کیونکہ کسی عمل خیر کا شروع کرنا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہو کہ اب میں یہ کام کروں گا اور جب اللہ سے عہد کر لیا تو اس کی تکمیل اور عہد کا ایفاء ضروری ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۲۴۔ روضة المتقین: ۲/۲۳۲۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۳۹)



الْبَنَاتِ (۸۸)

اِسْتَحْبَابِ طَيْبِ الْكَلَامِ وَطَلَاَقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ الْلِقَاءِ
کلام طیب اور خندہ پیشانی سے ملاقات کا استحباب

۲۴۴. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَآخِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۸﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”آپ اپنے بازو مؤمنین کے لیے پست کر دیجئے۔“ (الحجر: ۸۸)

تفسیری نکات: دعوت دین کا کام دنیا کا سب سے مشکل کام ہے اور اس کام میں پیش آنے والی تکالیف مصیبتیں اور مشقتیں بھی حد سے زیادہ ہیں اس میں نرمی شفقت اور مہربانی کی بہت زیادہ ضرورت ہے اس لیے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مؤمنین کی جو جماعت آپ ﷺ کے ساتھ ہے ان کے ساتھ بہت مہربانی شفقت اور محبت سے پیش آئیں۔ (معارف القرآن)

۲۴۵. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِظَ الْقَلْبُ لَا نَقْضُوا مِنْ حَوْلِكَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ یقیناً آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔“ (آل عمران: ۱۵۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ مخاطبین دعوت سے بہت نرمی خوش خلقی اور لطف و مہربانی سے پیش آئیں کیونکہ دعوت و تبلیغ دین کا جو فریضہ آپ ﷺ کے سپرد ہے وہ اسی طرح انجام پاسکتا ہے۔ اگر آپ ﷺ میں یہ اخلاقی حمیدہ اور اوصاف کریمانہ نہ ہوتے تو لوگ آپ کے گرد جمع نہ ہوتے۔ (معارف القرآن)

—————

۶۹۳. وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اتَّقُوا النَّارَ

وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فِي كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۹۳) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے بچو اگرچہ بھجور کے

ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو، اگر کسی کے پاس یہ بھی نہ ہو تو اچھی بات کے ذریعے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۹۳): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب طیب الکلام، صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ،

باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرہ.

کلمات حدیث: شق: ٹکڑا۔ شق تمرہ: بھجور کا ٹکڑا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے یہاں فلاح و نجات کا مدار رضائے الہی پر ہے اور رضائے الہی ایسے عمل سے حاصل ہوتی ہے جو خلوص اور نیتِ حسنہ کے ساتھ کیا گیا ہو خواہ وہ اہل دنیا کی نظروں میں بہت چھوٹا اور بہت معمولی ہو، خواہ وہ اتنا چھوٹا اور اس قدر معمولی ہو جتنا کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کر دینا۔ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ ہو تو کوئی اچھی بات کہہ دے۔ (دلیل الفالحین: ۱۴۲/۳، روضة المتقین: ۲۳۳/۲)

یہ حدیث اس سے پہلے بیان کثرتِ طرق الخیر (حدیث ۱۳۹) میں گزر چکی ہے۔

۶۹۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيثٍ تَقَدَّمَ بِطَوْلِهِ.

(۶۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات بھی صدقہ ہے۔ (متفق علیہ) یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ مفصل حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

ترجمہ حدیث (۶۹۳): صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب فضل الاصلاح بین الناس والعدل بینہم۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب بیان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

شرح حدیث: دین کی ہر بات کلمہ طیبہ ہے معنی یہ ہیں کہ کسی کو دین کی کوئی بات بتا دینا بھی صدقہ ہے۔ (دلیل الفالحین: ۱۴۴/۳)

یہ حدیث اس سے پہلے باب بیان کثرتِ طرق الخیر حدیث ۱۲۲ میں گزر چکی ہے۔

۶۹۵. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلِيقٍ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۹۵) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی نیک کام کو حقیر نہ سمجھو اگر چہ وہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہو۔ (مسلم)

ترجمہ حدیث (۶۹۵): صحیح مسلم، کتاب البر، باب استحباب طلاقۃ الوجه عند اللقاء.

کلمات حدیث: بوجہ طلیق: متبسم اور کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ کسی بھی نیکی کو معمولی اور بے حقیقت نہ سمجھو حتیٰ کہ اگر تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرو، کیونکہ انسان کا چہرہ اس کے باطن کا آئینہ ہے۔ اگر کسی سے ملاقات کے وقت چہرے پر مسرت اور بشارت کے اثرات ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے مؤمن بھائی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور دوسرا جب اسے اس طرح خندہ پیشانی سے ملتا ہوا دیکھے گا تو وہ بھی خوش ہوگا اور مؤمن کا خوش کرنا اور اس سے محبت سے اور مودت سے پیش آنا نیکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۱۴۴/۳)

بَابُ اسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَايْضَا حِجِّهِ لِلْمُخَاطَبِ وَتَكْرِيرِهِ
لِيَفْهَمُوْا اِذَا لَمْ يَفْهَمُوْا اِلَّا بِذَلِكَ
مفصل اور واضح کلام کا استحباب اور مخاطب کے عدم فہم کے پیش نظر بات کو مکرر کہنا

رسول اللہ ﷺ کا اہم بات کو تین مرتبہ دہرانا

۶۹۶. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۹۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بات فرماتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ خوب

سمجھ لی جائے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو انہیں تین مرتبہ سلام فرماتے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۶۹۶): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من أعاد الحديث ثلاثاً.

کلمات حدیث: أعادها: اسے دہراتے۔ أعاد إعادة (باب أفعال) دہرانا، لوٹانا۔ عاد عوداً: (باب نصر) لوٹنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ دین کے احکام اور شریعت کی باتوں کو بہت واضح کر کے بیان فرماتے اور بات کو تین مرتبہ ارشاد فرماتے تاکہ سب بخوبی سمجھ لیں ذہن نشین کر لیں اور کلمات طیبہ کو حفظ کر لیں خاص طور پر جبکہ حاضرین کی تعداد زیادہ ہوتی تھی تو یہ اہتمام فرماتے تاکہ ہر شخص تک پہنچ جائے اور کوئی محروم نہ رہے اسی طرح سلام تین مرتبہ یعنی زیادہ تعداد میں حاضرین ہوتے تو دائیں جانب، بائیں جانب اور سامنے سلام فرماتے۔ اسی طرح استیذان (گھر میں آنے کی اجازت طلب کرنے) کے وقت تین مرتبہ سلام فرماتے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی گھر میں آنے کی تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس ہو جائے اور صحابہ کرام کے یہاں استیذان کا طریقہ یہی تھا کہ جس کے گھر جاتے تو دروازے کے باہر السلام علیکم کہتے تھے۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکرار کلام اور تکرار سلام تقسیم کے لیے ہوتا تھا تاکہ آپ کی بات بخوبی سمجھ لی جائے۔ سلام کے تکرار کی ایک توجیہ محدثین نے یہ فرمائی ہے کہ جب آپ ﷺ کسی گھر میں تشریف لے جاتے تو استیذان ان کے لیے سلام فرماتے، پھر جب اندر تشریف لے جاتے تو سلام کرتے اور پھر رخصت ہونے کے وقت سلام فرماتے۔

(فتح الباری: ۱/۲۹۸۔ ارشاد الساری: ۱/۲۸۶۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۴۴)

رسول اللہ ﷺ کی گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی

۶۹۷. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا

فَصَلَا يَفْهَمُهُ، كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۶۹۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صاف اور واضح گفتگو فرماتے جسے

ہر سننے والا سمجھ لیتا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۶۹۷): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الہدی فی الکلام.

کلمات حدیث: کلاماً فصلاً: یعنی آپ ﷺ کی گفتگو میں الفاظ واضح صاف اور جدا جدا ہوتے تھے اور ہر سننے والا بخوبی سمجھ بھی لیتا تھا اور الفاظ بھی ذہن نشین ہو جاتے تھے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو بڑے بڑے ٹکڑے میں فرماتے۔ ہر لفظ جدا جدا واضح اور صاف ہوتا اور ہر لفظ کے حروف بھی واضح اور صاف ہوتے یہاں تک کہ اگر سننے والا کلام کے الفاظ کو گننا چاہے تو وہ گن سکتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کلام نبوت میں معانی اور الفاظ دونوں ہی مقصود ہیں جس طرح معنی کے واضح ہونے اور مفہوم کے روشن ہونے کی اہمیت تھی اسی طرح الفاظ نبوت ﷺ کی اہمیت تھی۔ (روضۃ المتقین: ۲/۲۳۴۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۴۶)



الباب (۹۰)

بَابُ اصْغَاءِ الْجَلِيسِ لِحَدِيثِ جَلِيسِهِ الَّذِي لَيْسَ بِحَرَامٍ وَاسْتِنْصَاتِ
الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِي مَجْلِسِهِ
ہم نشیں کی ایسی بات جو ناجائز نہ ہو توجہ سے سننا اور عالم یا واعظ کا حاضرین مجلس کو خاموش کرانا

میرے بعد کفر کی طرف مت لوٹو

۲۹۸. عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ" ثُمَّ قَالَ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۶۹۸) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھ سے فرمایا کہ تم لوگوں کو

خاموش کرو۔ پھر فرمایا کہ تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۶۹۸): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الانصات للعلماء.

کلمات حدیث: استنصت: لوگوں کو خاموش کرو۔ استنصات (باب استفعال) کسی سے خاموش ہو جانے کے لیے کہنا، خاموش رہنے کی درخواست کرنا۔ نصت نصا (باب ضرب) خاموش رہنا۔ اذا قرئ القرآن فانصتوا الہ: جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو اس کے سننے کے لیے خاموشی اختیار کر لو اور پوری توجہ اس کی طرف مبذول کر لو۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تو حاضرین اور سامعین کی ایک بڑی تعداد آپ ﷺ کے ارشادات سننے کے لیے موجود تھی، اس لیے آپ ﷺ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں سے کہیں کہ خاموش ہو جائیں۔ یہ حج رسول اللہ ﷺ کا آخری حج تھا اس میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اور ان کے توسط سے پوری امت کو بہت اہم اور وقیع ہدایات فرمائیں اور تبلیغ شریعت اور دعوت دین کا حکم فرمایا اور کہا کہ جو یہاں موجود ہیں وہ دین کی ان باتوں کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

اس خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اے لوگوں میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔" اس جملے کے علماء نے متعدد مفہوم بیان کیے ہیں، خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے کر آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا۔ قاضی اور نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم کافروں کے مشابہ اور ان جیسے نہ ہو جانا کہ جیسے وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں تم بھی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔

(عمدة القاري: ۲/۲۸۲ - إرشاد الساري: ۱/۳۱۸ - فتح الباري: ۱/۳۱۲ - شرح صحيح مسلم للنووي: ۲/۴۸)

بَابُ الْوَعْظِ وَالْإِقْتِصَادِ فِيهِ وعظ و نصیحت میں اعتدال

۲۴۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ اَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

”اپنے رب کے راستے کی طرف دانائی اور اچھے وعظ کے ذریعے بلاؤ۔“ (النحل: ۱۲۵)

تفسیری نکات: یہ آیت کریمہ دعوت و تبلیغ کا ایک مکمل نصاب ہے اس میں دعوت کے اعلیٰ ترین اصولوں کو چند مختصر الفاظ کی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ دعوت دین انبیاء علیہم السلام کا فریضہ منصبی ہے۔ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کے داعی الی اللہ ہونے کے وصف کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿ وَدَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِآذَنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴾ (الاحزاب: ۴۶)

رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو چکا ہے، اس لیے کار دعوت امت کے سپرد فرما دیا گیا، ارشاد ہوا ہے۔

﴿ وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾

(آل عمران: ۱۰۴)

”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دے نیک کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں۔“

فرمایا کہ تم اپنے رب کے راستے یعنی دین اسلام کی جانب لوگوں کو بلاؤ حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ۔ حکمت سے وہ طریقہ دعوت مراد ہے جس میں مخاطب کے احوال کی رعایت سے ایسی تدبیر اختیار کی گئی ہو جو مخاطب کے دل پر اثر انداز ہو سکے اور نصیحت سے مراد یہ ہے کہ عنوان بھی نرم اور دلنشین ہو۔ غرض حکمت سے مراد وہ بصیرت ہے جس کے ذریعے انسان مقتضیات احوال کو معلوم کر کے اس کے مناسب کلام کرے وقت اور موقعہ ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو اور موعظت کے معنی ہیں کسی خیر خواہی کی بات کو اس طرح کہا جائے کہ اس سے مخاطب کا دل قبولیت کے لیے نرم ہو جائے۔ (معارف القرآن)

وعظ میں میانہ روی کا راستہ اختیار کیا جائے

۶۹۹. وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ وَآبِلِ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ : كَانَ ابْنُ مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَذْكُرُنَا فِي كُلِّ

خَمِيسٍ مَرَّةً: فَقَالَ لَهُ: رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوِ دِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمْلِكُكُمْ وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ:

”يَتَخَوَّلُنَا: يَتَعَهَّدُنَا“

(۶۹۹) حضرت ابو اہل شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے۔ کسی نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں روزانہ نصیحت فرمایا کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے لیے روزانہ وعظ و نصیحت سے یہ امر مانع ہے کہ کہیں میں تمہیں اکتاہٹ میں نہ ڈال دوں میں وعظ و نصیحت میں تمہارا اسی طرح خیال رکھتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ اکتاہٹ کے ڈر سے ہمارا خیال فرماتے تھے۔

یتخولنا: ہمارا خیال رکھتے تھے، ہماری رعایت رکھتے تھے۔

تخریج حدیث (۶۹۹): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من جعل للاهل العلم أياماً معلومة.

کلمات حدیث: اتخولکم بالموعظة: میں نصیحت میں تمہارا خیال رکھتا ہوں اور تمہاری مصلحت کو ملحوظ رکھتا ہوں۔ حال المال تخولاً (باب تفعل) اصلاح اور درنگی کرنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت اور دین کی تفہیم میں ان کے ساتھ بہت نرمی اور شفقت فرماتے نصیحت اور موعظت میں اس بات کا خیال رکھتے کہ جب سننے والوں کی طبیعت میں نشاط اور اشتیاق موجود ہو اور بات کے سننے اور اس پر عمل کرنے کی رغبت موجود ہو جب نصیحت کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ کثرت موعظت سے طبیعت میں اکتاہٹ پیدا ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرمایا کرتے تھے آپ سے درخواست کی گئی کہ آپ روزانہ وعظ فرمایا کریں تو آپ نے اسوۂ حسنہ بیان فرمایا اور کہا کہ میں بھی اسی بات کا خیال رکھتا ہوں اور اس لیے روزانہ وعظ و نصیحت کو مناسب نہیں سمجھتا۔

(فتح الباری: ۱/۶۸۸۔ إرشاد الساری: ۱/۲۴۸)

جمعہ کا خطبہ مختصر نمازی ہونی چاہیے

۷۰۰. وَعَنْ أَبِي الْيَقْظَانَ عَمَّا رِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقَصْرَ خُطْبَتِهِ مِثْنَةٌ مِنْ فَهْمِهِ: فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

”مِثْنَةٌ“ بِمِيمٍ مَفْتُوحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٌ مَكْسُورَةٌ ثُمَّ نُونٌ مُشَدَّدَةٌ أَيْ عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلَى فَهْمِهِ.

(۷۰۰) حضرت ابو یقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

آدی کے فقہ کی علامت یہ ہے کہ نماز لمبی اور خطبہ مختصر ہو تو نماز لمبی کرو اور خطبہ مختصر کرو۔ (مسلم)
 مفتی: فقہ پر دلالت کرنے والی علامت۔

تخریج حدیث (۷۰۰): صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة.

راوی حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سابقین اسلام میں سے ہیں حضرت عمار اور حضرت صہیب بن سنانؓ نے دار ارقم میں ایک ساتھ اسلام قبول کیا اس وقت تک میں سے زائد افراد اسلام قبول کر چکے تھے۔ والدہ اور بھائی شہید ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے آلِ عمار تمہیں بشارت ہو جنت تمہاری منتظر ہے۔ آپ سے ۱۶۲ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ہیں۔ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ (الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: الفقه: جاننا، سمجھنا، فہم اور سمجھ، احکام شرعیہ کا اس کے تفصیلی دلائل کے ساتھ جان لینا اور سمجھ لینا۔ فقیہ: فقہ کا جاننے والا جمع فقہاء۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام کے فقہ کی علامت یہ ہے کہ خطبہ مختصر کرے اور نماز طویل کرے کہ نماز اصل مقصود ہے اور خطبہ نماز ہی کی تمہید ہے اور اصل کو مقدم کرنا ضروری ہے، نیز یہ کہ خطبہ کا مخاطب نمازی ہیں اور نماز میں اللہ سے مناجات ہے، مناجات رب بندوں سے خطاب پر مقدم ہے۔ اس لیے خطبہ میں اختصار چاہیے اور نماز کو طویل کیا جائے یعنی میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ یعنی یہ کہ خطبہ ایسا طویل نہ ہو کہ نمازیوں پر گراں ہو اور نہ نماز اتنی مختصر ہو کہ ارکان کا اعتدال مجروح ہو جائے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث ان احادیث کو معارض نہیں ہے جو نماز کے مختصر کرنے اور زیادہ طویل نہ کرنے کے بارے میں ہیں کہ وہاں بھی قصد و اعتدال مقصود ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳۸/۶۔ روضة المتقین: ۲۳۷/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۴۹/۳)

نماز میں بات کرنا مفسد نماز ہے

۷۰۱. وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "بَيْنَا أَنَا أَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ! فَقُلْتُ وَأَتَكَلَّمُ أُمِّيَاءَ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَادِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصِمُّونَنِي لَكِنِّي سَكْتُ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَابِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللَّهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثٌ عَهْدٌ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَتَوَنَّى الْكُفَّانَ؟ قَالَ "فَلَا تَأْتِيهِمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَنْطَيَّرُونَ؟ قَالَ: "ذَاكَ سَيِّئٌ يَعْجَلُونَ" فِي صُدُورِهِمْ فَلَا

يُصَدِّقُهُمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ

”الشُّكْلُ!“ بِضَمِّ النَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ! الْمُصِيبَةُ وَالْفَجِيعَةُ: ”مَا كَهَرْنِي“ اِئْتِ مَا نَهَرْنِي .

(۷۰۱) حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ نمازیوں میں سے کسی کو چھینک آگئی میں نے کہا یرحمک اللہ لوگ مجھے دیکھنے لگے تو میں نے کہا کہ بائے میری ماں کی جدائی! تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو اس پر وہ لوگ رانوں پر اپنے ہاتھ مارنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، میرے ماں اور باپ آپ ﷺ پر قربان میں نے آپ ﷺ جیسا معلم نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ بعد میں کبھی دیکھا جو آپ ﷺ کی طرح عمدگی سے تعلیم دینے والا ہو، اللہ کی قسم! نہ آپ ﷺ نے مجھے سرزنش کی نہ مارا اور نہ برا کہا۔ بلکہ فرمایا نماز میں اس طرح کوئی بات درست نہیں ہے۔ یہ تو تسبیح ہے تکبیر ہے اور قرأت قرآن ہے۔ یا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ابھی اپنے دورِ جاہلیت کے قریب ہوں اور اللہ کی رحمت سے اب اسلام لایا ہوں ہم میں سے کچھ لوگ کانہوں کے پاس بھی جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس نہ جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ فال لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسی بات ہے جسے وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں ہرگز وہ شگون ان کو کام سے نہ روکے۔ (مسلم)

نکل: مصیبت، آفت۔ ما کھرنی: مجھے سرزنش نہیں کی۔

تخریج حدیث (۷۰۱): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاة ونسخ ما کان من اباحتہ

راوی حدیث: حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد کسی وقت اسلام لائے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب میں کہا ہے کہ صحابی ہیں مدینہ منورہ آئے اور وہیں مقیم ہو گئے آپ سے ۱۳ احادیث مروی ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۱۵۰/۳)

کلمات حدیث: فرمانی القوم بابصارہم: لوگوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا۔ وانکل امیاء: عرب کا ایک محاورہ، ماں کا غم اپنے بچے کے مرنے پر، یعنی افسوس کی بات ہے۔ کھان: کاہن کی جمع کہانت، مستقبل کی باتیں بتانا۔ بتطیرون: فال لیتے ہیں، شگون لیتے ہیں۔ طیرہ: بدشگونی، پرندے کے اڑنے سے بدشگونی لینا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ کی وہ شخص قسمیں کھا کر گواہی دے رہا ہے جو ابھی جاہلیت سے نکل کر اسلام میں داخل ہوا، اسے ہنوز آدابِ صلاۃ کا بھی علم نہیں ہے اور ابھی وہ شگون بھی لیتا ہے اور کانہوں کے پاس جاتا ہے۔ مگر یہ شخص کہہ رہا ہے کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں ایسا معلم ایسا ہادی ایسا رہنما نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ کبھی بعد میں دیکھا۔ نماز نفل ہو یا فرض نماز میں ہر طرح کا کلام ممنوع ہے۔ ناگزیر ضرورت کے موقع پر مرد تسبیح (سبحان اللہ) کہے اور عورت تصفیق کرے۔

ستاروں کی مدد سے یا کسی اور طرح مستقبل گوئی (کہانت یا نجوم) اسلام میں جائز نہیں ہے اس لیے کہ تقدیر پر ایمان لانا جزو ایمان ہے اور کہانت اور نجوم کے ذریعے مستقبل میں ہونے والی کسی بات کو جاننے کا دعویٰ اور پھر اس پر یقین کر لینا تقدیر پر ایمان کے برخلاف

اور اس کے معارض ہے۔ مومن کا عقیدہ و نومن بالقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ کہ ہم ایمان لاتے ہیں اس تقدیر پر اچھی ہو یا بری جو اللہ نے ہماری مقرر اور مقدر فرمادی ہے۔ پر ہے اور مستقبل گوئی اور اس پر یقین کرنا اس سے ہم آہنگ نہیں ہے اور اس عمل پر حاصل ہونے والی اجر ت حرام ہے۔

بدفالی اور بدشگونی بھی نفس میں آنے والا ایک تصور و خیال ہے جو شیطانی القاء ہے اس لیے اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۸/۵ - روضة المتقین : ۲/۲۴۰ - دلیل الفالحین : ۱۵۰/۳)

رسول اللہ ﷺ کا ایک مؤثر وعظ

۷۰۲. وَعَنِ الْعَرَبِاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَجَلَّتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ . وَذَكَرَ الْحَدِيثُ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهِ فِي بَابِ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَذَكَرْنَا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ قَالَ : أَنَّهُ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

(۷۰۲) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ایسا مؤثر وعظ ارشاد فرمایا کہ ہمارے دل لرز اٹھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

یہ حدیث مکمل اس سے پہلے باب الامر بالمحافظہ علی السنۃ میں گزر چکی ہے اور ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۷۰۲): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب الاخذ بالسنة واجتناب البدعة .

کلمات حدیث: وجلت: دل لرز اٹھے، ذرگئے۔ ذرفت: آنسو بہہ نکلے۔

شرح حدیث: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اس قدر دل میں اتر جانے والی نصیحت فرمائی اور اس قدر دل سوز باتیں ارشاد فرمائیں کہ ہمارے دل کانپ اٹھے اور ہماری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ یہ حدیث اور اس کی شرح اس سے پہلے (حدیث ۱۵۸) میں گزر چکی ہے۔



الْبَيِّنَات (۹۲)

بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِينَةِ وقار اور سکون کا بیان

جاہلانہ طرز گفتگو پر ہیز کرنا عباد الرحمن کی صفت ہے

۲۴۷. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”رحمن کے بندے ایسے ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر

گزر جاتے ہیں۔“ (الفرقان: ۶۳)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا وہی اس کا خالق اس کا رازق اور اس کا رب ہے اور انسان اللہ کا بندہ ہے اور بندگی کا مقتضایہ ہے کہ بندہ اللہ کے ہر حکم کو مانے تسلیم کرے اور رضا و رغبت اس کے مطابق عمل کرے۔ جب اللہ پر ایمان رکھنے والا اللہ کا بندہ اس کی عبودیت میں سرشار ہو جاتا ہے تو اس میں بے شمار خوبیاں اور بلا تعدد محاسن پیدا ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ کے بندے زمین میں بہت وقار تو وضع اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں اور ان کے چلنے کا یہ انداز اس لیے بن جاتا ہے کہ ان کے قلب و دماغ اور ان کے سارے وجود پر اللہ کی کبریائی اور اس کی عظمت محیط رہتی ہے۔ جیسا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مومنین مخلصین کے تمام اعضاء و جوارح سب اللہ کے سامنے اظہارِ عجز و نیاز کرتے ہیں اور خشیتِ الہی سے پرسکون ہو جاتے ہیں۔ وہ کسی جاہلانہ بات کی طرف دھیان نہیں دیتے بلکہ سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ (معارف القرآن)

آپ ﷺ اکثر اوقات تبسم فرماتے تھے

۷۰۳. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا

قَطُّ صَاحِبًا حَتَّى تُرَى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ! إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللَّهَوَاتُ: جَمْعُ لَهَاءٍ: وَهِيَ اللَّحْمَةُ الَّتِي فِي أَقْصَى سَقْفِ الْفَمِ.

(۷۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کھل کر ہنستے

ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ جس سے آپ ﷺ کے حلق کا کوا نظر آئے۔ آپ ﷺ صرف تبسم فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

لهوات جمع لهاء: حلق کا کوا۔ گوشت کا وہ ٹکڑا جو انتہائی حلق میں ہوتا ہے۔

تخریج حدیث (۷۰۳):

صحیح البخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک .

کلمات حدیث: مستحماً: پوری طرح کھل کر ہنسنے والے، یعنی رسول اللہ ﷺ کو پوری طرح کھل کر ہنسنے ہوئے کبھی نہیں دیکھا

گیا۔ لہوات: لہاۃ کی جمع منہ کے اندر کے کنارے پر گوشت کا ٹکڑا۔ کوا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ وقار و سکون اور حسن معاشرت اور حسن اخلاق کے پیکر تھے آپ متبسم رہتے مگر پورے منہ کے ساتھ

کھل کر نہ ہنستے تھے۔ علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کا ہمیشہ یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ متبسم ہوتے مگر کھل کر نہ ہنستے تھے۔ بعض

اوقات ہنستے بھی تھے اتنا جس سے دندان مبارک ظاہر ہو جائیں ایسے موقع پر آپ ﷺ دست مبارک منہ پر رکھ لیتے تھے۔ ملا علی قاری

رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ فم مبارک سے روشنی نکلتی تھی جس کا اثر دیوار پر نمایاں ہوتا۔

(روضۃ المتقین: ۲/۲۴۱۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۵۴)



المبتانی (۹۳)

بَابُ النَّدْبِ إِلَى إِيْتَانِ الصَّلَاةِ وَالْعِلْمِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ
نماز طلب علم اور دیگر عبادات کے لیے سکون و وقار کے ساتھ آنے کا استحباب

۲۳۸. قال الله تعالى:

﴿وَمَنْ يُعْظِمِ شَعِيرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو اللہ نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔“ (الحج: ۳۲)

تفسیری نکات: شعائر جمع ہے شیعہ کی اور اس کے معنی ہیں علامت اور نشانی۔ جو باتیں کسی مذہب کی علامات سمجھی جاتی ہیں ان کو شعائر کہتے ہیں۔ شعائر سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ احکام ہیں جو دین حنیف کی امتیازی علامات بن گئے ہیں۔ ان احکام کی تعظیم و تکریم لازمی ہے اور یہ تعظیم قلب کے تقویٰ کی علامت ہے۔ جن کے دل خشیت الہی سے لبریز ہوتے ہیں وہی ان شعائر کی تعظیم کرتے ہیں، کیونکہ دل کا تقویٰ انسان کے تمام اعمال، اقوال اور احوال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

نماز میں دوڑ کر آنے کی ممانعت

۷۰۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتَوْهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأَتَوْهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاتِمُّوا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ لَهُ: 'إِنَّا أَحَدُكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ'."

(۷۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو دوڑے ہوئے نہ آؤ سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ جو نماز امام کے ساتھ ملے وہ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے پورا کر لو۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں مسلم نے یہ الفاظ از اندروایت کیے کہ تم میں سے جب کوئی نماز کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

تخریج حدیث (۷۰۳): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب المشی إلى الجمعة، صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة.

کلمات حدیث: سکینہ: اطمینان و سکون، حرکات میں آہستگی اور حالت و کیفیت میں وقار و ملحوظ رکھنے کا نام سیکنہ ہے۔

شرح حدیث: نماز کے لیے اطمینان اور سکون کے ساتھ جانا چاہیے دوڑتے بھاگتے نماز کے لیے جانا مناسب نہیں ہے اس کی وجہ

یہ ہے کہ جب آدمی نماز کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ نماز کا سلام پھیرنے تک نماز ہی میں رہتا ہے اس لیے اس عجلت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جس قدر نماز امام کے ساتھ ملے وہ امام کے ساتھ پڑھ لی جائے اور جو باقی رہ جائے وہ پوری کر لی جائے۔

(فتح الباری: ۱/۵۱۶۔ روضة المتقین: ۲/۲۴۲۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۵۶)

سفر میں سوار یوں کی دوڑانے کی ممانعت

۷۰۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَاهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلَّيْلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ. "الْبِرُّ": الطَّاعَةُ "وَالْإِيضَاعُ": بَضَادٌ مُعْجَمَةٌ قَبْلُهَا يَاءٌ وَهَمْزَةٌ مَكْسُورَةٌ وَهُوَ: الْإِسْرَاعُ.

(۷۰۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن آپ ﷺ کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹ رہے تھے آپ ﷺ نے اپنے پیچھے بہت ڈانٹنے، مارنے اور اونٹوں کی آوازیں سنیں آپ ﷺ نے اپنے کوزے سے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اے لوگو! سکون اختیار کرو، نیکی سوار یوں کو دوڑانے میں نہیں ہے۔ (بخاری)

مسلم نے اس حدیث کے کچھ حصے کو روایت کیا ہے۔

”بر“ کے معنی طاعت کے ہیں اور ”ایضاع“ کے معنی تیز روی کے ہیں۔

تخریج حدیث (۷۰۵): صحیح البخاری، کتاب الحج، باب امر النبی ﷺ بالسکينة عند الافاضة.

کلمات حدیث: دفع: کوچ کیا، لوٹا۔ زجراً: دھکیلتا، دوڑ کرنا۔

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفہ سے واپس آرہے تھے کہ آوازیں آئیں کہ لوگو! اونٹوں کو مار کر ان کو تیز دوڑا رہے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقار اور سکون کے ساتھ چلو اور اونٹوں کے تیز دوڑانے میں کوئی نیکی نہیں ہے، نیکی توجہ کے وہ اعمال ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔

۹/ ذی الحجہ یوم عرفہ ہے، اس روز عرفات میں وقوف فرض ہے۔

(فتح الباری: ۱/۹۲۲۔ روضة المتقین: ۲/۲۴۴۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۵۷)



بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ مہمان نوازی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا واقعہ

۲۴۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿هَلْ أُنَبِّئُكَ حَدِيثَ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِ ۖ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۚ﴾
﴿فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۖ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۚ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ ان کے پاس آئے تو سلام کیا اور انہوں نے بھی سلام کیا اور کہا کہ انجانے لوگ ہیں پھر اپنے گھر کی طرف چلے اور ایک تلا ہوا بچہ لایا جو ان کے قریب کیا اور فرمایا کہ تم کھاتے کیوں نہیں؟“ (الذاریات: ۲۴)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر ہے کہ جو فرشتے تھے جن کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اول انسان سمجھے ان کی بڑی عزت کی اور سلام کا جواب سلام سے دیا اور دل میں کہا کہ مہمان اجنبی ہیں پھر نہایت مہذب اور شائستہ پیرائے میں کہا کہ کیوں حضرات آپ کھانا نہیں تناول فرماتے۔ بالآخر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم ہو گیا کہ یہ فرشتے ہیں۔

(تفسیر عثمانی)

مہمانوں کے اکرام کا خیال رکھنا ضروری ہے

۲۵۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَنْقَوْمُ هَؤُلَاءِ بِنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزَوْا فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ۚ﴾
﴿وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَأْقَوْمُ هَؤُلَاءِ بِنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزَوْا فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ۚ﴾
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور ان کی قوم ان کے پاس دوڑتی ہوئی آئی اور اس سے پہلے بھی وہ ان برائیوں کا ارتکاب کرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے

فرمایا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے سامنے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی بھی سمجھدار آدمی نہیں ہے۔“ (ہود: ۷۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں بیان ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی ایک جماعت آئی جو سب حسین لڑکوں کی شکل میں تھے ان کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے کیونکہ وہ سب برے کاموں میں گرفتار تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میری قوم کے لوگو! مجھے میرے مہمانوں کے سامنے شرمندہ نہ کرو تم میری بیٹیاں ہیں ان سے شادی کرلو۔ یہ زیادہ پاکیزہ ہیں۔ کیا تم میں ایک شخص بھی نہیں جو سیدھی سیدھی باتوں کو سمجھ کر نیکی اور تقویٰ کی راہ اختیار کرے۔

(تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

مہمانوں کا اکرام ایمان کا تقاضا ہے

۷۰۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصُمْتُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۷۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلا رحمی کرے اور جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حدیث (۷۰۶): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من كان يؤمن بالله . صحيح مسلم، کتاب

الادب، باب الحث على اكرام الحار ولزوم الصمت الامن الخير .

کلمات حدیث: ضیف : مہمان جمع ضیوف .

شرح حدیث: مہمان نوازی انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور بطور خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ جو اللہ پر اور یوم آخرت پر کامل اور مکمل ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مہمان نوازی کرے۔ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی تخصیص سے مراد مبادا اور معاد پر ایمان ہے یعنی جس شخص کا یہ ایمان ہو کہ مجھے اللہ نے پیدا کیا ہے اور پھر مجھے حساب کتاب کے لیے اس کے سامنے پیش ہونا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ مہمان نوازی کے وصف سے متصف ہو۔ مہمان کی تکریم سے مراد یہ ہے کہ خوشی سے اور قلبی مسرت کے ساتھ اس کا استقبال کرے خود اس کی خدمت کرے اور فوری طور پر کھانے پینے کے لیے پیش کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ مہمان کی تکریم کرو۔ انہوں نے مہمان کے لیے بھنی ہوئی بکری کا اہتمام کیا۔ پھر وحی آئی کہ مہمان کا اکرام کرو، انہوں نے نیل ذبح کیا، اس کے بعد پھر وحی آئی کہ مہمان کا اکرام کرو انہوں نے اونٹ ذبح کیا پھر وحی آئی کہ مہمان کا اکرام کرو تو آپ نے مہمان کی خود خدمت کی اس پر وحی آئی کہ ہاں اب تم نے مہمان کا اکرام کیا۔

اور جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا خاموش ہو جائے۔

یہ حدیث اس پہلے باب حق الجار و وصیہ میں گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۲۴۶۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۶۰)

ایک دن ایک رات کی مہمانی مہمان کا حق ہے

۷۰۷۔ وَعَنْ أَبِي شَرِيحٍ خُوَيْلِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْخَزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ كَانَ يَوْمٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَاءَتْزَتَهُ،،، قَالُوا وَمَا جَاءَتْزَتُهُ، يَارَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "يَوْمُهُ، وَلَيْلَتُهُ، وَالضَّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ أَخِيهِ حَتَّى يُؤْتِمَهُ، قَالُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يُؤْتِمَهُ، قَالَ يُقِيمُ عِنْدَهُ وَلَا شَيْءَ لَهُ، يَقْرِئُهُ بِهِ.

(۷۰۷) حضرت ابو شریح خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے اپنے مہمان کی تکریم کرنی چاہیے اور اس کا حق ادا کرنا چاہیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن اور رات کی مہمانی اور مہمان نوازی تین دن ہے اس سے زائد صدقہ ہے۔

(متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اسے گنہگار کر دے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسے گنہگار کیسے کرے گا فرمایا کہ اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس کے پاس اس کی مہمان نوازی کے لیے کچھ نہ رہے۔

خرق حدیث (۷۰۷): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف و خدمتہ ایاہ بنفسہ، صحیح مسلم،

کتاب اللقطۃ، باب الضیافۃ.

کلمات حدیث: جائزۃ: اس کا انعام۔ جائزۃ: عطیہ انعام، جمع جوائز۔ یوئمہ: اسے گناہ میں مبتلا کرے۔ اثم: گناہ جمع

آثم۔ اثم انما (باب سح) گنہگار ہونا، گناہ کا ارتکاب کرنا۔

شرح حدیث: ایک شب و روز مہمان کی خصوصی خدمت کرے اور اس کی خاص تکریم کرے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے

زیارت کیا گیا کہ ایک شب و روز کی ضیافت کے کیا معنی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ایک شب و روز خاص تکریم کرے اور تحفہ یا ہدیہ دے اور تین

دن مہمان نوازی کرے۔ ابو سعید نے کہا کہ ایک شب و روز خاص اہتمام کرے اور پھر باقی ایام معمول کے مطابق مہمان نوازی کرے اور اس

قدر تحفہ یا ہدیہ دے جو اس کے ایک شب و روز کے سفر کو کافی ہو سکے۔ اسی سے ملتا جلتا مفہوم خطابی رحمہ اللہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اتنا قیام کرے کہ وہ گنہگار ہو جائے۔ یعنی مہمان کو چاہیے کہ اپنے میزبان کے پاس اتنا قیام نہ کرے کہ وہ تنگی میں پڑ جائے امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مہمان کو چاہیے کہ تین دن سے زیادہ قیام نہ کرے کہ ہو سکتا ہے کہ میزبان تنگ ہو جائے اور اپنے مہمان کی غیبت اور برائی کر کے گناہ میں مبتلا ہو یا اس کے بارے میں کوئی ایسا گمان دل میں لائے جو گناہ ہو۔ لیکن اگر میزبان اپنے مہمان سے تین دن کے بعد بھی ٹھہرنے کی درخواست کرے تو اس کا ٹھہرنا درست ہے۔

امام لیث رحمہ اللہ کے نزدیک ایک شب و روز کی مہمان نوازی واجب ہے اور دو دن کی ضیافت مستحب، جمہور فقہاء کے نزدیک مہمان نوازی مستحب ہے۔ (فتح الباری: ۱۸۴/۳ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۲ - دلیل الفالحین: ۱۶۰/۳)



بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبَشِيرِ، وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَيْرِ نیک کاموں پر بشارت اور مبارکباد دینے کے استحباب کا بیان

شریعت کی پابندی کرنے والوں کو بشارت دو

۲۵۱. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ (۱۷) الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”خوشخبری سنا دو میرے بندوں کو جو سنتے ہیں بات پھر چلتے ہیں اس کی اچھی باتوں پر۔“ (الزمر: ۱۸)

فسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ اللہ کے ان بندوں کو خوشخبری ہو جو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی باتیں خوب دھیان سے اور توجہ سے سنتے ہیں اور ان میں سے اعلیٰ اعلیٰ ہدایات پر عمل کرتے ہیں یا یہ کہ اللہ کی باتیں سن کر ان بہترین باتوں پر عمل کرتے ہیں کہ اللہ کی ساری باتیں بہترین ہیں۔ (تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی)

جہاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت

۲۵۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”ان کا رب ان کو خوشخبری سناتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضا مندی اور ایسے باغوں کی ان کے لیے کہ ان میں دائمی

نعمت ہوگی۔“ (التوبہ: ۲۱)

فسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بشارت دیتے ہیں رحمت، رضوان اور جنت کی، رحمت نتیجہ ہے ایمان کا کہ بغیر ایمان کے رحمت متوجہ نہیں ہوگی، رضوان یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا صلہ ہے جہاد فی سبیل اللہ کا کہ مجاہد فی سبیل اللہ تمام لذتیں ترک کر کے دنیا کا ہر تعلق منقطع کر کے اللہ کے راستے میں مال کی بھی قربانی دیتا ہے اور جان کی بھی، اس لیے اس کا صلہ بھی سب سے اعلیٰ و سب سے ارفع یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والا اللہ کی رضا کے لیے اپنا وطن چھوڑ کر نئی جگہ آ کر بس جاتا ہے اس لیے اس کا صلہ جنت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۲۵۳. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَابَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”خوشخبری سنو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا تھا۔“ (فصلت: ۳۰)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ اللہ کے وہ بندے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر جم گئے اور استقامت اختیار کر لی یعنی دل سے اقرار کیا اور اس حقیقت کو قلب کی گہرائیوں میں جا گزریں کر لیا اور مرتے دم تک اسی یقین پر قائم رہے اور اس کے مقتضی پر اعتقاد و عملاً جبرے رہے اور اپنے رب کے عائد کیے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ان کے مطابق عمل کیا ان اللہ کے بندوں پر موت کے وقت قبر میں پہنچ کر اور قبروں سے اٹھائے جانے والے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں انہیں تسکین دیتے ہیں اور جنت کی بشارت سناتے ہیں اور انہیں ابدی راحت اور دائمی مسرت کی خوشخبری سناتے ہیں۔ (معارف القرآن۔ تفسیر مظہری)

۲۵۴. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿فَبَشِّرْنَاهُ بِعَلِيمٍ حَلِيمٍ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”ہم نے ان کو ایک حلیم المزاج صاحبزادے کی بشارت دی۔“ (الصافات: ۱۰۱)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک حلیم الطبع فرزند یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ جن کے علم و فرماں برداری کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ فوراً بلا تامل کہا کہ ابا جان جو حکم ملا ہے وہ کر گزریے آپ مجھے شکر گزار بندوں میں سے پائیں گے۔ (معارف القرآن)

۲۵۵. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اور ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے۔“ (ہود: ۶۹)

۲۵۶. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَأَمْرًا أَنَّهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكْتُ فَلَبَسْتُهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”ابراہیم کی اہلیہ کھڑی تھیں وہ ہنس پڑیں ہم نے ان کو بشارت دی اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔“ (ہود: ۷۱)

تفسیری نکات: پانچویں اور چھٹی آیت میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب علیہم السلام

کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ حضرت سارہ علیہا السلام کے کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔ قبولیت دعا اور اولاد کی خوشخبری لے کر فرشتے آئے کہ آپ کو اسحاق کی ولادت کی خوشخبری اور اسحاق کے یہاں یعقوب کی ولادت کی خوشخبری۔ فرشتوں کی خوشخبری سن کر حضرت سارہ ہنس پڑیں اور کہنے لگیں کہ کیا میں بڑھیا ہو کر اولاد جنوں گی اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ تم اللہ کے حکم پر تعجب کر رہی ہو؟ اے گھر والو! تم سب پر اللہ کی رحمت ہو۔ (معارف القرآن)

حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے بشارت

۲۵۷. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”پکار کر کہا اس سے فرشتوں نے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں یحییٰ کی۔“

(آل عمران: ۳۹)

تفسیری نکات: ساتویں آیت میں حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت اور خوشخبری دیے جانے کا ذکر ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام لا ولد تھے اور بوڑھے تھے اولاد کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ حضرت مریم علیہا السلام پر اللہ کے فیضانِ رحمت کی بارش دیکھ کر بہت عاجزی اور زاری سے دعا کی کہ اللہ مجھے بھی اولاد دیدے۔ خوشخبری ملی کہ آپ کے فرزند ہوگا جس کا نام یحییٰ ہوگا، اور نبی صالح ہوگا۔

(معارف القرآن)

حضرت مریم علیہا السلام کے لیے ولادت کی بشارت

۲۵۸. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَمْرُؤُا إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ﴾ الْآيَةُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں بشارت دیتے ہیں کہ ایک کلمہ جو من جانب اللہ ہوگا اس کا نام مسیح ہوگا۔“ (آل عمران: ۴۵)

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ. وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ جِدًّا وَهِيَ مَشْهُورَةٌ فِي الصَّحِيحِ مِنْهَا.

اس موضوع پر قرآن کریم میں متعدد آیات ہیں اور اسی طرح احادیث بھی بکثرت موجود ہیں جن میں سے بعض یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

تفسیری نکات: آٹھویں آیت میں حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت کے دیے جانے کا ذکر ہے کہ فرشتے حضرت مریم علیہا السلام

کے پاس آئے اور انہیں ایک کلمہ کی خوشخبری سنائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ اس لیے کہا گیا کہ وہ محض حکم الہی سے خلاف عادت بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے اس کے معنی مبارک ہیں کہ آپ جس بیمار کے جسم پر ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ شفا یاب ہو جاتا تھا۔ (معارف القرآن)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے بشارت

۷۰۸. عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَيُقَالُ أَبُو مُحَمَّدٍ وَيُقَالُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”الْقَصَبُ“ هُنَا: اللَّوْلُؤُ الْمَجْوُوفُ ”وَالصَّخَبُ“ ! الصِّيَاحُ وَاللَّغَطُ وَالنَّصَبُ ”التَّعَبُ“.

(۷۰۸) حضرت عبد اللہ بن ابی اونی جن کی کنیت ابو ابراہیم ابو محمد اور ابو معاویہ تھی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت

خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی کہ جنت میں ان کے لیے موتیوں کا گھر ہوگا جس میں نہ شور ہوگا اور نہ تھکاؤ۔ (متفق علیہ)

قصب کے معنی ہیں۔ موتی۔ کھوکھلا موتی۔ صخب: شور۔ نصب: تھکان۔

تخریج حدیث (۷۰۸): صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب تزوج النبی ﷺ خدیجہ۔ صحیح مسلم.

کتاب الفضائل الصحابة، باب فضائل خدیجہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا.

شرح حدیث: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے پہلی اہلیہ تھیں جن سے آپ کی اولاد ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر پچیس سال تھی اور آپ ﷺ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رفاقت پچیس سال رہی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ کے بارے میں فرماتے کہ جب سارے قریش نے مجھے اور میری دعوت کو رد کیا وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سارے مکہ نے میری تکذیب کی انہوں نے میری تصدیق کی اور جب سب نے مجھے خروم رکھا انہوں نے اپنے مال سے میری مدد کی۔ نبوت کے دسویں سال ان کی وفات ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتیوں کے گھر کی خوشخبری سنائی صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! یہ خدیجہ آئی ہیں جو اپنے ساتھ برتن لائی ہیں جس میں سالن یا کھانا پینے کی کوئی شے ہے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کو ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیں اور جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دیدیں جس میں نہ شور ہوگا اور نہ تھکان۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ ہی السلام ہے، اسی سے السلام ہے اور جبرئیل پر بھی السلام۔ اور سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خدیجہ کو سلام کہا ہے یہ سن کر حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ اللہ ہی السلام ہے اور جبرئیل پر سلام اور اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ سے بہت تعلق خاطر رکھتے اور اکثر انہیں یاد فرماتے تھے۔ حضرت خدیجہ کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو ان کے گھر میں آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو ان کے استیذان سے حضرت خدیجہ کا استیذان یاد آ جاتا اور آپ ﷺ فرماتے اے اللہ ہالہ ہو۔ (فتح الباری: ۳/۴۵۴۔ إرشاد الساری: ۸/۲۹۴۔ عمدۃ القاری: ۱۶/۳۸۶)

برائیس کا واقعہ

۷۰۹۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: لَا لَزْمَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا كُنْزٍ مَعَهُ يَوْمَئِذٍ هَذَا، فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: وَجَّهْ هَهُنَا، قَالَ فَخَرَجْتُ عَلَى أَثَرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بَيْتُ أَرَيْسَ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ وَتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلَى بَيْتِ أَرَيْسَ وَتَوَسَّطَ قَفْهًا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبَيْتِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ: لَا كُنْزَ بَوَّابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ: فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَاذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُولُ اللَّهِ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، فِي الْقَفِّ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبَيْتِ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَحْيَى يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقْنِي فَقُلْتُ إِنَّ يُرِدُ اللَّهُ بِفُلَانٍ يُرِيدُ أَخَاهُ. خَيْرًا يَأْتِي بِهِ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ يَسْتَاذِنُ؟ فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ " فَجِئْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ ائْذَنْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبَيْتِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: إِنَّ يُرِدُ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا. يَعْنِي أَخَاهُ يَأْتِي بِهِ، فَجَاءَ إِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ: فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: " ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بُلُوئِي تُصِيبُهُ، " فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلَوَى تُصِيبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فِجْلَسَ وَجَاهَهُمْ مِنَ الشَّقِ الْأَخْرِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَلَتْهَا قُبُورُهُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ : وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ ”وَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ الْبَابِ : وَفِيهَا أَنَّ عُثْمَانَ حِينَ بَشَرَهُ حَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ قَوْلُهُ “وَجَّهَ“، بَفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيدِ الْجِيمِ : أَيْ تَوَجَّهَ، وَقَوْلُهُ “بِسْرِ أَرِيسٍ“ هُوَ بَفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُشَاءَةٌ مِنْ تَحْتِ سَاكِنَةٍ ثُمَّ سَيْنٌ مُهْمَلَةٌ وَهُوَ مَضْرُوفٌ وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ صَرَفَهُ، ”وَالْقُفَّ“ بِضَمِّ الْقَافِ وَتَشْدِيدِ الْفَاءِ، وَهُوَ الْأَمْنِيُّ حَوْلَ الْبُسْرِ : قَوْلُهُ،، عَلَى رِسْلِكَ، بِكَسْرِ الرَّاءِ عَلَى الْمَشْهُورِ وَقِيلَ بِفَتْحِهَا أَيْ أُرْفُقْ .

(۷۰۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور گھر سے نکلا اور یہ ارادہ کیا کہ آج کا دن میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں گا اور یہ سارا دن آپ ﷺ کے ساتھ گزاروں گا۔ مسجد پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔ صحابہ نے بتایا کہ اس طرف تشریف لے گئے ہیں میں آپ ﷺ کے بارے میں پوچھتا ہوا آپ ﷺ کے پیچھے چلا یہاں تک کہ بئر اریس پہنچا اور دروازے پر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے قضاء حاجت کے بعد وضو فرمایا تو میں آپ کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس کی منڈیر پر بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ نے پنڈلیاں کھول لی ہیں اور ناگوں کو کنویں میں لٹکایا ہوا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں واپس آ گیا اور دروازے پر بیٹھ گیا اور میں نے کہا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا۔

اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون ہے، جواب دیا ابوبکر، میں نے کہا ٹھہریے اور میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ابوبکر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دید و اور جنت کی خوشخبری دیدو۔ میں واپس آیا اور ابوبکر سے کہا کہ داخل ہو جائیے اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی خوشخبری سناتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور کنویں کے اندر اسی طرح پیر لٹکا لیے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیاں کھول لیں۔ پھر میں پلٹ آیا اور آکر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑا تھا کہ وہ مجھے آٹے گا۔ میں نے کہا کہ اگر اللہ نے فلاں کے ساتھ یعنی میرے بھائی کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہوگا تو اس کو لے آئے گا۔ اسی لمحے ایک انسان دروازے کو حرکت دینے لگا میں نے کہا کہ یہ کون ہے انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب میں نے کہا کہ ٹھہر جائیے، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سلام کر کے عرض کیا کہ عمر اجازت طلب کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دیدو اور انہیں جنت کی خوشخبری دیدو میں عمر کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو آنے کی اجازت دی اور آپ ﷺ آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ میں پھر لوٹ آیا اور بیٹھ گیا اور میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ یعنی میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو اس کو لے آئے گا اس لمحے ایک انسان نے آکر دروازے کو حرکت دی میں نے کہا کہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کہ ٹھہریے اور میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی آپ ﷺ نے کہا

کہ انہیں اجازت دیدار جنت کی خوشخبری دید و ایک آزمائش کے ساتھ جوان کو پہنچے گی۔ میں آیا اور میں نے کہا کہ داخل ہو جاؤ اور تمہیں رسول اللہ ﷺ جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اس ابتلاء کے ساتھ جو تمہیں پیش آئے گا۔ وہ داخل ہوئے اور انہوں نے مندر کو پر یا یا تو وہ ان کے سامنے دوسری جانب بیٹھ گئے۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان کے بیٹھنے کی تاویل ان کی قبروں سے کرتا ہوں۔ (متفق علیہ)
ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دروازے کی دربانی کا حکم دیا اور اسی روایت میں ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بشارت ملی تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور کہا کہ اللہ مدد کرنے والا ہے۔
وجہ کے معنی توجہ، یعنی متوجہ ہوئے۔ بشیر اریس: اریس کا لفظ بعض منصرف پڑھتے ہیں اور بعض غیر منصرف، مدینہ منورہ کا ایک کنواں ہے۔ قف: کنویں کی مندریل علی رسلک ٹھہریے۔

تخریج حدیث (۷۰۹): صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب قوله كنت متخذاً خلیلاً. صحیح مسلم،

کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ.

کلمات حدیث: فخر جت علی اثرہ: میں آپ ﷺ کے پیچھے نکلا۔ دخل بیئر اریس: آپ ﷺ اس باغ میں داخل ہوئے جس میں بیئر اریس واقع تھا۔ ساقیہ: آپ ﷺ کی دونوں پنڈلیاں۔ ساق واحد: بلوی ابتلاء.

شرح حدیث: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور کی خدمت میں حاضری کے ہر وقت مشتاق رہتے اور جب موقع ملتا تو آپ کے اعمال و افعال کو غور سے اور توجہ سے دیکھتے اور ان کو اسی طرح اپنے صفیہ قلب پر محفوظ کر لیتے اور اسی طرح آپ ﷺ کے فرمودات کو یاد کر لیتے اور حرص کرتے کہ جس طرح آپ ﷺ کریں اسی طرح کریں اور ہر عمل میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے اپنی پنڈلیاں کھول لیں اور ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی جنت کی بشارت دی اور بطور معجزہ ان کو پیش آنے والے ابتلاء کی خبر دی۔

(فتح الباری: ۴۱۰/۲۔ إرشاد الساری: ۱۶۵/۸۔ عمدة القاری: ۲۶۲/۱۶)

کلمہ توحید کی گواہی دینے والوں کے لیے جنت کی بشارت

۷۱۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يُقْطَعَ دُونَنَا وَفَرَعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَغَ فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى آتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لَبِنِي الْأَجَارِ فَذُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ، بَابًا؟ فَلَمْ أَجِدْ فَإِذَا

رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بَيْتٍ خَارِجَهُ وَالرَّبِيعُ الْجَدُولُ الصَّغِيرُ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَبُو هُرَيْرَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قُلْتُ: كُنْتُ بَيْنَ ظَهْرَيْنَا فَقُمْتُ فَأَبْطَأْتُ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا فَفَزَعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَعَ فَاتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ. وَرَأَيْتُ: فَقَالَ: "يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!!" وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ: "إِذْهَبْ بِنَعْلَيْ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَذَكَرَ الْحَدِيثُ بِطَوْلِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الرَّبِيعُ" النَّهْرُ الصَّغِيرُ وَهُوَ الْجَدُولُ يَفْتَحُ الْجَيْمَ" كَمَا فَسَّرَهُ فِي الْحَدِيثِ: "وَقَوْلُهُ، 'احْتَفَزْتُ' رُويَ بِالرَّاءِ وَبِالزَّايِ وَمَعْنَاهُ بِالزَّايِ: تَضَامَمْتُ وَتَضَاعَرْتُ حَتَّى أَمَكَّنِي الدُّخُولُ.

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بعض افراد رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ

ابو بکر اور عمر بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور خاصی دیر ہو گئی ہم ڈر گئے کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہم گھبرا گئے اور ہم اٹھے اور میں پہلا گھبرانے والا تھا پس میں آپ ﷺ کو تلاش کرنے نکل پڑا۔ یہاں تک کہ میں بنی نجار میں انصار کے ایک باغ کے قریب پہنچا میں اس کے گرد گھوما کہ مجھے دروازہ مل جائے جو مجھے نہ ملا میں نے دیکھا کہ ایک نالہ ہے جو بیرونی کنویں سے باغ کے اندر جا رہا تھا۔ رقع پانی کے چھوٹے نالہ کو کہتے ہیں۔ میں اس میں سے سمٹ کر داخل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے پھر آپ اٹھ کر چلے آئے آپ ﷺ نے ہمارے پاس واپس آنے میں دیر کی۔ ہمیں ڈر ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اس پر ہم گھبرائے اور ان میں سب سے پہلے میں گھبرایا۔ میں اس باغ کے پاس آیا اور اس طرح سمٹا جس طرح لومڑی سمنٹی ہے اور یہ لوگ میرے پیچھے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے نعلین عطا فرمائے اور فرمایا ان کو لے جاؤ اور جو تمہیں اس دیوار کے پیچھے سے اس حال میں ملے کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو اس کی جنت کی خوشخبری دیدو۔ اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی۔ (مسلم)

الرَّبِيعُ: نَهْرٌ صَغِيرٌ - جَدُولٌ: پانی کا راستہ - احْتَفَزْتُ: میں سکتا اور سمٹا اور داخل ہو گیا۔

تخریج حدیث (۱۰): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً.

کلمات حدیث: من بین اظہرنا: ہمارے درمیان سے۔ فأبطأ علينا: ہمارے پاس واپس آنے میں دیر کر دی۔ جوف حائط: باغ کے اندر۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ کی ایک جماعت تھی جن میں ابو بکر و عمر بھی تھے اور خود راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ مجلس سے اٹھ کر تشریف لے گئے خاصی دیر ہو گئی تو صحابہ کرام پریشان ہو

گئے اور گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ کہیں کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن آپ کو کوئی گزند نہ پہنچائے۔ اٹھ کر آپ ﷺ کی تلاش میں نکلے حضرت ابو ہریرہ آگے آگے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ ایک باغ میں داخل ہوئے وہاں آپ کو بیٹھا ہوا پایا آپ ﷺ نے نعلین مبارک ان کو دیئے اور فرمایا جو تمہیں ملے کہ قلب کے یقین کے ساتھ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوا سے جنت کی خوشخبری سناؤ۔

یہ حدیث دلیل ہے اس امر پر کہ توحید کے اعتقاد کے لیے دل سے یقین اور زبان سے اقرار دونوں ضروری ہیں اور دونوں میں سے ایک کافی نہیں ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱/۲۱۰)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت کا واقعہ

۷۱۱۔ وَعَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ قَالَ : حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكَى طَوِيلًا وَجَوْلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ فَأَقْبَلَ بَوَجْهِهِ فَقَالَ : إِنْ أَفْضَلَ مَا نَعِدُ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ : لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدُّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَلَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُونَ قَدْ اسْتَمَكْتُ مِنْهُ، فَقَتَلْتُهُ، فَلَوْمْتُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أُبْسِطْ يَمِينَكَ فَلَا بَايِعَكَ : فَبَسَطَ يَمِينَهُ، فَقَبَضْتُ يَدَيْ فَقَالَ : "مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟ قُلْتُ : أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ : تَشْتَرِطُ مَاذَا؟ قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ : أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهَجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَجَلَ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أَطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنِي مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سَأَلْتُ أَنْ أَصِفَهُ، مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنِي مِنْهُ وَلَوْمْتُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلَّيْنَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا؟ فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبَنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشَنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَمَا، تُنَحَّرْ جُزُورٌ وَيُقَسَّمْ لِحْمُهَا حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ وَأَنْظُرُ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رَسُولَ رَبِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"قوله" "شَنُّوا" رَوَى بِالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْمُهْمَلَةِ : أَيْ صُبُّهُ قَلِيلًا قَلِيلًا : وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ، أَعْلَمُ.

(۷۱۱) حضرت ابن شماسہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت ان کے پاس میں موجود

تھے۔ وہ دیر تک روتے رہے اور دیوار کی طرف منہ کر لیا۔ ان کے صاحبزادے نے کہا کہ اے ابا جان کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی؟ آپ نے اپنا رخ ادھر کیا اور فرمایا کہ سب سے بہترین چیز ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کو سمجھتے ہیں۔ زندگی میں مجھ پر تین ادوار گزرے ہیں۔ میری ایک حالت یہ تھی کہ مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی نفرت کرنے والا نہ تھا مجھے یہ بات

سب سے محبوب تھی کہ میرا بس چلے تو میں آپ ﷺ کو قتل کر دوں، اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو جہنمی ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیے میں آپ ﷺ سے بیعت کرتا ہوں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا داہنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر و کیا ہوا میں نے عرض کیا کہ میرا ارادہ آپ ﷺ سے ایک شرط طے کرنے کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کیا شرط ہے میں نے کہا کہ میری مغفرت ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہ تھا اور نہ آپ ﷺ سے بڑھ کر عظمت والا میری نگاہ میں کوئی اور تھا اور آپ ﷺ کے رعب کی وجہ سے میں آپ کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک بیان کرنے کو کہا جائے تو میں اس کی ہمت نہیں رکھتا کیونکہ میں نے آپ ﷺ کو نظر بھر کر دیکھا ہی نہیں۔ اگر اس حالت میں میری موت آتی تو مجھے امید ہوتی کہ میں جنت میں جاتا، پھر ہم بعض چیزوں پر نگران بنائے گئے مجھے نہیں معلوم میرا ان میں کیا حال ہوگا؟ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ ہو اور نہ آگ ہو۔ جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پر تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالنا اور میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور دیکھ لوں کہ اپنے رب کے بھیجے ہوئے قاصدوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم)

شنوا: تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالو۔ واللہ اعلم

تخریج حدیث (۱۱۷):

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یهدم ما قبلہ .

کلمات حدیث: فی سیاق الموت: موت کے قریب۔ اطباق ثلاث: تین حالات۔ نائحة: میت کے اوصاف بیان کر کے اس پر رونے والی، ماتم کرنے والی جمع نائحات .

شرح حدیث: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے تین ادوار بیان فرمائے اور ان میں سے بہترین دور اس کو زمانے کو قرار دیا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزرا اور آپ ﷺ کی محبت سے سرفراز ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد امارت و سیادت میں مصروف ہوئے اور حصہ زندگی کے بارے میں تامل فرمایا کہ کہیں دنیا کے کاموں میں مصروف ہو کر اللہ اور اللہ کے رسول کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوئی ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک بہت اہمیت کی حامل ہے اور دین کی بہت سی اہم باتیں بیان ہوئی ہیں اسلام ہجرت اور حج سے پہلے کیے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ گناہوں سے مراد حقوق اللہ ہیں حقوق العباد کی ادائیگی اسلام لانے کے بعد بھی لازم ہے۔ جس شخص کی موت کا وقت قریب ہو اس کے سامنے اللہ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ نیاحت یعنی مرنے والے پر رونا پٹینا حرام ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۷/۲۔ روضة المتقین: ۲۵۴/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۷۰/۳)

بَابُ وَدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَ فِرَاقِهِ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهِ
وَالدُّعَاءُ لَهُ، وَطَلْبُ الدُّعَاءِ مِنْهُ
ساتھی کو رخصت کرنا اور سفر وغیرہ کی جدائی کے وقت اس کے لیے دعا کرنا
اور اس سے دعا کی درخواست کرنا اور اس کا استحباب

انبیاء علیہم السلام کا موت کے وقت اولاد کو وصیت کرنا

۲۵۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَوَصَّي بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَنِيهِ وَيَعْقُوبَ يَبْنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (۱۷۲)
أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَايَكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهًُا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ (۱۷۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اس بات کی وصیت کی یعقوب نے بھی کہا کہ اے بیٹو! بے شک اللہ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند کر لیا ہے، پس جب تمہیں موت آئے تو اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو، کیا تم اس وقت حاضر تھے۔ جب یعقوب علیہ السلام کو موت آئی، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے اور تمہارے باپ دادا ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک ہے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔ (البقرہ: ۱۳۲)

تفسیری نکات: آیت کریمہ سے پہلے ارشاد ہوا تھا کہ ملتِ ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احق ہو اور ایسی ملت کے تارک کو کیوں کر احق نہ کہا جائے۔ جس کی یہ شان ہو کہ اسی کی بدولت ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو رسالت کے لیے منتخب کیا اور اس ملت کے دین کو انسانی فطرت کے مطابق بنایا کہ کوئی سلیم الفطرت انسان اس سے روگردانی نہیں کر سکتا دینِ ابراہیم کا مرکزی نقطہ توحید الہی اور ایک اللہ کی بندگی ہے جس کا اظہار حضرت ابراہیم نے ان الفاظ میں فرمایا: ﴿أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ”میں نے پروردگارِ عالم کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔“ اور یہی توحید اور ایک اللہ کی بندگی تمام آسمانی مذاہب کا نقطہ اشتراک ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾

”دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی اور ان سے عہد لیا کہ اسلام کے سوا اور کسی ملت پر نہ مرنا مراد اس کی یہ ہے کہ اپنی

زندگی میں اسلام اور اسلامی تعلیمات پر چنگلی سے عمل کرتے رہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خاتمہ بھی اسلام ہی پر فرمادے۔ جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ تم اپنی زندگی میں جس حالت کے پابند ہو گے اسی حالت پر تمہاری موت بھی ہوگی اور اسی حالت میں محشر میں اٹھائے جاؤ گے اللہ جل شانہ کی عادت یہی ہے کہ جو بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے اور اس کے لیے اپنے مقدر کے مطابق کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیکی کی توفیق دیتے ہیں اور یہ کام اس کے لیے آسان کر دیتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ جس چیز کو وہ اصل دائمی اور لازوال دولت سمجھتے ہیں یعنی اسلام وہ ان کی اولاد کو پوری کی پوری مل جائے اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ ہمیشہ ملت اسلام پر قائم رہنا۔ یہی وصیت ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمائی کہ دیکھو تمہاری ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ یہ تو موضوع سے متعلق قرآن کریم کی آیت تھی۔ اس موضوع سے متعلق متعدد احادیث مروی ہیں ان میں سے ایک حضرت زید بن ارقم سے مروی حدیث ہے جو اس سے پہلے باب اکرام اہل بیت رسول اللہ ﷺ میں گزر چکی ہے۔ (معارف القرآن)

کتاب اللہ اور اہل بیت کے حقوق کی وصیت

۷۱۲۔ وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَمِنْهَا حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِي سَبَقَ فِي بَابِ إِكْرَامِ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا خَطِيبًا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعظَ وَذَكَرْتُمْ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبُ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا: كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا، بِكِتَابِ اللَّهِ فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ" فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ "وَأَهْلُ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ بِطَوْلِهِ.

(۷۱۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا و عظمت کی اور یاد دہانی فرمائی اور فرمایا کہ ابا بعد اے لوگو! میں بشر ہوں قریب ہے کہ اللہ کا فرستادہ میرے پاس آئے اور میں اس کو بلیک کہوں۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک کتاب اللہ جس میں نور اور ہدایت ہے۔ اللہ کی کتاب تھام لو اور مضبوطی سے پکڑ لو۔ غرض رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کے تھام لینے پر زور دیا اور اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا اور میرے اہل بیت۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ (مسلم) یہ روایت مفصل صورت میں پہلے گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۷۱۲): صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل علی رضی اللہ عنہ.

روای حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بنو خزرج سے تعلق تھا انصاری صحابی ہیں سترہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ شرکت کی۔ آپ سے ۹۰ احادیث مروی ہیں۔ ۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔

کلمات حدیث: نقلین: دو بھاری اور نفیس چیزیں یعنی اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت۔ استمسکوا بہ: اسے خوب چمٹے رہو، اسے اچھی طرح تھامے رہو۔ إمساک: (باب افعال) روک۔ استمساک (باب استفعال) خوب مضبوطی سے پکڑنا۔ رغب فیہ: اس سے ترغیب دلائی۔ رغب رغباً (باب سمع) چاہنا خواہش کرنا۔ مرغوب: مطلوب، جمع مرغاب۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ سے اس دنیا سے روانگی سے قبل صحابہ کرام کو اور ان کے توسط سے پوری امت کو وصیت فرمائی کہ دو اہم اور نفیس چیزوں کو بہت مضبوطی سے تھام لو قرآن کریم اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ آئے: عضوا علیہا بالواجب اپنے پچھلے دانتوں سے انہیں مضبوطی سے پکڑ لو۔ اس حدیث میں فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت، یعنی اہل بیت سے تعلق محبت اور ان کے ساتھ تعاون۔ یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۳۲۷) گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۱۷۵/۳۔ نزہۃ المتقین: ۵۷۰/۱)

دین کی تبلیغ کرنے کی وصیت

۷۱۳۔ وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَفِيقًا فَظَنُّ أَنَا قَدْ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا فَسَأَلْنَا عَنْ تَرْكِنَا مِنْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرَنَا، فَقَالَ: ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُّوهُمْ وَصَلُّوا صَلَوةً كَذَا فِي حِينٍ كَذَا وَصَلُّوا كَذَا فِي حِينٍ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَوةُ فَلْيُؤْذِنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيُؤْمِّمْكُمْ أَكْبَرُكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: زَادَ الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةِ لَهُ: "وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي".

قوله: "رحيمًا رفيقًا" روى بقاء وقاف، وروى بقافين.

(۷۱۳) حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کئی افراد جو عمر میں باہم قریب نہ تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے بیس رات آپ کے پاس قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ بڑے مہربان اور نرم دل تھے۔ آپ ﷺ نے سمجھ لیا کہ ہمیں اپنے گھروں والوں کے پاس واپس جانے کا اشتیاق ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے پوچھا کہ اپنے گھروالوں میں کس کس کو چھوڑ کر آئے ہیں۔ ہم نے آپ کو تفصیل بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اہل خانہ کے پاس واپس چلے جاؤ ان کے پاس رہو ان کو تعلیم دو اور حکم دو اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو۔ جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور تم میں سے بڑا امامت کرائے۔ (متفق علیہ)

بخاری نے ایک روایت میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں اور نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

کلمات حدیث (۷۱۳): رحیمار فیکا: رفیق بھی روایت ہے اور رفیق بھی روایت کیا گیا ہے۔

راوی حدیث: حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نوجوانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ سے ۱۵ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ہیں ۹۲ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔

کلمات حدیث: شبۃ: نوجوان، شاب کی جمع۔ اشتقنا: ہم کوشوق ہوا، ہم مشتاق ہوئے۔ اشتیاق (باب افتعال) مشتاق ہونا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ بڑے رحیم اور شفیق تھے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝۱۲﴾

”آپ (ﷺ) مؤمنین پر بڑے رحیم تھے۔“

نوجوانوں کی ایک جماعت خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ ان نوجوانوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد تیس دن قیام کیا آپ ﷺ نے انہیں احکام اسلام کی تعلیم دی اور پھر جب آپ ﷺ نے محسوس فرمایا کہ انہیں اپنے گھر والے یاد آ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں الوداعی نصیحتیں فرمائیں اور انہیں رخصت فرمایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا واپس جا کر اپنے اہل خانہ کو تعلیم دو اور دین کی باتیں سکھاؤ اور احکام اسلام پر عمل کی تاکید کرو۔ اور تم نے جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو۔

قرآن کریم میں متعدد مرتبہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر نماز کی تفصیلات مذکور نہیں ہیں، یہ تمام تفصیلات جزئیات اور احکام رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال و اعمال سے بیان فرمائے ہیں اور یہاں بہت وضاحت سے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے اپنے مناسک حج اخذ کر لو۔ احکام اسلام قرآن کریم میں اجمالاً مذکور ہوئے ہیں ان کی مکمل تفصیل اور ان کی جملہ متعلقہ جزئیات کا بیان سنت نبوی ﷺ سے معلوم ہوا ہے اور اسی لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سنت قرآن کا بیان ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو سنت کا منکر ہے وہ در حقیقت قرآن کا بھی منکر ہے کیونکہ رسول کی اطاعت اور ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم قرآن ہی نے دیا ہے۔ غرض قرآن اور سنت دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں اور دونوں مل کر شریعت ہیں۔

حدیث مبارک دین اسلام سیکھنے کے لیے سفر کرنے کی فضیلت اور اس کی اہمیت کی واضح دلیل ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۸/۵۔ روضة المتقین: ۲/۲۵۷)

سفر پر جاتے وقت دعاء کی درخواست کرنا

۱۴۷۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ وَقَالَ "لَا تَنْسَانَا يَا أَخِي مِنْ دُعَائِكَ فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنْ لِي بِهَا الدُّنْيَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ

”أَشْرَکُنَا يَا أَخِي فِي دُعَايْكَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

(۷۱۴) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اس جملہ سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر مجھے ساری دنیا بھی مل جاتی تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی اور ایک اور روایت میں ہے کہ اے ہمارے پیارے اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کرنا۔ (ابوداؤد، ترمذی) نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۷۱۴): سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء، الجامع للترمذی، ابواب الدعوات .

کلمات حدیث: لا تنسانا : ہمیں نہ بھولنا۔ نسی نسیانا (باب سمع) بھولنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرے کے لیے جانے والوں سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے کہ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے کس قدر محبت کے ساتھ پیش آتے تھے اور صحابہ کرام کے دلوں میں آپ ﷺ کی کس قدر عظمت و محبت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ساری دنیا کی دولت بھی رسول اللہ ﷺ کے اس جملہ کے برابر نہیں ہے۔ (دلیل الفالحین: ۱۷۷/۳)

یہ حدیث اس سے پہلے باب زیارة اہل الخیر میں گزر چکی ہے۔

رخصت کرتے وقت کی دعاء

۷۱۵. وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا رَآهُ سَفَرًا: أَذْنُ مَنِى حَتَّى أَوْدَعَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُنَا فَيَقُولُ: أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

(۷۱۵) حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شخص سے جو سفر کا ارادہ کرتا فرماتے کہ مجھ سے قریب ہو جاؤ کہ میں تمہیں الوداع کہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع کہتے تو آپ ﷺ الوداع کہتے تو فرماتے کہ میں تیرے دین کو تیری امانت کو اور تیرے آخری اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ (ترمذی) نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۷۱۵): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ما يقول إذا ودع انسانا .

کلمات حدیث: اذن منی : میرے قریب ہو جاؤ۔ دنسا دنوا (باب نصر) قریب ہونا۔ دنیا کو دنیا اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ہم اس وقت یہاں موجود ہے اور یہ بہ نسبت آخرت کے ہمارے قریب تر ہے۔ استودع اللہ: اللہ کے پاس ودیعت رکھتا ہوں، اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ استودع : میں الوداع کہتا ہوں۔

شرح حدیث: حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ میرے قریب آ جاؤ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح رسول اللہ ﷺ رخصت فرمایا کرتے تھے۔ ابن حبان کی روایت میں ہے کہ مجاہد کا بیان ہے کہ میں نے اور ایک شخص نے عراق کا ارادہ کیا ہم روانہ ہونے لگے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے ساتھ آئے اور رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں تمہیں دے دوں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شے اللہ کی حفاظت میں رکھوادی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ میں تم دونوں کا دین امانت اور خواتیم اعمال اللہ کے پاس ودیعت رکھواتا ہوں۔ امانت سے مراد اہل و عیال ہیں اور خواتیم اعمال سے مراد زندگی کے آخری اعمال ہیں۔ مناوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مستحب یہ ہے کہ سفر سے پہلے کوئی اچھا عمل کرے مثلاً یہ کہ توبہ کرے تو اہل پڑھے اور صدقہ دے۔ (تحفة الاحوذی: ۳۷۴/۷ - روضة المتقین: ۲۵۸/۲ - دلیل الفالحین: ۱۷۸/۳)

الشکر روانہ کرتے وقت کی دعاء

۱۶۷. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُودَعَ الْجَيْشَ يَقُولُ "أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكُمْ، وَأَمَانَتَكُمْ، وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۶۷) حضرت عبد اللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کے الوداع کہنے کا ارادہ فرماتے تو کہتے کہ میں تمہارے دین کو تمہاری امانت کو اور تمہارے اختتامی اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ (یہ حدیث صحیح اور اسے ابوداؤد وغیرہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۶۷): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب الدعاء عند الوداع.

راوی حدیث: حضرت عبد اللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے اور والد کے ساتھ اسلام قبول کیا بیعت رضوان میں شرکت کی اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔ آپ سے ۱۲۷ احادیث مروی ہیں، کوفہ میں انتقال فرمایا۔

(الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: خواتیم عملک: تیرے آخری اعمال۔ خواتیم جمع ہے واحد خاتم ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو رخصت فرماتے تو ان اصحاب لشکر کو مخاطب کر کے فرماتے کہ میں تمہارے دین کو تمہاری امانتوں کو اور تمہارے آخری اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یعنی تمہارا دین محفوظ رہے تمہاری امانتیں یعنی مال و متاع اور اہل و عیال باحفاظت رہیں اور اللہ کرے کہ تمہارے اعمال ہمیشہ اچھے اعمال رہیں جن میں غرض و غایت صرف اللہ کی رضا ہو، یہاں تک کہ تمہاری موت آجائے اور تم اعمال صالحہ پر قائم رہو۔ (روضۃ المتقین: ۲۶۰/۲)

سفر میں بھی تقویٰ پر قائم رہا جائے

۷۱۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِي، فَقَالَ : ”زَوِّدَكَ اللَّهُ التَّقْوَى“ قَالَ زِدْنِي، قَالَ : ”وَعَفَّرَ ذَنْبَكَ“ قَالَ : زِدْنِي، قَالَ : ”وَيَسِّرْ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(۷۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سفر کا ارادہ ہے آپ ﷺ مجھے توشہ سفر عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تقویٰ کو تمہارے لیے زادِ راہ بنائے۔ اس نے کہا کہ کچھ اور فرمائیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہارے گناہ معاف کرے اس نے پھر کہا کہ یا رسول اللہ اس میں زیادتی کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جہاں بھی ہو تمہارے لیے بھلائی کو آسان فرمادے۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۷۱۷): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات .

کلمات حدیث: زودك الله: اللہ تیرے لیے زادِ راہ بنائے۔ زود: توشہ دینا، زادِ سفر دینا۔ تزويد: زادِ راہ دینا۔ زاد: کھانے پینے کی اشیاء جو سفر میں ساتھ رکھی جائیں۔

شرح حدیث: مسافر جب سفر پر روانہ ہوتا ہے تو وہ کھانا پینا اور ایسی چیزیں اپنے ساتھ لے لیتا ہے جن کی سفر میں ضرورت پیش آئے اور منزل پر پہنچ کر ان کی حاجت پیش آئے اللہ کے یہاں جانا بھی ایک سفر ہے اور اس سفر کا زادِ راہ تقویٰ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾

”زادِ راہ ساتھ لے لو اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔“

ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! سفر کا ارادہ ہے آپ مجھے زادِ راہ عنایت فرمادیجئے۔ (یعنی نصیحت کردیجئے) اور دعاء فرمادیجئے جو میرے لیے سفر میں خیر و برکت کا باعث ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تمہارے لیے زادِ راہ بنائے۔ اس نے کہا کچھ اور بھی فرمائیے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تمہاری مغفرت کرے اس نے پھر کہا کہ کچھ اور فرمائیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جہاں کہیں پہنچو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے خیر کے کاموں کو آسان فرمادے اور دنیا اور آخرت کی خیر حاصل ہو۔

(تحفة الاحوذی: ۳۷۶/۷ - روضة المتقين: ۲۶۰/۲)

بَابُ الْإِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ استخارہ اور مشورہ کا بیان

۲۶۰. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَسَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ کرتے رہیے۔“ (ال عمران: ۱۵۹)

۲۶۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ اَيُّ يَتَشَاوَرُونَ بَيْنَهُمْ فِيهِ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں۔“ (الشوری: ۳۸) یعنی آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔

تفسیری نکات: ان آیات کریمہ میں سے پہلی آیت میں رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اپنے معاملے میں ان سے مشورہ کرتے رہیے اور دوسری آیت میں مسلمانوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے کام آپس کے مشورہ سے کرتے ہیں۔ دونوں جگہوں پر مشورہ کے ساتھ امر کا لفظ مذکور ہے۔ ہر مہتمم بالشان قول اور فعل کو امر کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جن کاموں میں وحی ہوتی تھی وہ آپ ﷺ وحی کے مطابق انجام دیتے اور جو امور اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ ﷺ کی صوابدید پر چھوڑ دیئے جاتے آپ ان میں مشورہ فرماتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ نے غزوہ بدر اور غزوہ احد کے موقع پر مشورہ فرمایا۔ اور بہت مرتبہ آپ ﷺ نے اپنی رائے کے برخلاف مشورہ دینے والوں کی رائے پر عمل فرمایا۔ بعد میں صحابہ کرام کا بھی یہی معمول رہا کہ تمام معاملات میں باہم مشورہ کیا کرتے تھے۔ مشورہ عام ہے خانگی معاملات ہو یا ازدواجی۔ معاشرتی مسائل ہوں یا امور مملکت ہر جگہ مشورہ مستحسن اور مستحب ہے۔ (معارف القرآن)

استخارہ کی اہمیت

۷۱۸. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي

الْأُمُور كُلِّهَا كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْقِرْطَاضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ

وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ

وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ“ اَوْ قَالَ: عَاجِلْ اَمْرِیْ وَاجِلْهُ فَاقْدِرْهُ لِّیْ وَیَسِّرْهُ لِّیْ ثُمَّ بَارِكْ لِّیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ

تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرُّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَتِي، أَمْرِي أَوْ قَالَ: عَاجِلُ أَمْرِي وَآجِلُهُ فَاصْبِرْ لَهُ عَنِّي وَاصْبِرْ فَنِي عَنْهُ، وَأَقْدَرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ وَصَّنِي بِهِ. قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۷۱۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر معاملے میں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جیسے قرآن کریم کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت پڑھے پھر کہے کہ اے اللہ میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری طاقت کے ذریعے سے تجھ سے طاقت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو قدرت رکھنے والا ہے اور میرے اندر کوئی طاقت نہیں تو علم والا ہے اور میں بے علم ہوں اور تو تمام غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین معاش انجام کار کے اعتبار سے میرے لیے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرما۔ یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر یہ کام دنیا اور آخرت کے لحاظ سے بہتر ہے تو تو اسے میرے لیے مقدر فرما دے اور اس کے کرنے کو میرے لیے آسان فرما دے پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین معاش انجام کار کے لحاظ سے میرے لیے برا یا دنیا اور آخرت کے لحاظ سے برا ہے تو اس کو مجھ سے دور فرما دے اور مجھ کو اس سے دور کر دے اور مجھے بھلائی مقدر فرما جہاں بھی وہ ہے پھر میرے لیے اس پر راضی کر دے۔ اس کے بعد اپنی ضرورت کا ذکر کرے۔

تخریج حدیث (۷۱۸): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی.

کلمات حدیث: الاستخارة: طلب خیر کرنا، اللہ سے امر خیر کی جانب راہنمائی طلب کرنا۔ استخار استخارة (باب استفعال) طلب خیر کرنا۔ عاجل امری و آجلہ: میرا وہ کام جو جلد ہونے والا یا بعد میں ہونے والا ہے۔

شرح حدیث: فرائض و واجبات اور جو امور شریعت نے مقرر فرمادیے ہیں ان میں استخارہ نہیں ہے بلکہ احکام شریعت کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا کام ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہے اس میں بھی استخارہ نہیں ہے بلکہ اس کو نہ کرنا لازم ہے۔ صرف مباح امور میں استخارہ کیا جاتا ہے مثلاً کسی کو کہیں سفر کرنا ہے تو وہ یہ استخارہ کرے کہ سفر کرے یا نہ کرے۔ فوراً اس سفر پر جائے یا بعد میں کسی وقت جائے یا مثلاً بچی کے نکاح کے دو جگہ سے پیغام ہیں اس پیغام کو قبول کرے یا دوسرے پیغام کو قبول کرے یہ اور اس طرح کے دیگر مباح امور میں استخارہ کرنا چاہیے۔

استخارہ کے لیے فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعاء پڑھنی چاہیے۔ اگر تحیۃ المسجد کے ساتھ استخارہ کی نیت کر لی جائے تب بھی درست ہے۔ استخارہ کے بعد جس امر پر یا جس پہلو پر قلب مطمئن ہو کر لینا چاہیے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استخارہ کے لیے رات کا ہونا یا خواب دیکھنا یا کوئی غیبی اشارہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ ضروری چیز دو رکعت نماز پڑھنا اور استخارہ کی دعا کرنا ہے۔ (فتح الباری: ۱/۷۲۶۔ روضة المتقین: ۲/۲۶۲)

الباب (۹۸)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ إِلَى الْعِيدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْحَنَازَةِ
وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيقٍ وَالرَّجُوعِ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ لِكَثِيرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ
نماز عید، مریض کی عیادت، حج، جہاد اور جنازہ وغیرہ کے لیے ایک راستے سے جانے اور دوسرے
راستے سے واپس آنے (تا کہ مواضع عبادت بکثرت ہو جائیں) کا استحباب

عید کے دن آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا

۷۱۹. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ
الطَّرِيقَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

”قَوْلُهُ“ ”خَالَفَ الطَّرِيقَ“ : يَعْنِي ذَهَبَ فِي طَرِيقٍ، وَرَجَعَ فِي طَرِيقٍ آخَرَ .

(۷۱۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے روز راستہ بدلا کرتے تھے۔ (بخاری) یعنی ایک

راستے سے جاتے اور دوسرے راستے سے آیا کرتے تھے۔

تخریج حدیث (۷۱۹): صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب من خالف الطريق إذا رجع يوم عید .

کلمات حدیث: خالف الطريق : آپ ﷺ نے راستہ بدلا۔ خالف مخالفة (باب مفاعله) خلاف کرنا، برخلاف کرنا۔

شرح حدیث: عید کے دن نماز عید کے جانے اور آنے میں مستحب یہ ہے کہ ایک راستے سے جائے اور دوسرے راستے سے واپس
آئے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا مقتضایہ ہی ہے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راستہ بدلنے میں حکمت یہ ہے کہ عبادت کے مقامات
کی کثرت ہو جائے۔ یعنی جاتے ہوئے جو مقامات آئے ان میں یہ جانے والا عبادت کرنے والا تھا اور واپسی پر جب دوسرے مقامات
سے آیا تو ان مقامات پر بطور عابد گزر ہوا اور اس طرح اس کے مقامات عبادت میں اضافہ ہو گیا کیونکہ قیامت کے روز دونوں طرف کے
راستے گواہی دیں گے کہ اللہ کا بندہ اللہ کی عبادت کے لیے یہاں سے گزرا تھا، اور عیدین کے روز تکبیرات مسنون ہیں تو دونوں طرف کے
راستے اللہ کے ذکر سے معمور ہو جائیں گے۔ (فتح الباری : ۱/۶۶۲ - روضة المتقين : ۲/۲۲۴ - دليل الفالحين : ۳/۱۸۳)

رسول اللہ ﷺ نے حج کے لیے آتے جاتے راستہ تبدیل فرمایا

۷۲۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ

الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا ! ”وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى
مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ .

(۷۲۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ شجرہ کے راستے سے باہر نکلتے اور معرس کے راستے سے داخل ہوتے اور جب مکہ میں داخل ہوتے ثنیہ علیا (اوپر کی کھائی) سے داخل ہوتے اور ثنیہ سفلی (نچلی کھائی) کے راستے واپس آتے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۲۰): صحیح البخاری، کتاب الحج، باب خروج النبی ﷺ عن طریق الشجرة . صحیح

مسلم، کتاب الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا والخروج منها من الثنية السفلى .

کلمات حدیث: معرس : آخر شب میں قافلہ کے رکنے اور آرام کرنے کی جگہ۔ ایک مقام کا نام جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ الثنیۃ العلیا : تھوڑی ٹالی کو کہتے ہیں۔ الثنیۃ السفلی : ثنیہ دو پہاڑوں کے درمیان تک راستے کو کہتے ہیں۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ حج کے ارادے سے یا عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوتے تو آپ ﷺ شجرہ کے راستے سے روانہ ہوتے، شجرہ سے مراد ذوالحلیفہ ہے، جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا اور ذوالحلیفہ اہل مدینہ کی میقات ہے۔ شجرہ سے مراد وہ درخت ہے جس کے نیچے حضرت اسماء بنت عمیس کے یہاں حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اسماء کو کہیں کہ غسل کر کے احرام باندھ لیں۔ واللہ اعلم

اور جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ منورہ واپس آتے تو معرس سے داخل ہوتے جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ (فتح الباری : ۱/۸۸۶۔ روضة المتقین : ۲/۲۶۶۔ دلیل الفالحین : ۳/۱۸۳)



البَابُ (۹۹)

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الْيَمِينِ فِي كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيمِ نیک کاموں میں دائیں ہاتھ کو مقدم رکھنے کا استحباب

كَالْوُضُوءِ وَالْفُغْسِلِ وَالتَّيْمُمِ وَلُبْسِ الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِيلِ وَدُخُولِ الْمَسْجِدِ،
وَالسَّوَاكِ وَالْإِكْتِحَالِ وَتَقْلِيمِ الْأَطْفَارِ، وَقَصِّ الشَّارِبِ، وَتَنْفِثِ الْإِبْطِ وَحَلْقِ الرَّأْسِ وَالسَّلَامِ مِنَ
الصَّلَاةِ، وَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمُصَافَحَةِ وَاسْتِئْذَانِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالْخُرُوجِ مِنَ الْخَلَاءِ وَالْأَخْذِ
وَالْعَطَاءِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا هُوَ فِي مَعْنَاهُ وَيَسْتَحِبُّ تَقْدِيمُ الْيَسَارِ فِي ضِدِّ ذَلِكَ كَالْأَمْنَحَاطِ وَالْبَصَاقِ
عَنِ الْيَسَارِ وَدُخُولِ الْخَلَاءِ وَالْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَخَلْعِ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالثَّوْبِ
وَالْإِسْتِنْجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْدَرَاتِ وَأَشْبَاهِ ذَلِكَ.

جیسے وضو، غسل، تیمم، کپڑا پہننا، جوتا پہننا، موزہ اور شلوار پہننا، مسجد میں آنا، مسواک کرنا، سر، لگانا، ناخن تراشنا، مونچھیں کترانا،
بغل کے بالوں کو اکھاڑنا، سر منڈانا، نماز سے سلام پھیرنا، کھانا پینا، مصافحہ کرنا، حجر اسود کا استلام کرنا، بیت الخلاء سے باہر آنا اور دینا اور لینا
وغیرہ، اسی طرح بائیں ہاتھ کا مقدم کرنا ان امور کے برخلاف امور میں مستحب ہے جیسے: ناک صاف کرنا، تھوکرنا، بیت الخلاء میں داخل
ہونا، مسجد سے باہر نکلنا، موزے جوتے شلوار اور کپڑے اتارنا، استنجاء کرنا، گندے کام کرنا اور اس طرح کے دوسرے کام۔

اہل جنت کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے

۲۶۲. قَالَ تَعَالَى:

﴿فَأَمَّا مَنْ أَوْفَىٰ كَتَبَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَٰؤُمِ اقْرَءُوا كِتَابِيَةَ ۖ﴾ (الْأَنْبِيَاءِ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جس شخص کو اس کے دائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا وہ کہے گا کہ میرا نامہ اعمال پڑھو۔“ (الحاقة: ۱۹)

۲۶۳. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿فَأَصْحَبُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَبُ الْيَمِينِ ۖ وَأَصْحَبُ الشِّمَةِ مَا أَصْحَبُ الشِّمَةِ ۖ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”پس دائیں ہاتھ والے دائیں ہاتھ والے ہیں اور بائیں ہاتھ والے بائیں ہاتھ والے ہیں۔“ (الواقعة: ۸)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ کے وہ بندے جو روز قیامت سرفراز اور کامیاب ہوں گے ان کا نامہ اعمال ان کے
دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ خوشی اور مسرت سے کہیں گے لو دیکھ لو اور اسے پڑھ لو۔ اس میں تمام کے تمام اعمال صالحہ اور ان کا بے

حساب اجر و ثواب موجود ہے اور دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ کے کامیاب اور کامران بندے عرش الہی کے دائیں جانب ہوں گے یہ اہل جنت ہوں گے اور ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں ہوگا جبکہ اہل جہنم بائیں جانب ہوں گے اور ان کے نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ (معارف القرآن)

آپ ﷺ اچھے کاموں کو دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے

۷۲۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيْمُنُ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، فِي طُهُورِهِ، وَتَرَجُّلِهِ، وَتَنْعَلِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۷۲۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے کام کرنا پسند تھا، وضوء میں، کنگھی میں اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے ابتداء فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۲۱): صحیح البخاری، باب التیمن فی الوضوء والغسل، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب التیمن فی الطہور وغیرہ۔

کلمات حدیث: تیمن: دائیں ہاتھ سے کام کرنا اور دائیں طرف سے شروع کرنا۔ یمین: داہنا ہاتھ، برکت و قوت، جمع ایمان۔ الایمن: داہنی طرف، دائیں جانب۔ یعجبہ التیمن فی شأنہ کلہ: آپ ﷺ اپنے ہر معاملہ میں دائیں جانب سے آغاز کو اور دائیں ہاتھ سے کام کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

شرح حدیث: تمام اچھے کاموں میں دائیں ہاتھ، دائیں پیر اور دائیں جانب کو مقدم رکھنا مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں دائیں ہاتھ سے کام کرنے اور دائیں جانب سے آغاز کرنے کو پسند فرماتے تھے اور آپ حتی الوسع اسی طرح فرماتے تھے۔ سوائے بیت الخلاء میں جانے کے اور مسجد سے باہر آنے کے اور اسی طرح استنجاء اور ناک صاف کرنے کے وقت آپ بایاں ہاتھ استعمال فرماتے تھے۔

غرض تمام اچھے کاموں میں دائیں جانب سے شروع کرنا اور دائیں ہاتھ سے کام لینا مستحب ہے، کنگھی، غسل اور سر منڈانے میں سر کے دائیں حصے سے شروع کرنا مستحب ہے، جوتا اور موزہ بھی دائیں پیر میں پہلے پہننا مستحب ہے۔ وضو میں دایاں ہاتھ دایاں پیر پہلے دھونا مستحب ہے، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے وضوء میں تیامن کی خلاف ورزی کی تو سنت کی خلاف ورزی کی اور اتباع سنت کے ثواب سے محروم رہا لیکن وضوء ہو جائے گا۔ (فتح الباری: ۱/۳۳۳۔ إرشاد الساری: ۱/۳۸۵۔ عمدۃ القاری: ۲/۴۳۸)

استنجاء اور دیگر گندے کاموں کو بائیں ہاتھ سے انجام دیا جائے

۷۲۲۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَذْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ

الْیَسْرَى لِخَلَاتِهِ وَمَا كَانَ مِنْ أَدَى حَدِيثٍ صَحِيحٍ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۷۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضوء اور طعام کے لیے تھا اور بائیں ہاتھ

استنجاء اور ان کاموں میں استعمال ہوتا جن میں کوئی ناگواری ہوتی۔ (یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداؤد وغیرہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۷۲۲): سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ مس الذکر بالیمین فی الاستبراء۔

کلمات حدیث: الیمنی : داہنا ہاتھ۔ الیسری : بائیں ہاتھ۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ وضوء اور غسل میں دائیں جانب سے آغاز کرتے یعنی دایاں ہاتھ اور دایاں پیر پہلے دھوتے اور

دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے کہ داہنے ہاتھ میں برکت ہے اور تنکیر کافروں کی مخالفت ہے کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھاتے تھے اور استنجاء

وغیرہ میں بائیں ہاتھ استعمال فرماتے تھے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے حدیث صحیح ہے کہ ”جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے عضو کو

داہنا ہاتھ نہ لگائے اور جب حاجت کے لیے جائے تو دائیں ہاتھ سے صفائی نہ کرے۔“

(روضۃ المتقین: ۲/۲۶۸۔ دلیل الفالحین: ۳/۱۸۵)

میت کے غسل میں بھی دائیں جانب کو مقدم رکھے

۷۲۳۔ وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُنَّ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ”ابْدُءَنَّ بِمِائِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۷۲۳) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے

غسل وفات کے بارے میں عورتوں سے فرمایا کہ داہنے اعضاء اور وضوء کے اعضاء سے ابتدا کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۲۳): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل۔ صحیح مسلم،

کتاب الجنائز، باب فی غسل المیت۔

راوی حدیث: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام نسیم بنت حارث ہے، ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

غزوات میں شرکت فرمائی جن میں وہ زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں، آپ سے ۴۰ احادیث مروی ہیں جن میں ۹ متفق علیہ ہیں۔

(دلیل الفالحین: ۳/۱۸۷۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابة)

کلمات حدیث: میامن: دائیں جانب، دائیں اعضاء، میمہ کی جمع: داہنا حصہ، داہنی طرف۔

شرح حدیث: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا زمانہ نبوت میں انتقال کر جانے والی عورتوں کو غسل دیا کرتی تھیں، حضرت زینب رضی

اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں کا انتقال ۸ھ میں ہوا تو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل دیا

اور اس موقع پر آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ دائیں طرف سے غسل دینا شروع کریں۔

(روضۃ المتقین: ۳/۲۶۹ - دلیل الفالحین: ۳/۱۸۷)

جوتا دائیں پاؤں میں پہلے پہنیں

۷۲۴. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا تَعَلَّ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمْنَى وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشَّمَالِ. لَتَكُنَّ الْيَمْنَى أَوْلَهُمَا تَعَلُّوَ وَآخِرُهُمَا تَنْزَعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۷۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پیر سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں سے اتارے کہ جوتا پہنتے وقت دائیں پیر سے پہل کرے اور جوتا اتارتے وقت دائیں پیر سے آخر میں اتارے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۲۴): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ینزع نعل الیسری۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب إذا انتعل فلیبدأ بالیمین وإذا خلع فلیبدأ بالشمال۔

شرح حدیث: امام ابن العربی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمام اعمال صالحہ میں ابتداء بالیمین افضل ہے کیونکہ حسی طور پر دائیں جانب کو قوت اور تقویٰ حاصل ہے اور شرعاً اس کی تقدیم افضل اور مستحب ہے۔ خطاب نے فرمایا کہ جوتا انسان کے لیے باعث شرف و فضیلت ہے کہ انسان جوتا پہن کر اپنے پاؤں کو گندگی، آلودگی اور تکلیف دہ چیز سے بچا لیتا ہے اس لیے پہننے میں جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور اتارتے وقت بائیں پیر سے جوتا اتارے تاکہ دائیں پیر میں جوتا زیادہ وقت رہے۔ جبکہ بیت الخلاء میں جاتے وقت بائیں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت دایاں پاؤں باہر نکالے تاکہ دائیں پاؤں کا بیت الخلاء کے اندر رہنے کا وقت کم ہو جائے اور اس طرح اس کی تکریم ہو جائے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۲۷۰ - دلیل الفالحین: ۳/۱۸۷)

کھانا پینا سیدھے ہاتھ سے ہونا چاہیے

۷۲۵. وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لِمَطْعَمِهِ وَشَرَابِهِ وَيَجْعَلُ يَسَارَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ.

(۷۲۵) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے لیے استعمال کرتے تھے اور بائیں ہاتھ ان کاموں کے علاوہ تھا۔ (اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے اختیار کیا ہے)

تخریج حدیث (۷۲۵): سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ مس الذکر بالیمین فی الاستبراء۔

راوی حدیث: حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا بعث نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت قریش کعبۃ اللہ

کی تعمیر میں مصروف تھے پہلا نکاح خمیس بن صرافہ سے ہوا جو غزوہ بدر یا احد میں زخمی ہونے کے بعد انتقال کر گئے ان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ ۲۵ھ میں انتقال فرمایا۔ (الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: کان يجعل يمينه : دائیں ہاتھ کو استعمال کرتے تھے۔ لما سوى ذلك : اس کے علاوہ۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کھانے پینے کی اشیاء دائیں ہاتھ سے لیتے اور دائیں ہاتھ سے تناول فرماتے اور اسی طرح لباس کو داہنے ہاتھ سے پکڑتے اور اسے پہننے میں دایاں ہاتھ استعمال فرماتے تھے۔ یعنی قمیص میں دایاں ہاتھ پہلے داخل فرماتے اور شلوار میں دایاں پیر پہلے داخل کرتے۔ یعنی ہر اس کام میں داہنا ہاتھ استعمال فرماتے جس میں کوئی شرف و فضیلت ہو اور ہر اس کام میں بائیں ہاتھ استعمال کرتے جس میں اذی کا اور اہانت کا پہلو ہو۔ (روضۃ المتقین : ۲/۲۷۰۔ دلیل الفالحین : ۱۸۸/۳)

کپڑے پہننا وضوء کرنا بھی دائیں ہاتھ سے شروع کریں

۴۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَأَبْدُوا بَأْيَا مِنْكُمْ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

(۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کپڑا پہنو یا وضوء کرو تو

دائیں اعضاء سے شروع کرو۔ (یہ حدیث صحیح ہے اسے ابوداؤد اور ترمذی نے سند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۴۲۶): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب الانتعال، الجامع للترمذی، ابواب اللباس، باب ما

جاء بأي رجل يبدأ إذا انتعل .

کلمات حدیث: بأيمانكم : اپنے داہنے اعضاء سے۔ ایمن : ایمن کی جمع، دائیں جانب، دایاں عضو۔ یمن کے معنی برکت کے ہیں اور یمین کے معنی کسی شے سے حصول برکت کے ہیں۔ نیز یمین کے معنی دائیں جانب سے یا دائیں اعضاء سے ابتداء کرنے کے ہیں۔

شرح حدیث: حدیث کا مقصود یہ ہے کہ دائیں اعضاء کو بائیں اعضاء پر ایک درجہ میں فضیلت حاصل ہے اس لیے دائیں اعضاء سے ابتداء افضل ہے۔ غرض ہر وہ کام جو کسی شرف اور فضیلت کا حامل ہو اسے دائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے اور اس میں یمین کا لحاظ رکھنا چاہیے اور جو کام شرف و فضیلت کا حامل نہ ہو اسے بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

(روضۃ المتقین : ۲/۲۷۱۔ دلیل الفالحین : ۱۸۹/۳)

سر کے بال دائیں جانب سے منڈانا کوٹنا شروع کریں

۴۲۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنْى فَاتَى الْجُمُرَةَ

فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِئْمَى وَنَحَرْتُمْ قَالَ لِلْحَلَّاقِ "خُذْ" وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ : ثُمَّ جَعَلَ

يُعْطِيهِ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ "لَمَّا رَمَى الْجُمْرَةَ، وَنَحَرَ نُسْكَهَ، وَحَلَقَ: نَأْوَلَ الْحَلَّاقُ شِقَّهُ، الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ، ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَأْوَلَهُ، الشَّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ: أَخْلِقْ" فَحَلَقَهُ، فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ: "أَقْسِمُ بِبَيْنِ النَّاسِ."

(۲۷۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ تشریف لائے اور جمرہ پر اسے کنکریاں مارے پھر منیٰ میں اپنے جائے قیام پر تشریف لائے اور قربانی فرمائی۔ پھر حلاق سے کہا کہ لو اور اپنے سر کے دائیں جانب اشارہ فرمایا اور پھر بائیں جانب اور پھر آپ ﷺ نے وہ بال لوگوں کو عطا فرمادیے۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اپنی قربانی کا جانور ذبح کر لیا اور حلق کروانے لگے تو سر کی دائیں جانب حلاق کی طرف کی اس نے دائیں جانب حلق کر دیا آپ ﷺ نے ابوطحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بال ان کو عطا فرما دیئے پھر آپ ﷺ نے سر کا بائیں حصہ حلاق کے آگے کیا اور فرمایا حلق کر دو اس نے حلق کر دیا آپ تے وہ بھی ابوطحہ رضی اللہ عنہ کو دیدئے اور فرمایا انہیں لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔

تخریج حدیث (۶۲۷): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان . صحیح

مسلم، کتاب الحج، باب بیان ان السنة يوم النحر ان يرمى ثم يحلق .

کلمات حدیث: الحمرۃ: جمرہ عقبہ منیٰ کا مشہور مقام، جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ خذ: لے لو۔ أخذ أخذًا (باب نصر) سے امر کا صیغہ۔ مراد یہ ہے کہ سر مونڈو۔ نسکہ: قربانی کا جانور۔ نسک: عبادت۔ نسک نسکا (باب نصر) جانور ذبح کیا۔ نسیکہ: ذبیحہ۔ جمع نسک۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ تشریف لائے اور جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں ماریں پھر منیٰ میں اپنی جائے قیام پر تشریف لائے اور اس جانور کی قربانی کی جو آپ ﷺ قربانی کے لیے ساتھ لائے تھے۔ (ہدیٰ) ابن التین نے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے مسجد کے قریب جمرہ اولیٰ کے پاس قربانی فرمائی اور صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر سات اونٹ ذبح فرمائے۔

آپ ﷺ نے سر کے داہنے حصے کی طرف اشارہ فرمایا کہ اسے مونڈو اور پھر سر کا بائیں حصہ منڈوایا اور بال ابوطحہ کو عطا فرمائے۔ جمہور علماء کے نزدیک سر کے دائیں حصے کا پہلے حلق کرنا مستحب ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عسقلانی نے بالوں کے دیئے جانے کے بارے میں متعدد روایات کے ذکر کرنے کے بعد ان میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ آپ ﷺ نے سر کے دائیں حصے کے بال حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے کہ انہیں لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیں اور بائیں حصے کے بال بھی حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے اور فرمایا کہ انہیں ام سلیم رضی اللہ عنہا (ابوطحہ کی اہلیہ) کو دیدیں۔ (فتح الباری: ۱/۳۳۴۔ تحفة الأحوذی: ۳/۷۸۲۔ روضة المتقين: ۲/۲۷۱)

کتاب آداب الطعام

(الباب ۱۰۰)

کتاب آداب الطعام باب التسمية في أوله والحمد في آخره
کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا اور کھانا کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا

اللہ کا نام لے کر شروع کریں

۷۲۸. عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بِسْمِ اللَّهِ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۷۲۸) حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لودائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۲۸): صحیح البخاری، کتاب الاطعمه، باب التسمية على الطعام والاكل باليمين. صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشرب واحكامهما.

کلمات حدیث: بسم اللہ: اللہ کا نام لو، یعنی بسم اللہ پڑھو۔ اسم نام جمع اسماء۔ اسماء اللہ الحسنی: اللہ کے بہترین نام۔ سبی تسمیہ: (باب تفعلیل) نام رکھنا۔ سم: صیغہ امر، نام لو۔ سم اللہ: اللہ کا نام لو۔

شرح حدیث: عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ کے پہلے شوہر سے صاحبزادے رسول اللہ ﷺ کے ربیب بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو، اپنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اگر ایک ہی برتن میں مختلف النوع کھانے ہوں تو آدمی اپنا ہاتھ ان کھانوں کی جانب بڑھا سکتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۳۸) میں گزر چکی ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۶۰۶/۵ - روضة المتقين: ۲۷۳/۲ - دليل الفالحين: ۱۶۱/۳)

شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو یہ پڑھے

۷۲۹. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ فَإِنْ نَسِيَ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ"، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ کا نام لے اگر کھانے کے شروع میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو یہ کہہ لے بسم اللہ اولہ وآخرہ (اللہ ہی کا نام ہے پہلے بھی اور آخر میں بھی) ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

خریج حدیث (۲۹): سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب التسمیۃ علی الطعام۔ الجامع للترمذی، ابواب لاطعمہ، باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام۔

شرح حدیث: کھانا یا پینا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مستحب ہے۔ اگر ابتداء میں بھول جائے تو جب یاد آئے جب پڑھ لے اور یہ کہے کہ بسم اللہ اولہ وآخرہ اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے۔ اس طرح کہنے سے بسم اللہ کی رکت اس کھانے کو بھی مشتمل ہو جائے گی جو کھا چکا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عموماً بھی بسم اللہ نہ پڑھی اور کھانے کے دوران خیال آجائے یا کوئی توجہ دلا دے تو بھی بسم اللہ اولہ وآخرہ کہہ لے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کھانے اور پینے کے دوران بھی اللہ کا نام لینے سے سنت ادا ہو جائے گی۔ مگر وضوء کے آغاز میں اگر بسم اللہ نہ پڑھی اور اثناء وضوء پڑھی تو سنت ادا نہیں ہوگی۔ البتہ محیط میں ہے کہ کھانے پینے کے آغاز میں یا وضوء کے شروع میں کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

(تحفة الاحوذی: ۶۰۸/۵۔ روضة المتقین: ۲۷۳/۲۔ عمدۃ القاری: ۲۸/۲۱)

بسم اللہ کی برکت سے شیطان قریب نہیں آتا

۴۳۰. وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا صُحَابَةَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَذَرَكُمُ الْمَيِّتَ: وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى: عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَذَرَكُمُ الْمَيِّتَ وَالْعَشَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور اندر آنے کے وقت اور کھانے کے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان اپنے اصحاب سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہارے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ کھانا ہے اور اگر گھر میں داخل ہو اور اللہ کا نام نہ لیا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات کا ٹھکانہ مل گیا اور جب کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات گزارنے کا ٹھکانا بھی مل گیا اور رات کا کھانا بھی۔ (مسلم)

خریج حدیث (۴۳۰): صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب آداب الطعام والشراب واحکامهما۔

ملات حدیث: مبيت: رات گزارنے کی جگہ۔ بات بیتا ومبيتاً (باب نصر وضرب) رات گزارنا۔

شرح حدیث: سنن ابوداؤد میں حضرت ابوما لک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو یہ کہے:

”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلِجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلِی اللّٰهِ رَبَّنَا تَوَكَّلْنَا“

”اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں خیر کے ساتھ داخل ہونا اور خیر کے ساتھ باہر آنا۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم اندر آئے اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم باہر نکلے اور اللہ جو ہمارا رب ہے ہم نے اسی پر بھروسہ کیا۔“

اور اس کے بعد اپنے اہل خانہ کو سلام کرے۔

شیطان اپنے اعوان و انصار کے ساتھ پھرتا ہے، جس گھر میں اہل خانہ گھر میں آنے کے وقت اور کھانا کھانے کے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں شیطان کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تم رات گزار سکتے ہو اور نہ یہاں کھانا ہے اور جس گھر میں آدمی نہ داخلے کے وقت اللہ کا نام لیتا ہے اور نہ کھانے کے وقت اللہ کا نام لیتا ہے شیطان کہتا ہے کہ آج رات یہ گھر تمہارا ٹھکانہ ہے اور یہاں تمہارے لیے کھانا بھی موجود ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶۰/۱۴ - روضة المتقین: ۲۷۴/۲ - دلیل الفالحین: ۱۹۲/۳)

جو کھانا بسم اللہ کے بغیر کھایا جائے اس میں شیطان شریک ہوتا ہے

۴۳۱. وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضْعُ أَیْدِنَا حَتَّى یَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیضَعُ یَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِیَةٌ كَانَتْهَا تَذْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضْعَ یَدَهَا فِی الطَّعَامِ فَآخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَیْدَهَا ثُمَّ جَاءَ أَغْرَابِیٌّ كَانَتْهَا یُذْفَعُ فَآخَذَ بَیْدَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا یَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِیَةِ لِیَسْتَحِلَّ بِهَا فَآخَذْتُ بَیْدَهَا، فَجَاءَ بِهَذَا الْأَغْرَابِیِّ لِیَسْتَحِلَّ بِهِ فَآخَذْتُ بَیْدَهُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدَهُ إِنْ یَدُهُ فِیْ یَدِیْ مَعَ یَدَیْهِمَا" ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى وَآكَلَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۴۳۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانے کے لیے موجود ہوتے تو ہم اس وقت تک ہاتھ نہ بڑھاتے جب تک رسول اللہ ﷺ ابتداء نہ فرماتے اور ہاتھ نہ بڑھاتے۔ ایک مرتبہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ ایک لڑکی آئی جس نے اسے دھکیلا جا رہا ہو اور کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا جیسے اسے دھکیلا جا رہا ہو آپ ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ شیطان اس لڑکی کو اسی لیے لایا تھا کہ اس کے ذریعہ سے کھانے کو اپنے لیے حلال کر لے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس اعرابی کو لایا کہ اس کے ذریعہ سے کھانے کو اپنے لیے حلال کرے تو میں نے اس کا بھی ہاتھ

پکڑ لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے پھر آپ نے اللہ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۷۳۱): صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب آداب الطعام والشراب واحکامها۔

کلمات حدیث: کانہا تدفع: تیزی سے آرہی تھی جیسے اسے دھکیلا جا رہا ہو۔ دفع دفعاً (باب فتح) ہٹانا، دور کرنا، دھکیلنا۔

شرح حدیث: صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کا احترام کرتے اور آپ ﷺ کے احترام اور تکریم کی بنا پر کھانے میں اس وقت تک پہل نہ کرتے جب تک رسول اللہ ﷺ پہل نہ فرماتے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص بغیر بسم اللہ کے کھانا شروع کر دے تو اس کھانے پر شیطان کو قدرت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اس میں سے کھا سکتا ہے اور حاضرین میں سے کوئی ایک بھی بسم اللہ پڑھ لے تو اس کھانے پر شیطان کو قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ تو پرستی فرماتے ہیں کہ اللہ کے نام لے لینے سے کھانا شیطان کے لیے حلال ہو جاتا ہے اور وہ کھانے کی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳/۱۵۶۔ روضة المتقین: ۲/۲۷۴)



درمیان میں بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھایا ہوا الٹی کر دیتا ہے

۷۳۲ وَعَنْ أُمِّئَةَ بِنِ مَخْشِي الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ اللَّهَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ، وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: "مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۷۳۲) حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی جب کھانا ختم ہو گیا اور اس نے آخری لقمہ اٹھایا تو اس نے کہا کہ بسم اللہ اولہ و آخرہ۔ اس پر آپ ﷺ ہنسے اور فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس نے تے کر کے جو پیٹ میں گیا تھا نکال دیا۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

تخریج حدیث (۷۳۲): سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب التسمیۃ علی العظام۔

راوی حدیث: امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ خزاعی بصری ہیں کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث معلوم نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ان کے صحابی ہونے کی تصریح اس لیے کر دی کہ محدثین کے علاوہ دوسرے لوگوں کو ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں ہے۔ (دلیل الفالحین: ۳/۱۹۴)

کلمات حدیث: استقاء: از خود کوشش کر کے تے کر دی۔ قاء قیئاً (باب ضرب) تے ہونا۔ استقاء: کوشش کر کے تے کرنا۔ پیٹ میں موجود غذا کو نکالنا۔

شرح حدیث:

ممکن ہے کہ جو صاحب کھانا کھا رہے تھے وہ بسم اللہ پڑھنا بھول گئے ہوں اور جب کھانے کے آخر میں انہیں یاد آیا تو انہوں نے فرمان نبوی کے مطابق بسم اللہ اولہ و آخرہ کہا جس پر رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور خوشی سے تبسم فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابلیس نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! آپ کی تلققات میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا آپ نے رزق نہ مقرر کیا ہو میرا رزق کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کھانا جس پر میرا نام نہ لیا گیا ہو۔ (روضة المتقين: ۲۷۶/۲ - حلیۃ الاولیاء: ۱۲۶/۸)

بغیر بسم اللہ کے کھانے میں برکت نہیں ہوتی

۴۳۳. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ، بِلِقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمَّا إِنَّهُ لَوْ سَمَى لَكَفَّاكُمُ": رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۴۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنے چھ اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے ایک اعرابی آیا اور اس نے دو لقموں میں سارا کھانا کھالیا آپ ﷺ نے فرمایا سن لو اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۴۳۳): الجامع للترمذی، ابواب الاطعمه، باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام.

کلمات حدیث: لو سمی: اگر یہ شخص اللہ کا نام لے لیتا، اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھ لیتا۔ لکفاکم: تو جو کھانا یہاں موجود تھا وہ تم سب کو کافی ہو جاتا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے سے برکت ہوتی ہے اور بصورت دیگر برکت اٹھ جاتی ہے۔ بسم اللہ زور سے پڑھنا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص بسم اللہ نہ پڑھے یا بھول جائے تو تنبیہ ہوتے ہی بسم اللہ اولہ و آخرہ کہہ لے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کھانا مکمل ہے جس میں چار باتیں جمع ہوں کھانا حلال ہو، لوگ مل کر کھائیں، اولاً بسم اللہ پڑھی جائے اور آخر میں الحمد للہ کہا جائے۔

(تحفة الاحوذی: ۶۰۸/۵ - روضة المتقين: ۲۷۶/۲ - دلیل الفالحین: ۱۹۴/۳)

دستر خوان اٹھانے کی دعاء

۴۳۴. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مُسْتَعْنَى عَنْهُ رَبَّنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کھانے کے بعد دعاء پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت

۴۳۵۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غَيْرَ لَهُ، مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۴۳۵) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کھانا کھا کر یہ دعا پڑھی اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

”الحمد لله الذي اطعمني هذا ورزقنيهِ من غير حول مني ولا قوة.“

”اللہ کی تعریف ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری قوت و طاقت کے مجھے یہ رزق عطا کیا۔“

ابوداؤد، ترمذی، صاحب ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۴۳۵): سنن ابی داؤد، اوائل کتاب اللباس۔ الجامع للترمذی، ابواب الدعوات۔

کلمات حدیث: من غیر حول منی ولا قوۃ: میری کسی تدبیر اور قوت کے بغیر۔ حول: طاقت، تدبیر، کوشش۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا کہ رزق عطا کرنے والا صرف اللہ ہے اور کوئی انسان محض اپنی تدبیر کے بھروسہ پر رزق حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے جب انسان کھانا کھائے تو اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرے اور بہت تواضع اور انکساری سے کھانا کھائے اور کھا کر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے بغیر میرے حیلے اور تدبیر کے اور بغیر میری قوت و طاقت کے رزق عطا فرمایا اس طرح کھانے والے کا اجر یہ ہے کہ اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کھانا تناول کرنے کے بعد جس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرماتے اور دعائے کلمات کہتے انہیں ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”زاد المعاد فی ہدی خیر العباد“ میں جمع کر دیا ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۶۰۸/۵۔ روضة المتقين: ۲۷۷/۲۔ نزهة المتقين: ۵۸۴/۱۔ زاد المعاد: ۴۳۵/۲)



بَابُ لَا يُعِيبُ الطَّعَامَ وَاسْتِحْبَابُ مَدَحِهِ کھانے میں عیب نہ نکالنے اور اس کی تعریف کرنے کا استحباب

رسول اللہ ﷺ کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے

۴۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ: إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۴۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب

نہیں نکالا۔ خواہش ہوتی تو کھا لیتے نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۴۳۶): صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب لا یعیب الطعام۔
کلمات حدیث: ما عاب: آپ ﷺ نے عیب ذکر نہیں کیا، کوئی نقص نہیں بتایا۔ عاب عیباً (باب ضرب) عیب بیان کرنا، نقص بتانا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کا نقص یا عیب نہیں ذکر کیا امام نووی رحمہ اللہ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ جیسے کھانا کچا ہے یا نمک کم ہے یا نمک زیادہ ہے وغیرہ، بلکہ جو کھانا آپ کے سامنے رکھا جاتا اور آپ ﷺ کو رغبت ہوتی تو آپ کھا لیتے اور اگر رغبت نہ ہوتی تو نہ کھاتے۔ (فتح الباری: ۳۷۲/۲۔ روضة المتقین: ۲۷۸/۲)

سرکہ بہترین سالن ہے

۴۳۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَهْلَهُ: 'الْأُذْمُ فَقَالُوا: مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ، فَدَعَاهُ فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَقُولُ "نِعْمَ الْأُذْمُ الْخَلُّ، نِعْمَ الْأُذْمُ الْخَلُّ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۳۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اہل خانہ سے سالن طلب فرمایا، انہوں

نے کہا کہ ہمارے پاس صرف سرکہ ہے آپ ﷺ نے منگوایا اور تناول فرمایا اور فرمایا کہ سرکہ اچھا سالن ہے، سرکہ اچھا سالن ہے۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۴۳۷): صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب فضیلة الخل والتأدم به۔

کلمات حدیث: اذم: وہ شے جسے سالن کے طور پر استعمال کیا جائے۔ اذم: اذم کی جمع ہے جس کے معنی ہیں سالن۔

شرح حدیث: خطاب اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک سے اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ

سادگی اور تواضع کو محبوب رکھتے تھے اور اسی بناء پر آپ ﷺ نے سرکہ کی تعریف فرمائی کہ یہ گھروں میں آسانی سے میسر ہوتا ہے اور اس میں تکلف اور مشقت نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر چلا گیا۔ آپ ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو وہ روٹی کے ٹکڑے اور سرکہ تھا۔ آپ نے فرمایا کھاؤ سرکہ اچھا سالن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے میں سرکہ پسند کرنے لگا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت سے کدو پسند کرنے لگا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۱۴۔ روضة المتقین: ۲/۲۷۹)



الباب (۱۰۲)

بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ إِذَا لَمْ يُفْطِرْ
روزہ دار کے سامنے کھانا آئے اور وہ افطار کرنا نہ چاہے تو کیا کہے؟

دعوت قبول کرنا سنت ہے

۷۳۸. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعَمْ. "رَوَاهُ مُسْلِمٌ."
قَالَ الْعُلَمَاءُ بِمَعْنَى "فَلْيُصَلِّ" فَلْيَدْعُ وَمَعْنَى "فَلْيُطْعَمْ" فَلْيَأْكُلْ.

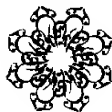
(۷۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سے کسی کو کھانے پر بلایا جائے تو وہ اسے قبول کر لے اگر روزہ سے ہو تو اس کے لیے دعا کرے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھالے۔ (مسلم)

علماء نے فرمایا ہے کہ فلیصل کے معنی ہیں کہ اسے چاہیے کہ دعا کرے اور فلیطعم کے معنی ہیں کہ کھانا کھالے۔

تخریج حدیث (۷۳۸): صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الامر باجابة الداعی الی دعوتہ.

کلمات حدیث: فلیجب: جواب دے یعنی قبول کر لے، ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے۔ فلیصل: اسے چاہیے کہ کھانا کھانے والے کے حق میں دعائے خیر کرے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ ہر ایک کی دعوت قبول فرمالیا کرتے تھے اور اسی کی آپ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے اور روزہ دار ہونے کی صورت میں بھی چاہیے کہ دعوت سے معذرت نہ کرے بلکہ شرکت کرے اور صاحب خانہ کے حق میں دعا کرے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دعاء سے مراد مغفرت اور برکت کی دعاء ہے۔ چنانچہ ابن حبان کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ سے ہوتے تو کھانا نہ کھاتے، بلکہ برکت کی دعاء فرماتے اور اگر روزے سے نہ ہوتے تو کھانا تناول فرمالیتے۔ (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الامر باجابة الداعی الی دعوتہ)



بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ فَتَبِعَهُ غَيْرُهُ
اگر کسی کو کھانے کے لیے بلایا جائے اور کوئی اور بھی اس کے ساتھ ہو لے تو وہ میزبان سے کیا کہے؟

اگر دعوت میں فضولی ساتھ ہو جائے

۷۳۹. عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : دَعَا رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطَعَامٍ صَنَعَهُ لَهُ، خَامِسَ خَمْسَةِ فَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ لَهُ، النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "إِنَّ هَذَا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ رَجِعْ" قَالَ : بَلْ أَذْنُ لَهُ، يَارَسُولَ اللَّهِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۷۳۹) حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کو کھانے پر بلایا جو اس نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا آپ (شرکائے دعوت میں) پانچویں تھے۔ آپ کے ساتھ ایک اور شخص ہوا۔ جب آپ ﷺ اس شخص کے دروازے پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ آگیا ہے اگر تم چاہو تو اس کو بھی اجازت دیدو اور تم چاہو تو یہ واپس چلا جائے۔ اس شخص (میزبان) نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۳۹): صحیح البخاری، کتاب الاطعمه، باب الرجل يتكلف الطعام لآخوانه . صحیح مسلم،

کتاب الاشربة، باب ما يفعل الضيف إذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام

کلمات حدیث: صنعه: اس نے اس کو تیار کیا، اس کا کھانا تیار کیا، یا تیار کرایا۔ خامس خمسة: پانچ آدمیوں میں پانچواں، یعنی چار افراد پہلے ہی مدعو تھے اور رسول اللہ ﷺ پانچویں تھے۔

شرح حدیث: صحابہ کرام حصول برکت اور انوار نبوت سے استفادے کے لیے اور علوم نبوت کے حصول کے لیے خواہشمند رہتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ آپ کے ساتھ گزاریں اس لیے رسول اللہ ﷺ کہیں جاتے اور کسی مقام سے گزرتے بعض صحابہ آپ کے ساتھ ہو لیتے۔

ایک انصاری نے آپ ﷺ کی دعوت کی۔ ان صاحب کا نام ابو شعیب تھا ان کے پاس ایک غلام تھا جو قصاب تھا، ایک موقع پر ابو شعیب نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر بھوک کے آثار دیکھے تو انہوں نے اپنے غلام سے کہا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر لو کہ میں چاہتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو بلاؤں اور آپ ﷺ پانچویں ہو جائیں گے۔ یعنی چار کھانے والے پہلے سے موجود تھے۔ غرض ان صاحب نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا تو آپ ﷺ تشریف لائے تو ایک صاحب آپ ﷺ کے ساتھ آگئے اور آپ ﷺ نے صاحب خانہ سے ان کے بارے میں اجازت لی، رسول اللہ ﷺ نے صاحب طعام سے اس لیے صراحتاً اجازت لی کہ آپ کو ان کی اجازت کا علم نہیں تھا اگر آپ کو اس کی اجازت کا علم ہوتا تو آپ صراحتاً اجازت نہ لیتے۔ حدیث مبارک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنا دعوت کسی کے کھانے پر

جانا غیر مستحسن ہے۔

کوفہ میں ایک شخص تھا جس کا نام طفیل تھا وہ ولیمہ کی دعوتوں میں بغیر بلائے پہنچ جایا کرتا تھا اس کا نام طفیل الاعراس پڑ گیا۔ بعد میں ہر اس شخص کو طفیلی کہا جانے لگا جو بن بلائے کسی کے ساتھ لگ کر دعوت میں پہنچ جائے۔

(فتح الباری: ۶۰۱۱/۲۔ عمدۃ القاری: ۹۴/۲۲۔ روضة المتقین: ۲۸۰/۲۔ نزہۃ المتقین: ۵۸۶/۱)



بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ وَوَعْظُهُ وَتَأْدِيبُهُ مِنْ يُسَىءُ أَكْلُهُ
اپنے سامنے کھانا اور اس شخص کو وعظ و تادیب جو آداب طعام کی رعایت ملحوظ نہ رکھے

سیدھے ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا

۷۴۰۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عَلَامًا فِي حِجْرٍ، رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَلَامُ سَمِعَ اللَّهُ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
قَوْلُهُ: "تَطِيشُ" بِكُسْرِ الطَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُشْنَأَةٌ مِنْ تَحْتِ مَعْنَاهُ تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ إِلَى نَوَاحِي الصَّحْفَةِ.

(۷۴۰) حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا اور آپ ﷺ کے زیر تربیت تھا کہ کھاتے وقت میرا ہاتھ پلیٹ میں ادھر ادھر پڑتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا لڑکے! ہم اللہ پر ہو، داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)
تطیش: پیالہ میں ادھر ادھر ہاتھ پڑتا تھا۔

تخریج حدیث (۷۴۰): صحیح البخاری، کتاب الاطعمه، باب التسمية على الطعام والاكل باليمين. صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب واحكامها.

کلمات حدیث: حجر رسول اللہ ﷺ: رسول اللہ ﷺ کی زیر تربیت۔ صحفہ: ایسا برتن یا بڑی پلیٹ جس میں چارپانچ آدمی کھانا کھا سکیں۔

شرح حدیث: اپنے بچوں کو اور زیر تربیت بچوں کو کھانے پینے کے آداب سکھانا اسوۂ رسول اللہ ﷺ ہے جس کی اتباع کرنی چاہیے۔ عمر بن ابی سلمہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور رسول اللہ ﷺ کے ربیب (زیر پرورش) تھے۔ اس حدیث کی شرح پہلے باب (حدیث ۳۸) میں گزر چکی ہے۔ (روضة المتقين: ۲/۲۸۲)

بائیں ہاتھ سے کھانے والے کے لیے بدُعاء

۷۴۱۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ: كُلْ بِيَمِينِكَ" قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ! فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۷۲۱) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔

آپ نے فرمایا: سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا کہ میں نہیں کھا سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر نہیں کر سکو گے۔ اس نے تکبر کی وجہ سے ایسا کہا تھا اور پھر وہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ لے جاسکا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۷۲۱): صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب آداب الطعام والشراب واحکامها .

کلمات حدیث: لا استطیع: میں نہیں کر سکتا، میں ایسا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ لا استطعت: تو نہ کر سکے، تو نہ کر سکے گا، تجھے یہ قدرت نہیں ہوگی۔

شرح حدیث: زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ تکبر کے طور پر بائیں ہاتھ سے کھاتے تھے اس شخص نے بھی اسی طرح تکبر کے طور پر اُلٹے ہاتھ سے کھایا اور رسول اللہ ﷺ کی نصیحت پر یہ جواب دیا کہ میں نہیں کر سکتا تو آپ نے فرمایا کہ اب نہیں کر سکے گا اور مجزؤ نبوت کے طور پر وہ پھر کبھی اپنا داہنا ہاتھ اپنے منہ تک نہ لے جاسکا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسوۂ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہر وقت اور حال میں لازم ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۲۸۲۔ نزہۃ المتقین: ۱/۵۸۷)

یہ حدیث اس سے پہلے دو مرتبہ گزر چکی ہے۔



(البَابُ ۱۰۵)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا إِذَا أَكَلَ جَمَاعَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ رَفَقَتِهِ
رفقائے طعام کی اجازت کے بغیر دو کھجوریں یا اسی طرح کی دو چیزیں ملا کر کھانے کی ممانعت

دو کھجوریں ایک ساتھ کھانے کی ممانعت

۴۲. عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ أَصَابَنَا غَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَرُزْنَا تَمْرًا، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ فَيَقُولُ: لَا تَقَارِنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ
الْقِرَانِ، ثُمَّ يَقُولُ: "إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۲) جبلة بن سحیم سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط سال کا
شکار ہوئے۔ ہمیں چند کھجوریں ملیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرے اور ہم کھجوریں کھا رہے تھے تو آپ نے
فرمایا کہ دو دو کھجوریں ملا کر نہ کھاؤ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کھانے سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ آدمی اپنے بھائی سے
اجازت لے لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۴۲): صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب إذا اذن الانسان للآخر شئنا جاز. صحیح مسلم،

کتاب الاشربة، باب نهی الاكل مع جماعة عن قران تمرتين.

کلمات حدیث: قران: ملانا، دو چیزوں کو اکٹھا کرنا، حج اور عمرہ دونوں ایک احرام کے ساتھ ادا کرنا۔ لا تقارنوا: دو کھجوریں ملا کر نہ کھاؤ۔
شرح حدیث: حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ اگر متعدد افراد مل کر کھجور یا کھجور سے ملتی جلتی چیز کھا رہے ہوں اور وہ چیز مقدار میں
کم ہو تو یہ بات مستحسن نہیں ہے کہ کوئی آدمی دو دو کھجوریں ملا کر کھائے۔ الا یہ کہ وہ ساتھیوں سے اجازت لے لے۔ کیونکہ اس طرح دو
کھجوریں کھانا آداب مجلس کے برخلاف اور غیر مستحسن ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکورہ میں ایک ساتھ دو کھجوریں کھانے کی ممانعت مطلق نہیں ہے بلکہ یہ قحط اور افلاس کے
زمانے سے متعلق ہے یعنی اگر وسعت و فراخی ہو تو ممانعت نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ میں نے تمہیں دو دو کھجوریں ملا
کر کھانے سے منع کیا تھا اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت عطا فرمادی ہے اس لیے اب تم جمع کر کے کھا سکتے ہو۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک کا تعلق اس صورت سے ہے جب کئی افراد کھا رہے ہوں اور کھانا مشترک ہو اور سب ایک
ایک کھجور کھا رہے ہوں تو ایک شخص کا دو دو کھجوریں ملا کر کھانا خلاف ادب بھی ہوگا اور خلاف مروت بھی البتہ اگر ساتھی صراحتاً ایسا کرنے کی
اجازت دے دیں پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

(فتح الباری: ۱۱۶۴/۲ - روضة المتقين: ۲۸۲/۲ - روضة الہ الحین: ۲۶۵/۳ - شرح مسلم: ۱۹۱/۱۳)

بَابُ مَا يَقُولُهُ، وَيَفْعَلُهُ، مَنْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ
اگر کوئی کھا کر سیر نہ ہو تو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟

اکٹھے کھانے کی برکت

۷۴۳۔ عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: «فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۷۴۳) حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کھاتے ہیں اور ہمارا پیٹ نہیں بھرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانے کے لیے سب اکٹھے ہو کر بیٹھو اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔

(ابوداؤد)

تخریج حدیث (۷۴۳): سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب الاجتماع علی الطعام.

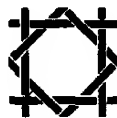
راوی حدیث: حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ حضرت جبیر بن معطمؓ کے غلام تھے اور عم محترم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ جس نیزے سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا اسی سے میلہ کذاب کو کیفر کر داری تک پہنچایا۔ چار یا آٹھ

احادیث مروی ہیں۔ (الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ: شاید تم الگ الگ ہو کر کھاتے ہو۔ افتراق: (باب افتعال) جدا ہونا، ٹولیاں بننا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب اہل خانہ مل کر اور اکٹھے ہو کر کھانا کھائیں اور بسم اللہ پڑھ کر کھائیں تو کھانے میں برکت ہوگی اور اگر محارم کے علاوہ غیر محارم بھی ہوں تو سب مرد مل کر کھائیں اور سب عورتیں اور بچے مل کر کھائیں۔ کھانے کا یہ طریقہ باعث برکت بھی ہے اور اس میں باہم محبت و مودت اور اتفاق بھی ہے۔

(روضة المتقين: ۲/۲۸۴۔ دلیل الفالحین: ۳/۲۰۰)



المبتانی (۱۰۷)

بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَكْلِ مِنْ جَانِبِ الْقُصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ وَسْطِهَا
برتن کے کنارے سے کھانے کا حکم اور اس کے درمیان سے کھانے کی ممانعت

برکت کھانے کے درمیان نازل ہوتی ہے

۴۴۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْبَرَكَةُ تَنْزِلُ
وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَكُلُوا مِنْ وَسْطِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ
صَحِيحٌ.

(۴۴۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ برکت کھانے کے درمیان میں
اترتی ہے۔ تم برتن کے دونوں کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔ (اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۴۴۳): سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب ما جاء فی الاکل من اعلی الصفحہ، الجامع
للترمذی، ابواب الاطعمہ، باب ما جاء فی کراهیة الاکل من وسط الطعم.

کلمات حدیث: حافتیہ: اس کے دونوں کناروں سے۔ حافۃ: کنارہ، جمع حافات.

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و برکت اور زیادتی اور اضافہ برتن کے درمیان میں نازل ہوتی ہے اور کھانے کی برکت
یہ ہے کہ آدمی اس سے سیر ہو جاتا ہے وہ کھانا اس کے جسم کے لیے مفید ہوتا ہے اور کھانے والا کھانے کی مضرتوں سے محفوظ رہتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانے کے چاروں طرف سے کھاؤ اور اس کا درمیانی حصہ
رہنے دو کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے الام میں فرمایا ہے کہ اگر کسی نے سامنے کے بجائے ادھر ادھر سے کھایا یا کھانے کے درمیان سے کھایا وہ گنہگار
ہوگا۔ امام رافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ برتن کے درمیان سے کھانا مکروہ ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ روٹی بھی کناروں سے کھانی
چاہیے۔ (تحفة الاحوذی: ۵/۵۳۲۔ روضة المتقین: ۲/۲۸۵)

رسول اللہ ﷺ کا بڑا پیالہ

۴۴۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُصْعَةٌ يُقَالُ
لَهَا الْغَرَاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الصُّحَى اتَى بِتِلْكَ الْقُصْعَةِ، يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ

فِيهَا، فَالْتَفُوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُوا مِنْ حَوَالِيهَا وَدَعُوا ذُرْوَتَهَا يُبَارَكَ فِيهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ. "ذُرْوَتَهَا" أَغْلَاهَا: بِكُسْرِ الدَّالِ وَصَمَمَهَا.

(۷۴۵) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام غراء تھا اس کو چار آدمی اٹھاتے تھے، جب چاشت کا وقت ہوتا اور صحابہ کرام نمازِ صبحی سے فارغ ہو جاتے تو وہ پیالہ لایا جاتا اس میں شید ہوتا لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو جاتا اور جب لوگ زیادہ ہوتے تو آپ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ ایک روز ایک اعرابی نے کہا کہ یہ کیسی نشست ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے مہربان بندہ بنایا ہے جبار و سرکش نہیں بنایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کا اوپر والا حصہ (درمیانی) چھوڑ دو اس میں برکت نازل ہوتی ہے۔ (اس حدیث کو ابو داؤد نے سندِ حیدر روایت کیا ہے) ذروتھا: یعنی اس کا بلند حصہ۔

تخریج حدیث (۷۴۵): سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب ما جاء فی الاکل من اعلیٰ الصفحة.

کلمات حدیث: قد ثرد فیہا: جس میں شید تھا، شید روٹیاں توڑ کر شور بے میں ڈال دینا۔ جثا علی رکبتہ: آپ ﷺ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ جثا جثوا (باب نصر) زانو کے بل بیٹھنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ صحابہ کرام کے لیے اور خصوصاً اصحاب صفہ کے لیے کھانا تیار کراتے تھے آپ ﷺ کے گھر میں ایک بڑا سا تھال یا خوان تھا جس کا نام غراء تھا، یعنی چمکدار اور روشن۔ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ اس میں شید بنوا کر لائے۔ شید اہل عرب کا مقبول کھانا تھا، جس میں شوربہ بنا کر اس میں روٹیاں توڑ کر ڈال لیتے تھے۔ جب صحابہ کرام صلاۃ الضحیٰ پڑھ کر فارغ ہو چکے تو یہ تھال لا کر رکھا گیا سب اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں اللہ کا مکرم بندہ ہوں یعنی متواضع اور خنی ہوں اور اس طرزِ نشست میں تواضع زیادہ ہے اور جبار و سرکش نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کناروں سے کھانا تناول کرتے رہو درمیانی حصہ میں برکت نازل ہوتی رہے گی۔ (روضۃ المتقین: ۲۸۶/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۰۷/۳)



باب کراہیۃ الاکل متکثراً فیک لگا کر کھانے کی کراہت

رسول اللہ ﷺ فیک لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے

۷۴۶۔ عَنْ أَبِي جَحِيفَةَ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَكُلُ مُتَكَثِّراً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ : قَالَ الْخَطَّابِيُّ الْمُتَكَيُّ هَلْهَذَا : هُوَ الْجَالِسُ مُعْتَمِداً عَلَى وَطْءٍ تَحْتَهُ قَالَ : وَارَادَ أَنَّهُ لَا يَقْعُدُ عَلَى الْوِطْءِ وَالْوَسَائِدُ كَفَعْلٍ مَنْ يُرِيدُ الْإِكْثَارَ مِنَ الطَّعَامِ بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِراً لِمُسْتَوْطِنًا : وَيَأْكُلُ بُلْغَةً هَذَا كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ ، وَأَشَارَ غَيْرُهُ إِلَى أَنَّ الْمُتَكَيُّ : هُوَ الْمَائِلُ عَلَى جَنْبِهِ . وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

(۷۴۶) حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں

کھاتا۔ (بخاری)

امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ متکئی سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے نیچے بچھے ہوئے گدے کا سہارا لے کر بیٹھے مقصد یہ ہے کہ آپ گدوں اور ٹکیوں پر اس آدمی کی طرح نہیں بیٹھتے تھے جو زیادہ کھانے کا ارادہ رکھتا ہو بلکہ آپ ﷺ سکر کر بیٹھتے اور کسی چیز کا سہارا نہ لیتے تھے اور بقدر ضرورت کھاتے تھے۔

تخریج حدیث (۷۴۶): صحیح البخاری، کتاب الاطعمہ، باب الاکل متکثراً.

راوی حدیث: حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان نو جوان صحابہ کرام میں سے ہیں جو حضور اکرم ﷺ کی وفات کے

وقت کم سن تھے۔ ۷۴۷ میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔ (الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: وطء: نرم گدا، فرش۔ الوسائد: تکیے جمع وسادة۔ مستوفراً: جم کر نہ بیٹھنا بلکہ اس طرح بیٹھنا جیسے انھنے کی

جلدی ہو۔ بلغة: اتنی خوراک جس سے زندگی باقی رہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو انتہائی تواضع اور شان عبدیت کے ساتھ تناول فرماتے آپ ﷺ کسی

پہلو پر ٹیک نہ لگاتے اور نہ آپ گدے وغیرہ پر جم کر تشریف نہ کرتے بلکہ کھانے کے لیے اس طرح بیٹھتے جیسے وہ شخص بیٹھتا ہے جسے جلد اٹھنا

ہو اور آپ ﷺ تھوڑی سی خوراک کھا کر دست کش ہو جاتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبری (کا گوشت) ہدیہ بھیجا آپ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر تناول فرمایا ایک اعرابی نے کہا کہ یہ کیسی

نشست ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عبد کریم بنایا ہے اور مجھے جبار اور سرکش نہیں بنایا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے

کہ ایک فرشتہ خدمت میں حاضر ہوا یہ فرشتہ اس سے پہلے نہیں آیا تھا اس نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کے رب نے آپ ﷺ کو اختیار دیا ہے کہ آپ عبد نبی بن جائیں یا ملک نبی؟ اس پر آپ ﷺ نے حضرت جبریل کی جانب دیکھا حضرت جبریل نے تواضع کی جانب اشارہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عبد نبی ہوں اس کے بعد آپ ﷺ نے کبھی تکیہ لگا کر نہیں کھایا۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تکیہ لگانے سے مراد ایک پہلو پر ٹیک لگانا ہے۔ لیکن خطابي رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حدیث میں تکیہ لگانے سے ایک پہلو پر ٹیک لگا کر بیٹھنا نہیں ہے بلکہ جم کر بیٹھنا ہے اور مفہوم حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھانے کے لیے اس طرح جم کر نہ بیٹھتے تھے جسے بسیار خور جم کر بیٹھتے ہیں بلکہ آپ اس طرح بیٹھتے جس طرح وہ آدمی بیٹھتا ہے جسے جلدی ہو اور وہ فوراً اٹھنا چاہتا ہو اور اس طرح آپ تھوڑا سا کھانا تناول فرماتے۔ (تحفة الاحوذی: ۵/۵۷۰۔ روضة المتقین: ۲/۲۸۷)

دوزانو بیٹھ کر کھانا

۷۴۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

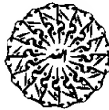
”الْمُقْعِي“ هُوَ الَّذِي يُلْصِقُ إِلَيْتِهِ بِالْأَرْضِ وَيَنْصَبُ سَاقِيهِ.

(۷۴۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں بیٹھے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دوزانوں کھڑے ہوئے تھے اور آپ کھجور تناول فرما رہے تھے۔ مقعی وہ شخص جو ناٹوں کو کھڑا کرے اور زمین پر سرین ٹیکے ہوئے ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۷۴۷): صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب تواضع الاكل وصفة قعوده.

کلمات حدیث: مقعی: سرین زمین پر رکھ کر اور پنڈلیوں کو کھڑی کر کے بیٹھنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کی فکر ہمیشہ غلبہ اسلام اور صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت اور اصلاح پر مرکوز رہتی اور آپ کھانے کی جانب بہت توجہ نہیں فرماتے بھوک مٹانے کے لیے جلدی سے کچھ تناول فرمالیتے اور پھر دین حق کی تبلیغ و اشاعت کے کام میں مصروف ہو جاتے تھے۔ جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کے پاس کہیں سے کھجوریں آئیں آپ انہیں تقسیم فرما رہے تھے اور تقسیم کے دوران آپ ﷺ نے جلدی جلدی چند کھجوریں تناول فرمالیں۔ (روضۃ المتقین: ۲/۲۸۸۔ دلیل الفالحین: ۳/۲۰۹)



الْبَنَات (۱۰۹)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْأَكْلِ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَكَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقُصْعَةِ وَآخِذِ اللَّقْمَةِ الَّتِي تَسْقُطُ مِنْهُ وَآكِلِهَا وَجَوَازِ مَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَيْرِهِمَا

تین انگلیوں سے کھانے کا استحباب، انگلیاں چاٹنے کا استحباب، اور انہیں بغیر چاٹے صاف کر نیکی کراہت، پیالہ کو چاٹنے کا استحباب، گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھالینے کا استحباب اور انگلیوں کو چاٹنے کے بعد انہیں کلانی اور تلووں وغیرہ سے صاف کرنے کا استحباب

کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا چاہیے

۴۳۸۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحُ أَصَابِعَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يَلْعَقَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۳۸) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی کھانا

کھائے تو اپنی انگلیاں صاف نہ کرے یہاں تک کہ انہیں چاٹ لے یا چٹو لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۴۳۸): صحیح البخاری، کتاب الاطعمہ، باب لعق الاصابع، صحیح مسلم، کتاب الاشربة،

باب استحباب لعق الاصابع والقصعة.

کلمات حدیث: حتی یلعقها: یہاں تک کہ اسے چاٹ لے۔ لعق لعقاً (باب سمع) زبان سے یا انگلی سے کسی چیز کو چاٹنا۔

شرح حدیث: رزق تھوڑا ہو یا زیادہ اللہ کی نعمت ہے اور اللہ کی نعمت کے شکر کا تقاضا ہے کہ کھانے کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو، نیز کھانے میں اللہ کی طرف سے برکت ہوتی ہے لیکن وہ کون سا حصہ ہے جس میں برکت ہے وہ کھانے والے کو معلوم نہیں ہے، اس لیے کھانے والے کو چاہیے کہ وہ انگلیاں بھی چاٹ لے اور وہ برتن بھی چاٹ لے جس میں کھانا کھایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے یعنی انگشت شہادت اس کے برابر کی بڑی انگلی اور انگوٹھا اور جب آپ ﷺ انگلیاں چاٹتے تو سب سے پہلے درمیانی انگلی کو چاٹتے پھر انگشت شہادت اور پھر انگوٹھا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی جب کھانا کھا چکے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنی انگلیاں چاٹ لے یا کسی کو چٹو دے اور کسی ایسے شخص کو چٹو دے جو کراہت محسوس نہ کرے جیسے اپنی بیوی یا بچہ۔

(فتح الباری: ۱۱۶۶/۲ - عمدة القاری: ۱۱۲/۲۱ - روضة المتقین: ۲۸۸/۲)

تین انگلیوں سے کھانا

۴۹۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ فَإِذَا فَرَغَ لَعَقَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۹) حضرت کعب بن مالک ر. اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور جب فارغ ہوتے تو انہیں چاٹ لیتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۴۹): صحیح مسلم، کتاب الاشریة، باب استحباب لعق الاصابع والقصة.

کلمات حدیث: وإذا فرغ: اور جب آپ ﷺ فارغ ہوتے۔ فرغ فراغاً (باب فتح) کام سے فارغ ہونا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کھانا کھاتے وقت تین انگلیوں سے کھاتے لیکن کبھی چوتھی اور پانچویں بھی ملا لیتے۔ ملا علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چار یا پانچ انگلیوں کا کھانے میں استعمال ضرورت کے مطابق ہوتا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین انگلیوں سے کھانے کی مصلحت یہ ہے کہ لقمہ چھوٹا ہو اور ہاتھ پر زیادہ کھانا نہ لگے۔

(روضة المتقين: ۲۸۹/۲۔ دلیل الفالحین: ۳/۴۴۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۸۲/۱۳)

انگلیوں کو چاٹنے کے فائدے

۵۰۔ وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّخْفَةِ، وَقَالَ: "إِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں اور کھانے کا برتن چاٹنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ کون سے حصے میں برکت ہے؟ (مسلم)

تخریج حدیث (۵۰): صحیح مسلم، کتاب الاشریة، باب استحباب لعق الاصابع والقصة.

کلمات حدیث: صخفة: بڑا پیالہ جو چار پانچ آدمیوں کے کھانے کے لیے کافی ہو سکے۔

شرح حدیث: کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹنا اور وہ برتن چاٹنا جس میں کھانا کھایا ہے مستحب ہے کہ انگلیاں چاٹنے سے طبیعت میں موجود تکبر دور ہو جاتا ہے اور اس سے اللہ کی نعمت کی قدر اور اس کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے سامنے جو کھانا آتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ کس حصہ میں برکت ہے اس حصہ میں جو آدمی کھا چکا ہے یا اس حصہ میں جو انگلیوں یا برتن میں لگا رہ گیا ہے یا اس لقمہ میں جو نیچے گرا ہے۔ اس لیے مستحسن بات یہ ہے کہ انگلیاں اور برتن چاٹ لے اور گرا ہوا لقمہ اٹھا کر کھالے۔ (صحیح مسلم للنووی: ۱۷۳/۱۳۔ روضة المتقين: ۲۹۰/۲)

ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اٹھا کر کھالے

۷۵۱۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةٌ أَحَدَكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيَمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى وَلْيَاكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَذَرُنِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۷۵۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس

کو اٹھا کر اگر اس پر کچھ لگ گیا ہو صاف کر لے اور کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور اپنا ہاتھ رومال سے اس وقت تک نہ پونچھے جب تک انگلیاں نہ چاٹ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں ہے کہ اس کے کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۷۵۱): صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب استحباب لعق الاصابع والقصة.

کلمات حدیث: مندیل: رومال جمع منادیل.

شرح حدیث: کھانا کھاتے وقت اگر لقمہ ہاتھ سے دسترخوان پر یا زمین پر گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب تک انگلیاں نہ چاٹ لے اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے البتہ انگلیاں چاٹ لینے کے بعد رومال سے ہاتھ سے صاف کرنا درست ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۱۷۳/۱۳)

گرا ہوا لقمہ شیطان کے لیے نہ چھوڑے

۷۵۲۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ، حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ فَإِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدَكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيَمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى ثُمَّ لْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَذَرُنِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۷۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اس

کے ہر کام میں موجود رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے کھانے میں بھی موجود ہوتا ہے، اگر کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اٹھا کر صاف کر لے اور کھالے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۷۵۲): صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب استحباب لعق الاصابع والقصة.

کلمات حدیث: يحضره: وہ وہاں موجود ہے۔ حضر حضوراً (باب نصر) موجود ہونا۔

شرح حدیث: شیطان ہر وقت اور ہر حالت میں انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے تاکہ اسے اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور اس سے

برے کام کرائے حتیٰ کہ جب انسان کھانا کھاتا ہے اس وقت بھی موجود ہوتا ہے اور گھات لگا کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس کو موقع ملے تو وہ اس کے عمل اور رزق میں بے برکتی ڈالے اور اس کی زندگی میں فساد پیدا کرے۔ اور آدمی کے پاس شیطان سے بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ کا نام ہر وقت اس کی زبان پر ہے۔ اس لیے کھانے کے وقت چاہیے کہ اگر لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو اسے اٹھا کر کھا لے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو انگلیاں چاٹ لے۔ تاکہ تواضع کا اظہار ہو اور تکبر سے احتراز ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷۳/۱۳۔ روضة المتقین: ۲۹۱/۲)

کھانے کے بعد برتن کو صاف کر لیا جائے

۴۵۳. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعَقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ: "إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَا خُذْهَا وَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَا كُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ" وَأَمَرْنَا أَنْ نُسَلِّتَ الْقُصْعَةَ وَقَالَ "إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اگر کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ بیٹے اور فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے اٹھا لے اور صاف کر کے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور آپ ﷺ ہمیں حکم فرماتے کہ پیالہ چاٹ کر صاف کر لیں اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۴۵۳): صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع والقصعة.

کلمات حدیث: نسلت: ہم پونچھ لیں اور صاف کر لیں۔ سلت سلتاً (باب نصر وضرب) پونچھا، چاٹا، برتن کو انگلی سے چاٹا۔
شرح حدیث: رسول کریم ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور پھر انہیں چاٹ لیتے نیز فرماتے کہ کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا کر اور صاف کر کے کھا لے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور برتن کو بھی چاٹ کر صاف کر لیا جائے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔ اس مضمون کی احادیث مع شرح پہلے بھی گزر چکی ہیں۔

(شرح مسلم للنووی: ۱۷۳/۱۳۔ دلیل الفالحین: ۲۱۴/۳)

۴۵۴. وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لَا قَدَحْنَا زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيلًا، فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلٌ إِلَّا أَكْفَنَّا وَسَوَّاءُنَا وَقَدْ آمَنَّا، ثُمَّ نَصَلْنِي وَلَا نَتَوَضَّأُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۵۴) حضرت سعید بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آگ پر پکی ہوئی

چیز کے کھانے سے وضوء ٹوٹنے کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کھانا کم ہی پاتے تھے۔ اگر ہوتا تو ہمارے پاس رومال نہ ہوتے اور ہم ہتھیلیوں، کلائیوں اور پیروں کے تلوؤں سے انگلیاں پونچھ لیتے اور نماز پڑھتے مگر وضوء نہ کرتے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۷۵۳): صحیح البخاری، کتاب الاطعمہ، باب المنديل .

کلمات حدیث: معًا مسَّت النار: اس چیز کو کھانے کے بعد وضوء کرنے کا مسئلہ جو آگ پر پکی ہو۔ مس مساً (باب نصر) چھونا، لگنا۔

شرح حدیث: سعید بن الحارث تابعی ہیں انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اس کھانے کے بعد جو آگ پر پکا ہو تو وضوء کیا جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں آگ پر پکے ہوئے کھانے کے بعد وضوء نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اولاً یہ اختلاف صحابہ اور تابعین میں مشہور تھا مگر بعد میں اجماع ہو گیا کہ آگ پر پکے ہوئے کھانے کو کھالینے کے بعد وضوء نہیں ہے اور اسی پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمانہ نبوت میں ایسا اتفاق کم ہی ہوتا تھا کہ ہم باقاعدہ پکے ہوئے کھانے کھائیں اگر کبھی ایسا ہوتا بھی تو ہم اپنی انگلیاں، ہتھیلیوں، کلائیوں اور پیروں کے تلوؤں سے پونچھ لیتے اور نماز پڑھ لیتے اور وضوء نہ کرتے۔

ملاہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ پونچھنے کے لیے رومال کا استعمال درست ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ کا ملنا اور پونچھنا دونوں مستحب ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ صابن بائیں ہاتھ میں لے کر پہلے داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں دھوئے پھر ان پر صابن لگا کر ہونٹ دھوئے دانتوں کو اوپر سے نیچے ملے اور تالو کو انگلی سے ملے۔ پھر آخر میں ہاتھ صابن سے دھو لے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷۴/۱۳ - روضة المتقين: ۲۹۳/۲ - عمدة القاري: ۱۷۵/۲۱ - احیاء علوم الدین: ۱۲/۲)



باب تکثیر الایدی علی طعام کھانے پر ہاتھوں کی کثرت

دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہے

۵۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِيُ الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِيُ الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کا کھانا تین کو کافی ہے اور تین کا

کھانا چار کو کافی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۵۵): صحیح البخاری، کتاب الاطعمہ، باب طعام الواحد یکفی الاثنین . صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب فضيلة المواساة فی الطعام القلیل .

کلمات حدیث: کافی : جو تمہارے لیے پورا ہو اور کم نہ پڑے۔

شرح حدیث: اگر دو آدمیوں کا کھانا ان کے سیر ہونے کے بقدر ہو تو وہ تین آدمیوں کو کافی ہے اور تین آدمیوں کا پیٹ بھر کر کھانا چار

آدمیوں کو کافی ہے۔ یعنی بطور قیاس کافی ہے اور ان کی صحت اور عبادت کے لیے موزوں ہے۔ کھانے میں اپنے ساتھ اپنے بھائیوں کو شریک کرنے میں ایثار بھی ہے اور خیر و برکت بھی اور آپس میں مودت و الفت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

اس حدیث کی شرح اس سے پہلے (حدیث ۵۶۵) میں گزر چکی ہے۔

(فتح الباری : ۱۱۵۰/۳ - شرح صحیح مسلم للنووی : ۲۰/۱۴ - روضة المتقین : ۲۹۳/۲)

ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے

۵۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِيُ الْاِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِيُ الْاَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِيُ الثَّمَانِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۵۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

ایک آدمی کا کھانا دو کو دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہے۔

تخریج حدیث (۵۶): صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب فضيلة المواساة فی الطعام القلیل .

کلمات حدیث: یکفی : کافی ہوتا ہے، پورا ہوتا ہے۔ کفی کفایہ : کافی ہونا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں دراصل ایثار، ہمدردی اور قناعت کی تعلیم ہے کہ انسان خود اکیلا بیٹھ کر نہ کھائے بلکہ دوسرے آدمیوں کو بھی شریک کرے بالخصوص اہل حاجت اور مساکین کو کھانے میں شریک کرنا بہت اجر و ثواب کا کام ہے اور اس میں کھانے کے کم پڑ جانے کا اندیشہ نہ کرے بلکہ دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ کو کافی ہو جائے گا۔ کہ اس طرح کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مل کر کھاؤ۔ علیحدہ علیحدہ نہ کھاؤ کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہوتا ہے۔ یعنی اجتماع کی اور اکٹھے کھانے کی برکت سے کھانا کافی ہو جاتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۰/۱۴۔ تحفة الاخوذی: ۵۵۶/۵)



(الباب ۱۱۱)

بَابُ آدَبِ الشُّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ إِدَارَةِ الْإِنَاءِ عَلَى الْيَمَنِ فَلَا يَمْنُ بَعْدَ الْمُبْتَدِئِ
پانی پینے کے آداب، برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینے کا استحباب
پہلے آدمی کے لینے کے بعد برتن کو دائیں طرف سے حاضرین کو دینا

پانی تین سانس میں پینا چاہیے

۷۵۷. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ يَعْنِي: يَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْإِنَاءِ.

(۷۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی شے پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ (متفق علیہ) یعنی آپ ﷺ برتن کے باہر سانس لیتے تھے۔

تخریج حدیث (۷۵۷): صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب الشرب بنفس او ثلاثة. صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب كراهة التنفس في الاناء.

کلمات حدیث: کان یتنفس: آپ ﷺ سانس لیتے تھے۔ نفس: جان جمع نفوس: زندگی۔ نفس: سانس، جمع انفس۔ متنفس، متنفسا (باب تفعل) سانس لینا۔ متنفس: سانس لینے والا۔ زنده انسان۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ جب پانی یا دودھ وغیرہ پیتے تو آپ تین مرتبہ سانس لے کر پیتے اور سانس برتن سے باہر لیتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے اور آپ فرماتے کہ اس طرح تین مرتبہ سانس لینے سے پانی زیادہ سیراب کرنے والا بیماری سے شفا دینے والا اور زیادہ آسانی سے پیٹ میں اتر جانے والا ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک سانس میں پانی پی لینے سے منع فرمایا اور یہ ممانعت مکروہ تنزیہی کے درجہ میں ہے۔ اسی طرح پانی پیتے ہوئے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ یہ ممانعت ایسی ہے جیسے کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(فتح الباری: ۴۰/۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶۸/۱۳)

ایک سانس میں پینے کی ممانعت

۷۵۸. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَشْرَبُوا

وَاحِدًا كَشَرْبِ الْبُعِيرِ، وَلَكِنْ اشْرَبُوا مِثْنِي وَثَلَاثَ وَسَمُوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۷۵۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی سانس میں اونٹ کی طرح نہ پیو، بلکہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ سانس لے کر پیو۔ اور جب پیو تو بسم اللہ پڑھو اور جب فارغ ہو تو الحمد للہ کہو۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۷۵۸): الجامع للترمذی: ابواب الاشریة، باب ما جاء فی التنفس فی الاناء.

کلمات حدیث: سموا إذا اتم شربتم: جب پیو تو اللہ کا نام لے کر پیو۔ سموا: اللہ کا نام لوی یعنی بسم اللہ پڑھو۔
شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا ہے کہ اونٹ کی طرح ایک ہی مرتبہ میں پانی مت پیو۔ دو مرتبہ یا تین مرتبہ کر کے پیو اور جب پی کر فارغ ہو جاؤ تو الحمد للہ کہو۔ یعنی جب بھی منہ سے برتن ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو یا آخر میں الحمد للہ کہو۔ بہتر ہے کہ ہر مرتبہ الحمد للہ کہے۔ جیسا کہ طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔ جب برتن کو منہ کے قریب لے جاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب برتن منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ کہتے، آپ ﷺ لیسا تین مرتبہ فرماتے۔

(تحفة الاحوذی: ۶۵۶/۵ - روضة المتقین: ۲۹۶/۲ - دلیل الفالحین: ۲۱۸/۳)

پیتے وقت برتن میں سانس لینے کی ممانعت

۷۵۹. وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ:

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، يَعْنِي يُتَنَفَّسُ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ.

(۷۵۹) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

یعنی برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

تخریج حدیث (۷۵۹): صحيح البخاری، كتاب الاشریة، باب النهی عن التنفس فی الاناء. صحيح مسلم،

كتاب الاشریة، باب كراهية التنفس فی الاناء.

کلمات حدیث: إناء: برتن، جمع اوانی.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے اس امت کو تمام اخلاق کریمانہ کی تعلیم دی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ برتن کے اندر سانس نہ لو کہ حیوان جہاں پانی پیتے ہیں وہیں سانس لیتے رہتے ہیں انسان اشرف المخلوقات ہے اس کے جملہ اخلاق و آداب اعلیٰ اور ارفع ہونے چاہئیں کہ اخلاقی حسنہ اور صفات حمیدہ کے اجتماع کا نام ہی انسانیت ہے۔

(فتح الباری: ۳۲۶/۱ - تحفة الاحوذی: ۶۵۹/۵)

تقسیم دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے

۷۶۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بَلْبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَغْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أُعْطِيَ الْأَغْرَابِيُّ وَقَالَ: "الْأَيْمَنُ فَلَا يَمَنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”شِيبَ إِى خُلِطَ“. یعنی ملایا گیا۔

(۷۶۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملا ہوا

تھا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک اعرابی تھا اور بائیں جانب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے پیا اور پی کر اس اعرابی کو دیا اور کہا کہ دائیں جانب والا مقدم ہے۔ (متفق علیہ) شیب کے معنی ہیں ملایا گیا۔

تخریج حدیث (۷۶۰): صحیح البخاری، کتاب الاشریة، باب شرب اللبن بالماء، صحیح مسلم، کتاب

الاشریة، باب استحباب ادارة الماء باللبن.

کلمات حدیث: الایمن فالایمن: پہلے دائیں جانب پھر بائیں جانب۔ یعنی جب کوئی شے دینی ہو یا تقسیم کرنی ہو تو پہلے اس شخص کو دی جائے جو اس کے دائیں جانب ہو اور پھر جو اس کے دائیں جانب ہو۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں کچھ نوش فرمانے کے بعد دائیں طرف بیٹھے ہوئے اعرابی کو دیا اور فرمایا کہ دائیں جانب مقدم ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی بائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہر معاملے میں عدل فرماتے اور مساوات قائم فرماتے یہاں بھی آپ ﷺ نے عدل و مساوات کی اعلیٰ ترین مثال قائم فرمائی۔ (فتح الباری: ۵۵/۲۔ تحفۃ الاحوذی: ۶۶۴/۵۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶۸/۱۳)

ضرورت کے موقع پر بائیں جانب والے سے اجازت لے لے

۷۶۱۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: أَتَأْذُنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ؟ هُوَ لَا؟ فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللَّهِ، لَا أَوْثَرُ بِنَصِيصِي مِنْكَ أَحَدًا، فَتَلَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”قَوْلُهُ“ تَلَّهُ“: آتَى وَضَعَهُ، وَهَذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

(۷۶۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو پینے کی کوئی چیز پیش کی

گئی آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پیا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک نوجوان تھا اور بائیں جانب بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ

نے اس نوجوان سے کہا کہ کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں یہ ان لوگوں کو دیدوں۔ نوجوان نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں آپ ﷺ سے پانے والے حصہ پر اپنے آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا آپ ﷺ نے وہ پیالہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ (متفق علیہ) تلہ: کے معنی ہیں رکھ دیا۔ یہ نوجوان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

تخریج حدیث (۷۶۱): صحیح البخاری، کتاب الاشریۃ، باب هل یستأذن الرجل عن یمینہ فی الشرب لیعطی الاکبر۔

صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب استحباب ادارة الماء باللبین۔

کلمات حدیث: اناذن لی: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو۔ اذن اذننا (باب سح) اجازت دینا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کوئی مشروب پیش کیا گیا، آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جو ابھی کم سن تھے لیکن بیت نبوت میں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کر رہے تھے اس لیے نو عمری میں بھی فضل و کمال کے آثار ہویدا تھے۔ بائیں جانب کچھ بزرگ تھے۔ روایات میں ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید تھے۔ آپ ﷺ نے کچھ پی کر بچا ہوا دینا چاہا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا جو کہ آپ ﷺ کے دائیں جانب تھے اور سنت بھی یہی ہے کہ دائیں جانب والے کو دیا جائے۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس واقعہ میں آپ ﷺ کے دائیں جانب اعرابی کے ہونے کا ذکر ہے کہ اس میں آپ ﷺ نے اس سے نہیں پوچھا لیکن اس واقعہ میں آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بہت محبت فرماتے اور جو مجلس میں موجود بزرگ تھے وہ بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے رشتہ دار تھے اور حضرت عبداللہ احکام شریعت سے واقف تھے اس لیے آپ نے ان سے پوچھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ کی طرف سے مجھے جو حصہ ملے گا میں اس میں اپنے آپ پر کسی کو ترجیح دینے والا نہیں ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ باری تمہاری ہے لیکن اگر تم چاہو تو خالد کو دیدوں۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ تمہارے چچا کو دیدوں۔ حضرت خالد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عمر میں بڑے تھے اس لیے انہیں چچا فرمایا ہو سکتا ہے کہ خالد عمر میں حضرت عباس کے قریب ہوں۔ لیکن اس کے علاوہ حیثیتوں سے حضرت عبداللہ بن عباس مرتبہ میں بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت خالد بعد میں اسلام لائے۔ (دلیل الفالحین: ۲۲۰/۳)

یہ حدیث اور اس کی شرح پہلے (حدیث ۵۶۸) میں گزر چکی ہے۔



الْبَنَاتِ (۱۱۲)

كَرَاهَةُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقُرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَّانُ أَنَّهُ كَرَاهَةُ تَنْزِيهِهِ لَا تَحْرِيمٍ
مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پینے کی کراہت یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے

۷۶۲. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
اِخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ يَعْنِي أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا وَيُشْرَبَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۷۶۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کا منہ موز کر اس سے پانی پینے سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۶۲): صحیح البخاری، کتاب الاشریہ، باب اختناث الاسقیہ، صحیح مسلم، کتاب الاشریہ، باب آداب الطعام والشراب.

کلمات حدیث: اسقیۃ: جمع سقاء۔ چڑے کا پانی بھرنے کا برتن۔ تکسر: دوہرا کرنا، منہ موڑنا۔ اختناث: مشکیزہ کا منہ موز کر اسے نیچے کی طرف جھکا لینا تاکہ اس سے پانی پیا جاسکے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ مشکیزے میں سے زیادہ پانی آجائے اور حلق میں اٹک جائے یا پانی میں کوئی ایسی شے ہو جس سے تکلیف کا اندیشہ ہو چنانچہ مسند ابی بکر بن شیبہ میں ہے کہ کسی شخص نے مشک سے لگا کر پانی پیا، مشک میں سانپ کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے جو اس کے پیٹ میں چلے گئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے مشک سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

حدیث مبارک کے الفاظ اس قدر ہیں ”نہی عن اختناث الاسقیۃ“ اس کے بعد اختناث کے معنی ہیں جو ہری رحمہ اللہ نے بیان کیے ہیں کہ مشکیزہ کا منہ موز کر اسے نیچے جھکا لیا جائے۔ زہری کے بیان کردہ یہ معنی مدرج ہیں۔ اگر کسی محدث کی طرف سے حدیث میں کچھ الفاظ بطور توضیح آگئے ہوں تو ایسی حدیث کو مدرج کہتے ہیں اور اس داخل کرنے کے عمل کو ادرج کہا جاتا ہے۔ اگر راوی کے بیان میں الفاظ شروع میں ہوں تو ایسی حدیث کو مدرج الاول، اگر درمیان میں ہوں تو مدرج الوسط اور آخر میں ہوں تو مدرج الآخر کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث مدرج الاخر ہے کہ اس میں زہری کے توضیحی الفاظ آخر میں آئے ہیں۔

(دلیل الفالحین: ۲۲۱/۳ - فتح الباری: ۳۸/۳ - تحفة الاحوذی: ۶۶۰/۵)

مشکیزے سے منہ لگا کر پینے کی ممانعت

۷۶۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ

فِي السَّقَاءِ أَوْ الْقُرْبَةِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۷۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک یا مشکیزے سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع

فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۶۳): صحیح البخاری، کتاب الاشریہ، باب الشرب من فم السقاء .

کلمات حدیث: سقاء: مشک چیزے کا پانی کا برتن۔ جمع اسقیہ۔ قربۃ: چھوٹا سا مشکیزہ، جمع قرب۔

شرح حدیث: مشک یا مشکیزہ کا منہ چونکہ بند ہوتا ہے اس لیے ممکن ہے کہ اس میں تنکایا کوئی ایسی چیز آجائے جس سے تکلیف ہو یا

پانی کا منہ بند ہونے کی وجہ سے اس کے منہ میں بو پیدا ہو جائے اور پینے والے کو اس طرح پینے سے ناگواری ہو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں یہی وجہ بیان کی گئی ہے یا مشک سے پانی زیادہ آجائے اور پینے والے کے گلے میں پھندا لگ جائے یا

اس کے کپڑے بھیگ جائیں ابن العربی فرماتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی وجہ ہو کراہت کے لیے کافی ہے۔

(فتح الباری: ۳/۳۹۔ روضة المتقين: ۲/۲۹۹۔ دلیل الفالحین: ۳/۲۲۲)

ضرورت کے موقع پر منہ لگا کر پینے کی اجازت

۷۶۴. وَعَنْ أُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ أُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَانِمًا، فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَنَّمَا قَطَعْتُهَا لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَتَبَرَّكَ بِهِ وَتَصُونَهُ، عَنِ الْإِسْنَدَالِ: وَهَذَا الْحَدِيثُ مَحْمُولٌ عَلَى بَيَانِ الْجَوَازِ: وَالْحَدِيثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْفَضْلِ وَالْأَكْمَلِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(۷۶۴) حضرت ام ثابت کبشہ بنت ثابت جو حضرت حسان کی ہمیشہ تھیں، روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف

لائے اور آپ نے کھڑے کھڑے ایک لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے پانی پیا میں نے بعد میں مشکیزہ کا منہ کاٹ کر (بطور تبرک) آپ پر

رکھ لیا۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے) حضرت ام ثابت نے مشکیزے کا منہ اس لیے کاٹ لیا تھا

کہ وہ اس چیز کو محفوظ رکھنا چاہتی تھیں جس پر آپ ﷺ کا منہ لگاتا تھا کہ اس سے برکت حاصل کریں اور اسے عام استعمال سے بچائیں

اور یہ حدیث اس کے جواز پر محمول ہے جبکہ پہلے دو حدیثیں افضل و اکمل طریقے کو بیان کر رہی ہیں۔ واللہ اعلم

تخریج حدیث (۷۶۴): الجامع للترمذی، ابواب الاشریہ، باب ما جاء فی الرخصة فی اختناث الاسقية .

کلمات حدیث: من فی قربة معلقة: لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے لٹکے ہوئے مشکیزے سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہو کر پانی پینا جائز

ہے اور جو احادیث آپ ﷺ کے مشکیزے سے پانی پینے کے بارے میں ہیں ان سب میں یہی ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ ابن العربی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے ضرورتاً مشکیزے سے پانی پیا ہو یا وہ بہت ہی چھوٹا مشکیزہ ہو۔ (اداوۃ) اور ممانعت کی حدیثیں اس صورت سے متعلق ہیں جب مشکیزہ بڑا ہو کہ اس میں زیادہ احتمال ہے کہ کوئی مضرت رساں چیز پانی میں آگئی ہو۔

(روضۃ المتقین: ۲/۳۰۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۲۲)



بَابُ كِرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ پانی میں پھونک مارنے کی ممانعت

۷۶۵. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَلْقَدْأَةُ أَرَاهَا فِي الْإِنَاءِ؟ فَقَالَ "أَهْرِقْهَا قَالَ: إِنِّي لَا أُرْوِي مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ قَالَ: "فَابْنِ الْقَدَحَ إِذَا عَنَ فِيكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۷۶۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پینے والی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ بعض اوقات برتن میں کوئی تنکا وغیرہ ہوتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پانی کو گرا دو۔ اس نے عرض کیا کہ میں ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا آپ نے فرمایا کہ اپنے منہ سے برتن کو جدا کر کے سانس لے لو۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے)

الجامع للترمذی، ابواب الاشربة، باب کراهیة النفخ فی الشراب .

تخریج حدیث (۷۶۵):

کلمات حدیث: اهرقها: اسے گرا دو۔ اهرق (باب افعال) گرائنا۔ انی لا اروي: میں سیراب نہیں ہوتا۔ روي ریا (باب سمع) سیراب ہونا۔ فابن القدح: پیالہ کو جدا کر دو۔ ابان: جدا کیا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آدمی کے منہ میں بو ہو یا اس کے معدے میں بخارات ہوں جن سے پانی میں اثر پیدا ہو جائے۔ اگر پانی میں تنکا وغیرہ ہو تو برتن جھکا کر پانی گرا دیا جائے زیادہ تنکے وغیرہ پڑے ہوں تو سارا گرا دے۔

تین مرتبہ سانس لے کر پانی پینا چاہیے اور پانی کو چوس کر پینا چاہیے کہ اس طرح پانی خوشگوار مزیدار اور راحت دینے والا محسوس ہوگا۔
(تحفة الاحرذی: ۶۶۷)

برتن میں پھونک مارنا ممنوع ہے

۷۶۶. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ، فِيهِ: رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۷۶۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پانی کے برتن میں سانس لینے سے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

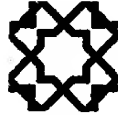
تخریج حدیث (۷۶۶): الجامع للترمذی، ابواب الاشربة، باب کراهیة النفع فی الشراب .

کلمات حدیث: نہی ان یتنفس فی الإناء: برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

شرح حدیث: پانی کے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا اسی طرح گرم کھانے یا پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارنا

چاہیے بلکہ اس کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ اگر برتن میں کوئی تنکا وغیرہ ہو تو اسے گرا دیا جائے یا بچھے سے نکال دیا جائے۔

(روضۃ المتقین: ۳۰۱/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۲۴/۳)



(البَابُ ۱۱۴)

بَابُ بَيَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَبَيَانِ الْاَكْمَلِ وَالْاَفْضَلِ الشُّرْبِ قَاعِدًا
 کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز لیکن افضل یہی کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے

حضرت کبیرہ سے مروی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

ماء زم زم کھڑے ہو کر پینے کی اجازت

۷۶۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۷۶۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی دیا آپ ﷺ نے

اسے کھڑے ہو کر پیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۶۷): صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب الشرب قائما، صحیح مسلم، کتاب الاشربة،

باب في الشرب من زمزم قائما.

کلمات حدیث: سقیت: میں نے پلایا۔ سقی سقیاً (باب ضرب) پلانا۔

شرح حدیث: امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ زم زم پر تشریف لے گئے اور وہاں کھڑے ہو کر پانی پیا کیونکہ ازدحام تھا اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے بیٹھنا محذور تھا۔ امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان جواز کے لیے کھڑے ہو کر پانی پیا یا اس لیے کہ وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی یا بیٹھنے کی جگہ گیلی تھی۔

روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا۔

(تحفة الاحوذی: ۶۵۰/۵ - روضة المتقين: ۳۰۲/۳ - فتح الباری: ۳۶/۳)

ضرورت کے موقع پر کھڑے ہو کر پینا جائز ہے

۷۶۸۔ وَعَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى عَلِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَابَ الرَّحْبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۷۶۸) حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باب الرحبة آئے اور کھڑے ہو کر پانی پیا

اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا جس طرح تم مجھے کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۷۶۸): کتاب الاشربة، باب الشرب قائما.

کلمات حدیث: رحبة: کھلی زمین، محن۔ رحبة الوادی: وادی کے درمیان پانی گزرنے کی جگہ، جمع رحاب.

شرح حدیث: عام حالات میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے لیکن اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ بیٹھنے کی جگہ نہ ہو یا لوگوں کا ازدحام ہو یا کوئی اور مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء میں سے کسی نے بھی کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کو حرمت پر محمول نہیں کیا ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت طبی اعتبار سے ہے اور کسی طرح کے نقصان سے بچنے کے لیے ہے کیونکہ بیٹھ کر پانی پینا زیادہ سہل اور آسان ہے اور اس میں پھندا لگنے کا امکان بھی کم ہے۔

(روضة المتقين: ۳۰۳/۲)

بلکی پھلکی چیز کھڑے ہو کر کھانے کی اجازت ہے

۷۶۹. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا كُلُّ عَلِيٍّ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۷۶۹) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے اور

کھڑے کھڑے پانی پی لیتے۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۷۶۹): الجامع للترمذی، ابواب الاشربة، باب ما جاء في النهي في الشرب قائما.

کلمات حدیث: علی عہد: زمانہ میں، اس دور میں۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو احادیث مبارکہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کے بارے میں ہیں وہ

کراہت تنزیہی کا بیان ہے یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ تنزیہی ہے اور جو احادیث کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں ہیں وہ بیان جواز کے لیے ہیں اور سنت نبوی ﷺ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں مثلاً وضوء میں طریقہ مسنون یہ ہے کہ تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے جائیں لیکن آپ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ بھی اعضاء وضوء کو دھویا جو جواز کو بیان کرنے کے لیے ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اونٹ پر بیٹھے ہوئے طواف فرمایا حالانکہ پیدل طواف زیادہ بہتر ہے اور زیادہ کامل ہے اس میں اصول یہ ہے کہ افضل اور مستحب پر مواظبت فرمایا کرتے تھے اور جواز بیان کرنے کے لیے ایک یا دو مرتبہ فرماتے۔ اور اس پر مستقل عمل نہ ہونا چنانچہ اکثر آپ ﷺ کا پینا بیٹھ کر تھا، اکثر آپ کا وضوء اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا تھا اور اکثر آپ ﷺ کا طواف پیدل تھا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶۴/۱۳)

رسول اللہ ﷺ کا بیٹھ کر پینا

۷۷۰. وَعَنْ عُمَرَو بْنِ شَعِيبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا : رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

(۷۷۰) حضرت عمرو بن شعیب از والد خود از جد خود رضی اللہ عنہم روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھے ہو کر اور بیٹھے ہوئے دونوں حالتوں میں پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۷۷۰): الجامع للترمذی، ابواب الاشریة، باب ما جاء فی الرخصة فی الشرب قائماً .

شرح حدیث: طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے دونوں حالتوں میں پانی پیتے دیکھا۔ یہ حدیث بیہمی نے مجمع الزوائد میں ذکر کی ہے اور طبرانی نے اوسط میں ذکر کی ہے۔ خطابی، ابن بطلال اور امام نووی رحمہ اللہ کے نزدیک ممانعت کی احادیث کراہتِ تنزیہی پر محمول ہیں اور کھڑے ہو کر پانی پینے کی احادیث بیانِ جواز کے لیے ہیں۔ (تحفة الاحوذی: ۶۵۰/۵)

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

۷۷۱. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. قَالَ فَسَادَةٌ: فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: فَأَلَا كُلُّ؟ قَالَ ذَلِكَ أَشْرٌ. أَوْ أَخْبَثُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشَّرْبِ قَائِمًا .

(۷۷۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے انس سے کہا کہ اور کھڑے ہو کر کھانے کے بارے میں کیا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ برا ہے۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر سرزنش فرمائی۔

تخریج حدیث (۷۷۱): صحیح مسلم، کتاب الاشریة، باب کراهیة الشرب قائماً .

کلمات حدیث: أشر: زیادہ برا، زیادہ بڑا اثر۔ أشر: افضل التفضیل کا صیغہ ہے، ہمزہ کثرت استعمال سے حذف ہو گیا اور شر ہو گیا جو مستعمل ہے۔ شر بمعنی مصدر برائی جمع شرور۔ شریر: برا کام کرنے والا۔ جمع اشرار۔ زجر: سرزنش کی، تنبیہ کی۔ زجر عن کذا: کسی کام سے تنبیہ کر کے زور سے روکنا۔ زاجر: روکنے والا جمع زواجر .

شرح حدیث: امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کے کئی مفاسد ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طرح پینے والے کو سیرابی حاصل نہیں ہوتی اور جگر کو یہ موقع نہیں ملتا کہ وہ پانی کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پانی تیزی سے براہ راستہ معدہ میں چلا جاتا ہے اور معدہ کو ٹھنڈا کر کے نظام ہضم کو متاثر کرتا ہے۔ بہر حال اسوہ حسنہ یہی ہے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر پانی نوش فرماتے تھے اور یہی عادت شریفہ تھی۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶۴/۱۳۔ روضة المتقین: ۳۰۵/۲)

بھولے سے کھڑے ہو کر پے تو قے کر دے

۷۷۲۔ وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا يشربن أحد منكم قائماً، فمن نسي فليستقيء". رواه مسلم.

(۷۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ

پے اور اگر بھول کر پی لے تو قے کر دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۷۷۲): صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب کراہیۃ الشرب قائماً.

کلمات حدیث: فلیستقیء: اسے چاہیے کہ قے کر دے۔

شرح حدیث: قے کرنے کا حکم مبنی پر استحب ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کھڑے ہو کر پانی پیا تو مستحب

یہ ہے کہ وہ قے کر دے کیونکہ اگر حکم شرعی کو محبوب پر محمول کرنا معذور ہو تو اسے استحب پر محمول کرنا چاہیے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے

ہیں کہ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے والے پر قے کرنا لازم نہیں ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ علماء کا یہ کہنا کہ قے

لازم نہیں ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قے کرنا مستحب نہیں ہے۔ قے کرنا یقیناً مستحب ہے کہ اس کی تائید میں یہ حدیث صحیح موجود ہے

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض کے کلام سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ استحب کے قائل نہیں ہیں۔ دراصل قاضی عیاض

نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی قنادہ ہیں

جن پر تدلیس کی تہمت ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ان کے سماع کی دلیل موجود ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

پوچھا کہ کھڑے ہو کر کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تدلیس کے معنی ہیں راوی کا اس طرح حدیث روایت کرنا جیسے اس نے اپنے

پیش رو سے سنی ہو حالانکہ اس کا سننا ثابت نہ ہو۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶۴/۱۳۔ دلیل الفالحین: ۲۲۷/۳)



بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرَهُمْ شُرْبًا پلانے والے کیلئے سب سے آخر میں پینے کا استحباب

۷۷۳۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ" يَعْنِي شُرْبًا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .
(۷۷۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں پیئے۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۷۷۳): الجامع للترمذی، ابواب الاشریة، باب ما جاء ان ساقی القوم آخرهم .
کلمات حدیث: ساقی : پلانے والا۔ سقی سقی (باب ضرب) پلانا، آخر، پچھلا، آخر میں آنے والا۔ آخرت کو آخرت اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دنیا کے بعد آنے والی ہے۔

شرح حدیث: اخلاق حسنة اور اسلامی آداب کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی دوسروں کو پانی یا دودھ پلائے یا ان کی مہمان داری کرے تو خود سب سے آخر میں پیئے یا کھائے اور اپنے آپ کو اس پلانے یا کھلانے کے دوران سب کا خادم تصور کرے۔ اہل صفہ کے دودھ پلانے کا واقعہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دودھ کا پیالہ دیا اور فرمایا کہ سب کو پلاؤ۔ آپ نے سب کو پلایا اور سب سے آخر میں خود پیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بچا ہوا پی لیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کے ذمہ مسلمانوں کی کوئی خدمت ہو یا مسلمانوں کی کوئی مصلحت ہو جس میں وہ خود بھی شریک ہو تو پہلے سب مسلمانوں کی مصلحت کی تکمیل کرے اور آخر میں اپنی مصلحت کی جانب نظر کرے۔

(تحفة الاحوذی: ۶۶۶/۵ - روضة المتقين: ۳۰۶/۲)



الباب (۱۱۶)

بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِيعِ الْأَوَانِي الطَّاهِرَةِ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ الْكُرْعِ وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهِ، بِغَيْرِ إِنَاءٍ وَلَا يَدٍ وَتَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَالْأَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ الْإِسْتِعْمَالِ
تمام پاک برتنوں سے سوائے سونے اور چاندی کے برتنوں کے پینا جائز ہے،
نہر وغیرہ سے بغیر برتن اور بغیر ہاتھ کے منہ لگا کر پینا جائز ہے، چاندی سونے کے برتنوں کا استعمال
کھانے پینے میں طہارت میں اور ہر کام میں حرام ہے

۷۷۴. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ إِلَى أَهْلِهِ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فَصَغَرَ الْمَخْضَبُ أَنْ يَسْطُ فِيهِ كَفَّهُ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قَالُوا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِينَ وَزِيَادَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: هَذِهِ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: وَلِمُسْلِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَتَى بِقَدَحٍ رَخْوٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ: قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرَ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ.

(۷۷۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا تو جن کے گھر قریب تھے وہ گھر چلے گئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک برتن لایا گیا وہ برتن اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں ہتھیلی بھی نہیں پھیل سکتی تھی۔ اس سے سب نے وضوء کر لیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم کتنے تھے، انہوں نے بتایا اسی سے کچھ زائد۔ (متفق علیہ، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)
ایک اور روایت جو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پانی کا برتن منگوا یا، آپ ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس میں اپنی انگلیاں ڈبو دیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے ابل رہا ہے۔ اور میں نے وضوء کرنے والوں کا اندازہ لگایا تو وہ ستر سے اسی کے درمیان تھے۔

تخریج حدیث (۷۷۴): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الغسل والوضوء فی المخصب والقح والخشب والحجارة. صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی معجزات النبی ﷺ.

کلمات حدیث: المخصب: پتھر کا برتن۔ ان یسط فیہ کفہ: برتن اس قدر چھوٹا تھا کہ اس میں ہتھیلی بھی پھیلا کر نہیں رکھی جاسکتی تھی۔ فحزرت: میں نے اندازہ کیا۔

شرح حدیث: نماز کا وقت قریب آیا، جن کے گھر قریب تھے وہ گھروں میں چلے گئے اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ نماز عصر کا وقت آگیا اور وضوء کے لیے پانی نہیں تھا اور ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ کہیں تشریف لے گئے چلتے رہے کہ نماز کا وقت آگیا اور وضوء کے لیے پانی نہیں ملا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ زورا تشریف لے گئے مسجد وہاں سے تھوڑے سے فاصلے پر تھی۔ آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا جو اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں ہتھیلی بھی پھیلا کر نہیں رکھی جاسکتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ پانی کے برتن میں اپنی انگلیاں ڈال دیں اور انگشت ہائے مبارک سے پانی نکلنے لگا اور ستر اسی آدمیوں نے وضوء کر لیا۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ نے وضوء کیا اور پھر اپنی چار انگلیاں پانی میں ڈال دیں اور لوگوں سے فرمایا کہ سب وضوء کر لیں اور سب نے وضوء کر لیا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی اٹلنے کا واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا اور بارہا یہ معجزہ ظاہر ہوا اور یہ ایسا منفرد معجزہ ہے جو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی کو نہیں ملا۔

(فتح الباری: ۳۴۱/۱ - إرشاد الساری: ۳۸۶/۱)

پیش کا برتن استعمال کرنا جائز ہے

۷۷۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِّنْ صُفْرِ فَتَوَضَّأَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
 "الْصُّفْرُ" بِضَمِّ الصَّادِ، وَيَجُوزُ؛ كَسَرُهَا، وَهُوَ النَّحَاسُ: "وَالْتَوْرُ" كَالْقَدَحِ وَهُوَ بِالتَّاءِ الْمُشْتَاةِ مِنْ فَوْقِ.

(۷۷۵) حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے تانبے کے ایک پیالہ میں پانی پیش کیا اور آپ ﷺ نے اس سے وضوء فرمایا۔ (بخاری) صفر: تانبا، تور پیالہ۔

تخریج حدیث (۷۷۵): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء من التور.

راوی حدیث: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ہجرت نبوی ﷺ کے بعد اسلام قبول کیا ۶۳ھ میں شہید ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ: ۱۶۸/۳)

کلمات حدیث: تور من صفر: تانبے کا پیالہ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ دھات کے برتن وضوء اور کھانے پینے میں استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

(فتح الباری: ۳۴۶/۱)

رسول اللہ ﷺ کو ٹھنڈا پانی پسند تھا

۷۷۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنَّةٍ وَالْأَكْرَعُنَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. "الشَّنُّ" الْقُرْبَةُ.

(۷۷۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک صحابی بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارے مشکیزے میں رات کا پانی ہو تو دید و در نہ ہم منہ لگا کر پی لیں۔ (بخاری) شن کے معنی ہیں مشکیزہ۔

تخریج حدیث (۷۷۶): صحیح البخاری، کتاب الاشربة باب شرب اللبن بالماء.

کلمات حدیث: شن: چمڑے کی پرانی مشک۔ شن اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں پانی ٹھنڈا رہتا ہے اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے طلب فرمایا۔ والا کرعنا: ورنہ ہم منہ لگا کر پی لیں گے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ایک انصاری کے یہاں تشریف لے گئے۔ جو صاحب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور جن انصاری کے ہاں گئے وہ ابو الہیثم بن التیہان تھے۔ یہ گرمی کا وقت تھا، وہ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس رات کا ٹھنڈا پانی ہے ورنہ ہم منہ لگا کر پی لیں، یعنی باغ میں جو پانی گزر رہا ہے اس میں سے پی لیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس شن میں رات کا ٹھنڈا پانی ہے۔ آپ عریش (چھپر) کی جانب تشریف لے گئے انہوں نے پیالے میں ٹھنڈا پانی لیا اور اس پر بکری کا دودھ دوہا اور خدمت اقدس میں پیش کیا اور پی کر پیالہ واپس کر دیا جس میں سے ان صاحب نے پیاجو آپ ﷺ کے ساتھ آئے۔ (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ)

ابن المہلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گرمی کے دنوں میں ٹھنڈا پانی اللہ کی نعمت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ٹھنڈا پانی طلب کر کے پیا اس لیے ٹھنڈا پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب روز قیامت بندہ سے سوال ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھے تندرست جسم عطا نہیں کیا اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ٹھنڈا پانی ایک بڑی نعمت ہے اور اس کے بارے میں سوال ہوگا۔

(فتح الباری: ۳/۳۴ - عمدة القاری: ۲۱/۲۸۲ - روضة المتقين: ۲/۲۰۹ - دلیل الفالحین: ۳/۲۳۱)

سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت

۷۷۷۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ

وَالدِّيَّانِجَ وَالشَّرْبَ فِي انِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ: "هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۷۷۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حریر و دیباچ کے پہننے سے اور سونے چاندی کے برتن میں پانی پینے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ چیزیں کافروں کو دنیا میں دی گئی ہیں اور تمہیں آخرت میں ملیں گی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۷۷): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر وافتراشه للرجال، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة.

کلمات حدیث: دیباچ: ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔ جمع دبایج.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو ریشم اور دیباچ کے لباس سے منع فرمایا۔ یعنی یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے اور عورتوں کو پہننا جائز ہے اور اسی طرح آپ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ اشیاء اس دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا فرمائیں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسی نعمتیں عطا فرمائیں گے جن کو کسی کی آنکھ نے نہ دیکھا ہو، اور جن کے ذکر سے کوئی کان آشنا ہو اور نہ وہ کبھی کسی کے تصور و خیال میں آئی ہوں۔ دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کیا ہے کہ جو شخص سونے چاندی کے برتن میں پیے یا ایسے برتن میں پیئے جس میں کچھ چاندی یا سونا لگا ہو تو یہ پانی نارجہنم بن کر اس کے پیٹ میں اترتا رہے گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس برتن میں پانی نہیں پیتے تھے جس میں چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہو یا اس کا کنارہ چاندی کا ہو اور طبرانی کی اوسط میں ہے کہ حضرت ام عطیہؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پیالہ میں بھی پانی پینے سے منع فرمایا جس پر کسی جگہ چاندی لگی ہو، البتہ عورتوں کو اس کی اجازت دی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کسی مجوسی نے سونے یا چاندی کے برتن میں پانی دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہ برتن اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اس کو پہلے بھی منع کر چکا ہوں ورنہ میں برتن نہ پھینکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا ہے۔

جس برتن میں تھوڑی سے چاندی لگی ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس برتن میں پانی پینا جائز ہے، بشرطیکہ چاندی والے حصے کو نہ ہاتھ لگے اور نہ منہ لگے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس طرح کے برتن میں بھی پانی پینا کراہت سے خالی نہیں ہے اور جو برتن پورا چاندی کا ہو اس کا استعمال تو کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایک قول یہی مروی ہے کہ اگر ذرا سی بھی چاندی ہو تو مذکورہ شرائط کے ساتھ ایسے برتن سے پانی پینا مکروہ ہے۔

(فتح الباری: ۱۱۵۸/۳ - عمدة القاري: ۸۶/۲۱ - روضة المتقين: ۳۱۰/۲)

چاندی کے برتن میں پینے پر وعید

۷۷۸. وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجْرُ جُرْفِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي إِنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَالذَّهَبِ، وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَإِنَّمَا يُجْرُ جُرْفِي بَطْنِهِ نَارًا مِنْ جَهَنَّمَ".

(۷۷۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیئے گا

تو یہ پانی اس کے پیٹ میں ناریں جہنم بن کر گرتا رہے گا۔ (متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں کھاتا ہے۔۔

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیا اس نے اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھری۔

تخریج حدیث (۷۷۸): صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب انیة الفضة، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم استعمال اواني الذهب.

کلمات حدیث: انما یجر جرفی بطنہ النار: وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ اندیل رہا ہے۔ جرجر یجر جر: پانی کا یا کسی چیز کا اس طرح گرنا یا انڈیلنا جس سے آواز پیدا ہو۔ جو آدمی سونے یا چاندی کے برتن میں کھائے گا یا پیئے گا، یہ پانی یا غذا دھکتی ہوئی آگ بن کر اس کے پیٹ میں اترتی رہے گی۔

شرح حدیث: اس امر پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا مرد و عورت دونوں کے لیے حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور علماء میں سے کسی کا اس امر میں اختلاف نہیں ہے، علامہ طیبی اور امام نووی رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ اگر برتن میں سونے چاندی کی چھوٹی چھوٹی کیلیں لگی ہوں اور کم مقدار میں ہوں تو ایسے برتن کا استعمال جائز ہے لیکن حنفی فقہاء کے نزدیک ایسے برتن سے بھی پانی پینا اس شرط کے ساتھ جائز ہوگا کہ سونے کی جگہ پر نہ ہاتھ لگے اور منہ لگے۔

(فتح الباری: ۴/۴۱ - عمدة القاری: ۲۱/۲۰۰)



کتاب اللباس

(الباب ۱۱۷)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْاَبْيَضِ، وَجَوَازِ الْاَحْمَرِ وَالْاَخْضَرِ وَالْاَصْفَرِ وَالْاَسْوَدِ
وَجَوَازِهِ مِنْ قُطْنٍ وَكُتَّانٍ وَشَعْرٍ وَصُوفٍ وَغَيْرِهَا اِلَّا الْحَرِيرَ
سفید کپڑے کے استحباب اور سرخ، سبز اور کالے کپڑے کا جواز نیز سوائے ریشم کے روئی،
اولن اور بالوں وغیرہ کے کپڑوں کا جواز

لباس کا مقصد ستر پوشی ہے

۲۶۴. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿يَبْنِيْءَ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا يُّوْرِى سَوْءَ تَكْمُ وَرِشًا وَلِبَاسٌ لِّلْقَوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری ستر پوشی کرتا ہے اور زینت بخشتا ہے اور لباس تقویٰ خوب تر ہے۔“

(الاعراف: ۲۶)

۲۶۵. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَجَعَلْ لَّكُمْ سَرَیْلَ تَقِیْكُمْ اَلْحَرَّ وَسَرَیْلَ تَقِیْكُمْ بِاَسَکُمْ﴾

اور فرمایا کہ:

”اور تمہارے لیے کرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں اور ایسے کرتے جو تم کو جنگ سے محفوظ رکھیں۔“ (النحل: ۸۱)

تفسیری نکات: دونوں آیات اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے بیان پر مشتمل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو لباس عطا کیا اور لباس بھی دو

طرح کے عطا فرمائے لباس زینت یا وہ لباس جو دنیاوی فائدہ کا حامل ہو اور لباس تقویٰ یعنی وہ لباس جو آخرت میں انسان کی ستر پوشی کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں لباس عطا فرمایا جو تمہیں سردی اور گرمی سے بچاتا ہے اور تمہیں زیب و زینت عطا کرتا ہے اور تمہاری ستر پوشی کرتا ہے اور وہ لباس آہن جو تمہیں جنگوں میں دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے، مگر اس لباس سے لباس تقویٰ زیادہ بہتر ہے، جس طرح لباس دنیا گرمی سے اور آزار سے اور دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ لباس تقویٰ آخرت کی شدت جہنم کی گرمی اور شیطان

کے حملے سے محفوظ رکھتا ہے۔ (تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

لباس اور کفن دونوں میں سفید کپڑا پسندیدہ ہے

۷۷۹. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْبُسُوءُ مِنَ ثِيَابِكُمُ الْبِیَاضُ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفَنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۷۷۹) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کر وہ یہ تمہارے اچھے کپڑے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۷۷۹): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی البیاض، الجامع للترمذی، ابواب الجنائز، باب ما يستحب من الکفن.

کلمات حدیث: البسوا: تم پہنو، تم لباس پہنو۔ لبس لبسا (باب مسح) کپڑا پہننا۔
شرح حدیث: سفید لباس پہننا مستحسن اور مستحب ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر میں نے آپ ﷺ کے دائیں بائیں دو افراد سفید کپڑوں میں ملبوس دیکھے جن کو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ یہ حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام تھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جنت کو سفید بنایا ہے اور اللہ کو سفید رنگ پسند ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سفید لباس تواضع اور عاجزی کی علامت ہے، مساجد میں اور اوقات عبادت میں سفید لباس پہننا افضل ہے نیز عیدین اور جمعہ کے روز سفید لباس پہننا اچھا ہے۔ (روضة المتقين: ۳۱۳/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۳۵/۳)

سفید لباس پاکیزگی کا ذریعہ

۷۸۰. وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْبُسُوءُ الْبِیَاضُ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفَنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

(۷۸۰) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید لباس پہنو کہ یہ زیادہ پاک اور پاکیزہ ہے اور اس میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو (نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ حدیث صحیح ہے)

تخریج حدیث (۷۸۰): سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب أي الکفن خیر.

کلمات حدیث: کفنوا: کفن دو، کفن، مردے کا لباس۔ جمع اکفان.

شرح حدیث: سفید لباس پہننے کی تاکید اس لیے ہے کہ سفید لباس پاک اور پاکیزہ ہوتا ہے چونکہ اس پر لگا ہو میل فوراً محسوس ہوتا

ہے اس لیے اس کی صفائی اور نظافت کا زیادہ اہتمام کرتا ہے، نیز کہ سفید کپڑا زیادہ متواضعانہ اور عجب و تکبر سے بعید تر ہے اور سفید رنگ فطرت سے قریب تر ہے اسی لیے مردوں کو بھی سفید کپڑوں میں کفن دینے کا حکم ہوا اور یہ اشارہ ہے اس طرف کہ زندہ ہوں یا مردہ ہر وقت رجوع الی اللہ کی جانب متوجہ رہنا چاہیے یعنی سفید لباس کا پہنا موت اور کفن کو یاد دلانے والا ہے۔

(روضة المتقين: ۳۱۴/۲ - تحفة الأحوذی: ۹۸/۸)

رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے

۷۸۱. وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۷۸۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا قد درمیانہ تھا اور میں

نے آپ ﷺ کو سرخ حلتہ میں دیکھا ہے اور میں نے کوئی شخص آپ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۸۱): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الثوب الاحمر، صحیح مسلم، و کتاب الفضائل،

باب فی صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

کلمات حدیث: مربعاً: درمیانی قد۔ حلة حمراء: سرخ جوڑا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کا قد درمیانہ تھا، صحیح مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

کا چہرہ مبارک تمام لوگوں میں حسین ترین تھا اور آپ ﷺ کا اخلاق سب لوگوں میں بہترین تھا اور آپ ﷺ نہ طویل تھے اور نہ قصیر۔

اور فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑے میں ملبوس دیکھا اس وقت مجھے آپ ﷺ اتنے حسین لگے کہ میں نے اس سے پہلے اتنا حسن نہیں دیکھا تھا۔

حلتہ حمراء سے مراد یمن کے بنے ہوئے دو کپڑے ہیں جن میں لال اور سبز پٹیاں ہوتی ہیں وہ خالص لال نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ابن الہمام نے بیان کیا اور ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حلتہ حمراء سے مراد دو یمنی چادریں ہیں جن میں سرخ اور کالی دھاریاں ہوتی تھیں۔

(تحفة الأحوذی: ۳۸۹/۵ - روضة المتقين: ۳۱۴/۲)

رسول اللہ ﷺ کا سرخ خیمہ

۷۸۲. وَعَنِ أَبِي جُحَيْفَةَ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَنْطَحِ فِي قُبَّةٍ لَهُ، حُمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُونِهِ فَمِنْ بَاضِحٍ وَنَازِلٍ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حُمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ، فَتَوَضَّأَ وَأَذَّنَ بِلَالٌ، فَجَعَلْتُ

اتَّبَعَ فَأَهْ هُنَا وَهُنَا، يَقُولُ يَمِينًا وَشِمَالًا: حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ رُكَّزَتْ لَهُ، عَنَزَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى يَمْرُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا يُنْمَعُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. "الْعَنَزَةُ" بَفَتْحِ النُّونِ نَحْوُ الْعُكَاذَةِ.

(۸۲) حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں

اطح کے مقام پر سرخ رنگ کے چمڑے کے خیمے میں دیکھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا وضوء کا پانی لے کر باہر آئے۔ کچھ لوگ تھے جنہیں پانی کے چھینٹے ملے اور بعض کو پانی مل گیا۔ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے آپ ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے گویا مجھے اب بھی آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی نظر آرہی ہے آپ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ میں حضرت بلال کے چمڑے کو دائیں اور بائیں ادھر ادھر ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا جب آپ جی علی الصلاۃ اور جی علی الفلاح کہہ رہے تھے۔ آپ کے سامنے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ آپ کے سامنے سے کتاب اور گدھا گزر رہا مگر روکا نہیں گیا۔ (متفق علیہ)

عنزہ: چھوٹا نیزہ۔

خرج حدیث (۸۲): صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الثوب الاحمر۔ صحیح مسلم، کتاب

الصلاۃ، باب سترۃ المصلی۔

کلمات حدیث: آدم: دباغت دیا ہوا چمڑا۔ رکزت: گاڑا گیا۔ رکز تر کبیرا: (باب تفعلیل) زمین میں لکڑی وغیرہ گاڑنا۔ عنزہ: نیزہ جمع عنزات۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ ایک سرخ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ سرخ حلقہ پہنے ہوئے تھے بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے وضوء کا پانی لائے آپ نے وضوء فرمایا تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے وضوء کا پانی اپنے ہاتھوں اور منہ پر ملا کسی کو پانی ملا اور کسی کو پانی کے چھینٹے ملے اور اس طرح سب نے آپ کا تبرک حاصل کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی جی علی الصلاۃ اور جی علی الفلاح میں انہوں نے اپنا چہرہ دائیں بائیں گھمایا۔ آپ ﷺ کی نماز کے سامنے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا اور سامنے سے کسی جانور کو گزرنے سے روکا نہیں گیا۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے وضوء کا پانی لے کر بطور تبرک اپنے ہاتھوں اور چہروں پر ملنے لگے۔ آپ ﷺ کے سامنے نیزہ بطور سترہ کے گاڑا گیا۔ اگر نمازی اپنے سامنے کوئی لکڑی بطور سترہ نصب کر لے یا کوئی چیز اپنے سامنے رکھ لے تو اس کے آگے سے گزرنے میں حرج نہیں ہے۔ سترہ صرف امام کے سامنے ہونا کافی ہے یعنی امام کے ساتھ سترہ کا ہونا مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہے۔ (ارشاد الساری: ۱/۴۱۲ - فتح الباری: ۱/۳۴۴)

سبز رنگ کے دھاری دار کپڑے

۸۳۔ وَعَنْ أَبِي رِمَّةَ رِفَاعَةَ الْبَيْهَقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

(۸۳) حضرت ابو رمثہ رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ

آپ ﷺ نے دو ہزر رنگ کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد و ترمذی نے سند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۸۳): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب الرخصة فی اللون الاحمر . الجامع للترمذی، ابواب الآداب، باب ما جاء فی الثوب الاخضر .

راوی حدیث: حضرت ابو رمثہ رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب میں صرف ان کا اور ان کے والد کا نام ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا کہ ان کا انتقال افریقہ میں ہوا۔ ابوداؤد ترمذی اور نسائی میں متعدد احادیث مروی ہیں۔

کلمات حدیث: ثوبان : دو کپڑے یعنی ازار اور چادر۔ ثوب کا تثنیہ جس کے معنی کپڑے کے ہیں۔

شرح حدیث: جامع ترمذی میں بردان اخضران کے الفاظ ہیں۔ برد دھاری دار چادر کو کہتے ہیں یعنی آپ ﷺ کا لباس مکمل ہزر نہیں تھا بلکہ ہزر دھاریاں تھیں۔ یہی بات ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہی ہے۔ سفید رنگ کے بعد ہر رنگ اہمیت کا حامل ہے کہ اہل جنت کا لباس ہوگا اور یہ کہ ہزر رنگ پینائی کو تسکین بخشنے والا اور دیکھنے والوں کی نظروں میں خوش کن ہے۔

(المرقاة : ۱۶۴/۸ - تحفة الاحوذی : ۱۰۱/۸)

رسول اللہ ﷺ کے سیاہ عمامہ کا ذکر

۸۴. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۸۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو آپ سیاہ عمامہ

پہنے ہوئے تھے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۴): صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مکہ بغير احرام .

کلمات حدیث: عمامة سوداء : سیاہ عمامہ۔ سوداء : اسود کا مؤنث۔ لباس اسود اور عمامة سوداء۔

شرح حدیث: صحیح حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود تھا۔ پھر آپ ﷺ نے خود اتار دیا اور عمامہ پہن لیا۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ ﷺ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ خطبہ کعبۃ اللہ کے دروازے کے سامنے دیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا ہو اور اس کے اوپر خود ہو پھر آپ ﷺ نے خود اتار دیا ہو اور عمامہ اسی طرح باقی رہا۔

بہر حال افضل تو سفید لباس ہے جو آپ ﷺ نے اکثر پہنا ہے لیکن سیاہ عمامہ پہننا بھی جائز ہے، لیکن یہ امر بھی مد نظر رہے کہ احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کے سیاہ عمامہ پہننے کا کسی اور موقعہ پر ذکر نہیں ہے۔ صرف یہی حدیث مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر سیاہ عمامہ پہنا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ عمامہ پہننا آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ پہننا اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح ہر رنگ بدل جاتا ہے مگر سیاہ رنگ نہیں بدلتا اسی طرح آج کے بعد ہر دین تبدیل ہوگا مگر دین اسلام نہیں بدلے گا۔ البتہ ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے روز خطبہ دیا اور آپ ﷺ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم (روضۃ المتقین: ۳۱۷/۲ - دلیل الفالحین: ۲۳۸/۳)

۷۸۵۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرَخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

(۷۸۵) حضرت ابوسعید عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ نے اس کے دونوں کناروں کو اپنے کانڈھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ ﷺ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے۔

تخریج حدیث (۷۸۵): صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام.

راوی حدیث: حضرت ابوسعید عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ صفار صحابہ میں سے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر بارہ سال تھی۔ ان سے ۱۸ احادیث مروی ہیں اور صحاح میں مروی ہیں ۸۵ھ میں انتقال فرمایا۔ (دلیل الفالحین: ۲۳۸/۳)

کلمات حدیث: أَرَخَى: اڑھایا۔ اَرَخَى اِرْحَاء (باب افعال) لٹکانا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے یہ خطبہ فتح مکہ کے دوسرے دن دیا تھا جیسا کہ یہ بات بالتصریح اس حدیث میں آئی ہے کہ جو امام بخاری نے ابوشریح عدوی سے روایت کی ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ دیا۔ (حدیث ۲۲۹۵)

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مشہور اور صحیح یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عمامہ کا ایک سر لٹکایا، لیکن بعض نے دونوں کناروں کا ذکر کیا ہے۔

(فتح الباری: ۶۲۴/۲ - روضۃ المتقین: ۳۱۸/۲ - دلیل الفالحین: ۲۳۸/۳)

آپ ﷺ کے عمامہ کے دو شملے تھے

۷۸۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ

اَثْوَابٍ بَيِّضٍ سَحُولِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ، وَلَا عِمَامَةٌ مُّتَّفِقٌ عَلَيْهِ .
 ”السَّحُولِيَّةُ“ بِفَتْحِ السِّينِ وَضَمِّ الْحَاءِ الْمُهِمْلَتَيْنِ : ثِيَابٌ تُنْسَبُ إِلَى سَحُولٍ : قَرْيَةٌ
 بِالْيَمَنِ : وَالْكُرْسُفُ الْقُطْنُ .

(۷۸۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سوٹی کپڑوں میں کفن دیا گیا جو تحول کے بنے ہوئے تھے اس میں نہ قمیص نہ عمامہ۔ (متفق علیہ) تحولیت: تحول کے بنے ہوئے کپڑے جو یمن کا ایک گاؤں تھا۔ کرسف کے معنی ہیں روئی۔

تخریج حدیث (۷۸۶): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الثیاب البیض للکفن . صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی کفن المیت .

کلمات حدیث: سحولیۃ من کرسف : تحول کے روئی کے بنے ہوئے کپڑے۔
شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سوٹی چادروں میں کفن دیا گیا یہ چادریں یمن کے ایک شہر تحول کی بنی ہوئی تھیں۔ اسی طرح مردوں کو تین کپڑوں میں کفن دینا منسنون ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳۱۸/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۳۸/۳)

رسول اللہ ﷺ کی سیاہ چادر کا ذکر

۷۸۷. وَعَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرْحَلٌ مِّنْ شَعْرِ أَسْوَدٍ ارَّوَاهُ مُسْلِمٌ .
 ”الْمِرْطُ“ بِكَسْرِ الْمِيمِ : وَهُوَ كِسَاءٌ ! ”وَالْمُرْحَلُ“ بِالْحَاءِ الْمُهِمْلَةِ هُوَ الَّذِي فِيهِ صُورَةُ رِحَالِ الْإِبِلِ وَهِيَ الْأَكْوَاظُ .

(۷۸۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے جسم پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی ایک نقش و نگار والی چادر تھی۔ (مسلم)

مرط: چادر، مرحل وہ کپڑا جس میں اونٹ کے کجاووں کی تصویریں ہوں اسے اکوار بھی کہتے ہیں۔

تخریج حدیث (۷۸۷): صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب التواضع فی اللباس والاقتصار علی الغلیظ منه .

کلمات حدیث: ذات غداة: صبح کے وقت۔ اکوار: جمع کور۔ کبادہ۔ مرط: اون یا سوت وغیرہ کی بنی ہوئی چادر جو بطور ازار باندھی جائے۔ مرحل: جس میں رحال یعنی کجاوہ کی تصویر بنی ہو بعض روایات میں مرحل آیا ہے یعنی جس میں علم بنا ہوا ہو۔ جمع مرحلات اور مراحل۔

شرح حدیث: حدیث مبارک ایسا کپڑا پہننے کے جواز کی دلیل ہے جو چھپا ہوا ہو اور نقش و نگار بنے ہوئے ہوں۔ البتہ انسان اور

جانور یعنی ذی روح کی تصویر ممنوع ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳۱۹/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۰/۱۳)

رسول اللہ ﷺ نے اونی جبہ بھی استعمال فرمایا

۷۸۸۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ، فَقَالَ لِي: "أَمَعَكَ مَاءٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَمَسَلَ وَجْهَهُ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعِيهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَمَسَلَ ذِرَاعِيهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزَعُ خُفَّيْهِ فَقَالَ: دَعُهُمَا فَإِنِّي أَذْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ "وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ هَذِهِ الْقِصَّةَ كَانَتْ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ.

(۷۸۸) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران میں رات کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا کہ جی ہاں۔ یہ سن کر آپ ﷺ سواری سے اترے اور پیدل چلے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپ ﷺ نظروں سے اوجھل ہو گئے، پھر آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے برتن سے پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ دھویا۔ آپ ﷺ نے اندر کی طرف سے ہاتھوں کو نکالا آپ ﷺ نے اپنے بازو دھوئے اور سر کا مسح کیا۔ میں آپ ﷺ کے موزے اتارنے کے لیے جھکا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں رہنے دو میں نے پاک پاؤں میں پہنے تھے اور آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک میں پیش آیا۔

تخریج حدیث (۷۸۸): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من لبس جبة ضيقة الكمين في السفر، صحیح

مسلم، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین.

کلمات حدیث: ذات لیلۃ: ایک رات۔ تواری فی سواد اللیل: رات کی سیاہی میں چھپ گئے یعنی نظروں سے اوجھل ہو گئے اور تاریکی کی وجہ سے آپ ﷺ نظر نہ آتے تھے۔ افرغت: میں نے اٹھ دیا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک غزوہ تبوک سے متعلق ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے رات کا وقت تھا آپ ﷺ ضرورت کے لیے تشریف لائے اور وضوء فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے وضوء کے لیے پانی دیا اور آپ ﷺ کے موزے اتارنے کے لیے جھکے لیکن آپ نے منع فرمادیا اور مسح علی الخفین فرمایا۔

روایت میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو وضوء کرایا اور وضوء کے لیے پانی ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ وضوء

میں مدد کرنا اور وضوء کرنا صحیح ہے، نیز حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عرفہ سے واپسی پر انہوں نے آپ ﷺ کو وضوء کرایا۔

مسح علی الخفین کا جواز ائمہ اربعہ کے نزدیک متفق علیہ مسئلہ حنفی فقہاء کے نزدیک مقیم کے لیے ایک دن و رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات مسح کی اجازت ہے۔

(فتح الباری: ۳۴۰/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۶/۳۔ إرشاد الساری: ۴۰۱/۱۔ عمدة القاری: ۹۰/۳)



اِسْتِحْبَابُ الْقَمِيصِ قميص پہننے کا استحباب

۷۸۹۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الْبِیَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۷۸۹) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ لباس میں رسول اللہ ﷺ کو قمیص زیادہ پسند تھی۔

(اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۷۸۹): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی القميص.

کلمات حدیث: قميص: کرتا، جمع قمص اور اقمصه.

شرح حدیث: اہل عرب کا عام لباس دو چادریں تھیں، ایک ازار اور ایک اوپر سے پہننے والی چادر، مگر قمیص بھی موجود تھی اور پہنی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ قمیص کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ ابن الجزری نے بیان کیا ہے کہ اس وقت قمیص سلی ہوئی ہوتی دو آستینیں ہوتیں اور اسے لباس کے نیچے پہنا جاتا اور بالعموم قمیص سوت یا اون کا ہوتا۔ لیکن حدیث مبارک میں قمیص سے مراد سوتی قمیص ہے کیونکہ دمیا طی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ کی قمیص سوتی تھی اور قمیص کی آستینیں چھوٹی تھیں۔ اور آپ ﷺ قمیص کو اس لیے پسند فرماتے کہ اس میں اعضاء کی ستر پوشی زیادہ ہے اور بدن کے لیے آرام دہ ہے اور اس میں تواضع زیادہ ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ قمیص پہننا مستحب ہے چادر کی بہ نسبت اس سے جسم زیادہ مستور ہوتا ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۵/۴۰۹۔ روضة المتقين: ۲/۳۲۱۔ دلیل الفالحین: ۳/۲۴۱)



البَّاسُ (۱۱۹)

بَابُ صِفَةِ طُولِ الْقَمِيصِ وَالْكُمِّ وَالْإِزَارِ وَطَرَفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيمِ إِسْبَالِ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ الْخِيَلَاءِ وَكَرَاهَتِهِ مِنْ غَيْرِ خِيَلَاءٍ قَمِيصٌ، آستین، ازار اور عمامہ کے کنارے کی لمبائی اور بطور تکبران میں سے کسی چیز کے لٹکانے کی حرمت اور بغیر تکبر کراہت کا بیان

۷۹۰. عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ كُمُّ قَمِيصِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(۷۹۰) حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی قمیص کی آستین پہنچوں تک

تھیں۔ (اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۷۹۰): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی القميص . الجامع للترمذی، ابواب

اللباس، باب ما جاء فی القميص .

کلمات حدیث: کم : آستین، جمع اکمام . رسغ : ہتھیلی اور کلائی کا جوڑ، پہنچا۔

شرح حدیث: ابن الجزری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث مبارک دلیل ہے کہ قمیص کی آستین پہنچے تک ہونی چاہئیں اور اس سے

زیادہ لمبی نہ ہوں۔ قمیص کے علاوہ کپڑے کی آستین انگلیوں کے سروں تک ہو سکتی ہیں ابن الجوزی رحمہ اللہ نے الوفاء میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قمیص پہنتے جس کی لمبائی ٹخنوں سے اوپر ہوتی اور جس کی آستینیں انگلیوں کے

کناروں تک ہوتیں۔ (روضۃ المتقین: ۳۲۲/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۴۲/۳)

یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۵۶) میں گزر چکی ہے۔

ٹخنے کے نیچے کپڑا پہننے پر وعید

۷۹۱. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ يَفْعَلُهُ خِيَلَاءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ : وَرَوَى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ .

(۷۹۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تکبر سے اپنا کپڑا زمین پر کھینچتا

ہوا چلتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا تہبند بھی لٹک جاتا ہے مگر میں اس کا خیال رکھتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر تم ان میں سے نہیں ہو جو تکبر سے ایسا کرتے ہیں۔ (بخاری، مسلم نے اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۷۹۱): صحیح البخاری، فضائل الصحابة، باب لو كنت متخذاً خليلاً . صحيح مسلم، كتاب

اللباس، باب تحريم الثوب خيلاء وبيان حدما يجوز ارخاؤه اليه وما يستحب .

کلمات حدیث: من جر ثوبه خيلاء: جس نے اپنا کپڑا تکبر سے کھینچا۔ یسترخی: لٹک جاتا ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ روز قیامت اس شخص کی جانب نظر رحمت نہیں دیکھیں گے جو تکبر کے ساتھ اپنے کپڑے کو زمین پر گھسیتا ہوا چلتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری ازار بھی بعض اوقات لٹک جاتی ہے اور میں اسے ٹھیک کرتا رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو بکر تم ان لوگوں میں نہیں ہو کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے و عید اس کے لیے ہے جو عجب اور تکبر سے ایسا کرے نہ کہ وہ جس سے بلا قصد و ارادہ ایسا ہو جائے۔ (فتح الباری: ۴۰۸/۲۔ ارشاد الساری: ۱۵۶/۵)

متکبر نظر کرم سے محروم ہوگا

۷۹۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۷۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت اس شخص کی طرف

نظر نہیں فرمائیں گے جو غرور سے اپنا تہبند زمین پر کھینچتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۷۹۲): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من غير خيلاء . صحيح مسلم، كتاب

اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء .

کلمات حدیث: بطراً: اتر کر، غرور کے ساتھ، اللہ کی نعمتوں کا انکار اور ان پر شکر نہ کرنا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نظر رحمت و کرم نہیں فرمائیں گے اس شخص کی جانب جو غرور و تکبر سے اپنی ازار کو کھینچتا ہے۔ رضا اور عدم رضا دونوں سے نظر کا تعلق ہے کہ رضا میں نظر کرم ہوتی ہے اور عدم رضا میں نظر غضب ہوتی ہے جیسا کہ روایت ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں کسی نے چادر پہنی اور اس میں تکبر اور غرور کے ساتھ چلا اللہ تعالیٰ نے اسے ناراضگی سے دیکھا اور زمین کو حکم دیا تو زمین نے اس کو نگل لیا۔

غرض مقصود حدیث یہ ہے کہ جو زمین پر کپڑے کو اس طرح گھسیتا ہوا چلے اور وہ تکبر اور غرور سے ایسا کرے جیسے ایک متکبر سرکش اور احسان ناشناس کیا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی جانب نظر کرم نہیں فرمائیں گے اور یہ حکم مردوں اور عورتوں کو دونوں کو شامل ہے۔ اس نکتہ کو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بخوبی سمجھا کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! عورتیں اپنے کپڑوں کے دامن کا کیا

کریں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بالشت لٹکائیں انہوں نے عرض کیا کہ اس طرح ان کے پیر کھل جائیں گے تو آپ نے فرمایا کہ پھر ایک ہاتھ لٹکالیا کریں۔ اس سے زیادہ نہ کریں۔

حاصل یہ ہے کہ مردوں کے لیے دو صورتیں ہیں ایک حالت استحباب اور وہ یہ کہ کپڑا نصف ساق تک ہو اور ایک حالت جواز اور وہ کہ کپڑا ٹخنوں سے اوپر ہو۔ اسی طرح عورتوں کے لیے دو صورتیں ہیں ایک صورت استحباب اور وہ یہ کہ جو مردوں کے لیے جواز کا درجہ ہے اس سے ایک بالشت زیادہ ہو اور ایک حالت جواز ہے اور وہ یہ کہ مردوں کے لیے جواز کے درجے سے دو بالشت زیادہ۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جو طبرانی نے اوسط میں نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے بالشت سے ناپ کر دکھایا کہ عورتوں کا دامن اتنا ہو۔ ابو یعلیٰ نے بھی بغیر فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لیے اس روایت کو نقل کیا اور کہا کہ آپ ﷺ نے ایک بالشت اور دو بالشت ناپا۔

(فتح الباری: ۱۰۸/۳۔ عمدۃ القاری: ۴۴۳/۲۱۔ روضة المتقین: ۳۲۴/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۵/۱۴)

ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے والا جہنمی ہے

۹۳۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ مِنَ الْأَزَارِ فَفِي النَّارِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ازار کا ٹخنوں سے نیچا حصہ جہنم میں

جائے گا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۳): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين في النار.

کلمات حدیث: ما أسفل: جو حصہ نیچے آگیا، جو حصہ نیچے لٹک گیا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کے الفاظ بظاہر کپڑے کے جہنم میں جانے کو بیان کر رہے ہیں لیکن فی الحقیقت مراد یہ ہے کہ ٹخنوں سے نچلا جسم کا حصہ جتنے حصے پر ازار لٹکائی گئی ہے وہ جہنم میں جائے گا۔ چنانچہ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ جگہ جس پر ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک جائے وہ مقام آگ کا مستحق بن گیا۔ بلا عذر کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا مکروہ ہے اور اگر تکبر کے ساتھ ہو تو حرام ہے۔ لیکن اگر ٹخنوں کے نیچے کوئی زخم وغیرہ ہو جس کو ڈھکنا ضروری ہو تو بلا کراہت اس پر کپڑا ڈال لینا جائز ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو خارش کی بناء پر ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔

(فتح الباری: ۱۰۸/۳۔ عمدۃ القاری: ۴۴۳/۲۱۔ نزہۃ المتقین: ۶۱۲/۱۔ روضة المتقین: ۳۲۴/۲)

تین آدمی قیامت کے روز شرفِ کلام سے محروم ہوں گے

۹۴۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ الْيَمِّ: قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الْمُسْبِلُ وَالْمَنَانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتُهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ "الْمُسْبِلُ إِذَا رَأَاهُ!

(۷۹۳) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کلام نہیں فرمائے گا اور ان کی طرف نظر کرم نہیں کرے گا اور ان کو پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابو ذر فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قرآنی آیت کا یہ حصہ تین مرتبہ تلاوت فرمایا۔ ابو ذر نے کہا کہ یہ تو نامراد ہو گئے اور خسارے میں پڑ گئے یا رسول اللہ! یہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انھوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں، ازار لٹکانے والا۔

تخریج حدیث (۷۹۳): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریم اسبیل الازار والمن بالعطیة وتنقیق السلعة بالحلف.

کلمات حدیث: مسبل: کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔ اسبیل اسبالاً (باب افعال) لٹکانا۔ منان: بہت احسان جتانے والا۔ من مناً (باب نصر) احسان کرنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا ان کی جانب نظر کرم نہیں کرے گا انہیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ یہ تین آدمی یہ ہیں: کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے کلام رضا نہیں فرمائیں گے بلکہ ان سے ناراضگی اور غصہ کے ساتھ مخاطب ہوگا ان کی جانب نظر کرم کی بجائے غصہ اور غضب سے دیکھا جائے گا، ان کی تعریف نہیں کی جائے گی اور ان کے گناہ معاف کر کے انہیں پاک و صاف نہیں کیا جائے گا اور وہ عذاب الیم سے دوچار ہوں گے۔

ایک وہ جو تکبر سے اپنا کپڑا زمین پر لٹکائے۔ جیسا کہ حدیث سابق میں آیا ہے۔ منان جو دوسروں کو اول تو کچھ دیتا نہیں لیکن اگر کسی کو دیدیا تو اس کا ہر موقعہ پر احسان جتلاتا ہے۔ من اور ازی سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے کہ من و احسان تکبر اور عجب و بخل اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے غافل ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے اور تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سامان فروخت کرے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۸/۲ - روضة المتقین: ۳۲۵/۲ - دلیل الفالحین: ۲۴۴/۳)

.....

ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام ہے

۷۹۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْإِسْبَالُ

فِي الْأَزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ شَيْئًا خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۷۹۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسبال ازرقمیں اور عمامہ تینوں میں ہوتا ہے جو بھی تکبر کے ساتھ کپڑا لٹکائے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر کرم نہیں کرے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، حدیث صحیح ہے)

تخریج حدیث (۷۹۵): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی اسبال الازار۔ سنن نسائی، کتاب الزینۃ، باب التغلیظ فی جر الازار۔

شرح حدیث: اسبال کے معنی کپڑے کے لٹکانے کے ہیں یعنی شریعت نے جو حد مقرر کی ہے اس سے زائد لٹکانا منع ہے اور اس اعتبار سے اسبال ازرقمیں اور عمامہ تینوں میں ہے۔ ازار کی حد کعبین (خنوں) تک ہے اس سے زائد اسبال ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث گزر چکی ہے کہ جو کپڑا خنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں جائے گا۔ ازار کا ذکر بطور خاص اس لیے کیا کہ یہ اس وقت کا عام لباس تھا لیکن اس حکم میں شلوار وغیرہ بھی داخل ہے۔ قمیص بھی اس قدر لمبا ہونا کہ پیر ڈھک جائیں یعنی خنوں سے نیچے ممنوع ہے۔ عمامہ کے شملے کی لمبائی کمر کے نصف تک ہے اس سے زیادہ بدعت ہے۔

اگر اسبال کی ان صورتوں میں کوئی صورت بطور تکبر ہو تو وہ وعید میں داخل ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۳۲۶)

شلوار کو نصف پنڈلی تک رکھنا

۷۹۶. وَعَنْ أَبِي جُرَيْجٍ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ: لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَرَّتَيْنِ. قَالَ: "لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتَى: قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ" قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضَرْفٌ فَدَعْوَتُهُ، كَشَفَهُ، عَنْكَ" وَإِذَا أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعْوَتُهُ، أَنْتَبَهَا لَكَ وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ فَقَرِ أَوْ قَلَاةً فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعْوَتُهُ، رَدَّهَا عَلَيْكَ" قَالَ قُلْتُ: اْعْهَدْ إِلَيَّ قَالَ: لَا تَسْبِيَنَّ أَحَدًا: قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ، حُرًّا وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا شَاةً! وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهَكَ إِنْ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَالِى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَاسْبَالَ الْأَزَارِ! فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ وَإِنْ أَمُرُ شَتَمَكَ وَغَيْرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ، بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّمَا وَبَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!!

(۹۶) حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے پر عمل کرتے ہیں اور جو وہ کہتا ہے وہی کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں میں نے کہا کہ علیک السلام یا رسول اللہ۔ میں نے دوسرے کہا آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیک السلام علیک السلام نہ کہو کہ یہ مردوں کا سلام ہے۔ تم کہو السلام علیک۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں کہ جب تجھے کوئی تکلیف پہنچے اور تو اسے پکارے تو وہ تجھ سے اس تکلیف کو دور کر دے اور جب تو قحط سالی میں مبتلا ہو اور تو اسے پکارے تو وہ زمین سے تیرے لیے پیداوار نکال دے اور جب تو کسی جنگل یا کھلے میدان میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے اور تو اسے پکارے تو وہ تجھے لوٹا دے۔ کہا کہ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے وعدہ لے لیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی کسی کو برانہ کہنا۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی آزاد یا غلام کو حتیٰ کہ اونٹ بکری کو برا نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نیکی کے کسی کام کو معمولی نہ سمجھنا تمہارا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ بات کرنا بھی صدق ہے اور اپنا ازار نصف ساق تک رکھنا اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ٹخنوں تک اور ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچنا کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے۔ اگر کوئی تجھے برا بھلا کہے اور اس بات پر تجھے عار دلانے جو اسے معلوم ہے کہ تیرے اندر ہے تو تو اسے اس بات پر عار نہ دلانا جو تجھے معلوم ہے کہ اس کے اندر ہے کہ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ (ابوداؤد، ترمذی، ترمذی نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے یہ روایت حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۷۹۶): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کراہیۃ ان یقول علیک السلام۔ الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی کراہیۃ ان یقول علیک السلام مبتداً.

راوی حدیث: حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ نے خود اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ اس حدیث میں بیان کیا ہے عرب کے قبیلہ تمیم کی ایک شاخ سے تعلق تھا ان سے متعدد احادیث مروی ہیں لیکن ان میں سے صحیحین میں کوئی نہیں ہے۔

(الاستیعاب: ۵۵/۱)

کلمات حدیث: ارض قفر: خالی زمین جس میں نہ پانی ہو نہ نباتات۔ لا تسبن احداً: کسی کو ہرگز برا نہ کہنا، کسی کو ہرگز گالی نہ دینا۔ سب سبنا (باب نصر) گالی دینا، برا بھلا کہنا۔ وبال: مصیبت، برا انجام۔

شرح حدیث: صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع رہتے آپ ﷺ کی ہر بات توجہ سے سنتے اور آپ کے ہر ارشاد پر عمل کرتے۔ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ صحابہ کرام نے بتایا کہ اللہ کے رسول ہیں۔ فوراً قبول اسلام کے لیے آگے بڑھے اور کہا کہ علیک السلام۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ طریقہ شعراء عرب کا تھا کہ مردوں کو مخاطب کر کے علیک السلام کہتے۔ اسلام میں سلام کا طریقہ یہ ہے کہ سلام کو مقدم کیا جائے اور کہا جائے السلام علیک۔ اور اس طریقہ میں زندہ اور مردہ سب یکساں ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: السلام علیکم یا اهل القبور۔ اس میں اصول یہ ہے کہ دعائیہ کلمہ کو ہمیشہ مقدم رکھا جائے جیسا کہ

قرآن کریم میں ہے: ﴿رَحِمَتْ اللّٰهُ وَبَرَکَتْهُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ﴾ اور فرمایا ﴿سَلِّمْ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ﴾ اور بدعا کا کلمہ بعد میں آتا ہے جیسے ﴿وَإِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتَیَّ﴾ اور ﴿عَلَيْهِمْ دَآیْرَةُ السَّوْءِ﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں اس قادر عظیم اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو مصیبتوں کو دور کرتا ہے زمین سے نباتات اور نوع بہ نوع اشیاء کا تاکا ہے اور سواری جنگل میں گم ہو جائے تو اسے واپس لاتا ہے، غرض اپنے بندوں کی ہر پکار کو سنتا ہے اور دعا کو پورا کرتا ہے۔

شلوار ٹخنوں سے اوپر تک

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحتیں فرمادیں، فرمایا کہ نیکی کا کام بظاہر خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو اسے کم نہ سمجھو حتیٰ کہ اگر تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ تو یہ بھی صدقہ ہے اور دیکھو از انصف ساق تک رکھو اگر تم اس سے زیادہ رکھنا چاہو تو بس ٹخنوں تک، دیکھو از انکنا تک ہے اور تکبر اللہ کو پسند نہیں ہے اور اگر کوئی شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تمہارے ان عیوب کی نشاندہی کرے جو فی الواقع تمہارے اندر ہیں تو تم اس کے ساتھ یہی رویہ اختیار کرو کہ اس کا وبال اور برا انجام تمہارے اوپر ہوگا۔

(تحفة الأحوذی: ۵۳۷/۷ - روضہ المتقین: ۳۲۷/۲ - دلیل الفالحین: ۲۴۵/۳)

ٹخنے چھپا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں

۷۹۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، قَالَ لَهُ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: "إِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَقَالَ لَهُ: رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَ عَنْهُ؟ قَالَ: "إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

(۷۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ وضو کرو۔ وہ گیا وضو کر کے آیا آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ وضو کرو۔ ایک اور شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کو وضو کا حکم فرمایا اور پھر آپ خاموش ہو گئے آپ نے فرمایا کہ یہ شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا ہو۔ (اس حدیث کو ابو داؤد نے مسلم کی شرط پر سند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۷۹۷): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی اسبال الازار.

کلمات حدیث: بینما رجل یصلی مسبل ازارہ: اس دوران کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے اپنا ازار لٹکایا ہوا تھا۔

شرح حدیث: علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسبال ازار (کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا) معصیت ہے اور رسول اللہ

ﷺ نے وضوء کا حکم اس لیے دیا کہ وضوء سے معصیت کی شدت میں کمی آجاتی ہے، امام طہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا وضوء ہونے کے باوجود وضوء کا حکم دینے میں مصلحت یہ تھی کہ شاید یہ شخص خود ہی غور کر لے اور اس کو تنبیہ ہو جائے کہ وہ کون سی غلطی کا ارتکاب کر رہا ہے اور اللہ کے رسول کے فرمان پر عمل کی برکت سے ظاہری طہارت کے ساتھ باطنی طہارت بھی حاصل ہو جائے۔

ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنا کپڑا انٹھوں سے نیچے لٹکائے اور یہ کہے کہ میں تکبر کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا کہ اس کا لٹکانا ہی تکبر کی دلیل ہے۔ مزید یہ کہ فرمان نبوت ﷺ کے الفاظ پر اور نص پر عمل لازم ہے خواہ حکم کی علت موجود ہو یا نہ ہو جیسے سفر میں قصر واجب ہے خواہ علت قصر موجود ہو یا نہ ہو۔

اگر کسی شخص نے اس طرح نماز پڑھی کہ اس کے ٹخنے ڈھکے ہوئے ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ وضوء اور نماز دونوں کا اعادہ کرے۔

(روضۃ المتقین: ۳۲۸/۲ - دلیل الفالحین: ۲۴۸/۳)

میدان جنگ میں بھی خلاف شرع لباس سے اجتناب کیا جائے

۷۹۸. وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بَشِيرٍ التَّغْلِبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ: سَهْلُ ابْنِ الْحَنْظَلِيهِ وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلِمًا يُجَالِسُ النَّاسَ إِنَّمَا هُوَ صَلَوةٌ فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ، فَمَرَّبَنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لَهُ: أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ: قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ التَّقِيْنَا نَحْنُ وَالْعُدُوْ فَحَمَلْ فَلَانَ وَطَعَنَ فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ، كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ؟ فَقَالَ: مَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ، بَطَلَ أَجْرُهُ: فَسَمِعَ بِذَلِكَ آخَرُ فَقَالَ مَا أَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا فَتَنَّا زَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! لَا بَأْسَ أَنْ يُوجَرَ وَيُحْمَدَ“ فَرَأَيْتَ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذَلِكَ وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَيَقُولُ: أَنْتَ سَمِعْتَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَيَقُولُ نَعَمْ: فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ لَيْسُ رُكْنٌ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: ”فَمَرَّبَنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ: أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالْصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا، ثُمَّ مَرَّبَنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ: أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُ الْأَسَدِيُّ لَوْ لَا طَوْلُ جُمْتِهِ! وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ!“ فَبَلَغَ خُرَيْمًا فَعَجَّلَ: فَآخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمْتَهُ إِلَى أَدْنَاهُ وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ ثُمَّ مَرَّبَنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ: أَبُو الدَّرْدَاءِ:

کَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَيَّ إِخْوَانَكُمْ: فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ: فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنِ الْأَقْبَسِ بْنِ بَشِيرٍ فَأَخْتَلَفُوا فِي تَوْثِيقِهِ وَتَضْعِيفِهِ وَقَدْ رَوَى لَهُ مُسْلِمٌ.

(۹۸) قیس بن بشر نقلی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور میرے والد حضرت ابوالدرداء کے ہم جلس تھے کہ دمشق میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی تھے جن کو ابن حنظلہ کہہ جاتا تھا وہ تنہائی پسند تھے اور لوگوں کے ساتھ کم اٹھتے بیٹھتے تھے۔ نماز پڑھتے رہتے، نماز سے فارغ ہوتے تو تکبیر و تسبیح میں مصروف ہو جاتے یہاں تک کہ اپنے گھر پہنچ جاتے۔ ایک مرتبہ وہ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم حضرت ابوالدرداء کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی بات بیان فرمائیے جس سے ہمیں فائدہ ہو اور آپ کا کوئی نقصان نہ ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جب وہ لشکر واپس آیا تو ان میں ایک آدمی ایسا آیا جو اس مجلس میں بیٹھ گیا جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے کہا کہ اگر تو ہمیں اس وقت دیکھتا جب ہم اور دشمن مد مقابل آئے فلاں شخص نے حملہ کیا اور نیزہ مارا اور کہنے لگا: لو! جنگ کا مزہ چکھو میں غفاری لڑا کا ہوں۔ تم بتلاؤ اس طرح کی بات کا کیا حکم ہے؟ اس آدمی نے کہا میں سمجھتا ہوں اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ یہ بات دوسرے نے بھی سنی اور اس نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی حرج ہے۔ اب ان دونوں کے درمیان منازعہ ہو گیا یہاں تک کہ یہ باتیں آپ ﷺ نے بھی سن لیں تو آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ کیا حرج ہے کہ اللہ کے یہاں اجر اور دنیا میں ستائش و دونوں جمع ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداء بہت خوش ہوئے اور ان کی طرف سر اٹھا کر دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ کیا واقعی تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے انہوں نے کہا کہ جی ہاں! حضرت ابوالدرداء اپنے اس سوال کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے سوچا کہ ابوالدرداء ضرور دو زبانوں ہو کر بیٹھ جائیں گے۔

قیس کہتے ہیں کہ ایک روز پھر وہ ہمارے پاس سے گزرے تو ابوالدرداء نے عرض کیا کہ کوئی بات سنائیے۔ جس میں ہمیں فائدہ پہنچے اور آپ کو کوئی نقصان نہ ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد کے موڑوں پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسے صدقہ کے لیے ہاتھ کھولنے والا جو اسے بند نہ کرے۔

اسی طرح پھر ایک اور دن وہ ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی بات بیان فرمائیے کہ ہمیں فائدہ اور آپ کو نقصان نہ ہو۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خرم الاسدی اچھا آدمی ہے بس اس کے بال لیے ہیں اور ازار لٹکا تا ہے۔ یہ بات خرم کو پہنچی انہوں نے اسی وقت چھری اٹھائی اور اپنے بالوں کی لٹ کاٹنے تک کاٹ ڈالی اور اپنی ازار نصف ساق تک باندھ لی۔

پھر ایک اور دن وہ ہمارے پاس سے گزرے تو ابوالدرداء نے ان سے کہا کہ ہمیں کوئی کام کی بات بتادیتے جس سے ہمیں فائدہ ہو

اور آپ کو کوئی نقصان نہ ہو، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس جانے والے ہو۔ اپنے کجاووں کو درست کر لو اور اپنا لباس درست کر لو۔ تاکہ ایسے ہو جاؤ، جیسے وہ آدمی جو چہرے پر تل رکھتا ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو اور برائی اختیار کرنے کو ناپسند فرماتے ہیں۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے بسند حسن روایت کیا ہے البتہ قیس بن بشر کے بارے میں ثقہ اور ضعیف ہونے میں اختلاف ہے۔ اور امام مسلم نے اس سے روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث (۷۹۸): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی اسبال الازار.

کلمات حدیث: متوحداً: علیحدہ رہنے والا، تنہائی اختیار کرنے والا۔ جمته: ان کے لمبے بال۔ حمة: شانوں تک لمبے بال۔ شفرة: چاقو۔ شامة: تل۔ فحش: برائی، فعل وقول کی برائی۔ نفحش: برائی کو اختیار کرنا، بری ہیئت اختیار کرنا۔

شرح حدیث: قیس بن بشر تغلبی جو صغارتا بعین میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بشر تغلبی جو کبار تابعین میں سے ہیں حضرت ابوالدرداء عمویر بن زید، جو مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں کہ ہم مجلس تھے۔ اس وقت دمشق میں ایک اور صحابی رسول ﷺ تھے ان کا نام ہل بن حظلیہ تھا، وہ تنہائی پسند تھے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتے نمازیں پڑھتے اور تسبیح و تکبیر میں مشغول رہتے اور اسی حالت میں گھر واپس چلے جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اگر آپ ہمیں کوئی بات (حدیث) سنادیں تو ہمیں فائدہ ہوگا اور آپ کوئی نقصان نہیں ہے اس پر انہوں نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا جب وہ سریہ واپس آیا تو اس میں سے شریک ایک صاحب نے بیان کیا کہ جنگ کے دوران ایک نوجوان نے دشمن کے نیزہ مارا اور کہا لے لے جنگ کا مزہ۔ میں غفاری نوجوان ہوں۔ اس پر چند صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا کہ کیا یہ فخریہ جملہ کہنے سے آخرت کا اجر و ثواب باقی رہا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اجر اخروی بھی باقی ہے اور ستائش دنیا بھی۔ یہ حدیث سن کر حضرت ابوالدرداء بہت خوش ہوئے اور ہل بن حظلیہ سے بار بار سوال کیا کہ آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ راوی کا کہنا ہے کہ حضرت ابوالدرداء نے ابن الحظلیہ کے سامنے ایسی توضیح اختیار کی جیسی شاگرد استاذ کے سامنے کرتا ہے۔

اس کے بعد پھر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت ہل بن الحظلیہ سے حدیث سننے کی درخواست کی جس پر انہوں نے یہ فرمان نبوت سنایا کہ جہاد کے گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسے مسلسل صدقہ کرنے والا جو صدقہ سے اپنا ہاتھ نہ بند کرتا ہو۔

حضرت ابوالدرداء نے پھر حضرت ابن الحظلیہ سے حدیث سنانے کی درخواست کی تو انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے خرمی اسدی کے بارے میں فرمایا کہ خرمی بہت اچھے آدمی ہیں، اگر ان کے سر کے بال لمبے نہ ہوتے اور ان کا ازار نہ لٹکا ہوا ہوتا۔ خرمی کو جب اس ارشاد نبوت کی اطلاع ملی تو انہوں نے اسی وقت اپنے سر کے بال کاٹ دیے اور ازار کو نصف ساق تک باندھ لیا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ابن الحظلیہ سے پھر حدیث سنانے کی درخواست کی تو انہوں نے یہ حدیث مبارک سنائی کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس جا رہے ہو، اپنے کجاوے درست کر لو اور اپنے لباس درست کر لو تا کہ لوگوں کے درمیان تم ایسے نظر آؤ جیسے خوبصورت چہرے پر تل نظر آتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی طرح کی برائی کو اور بری ہیئت کو پسند نہیں فرماتا۔

(روضة المتقين: ۲۲۹/۲ - دلیل الفالحین: ۲۴۹/۳)

شلو اور نصف پنڈلی اور ٹخنے کے درمیان

۷۹۹۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِزَارَةُ الْمُسْلِمِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ أَوْ لَا جُنَاحَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، فَمَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ، إِزَارَهُ، بَطْرًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۷۹۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلم کی ازار نصف ساق تک ہے۔ نصف ساق اور ٹخنوں کے درمیان ہونے میں کوئی حرج یا کوئی گناہ نہیں ہے جو ٹخنوں سے نیچے ہو گا وہ آگ میں ہو گا اور جو اپنا ازار ٹخنوں سے نیچے زمین پر گھسیتا ہوا چلے گا اللہ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث (۷۹۹): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار.

شرح حدیث: مقصود حدیث مبارک یہ ہے کہ مسلمان کا طریقہ ازار باندھنے کا یہ ہے کہ وہ نصف ساق تک باندھتا ہے البتہ اسے اجازت ہے کہ وہ نصف ساق سے ٹخنوں تک کے درمیان رکھ سکتا ہے۔ ٹخنوں سے نیچے ازار آگ میں ہو گا اور تکبر کے ساتھ زمین پر کپڑا گھسٹ کر چلنے والے کو اللہ نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔ (روضة المتقين: ۳۳۱/۲)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لباس کے خیال رکھنے کا حکم

۸۰۰۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي إِسْتِرْحَاءً، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، اِرْفَعْ إِزَارَكَ، فَرَفَعْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: "زِدْ" فَزِدْتُ فَمَا زِلْتُ أَسْمَعُ رَأَاهُ بَعْدَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِلَى أَيْنَ؟ فَقَالَ: إِلَى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۰۰) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور میرا ازار لٹکا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ! اپنا ازار اوپر کر لو۔ میں نے اوپر کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور کر لو، میں نے اوپر کر لیا۔ اس کے بعد میں نے اس بات کا مستقل خیال رکھا۔ بعض لوگوں نے پوچھا کہ کہاں تک تو فرمایا کہ آدھی پنڈلیوں تک۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۰۰): صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم الثوب خيلاء.

کلمات حدیث: استرخاء: لٹک جانا، لٹکا لینا۔ استرخاء: (باب استفعال) ارحی ارحاء (باب افعال) لٹکاتا۔ فما زلت

اتسراھا بعد : اس کے بعد میں ہمیشہ اس جستجو میں رہا کہ کہیں میری ازار تو نیچے نہیں ہوگئی۔ اس کے بعد مجھے خیال لگا رہتا کہ کہیں ازار تو نیچے نہیں ہوگئی اور میں اس کے اوپر کرنے کا اہتمام کرتا رہتا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نصف ساق تک ازار رکھنے کی تعلیم دی جس پر انہوں نے پوری احتیاط سے عمل کیا بلکہ ہر وقت خیال رکھتے تھے کہ کہیں فرمان نبوت کی خلاف ورزی نہ ہو جائے۔ اسی طرح حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نصف ساق تک لنگی باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے ازار کی یہی صورت تھی۔ (روضة المتقین: ۳۳۱/۲)

عورتیں اپنے منحنے چھپائیں گی

۸۰۱. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ، خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَاءُ بَذْيُولِهِنَّ؟ قَالَ: يُرْخِيْنَ شِبْرًا" قَالَتْ: إِذَا تَبَكَّشِفُ أَقْدَامُهُنَّ: قَالَ: "فَيُرْخِيْنَهُ، ذِرَاعًا لَا يَزِدُّنَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ !!

(۸۰۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے تکبر سے اپنا کپڑا لٹکا کر اسے زمین پر گھسیٹا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی جانب نظر کر نہیں فرمائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! عورتیں اپنے دامن کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بالشت لٹکالیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس طرح تو پاؤں نظر آئیں گے آپ ﷺ نے فرمایا ایک ہاتھ لٹکالیں اس سے زیادہ نہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۰۱): سنن ابی داؤد، ابواب اللباس، باب فی الانتعال .

کلمات حدیث: کیف تصنع النساء بذیولھن : عورتیں اپنے دامن کا کیا کریں۔ ذیول : ذیل کی جمع دامن۔ کپڑے کا کنارہ۔

شرح حدیث: کپڑے کو تکبر کے ساتھ زمین پر کھینچ کر چلنے کی ممانعت عورتوں اور مردوں کے لیے ہے البتہ عورتوں پر اپنی ٹانگوں اور پیروں کو ڈھانپنا لازم ہے اگر چادر سے پوری طرح پوشیدہ نہ ہوں تو بہتر ہے کہ موزے پہن لیں تاکہ پیر مستور ہو جائیں۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح مردوں کی دو حالتیں ہیں ایک حالت استحباب اور ایک حالت جواز، مردوں کی حالت جواز سے ایک بالشت زائد عورتوں کے لیے حالت استحباب اور دو بالشت زائد حالت جواز ہے۔

(تحفة الأحوذی: ۴۰۶/۵۔ روضة المتقین: ۳۳۲/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۵۴/۳)



(۱۲۰) بَابُ

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا
بطور تواضع عمدہ لباس کے ترک کرنے کا استحباب

قَدْ سَبَقَ فِي بَابِ فَضْلِ الْجُوعِ وَخَشْوَةِ الْعَيْشِ جُمْلًا تَتَعَلَّقُ بِهَذَا الْبَابِ .
اس سے قبل باب فضل الجوع و خشوۃ العیش میں بعض احادیث اس موضوع سے متعلق گزر چکی ہیں۔

۸۰۲. وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ تَرَكَ
الْلِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلَّهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيَّرَهُ مِنْ أَىِ خَلَلٍ
الْإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(۸۰۲) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اچھا لباس پہننے کی
قدرت حاصل ہو وہ صرف اللہ کی رضا کے لیے بطور تواضع اسے ترک کر دے اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا
اور اسے اختیار دے گا کہ ایمان کے جوڑوں میں جو جوڑا اسے پسند ہو وہ اسے پہن لے۔

(ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۰۲): الجامع للترمذی، ابواب صفة القيامة .

کلمات حدیث: حتی یخیره: یہاں تک کہ اسے اختیار دے گا۔ خیر تخییراً (باب تفعیل) اختیار دینا، اختیار عطا کرنا۔
شرح حدیث: جو شخص اعلیٰ اور نفیس کپڑے پہننے کی مالی استطاعت رکھنے کے باوجود اللہ کی خشیت سے اور اللہ کے سامنے متواضع
بن کر اور ثواب آخرت کی تمنا میں دنیا کی لذتوں کو کمتر اور حقیر سمجھتے ہوئے سادہ لباس پہنے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت تمام مخلوقات کی
موجودگی میں یہ اختیار دیں گے کہ ایمان کے انعام میں عطا ہونے والے جوڑوں میں جو جوڑا چاہے زیب تن کر لے۔

(روضة المتقين: ۳۳۳/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۵۶/۳)



النَّبَاتِ (۱۲۱)

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلَى
مَا يَزِرُّ بِهِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَلَا مَقْصُودٍ شَرْعِيٍّ
لباس میں اعتدال اور توسط کا استحباب، بلا ضرورت
اور بغیر مقصود شرعی کے ایسا معمولی لباس نہ پہنے جو باعث عیب ہو

۸۰۳. عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(۸۰۳) حضرت عمرو بن شعیب از والد خود از جد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے

ہیں کہ بندے پر اس کی نعمتوں کا اثر ظاہر ہو۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۰۳): الجامع للترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء ان الله تعالى يحب ان يرى اثر نعمته على عبده

کلمات حدیث: اثر : نشان، علامت، جمع آثار.

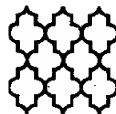
شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جب دینی اور دنیاوی نعمتیں عطا فرمائے تو وہ ان کا شکر ادا کرے اور ان نعمتوں میں اللہ کی مخلوق کو شریک کر لے۔

”وأحسن كما أحسن الله إليك.“

”تم بھی اللہ کی مخلوق پر اسی طرح احسان کرو جیسا کہ اس نے تم پر احسان فرمایا۔“

اور خود بھی ان نعمتوں کو استعمال کرے اور دوسروں کو بھی ان سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کرے۔ اچھا لباس اور اچھی وضع اختیار کرے تاکہ اہل حاجت اس کی طرف متوجہ ہوں اور اگر اللہ نے اس کو علم عطا فرمایا ہے تو علم کا اظہار کرے تاکہ تشنگان علم اس کے علم سے مستفید ہوں اور یہ سمجھے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی مخلوقات کو اپنی نعمتیں پہنچانے کا وسیلہ اور ذریعہ بنایا ہو۔

(تحفة الأحوذی: ۱۱۰/۸ - روضة المتقين: ۳۳۴/۲)



بَنَاتُ (۱۲۲)

بَابُ تَحْرِيمِ لِبَاسِ الْحَرِيرِ عَلَى الرِّجَالِ وَتَحْرِيمِ جُلُوسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ إِلَيْهِ وَجَوَازُ لُبْسِهِ لِلنِّسَاءِ
مردوں کے لیے ریشمی لباس پہننا، ریشمی فرش پر بیٹھنا اور اس کو تکیہ لگانا حرام ہے،
جبکہ عورتوں کو ریشمی لباس پہننا جائز ہے

۸۰۴. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَلْبِسُوا الْحَرِيرَ، فَإِنَّ مَنْ لَبَسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۰۴) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ریشم نہ پہنو جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۰۴): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر وافتراشه للرجال . صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء وخاتم الذهب والحرير على الرجال وابطاحته للنساء.

کلمات حدیث: لا تلبسوا الحریر: تم ریشم نہ پہنو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں خطاب مردوں سے ہیں جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ریشم کا لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے اور یہ ممانعت برائے تحریم ہے کیونکہ یہ لباس اہل کفر کا لباس ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونا، چاندی، حریر اور دیبا جیہ کافروں کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے لیے آخرت میں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ جس نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا جنت میں وہ اس سے محروم رہے گا یعنی اس کے دل کو اس کی طلب سے پھیر دیا جائے گا اور اس کے دل میں اس کی خواہش نہیں رہے گی یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جس شخص نے شراب پی اور بغیر توبہ مر گیا تو اسے جنت میں شراب نہیں ملے گی۔

شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد کہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا جبکہ اہل جنت کا لباس حریر ہوگا ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ﴾ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ لباس حریر جنت میں نہیں جائے گا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہی آیت پڑھی۔

امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ دنیا میں ریشم پہننے والا ان لوگوں کی طرح جنت میں نہیں

جائے گا جس طرح قانزین پہلے ہی مرحلے میں جنت میں پہنچ جائیں گے، بلکہ سزا کے بعد جنت میں جائے گا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا اسے اللہ تعالیٰ روز قیامت آگ کا لباس پہنائیں گے۔

(فتح الباری: ۱۱۸/۳۔ تحفة الاحوذی: ۱۰۸/۸)

دنیا میں ریشمی لباس پہننے والا قیامت میں ریشمی لباس سے محروم ہوگا

۸۰۵. وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خَلَقَ لَهُ،، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ "مَنْ لَا خَلَقَ لَهُ، فِي الْآخِرَةِ. "قَوْلُهُ" "مَنْ لَا خَلَقَ لَهُ،،: أَيُّ لَا نَصِيبَ لَهُ!!

(۸۰۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ریشم وہی پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

من لا خلاق له کے معنی ہیں کہ اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

تخریج حدیث (۸۰۵): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال وقد رما يجوز منه. صحیح

مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء.

کلمات حدیث: الحریر: ریشم، ریشمی کپڑا، ریشمی لباس۔

شرح حدیث: لباس حریر پہننے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا، مطلب یہ ہے کہ اس کی سزا جنت سے محرومی ہے سوائے اس کے کہ جس کو اللہ معاف فرمادے اور اللہ علاوہ شرک کے جو گناہ چاہے معاف فرمادے۔ یا یہ کہ دنیا میں ریشم کا لباس پہننے والے کو آخرت میں ریشم کا لباس پہننا نصیب نہ ہوگا۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ مردوں کے لیے ریشمی لباس پہننا گناہ کبیرہ ہے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو جنت سے محروم ہو جائے گا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں۔

(فتح الباری: ۱۱۸/۳۔ شرح مسلم للنووی: ۳۲/۱۴)

۸۰۶. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۰۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۰۶): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال وقدر ما يجوز منه . صحیح

مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء .

شرح حدیث: مسلمان مردوں کے لیے ریشم کا لباس پہننا حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ دنیا کی نعمتوں سے اس طرح لطف اندوز ہونا اور لذت دنیا سے اس طرح متمتع ہونا اس آدمی کا شیوہ نہیں ہو سکتا جو اللہ سے ڈرنے والا اور نعیم آخرت کی تمنا رکھنے والا ہو۔ نیز یہ کہ اس سے تکبر اور غرور کا اظہار ہوتا ہے اور تکبر بھی حرام ہے اور اس سے نسوانی خصائص پیدا ہوتے ہیں اور مردانہ سادگی اور شجاعت متاثر ہوتی ہے اس لیے بھی ممنوع ہے۔ (روضة المتقين: ۳۳۷/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۵۹/۳)

سونا اور ریشم کا استعمال مردوں پر حرام ہے

۸۰۷. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۸۰۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ریشم لیا اور اسے دائیں ہاتھ میں رکھا اور سونا لیا اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا اور کہا یہ یہ دونوں میرے مردوں پر حرام ہیں۔ (ابوداؤد نے حسن روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۸۰۷): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الحریر للنساء .

راوی حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے عم محترم حضرت ابوطالب کے فرزند تھے۔ دس سال کی عمر میں اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ تیس سال تک صحبت نبوی میں رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ۵۸۶ احادیث مروی ہیں جن میں سے بیس متفق علیہ ہیں ۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (الاصابة في تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: ذکور: ذکر کی جمع یعنی مرد۔ ذکور امتی: میرے امت کے مرد۔

شرح حدیث: ریشم کا لباس اور سونے کے زیورات پہننا مردوں کے لیے حرام ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے حرام ہے۔ (دلیل الفالحین: ۲۵۹/۲)

۸۰۸. وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "حَرَّمَ لِبَاسَ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي، وَأَحْلَلَ لَأُنَائِهِمْ: رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۸۰۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ریشم کا لباس اور سونا پہننا میری

امت کے مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۰۸): الجامع للترمذی، ابواب اللباس، باب ما جاء فی الحریر والذهب .

کلمات حدیث: ذکور: مرد، ذکر کی جمع۔

شرح حدیث: سونے کے زیورات اور ریشمی لباس پہننا مردوں کے لیے حرام ہے الایہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو خارش کی بناء پر ریشمی لباس پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اسی طرح عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی زمانہ جاہلیت میں ناک کٹ گئی تھی انہوں نے چاندی کی لگوائی جس میں بو ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ سونے کی ناک لگوائیں۔ اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے سونے کے دانت لگوانا بھی جائز ہے۔

(روضۃ المتقین: ۳۳۸/۲ - تحفۃ الاحوذی: ۳۸۲/۵)

.....

سونے اور ریشم عورتوں کے لیے حلال ہے

۸۰۹. وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي أَيْةِ الذَّهَبِ وَالْفِصَّةِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَعَنْ ثُبَيْسِ الْحَرِيرِيِّ وَالْذِّيَّاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۸۰۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے

اور ان میں کھانا کھانے اور ریشم اور دیباچ کا لباس پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۸۰۹): صحيح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر وافتراشه للرجال وما يجوز منه.

کلمات حدیث: آنية: برتن، جمع اوانی .

شرح حدیث: سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے کی ممانعت فرمائی اور دیباچ اور حریر کے پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ریشمی بستر اور تکیہ کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

(فتح الباری: ۱۱۵۸/۳ - روضۃ المتقین: ۳۳۹/۲)

البیان (۱۲۳)

بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيرِ لِمَنْ بِهِ حِكَّةٌ خارش والے کے لیے ریشمی لباس کا جواز

۸۱۰. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشمی لباس پہننے کی اجازت دی کیونکہ ان دونوں کو خارش تھی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۱۰): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما یرخص من الحریر للحکة. صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب اباحۃ لبس الحریر لرجل إذا كانت به حکة.

کلمات حدیث: حکہ: کھلی، خارش۔ حک أحمک احکاکاً (باب افعال) کھانا۔ حک راسبه: سر کھایا۔
شرح حدیث: ضرورت، بیماری یا عذر کی موجودگی میں رخصت ہے اور اس طرح کے کسی عذر کی صورت میں مرد بھی ریشمی لباس پہن سکتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا موجود نہ ہو سوائے ریشمی کپڑے کے تو اس کو پہننا جائز ہے۔ طبری نے کہا کہ جنگ میں بھی جائز ہے کہ زرہ سے تکلیف نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾

”اور اللہ نے تمہارے اوپر دین میں کوئی حرج نہیں رکھا۔“

اور فرمایا کہ

﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ﴾

”اندھے، ہٹلے اور بیمار پر کوئی دشواری نہیں۔“ (روضة المتقين: ۳۳۸/۲۔ دليل الفالحين: ۲۶۱/۳)



بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُودِ النَّمُورِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور اس پر سوار ہونے کی ممانعت

۸۱۱. عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَرْكَبُوا الْخَزْزُ وَلَا النِّمَارَ". حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۸۱۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ریشم اور چیتے کی کھال پر مت سوار

ہونا۔ (یہ حدیث حسن ہے اور اسے ابوداؤد وغیرہ نے سند حسن روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۸۱۱): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب جلود النمر والسباع.

راوی حدیث: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے دن حضرت معاویہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ غزوہ خین اور طائف میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے آپ سے ۱۶۳ احادیث مروی ہیں جن میں سے ۲ متفق علیہ ہیں۔ (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب)

کلمات حدیث: نمار: نمر کی جمع، چیتا۔ النمار: چیتے کی کھال۔

شرح حدیث: گھوڑوں کی زین پر ریشم کا کپڑا یا چیتے کی کھال چڑھانا اہل عجم کے یہاں متعارف تھا رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے منع فرمایا کہ گھوڑے کی زین پر ریشم چڑھوا کر یا چیتے کی کھال چڑھوا کر اس پر سواری نہ کرو۔ اگر زین پر جو کپڑا چڑھایا جائے وہ ریشم اور اون سے ملا کر بنایا گیا ہو تو اس کا زین پر استعمال اور اس پر بیٹھنا اہل عجم سے مشابہت کی بناء پر مکروہ تزیینی ہے اور اگر خالص ریشم ہو تو مکروہ تحریمی ہو۔

چیتے کی کھال گھوڑے کی زین پر ڈال کر اس پر بیٹھنے کی ممانعت کے بارے میں ایک اور حدیث ابن ماجہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتے کی کھال پر سواری سے منع فرمایا۔ ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چیتے کی کھال پر سواری سے اس لیے منع فرمایا کہ اس میں تزیین اور تکبر ہے اور اہل عجم کی مشابہت ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۳۴۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۲۶۱)

درندوں کی کھال استعمال کرنے کی ممانعت

۸۱۲. وَعَنْ أَبِي الْمَلِیحِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى، عَنِ جُلُودِ السَّبَاعِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَفِي رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ نَهَى عَنِ جُلُودِ السَّبَاعِ أَنْ تُفْتَرَشَ.

(۸۱۲) ابوالخلیج اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے سے منع فرمایا۔ (اس حدیث

کو ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے باسانید صحاح روایت کیا ہے)

اور ترمذی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے درندوں کی کھالوں کو بچھا کر ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

تخریج حدیث (۸۱۲): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب جلود النمر والسباع . الجامع للترمذی، ابواب

اللباس .

راوی حدیث: حضرت ابوالخلیج بن اسامۃ الہذلی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسامۃ بن عمیر کو صحابی کہا ہے یہ کوفہ کے رہنے والے

ہیں۔ بعض احادیث ان سے منقول ہیں۔ ابوالخلیج اپنے والد سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۲۶۳/۳)

کلمات حدیث: جلود السباع: درندوں کی کھالیں۔ جلود: جلد کی جمع بمعنی کھالیں۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں استعمال کرنے سے منع فرمایا اور انہیں بچھا کر بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس میں ایک

طرح کا تختہ اور تکبر پایا جاتا ہے۔ یعنی خواہ دباغت دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درندوں کی کھال کے بال

دباغت سے پاک نہیں ہوتے اس لیے بھی حرام ہے اور جن فقہاء کے نزدیک درندے کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ان کے

زادیک متکبرین اور مترفین کا طریقہ ہونے کی بناء پر ممنوع ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۵/۴۷۰۔ روضة المتقین: ۲/۳۴۰)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا لَبَسَ ثَوْبًا جَدِيدًا أَوْ نَعْلًا أَوْ نَحْوَهُ
نِیالِباس اور نیا جوتا وغیرہ پہننے کے وقت کیا کہنا چاہیے؟

نِیالِباس وغیرہ پہننے کے وقت یہ دعاء پڑھے

۸۱۳. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ. عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً. يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ، اَسْأَلُكَ خَيْرَهُ، وَخَيْرَ مَا صَنَعَ لَهُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صَنَعَ لَهُ. "رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۸۱۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لے کر عمامہ یا قمیص یا چادر یہ دعاء فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صَنَعَ لَهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صَنَعَ لَهُ."

"اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں تو نے مجھے یہ لباس پہنایا میں تجھ سے اس کی خیر مانگتا ہوں اور جس کے لیے یہ بنا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنا ہے اس کے شر سے۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۸۱۳): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، الجامع للترمذی، ابواب اللباس، باب ما یقول إذا لبس

ثوباً جدیداً.

کلمات حدیث: استجد: نیا پایا۔ تجدد: نیا ہونا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام لے کر اللہ کا شکر ادا فرماتے کہ اے اللہ تو نے مجھے یہ

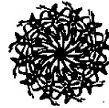
نعمت عطا فرمائی جملہ محامد تیرے ہی لیے ہیں اس کپڑے کو میرے لیے مبارک و مسعود فرما اس میں جس قدر خیر ہے وہ میرے لیے مقدر فرما اور اس میں جو شر ہے اس سے مجھے محفوظ فرما۔ غرض نِیالِباس پہننے کے وقت مذکورہ دعاء پڑھنا مسنون ہے۔ مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص دینار یا نصف دینار کا کپڑا خریدتا ہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کر کے اسے پہنتا ہے ابھی کپڑا اس کے گھٹنوں تک نہیں پہنچتا کہ اللہ اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۵/۴۶۳)

البَّاسُ (۱۲۶)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْتِدَاءِ بِالْيَمِينِ فِي اللِّبَاسِ
لباس پہنتے وقت دائیں طرف سے ابتداء کا استحباب

هَذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُودُهُ، وَذَكَرْنَا الْاَحَادِيثَ الصَّحِيحَةَ فِيهِ .

اس باب سے متعلق متعدد احادیث اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور مقصود واضح ہو چکا ہے۔



کتاب آداب نوم والاضطجاع

(الباب ۱۲۷)

بَابُ آدَابِ النَّوْمِ وَالْإِضْطِجَاعِ
سُونے، لیٹنے، بیٹھنے، مجلس، ہم نشینی اور خواب کے آداب

سونے کے وقت کی دعائیں

۸۱۲. عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ "اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَقَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَنَاحَ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهَذَا اللَّفْظِ فِي كِتَابِ الْأَدَبِ مِنْ صَحِيحِهِ.

(۸۱۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو دائیں کروٹ لیٹتے اور فرماتے:

"اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَقَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَنَاحَ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ."

"اے اللہ! میں نے اپنا وجود آپ کے سپرد کر دیا، اپنا رخ آپ کی طرف کر دیا، اپنا معاملہ آپ کے سپرد کر دیا اور رغبت اور خوف کے ساتھ ہر طرف سے پشت پھیر کر آپ کی طرف ہو گیا کوئی جائے پناہ نہیں کوئی چھوٹنے کا مقام نہیں مگر تیری ہی طرف میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمایا اور تیرے نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے رسالت عطا فرمائی۔"

(اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب الادب میں روایت کیا ہے)

تحریق حدیث (۸۱۳): صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب النوم علی الشق الايمن.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ جب سونے کے لیے لیٹتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز والا وضوء کرو اور دائیں کروٹ لیٹو اور یہ دعاء پڑھو۔ سونے سے پہلے وضوء کرنا مستحب ہے اگرچہ پہلے سے وضوء ہو۔ صحیح مسلم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے اس طرح رات گزاری کہ وہ با وضو تھا اور اس نے اللہ کو یاد کیا اور وہ درمیان شب میں اٹھے اور اللہ سے دنیا یا آخرت کی کوئی خیر مانگے اللہ اسے ضرور عطا فرمادے گا اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے با وضو رات گزاری اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کے بیدار ہونے کے وقت کہتا ہے کہ اے اللہ! فلاں کی مغفرت فرما اس نے با وضو رات گزاری۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دائیں کروٹ پر سونے کے متعدد فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ انسان بہولت بیدار ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں چونکہ دل لٹکا ہوا ہوتا ہے اس لیے اس کا دل نیند سے بوجھل نہیں ہوتا۔ بڑی حکمت یہ ہے کہ یہ ہیئت قبر کی یاد دلاتی ہے کہ مردے کو قبر میں اسی طرح لٹایا جاتا ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳۴۱/۲۔ روضۃ الصالحین: ۳۴۶/۳)

با وضو سونا مسنون ہے

۸۱۵. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ "وَذَكَرْ نَحْوَهُ" وَفِيهِ: "وَأَجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ". "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

(۸۱۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بستر پر آنے کا ارادہ کرو تو نماز والا وضو کرو اور دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور کہو اس کے بعد وہی دعاء مذکور بیان فرمائی۔ اور اس دعاء کو تمام کلمات کے آخر میں کہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۱۵): صحیح مسلم، کتاب الوضوء، باب فضل من بات بالوضوء.

کلمات حدیث: إِذَا آتَيْتَ مَضْجَعَكَ: جب اپنے بستر پر آؤ۔ جب اپنے لیٹنے کی جگہ آؤ۔ اضطجع: پہلو کے بل لیٹنا۔ مضجع: خواب گاہ، بستر، سونے کی جگہ۔ جمع مضاجع.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ با وضو ہو کر دائیں کروٹ لیٹو اور یہ دعاء پڑھو اور اس دعاء کو اپنے جملہ معمولات کے آخر میں پڑھو۔ یعنی دعاء کے یہ کلمات تمام دعاؤں کے پڑھ لینے کے بعد آخر میں پڑھے جائیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دعاء بہت عمدہ مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں فرمایا: "اسلمت نفسی" کہ میں نے اپنی جان اپنا وجود اور اپنے اعضاء و جوارح سب اللہ کے حکم کے تابع کر دیے، جو جہت و جہی الیک یعنی میرا یہ تسلیم و انقیاد میری یہ اطاعت و فرماں برداری ریا کی ہر میل سے اور نفاق کے ہر ملاوٹ سے پاک ہے میرا کھل رُخ آپ ہی کی جانب ہے کسی اور طرف نہیں ہے نفاق کا شائبہ اور ریا کا اندیشہ ہو۔ و فوضت امری الیک میں نے اپنے سارے امور آپ کے سپرد کر دیے ہیں اپنی تدبیر سے دستکش ہو گیا اور اپنے معاملات میں آپ کو اپنا کفیل اپنا نگران اور اپنا ولی بنا لیا البجاء ظہری الیک اسباب و وسائل دنیا سے رُخ موڑ کر تیرا سہارا اختیار کر لیا۔ رغبة و رغبة الیک تیرے فضل و کرم کی رغبت و شوق اور

تیری ہی ناراضگی سے ڈر کر، یعنی اپنے تمام امور تیرے سپرد کر دیے اس شوق اور امید میں کہ تو ان تمام کو درست اور صحیح فرما دے اور ان کی بہتر تدبیر فرما دے اور سب اسباب و تدابیر چھوڑ کر اس ڈر اور خوف سے تیرے پاس چلا آیا کہ کہیں دنیا کی تدبیریں بے اثر اور دنیا کے اسباب معطل ہو جائیں اور پھر میرا کوئی ٹھکانہ نہ رہے۔ واللہ اعلم

(تحفة الاجودى: ۳۱۵/۹۔ شرح صحيح مسلم للنووي: ۲۷/۱۷۔ روضة المتقين: ۳۴۴/۲)

رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی پابندی

۸۱۶. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاِيمَنِ حَتَّى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤَذِّنُهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے جب فجر طلوع ہوتی تو دو ہلکی رکعتیں پڑھتے پھر دائیں کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آتا اور آپ ﷺ کو اطلاع دیتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۱۶): صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الاضطجاع علی الایمن، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل.

کلمات حدیث: ثم اضطجع علی شقه الایمن: پھر آپ ﷺ اپنے دائیں کروٹ لیٹ جاتے۔ شق: جانب پہلو۔ ایمن: دایاں۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کی نماز گیارہ رکعت پڑھتے یعنی آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر فجر کے طلوع ہو جانے کے بعد یعنی صبح صادق کے بعد دو رکعت ہلکی پڑھتے جن میں آپ ﷺ سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص پڑھتے۔ پھر دائیں کروٹ لیٹ کر ذرا سا آرام کرتے اور جب مؤذن اذان کی اطلاع دیتا تو نماز فجر کے لیے اٹھ جاتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز شب میں مشغول رہا ہو اس کے لیے فجر سے پہلے کی دو سنتوں کے بعد آرام کرنا مستحب ہے۔

(روضة المتقين: ۳۴۵/۲۔ مظاهر حق: ۳۴۶/۲۔ فتح الباری: ۵۱۳/۱۔ إرشاد الساری: ۲۶۹/۲)

دائیں کروٹ میں سونا مسنون ہے

۸۱۷. وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: اَللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۸۱۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر فرماتے:

”باسمک اللہم اموت واحیا۔“

”اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔“

اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے:

”الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماننا وإليه النشور۔“

”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرمائی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

(بخاری)

تخریج حدیث (۸۱۷):

صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب ما يقول إذا نام۔

کلمات حدیث: النشور: زندہ ہونا۔ قیامت کے دن اٹھنا۔ يوم النشور: دوبارہ زندہ ہونے کا دن۔ وإليه النشور: اور زندہ ہو کر اسی کی جانب پلٹنا ہے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ جب سونے کے لیے لیٹتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور فرماتے ”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا اور تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں۔“ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ فرماتے:

”اللہم قنی عذابک يوم تبعث عبادک۔“

”اے اللہ! تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے جب تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔“

نیند کی موت سے تشبیہ

رسول اللہ ﷺ جب بیدار ہوتے تو فرماتے اے اللہ! ساری حمد و ثناء تیرے لیے کہ تو نے ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ سوتے وقت کی دعاء میں اور بیدار ہونے کے وقت کی دعاء میں سونے کو موت اور بیدار ہونے کو حیات بتاتے تھے فرمایا ہے اور یہ ان طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا

الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٥﴾﴾

”اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن میں،

مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اور ان کو ایک وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو دھیان کریں۔“ (الزمر: ۴۲)

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نیند میں روح نکل جاتی ہے مگر اس کا مخصوص تعلق

بندہ سے بذریعہ شعاع کے رہتا ہے جس سے حیات باطل نہیں ہو پاتی۔ (جیسے آفتاب لاکھوں میل سے اپنی شعاعوں کے ذریعے نباتات کو حیات بخشتا ہے) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیند میں بھی وہی چیز نکلتی ہے جو موت کے وقت نکلتی ہے لیکن تعلق کا انقطاع ایسا نہیں ہوتا جو موت میں ہوتا ہے۔

ابو اسحاق زجاج کہتے ہیں کہ وہ نفس (جان) جو نیند میں انسان کے بدن کو چھوڑ جاتا ہے وہ نفس ہے جس کا تعلق احساس و شعور سے ہے اور وہ نفس جو موت سے انسانی جسم میں جدا ہوتا ہے وہ روح ہے جس کا تعلق زندگی اور حیات سے ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نیند ہو یا موت دونوں میں روح کا تعلق بدن سے منقطع ہو جاتا ہے روح کا جسم سے بے تعلق ہونا عارضی اور ظاہری ہو تو نیند ہے باطنی اور مستقل ہو تو موت ہے اور اسی لیے کہتے ہیں کہ نیند موت کی بہن ہے۔ علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نیند کو موت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح موت سے انسان کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور وہ اپنی حیات سے اور اپنے اعضاء سے مستفید نہیں ہو سکتا یہی حال نیند کا بھی ہے کہ اس سے بھی سلسلہ عمل منقطع ہو جاتا ہے اور انسان اپنی زندگی سے اور اپنے اعضاء کے اعمال سے متفق ہونے کے قابل نہیں رہتا اور حیات تو دراصل عمل کا نام ہے عمل نہ ہو تو وقت انسان کو قتل کر دیتا ہے اور کچھ باقی نہیں بچتا اس برف بچنے والے کی طرح جس کی برف کا کوئی خریدار نہیں تھا اور برف کے پگھلنے کے ساتھ اس کی پونجی بھی جاتی رہی۔

(فتح الباری: ۲۹۸/۳ - ارشاد الساری: ۲۱۶/۱۳ - تحفۃ الاحوذی: ۳۳۸/۹ - عمدۃ القاری: ۴۴۱/۲۲)

پیٹ کے بل سونے کی ممانعت

۸۱۸. وَعَنْ يَعِيشَ بْنِ طَخْفَةَ الْغَفَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبِي: "بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَطْنِي إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرِجْلِهِ فَقَالَ: "إِنَّ هَذِهِ ضُجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللَّهُ" فَقَالَ "فَنَظَرْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۸۱۸) حضرت یعیش بن طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ ایک دن میں مسجد میں پیٹ کے بل سویا ہوا تھا کہ کسی شخص نے مجھے اپنے پاؤں سے حرکت دی اور کہا کہ لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ کو ناپسند ہے۔ میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث (۸۱۸): سنن ابی داؤد، کتاب النوم، باب فی الرجل یضطجع علی بطنہ.

راوی حدیث: حضرت یعیش بن طخفہ غفاری صحابی ہیں۔ ابن الاثیر نے کہا کہ شامی ہیں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب میں کہا ہے کہ ان سے یہی ایک حدیث مروی ہے۔

کلمات حدیث: انا مضطجع فی المسجد علی بطنی: میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ ضجعة: لیٹنے کی ہیئت، لیٹنے کا طریقہ۔

شرح حدیث: طحفة بن قیس غفاری اصحاب صفہ میں سے تھے، حجر کے وقت مسجد میں پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے انہیں اٹھایا اور فرمایا کہ سونے کا یہ طریقہ اللہ کو ناپسند ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اہل جہنم کا طریقہ ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۵۳/۸۔ روضة المتقین: ۳۴۸/۲)

بستر پر لیٹے وقت ذکر اللہ کا اہتمام کریں

۸۱۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى تِرَةٌ، وَمَنْ اضْطَجَعَ مُضْطَجِعًا، لَا يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنِ.

"التَّيْرَةُ" بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَاءِ مِنَ فَوْقِ وَهِيَ: النِّقْصُ، وَقِيلَ: التَّيْبَةُ.

(۸۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس پر اللہ کی جانب سے سرزنش ہوگی اور جو سونے کے لیے لیٹا اور اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا اس پر اللہ کی جانب سے سرزنش ہوگی۔ (ابوداؤد نے بسند حسن روایت کیا)

ترہ: نقصان، باز پرس۔

تخریج حدیث (۸۱۹): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کراہیۃ ان یقوم الرجل من مجلسه ولا یذکر.

کلمات حدیث: ترہ: سرزنش، تنبیہ۔ وتر وترأ وترہ (باب ضرب) گھبرا دینا۔ ستانا، تکلیف پہنچانا۔

شرح حدیث: ہر مسلمان جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اللہ کو یاد

کرے دل میں یاد کرے اور زبان سے بھی یاد کرے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾

"وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اٹھتے، بیٹھتے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے۔"

حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اللہ کو یاد نہیں کیا اور بغیر اللہ کا نام لیے لیٹ گیا تو اس پر اللہ کی سرزنش اور وبال ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳۴۸/۲)



البَابُ الثَّانِي (۱۲۸)

بَابُ جَوَازِ الْإِسْتَلْقَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ أَحَدِي الرَّجُلَيْنِ عَلَى الْأُخْرَى إِذَا لَمْ يَخَفْ
 انْكَشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُودِ مُتَرَبِّعًا وَمُحْتَبِيًا
 چت لیٹنے، ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹانگ پر ٹانگ رکھنے، چوڑی مار کر بیٹھنے
 اور ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد کر کے بیٹھنے کا جواز

چت لیٹنے کی صورت میں ستر کا خیال رکھیں

۸۲۰. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا
 فِي الْمَسْجِدِ وَاصِعًا أَحَدِي رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
 (۸۲۰) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں اس
 طرح لیٹا ہوا دیکھا کہ آپ ﷺ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

خرنق حدیث (۸۲۰): صحیح البخاری، کتاب المساجد، باب الاستلقاء فی المسجد .

کلمات حدیث: مستلقیا: سیدھا لیٹے ہوئے، چت لیٹے ہوئے۔ استلقى علی قفاه: چت سونا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ مسجد میں سیدھا لیٹے ہوئے تھے اور ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی لیکن حضرت جابر رضی
 اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں آپ نے اس طرح لیٹنے سے منع فرمایا کہ آدمی سیدھا لیٹے اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ لے۔ علامہ خطابی
 رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یا تو اس طرح لیٹنے کی ممانعت منسوخ ہے یا ممانعت اس صورت میں ہے جب ستر کھل جانے کا اندیشہ ہو اور اگر ستر
 کھلنے کا ذرہ نہ ہو تو حرج نہیں ہے۔

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ مسجد میں لیٹنا یا تکیہ لگا کر بیٹھ جانا جائز ہے اور مسجد میں رہنے کا جو ثواب ہے وہ صرف بیٹھے ہوئے شخص
 کے لیے نہیں بلکہ لیٹنے والا بھی اس اجر و ثواب کا مستحق ہے۔

(فتح الباری: ۴۵۵/۱ - إرشاد الساری ۱۳۶/۲ - روضة المتقين: ۳۵۰/۲ - دلیل الفالحین: ۳۷۱/۳)

فجر کے بعد آپ ﷺ کا چارزانو بیٹھنا

۸۲۱. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
 صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنَاءَ حَدِيثٍ صَحِيحٍ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ
 بِأَسَانِيدٍ صَحِيحَةٍ .

(۸۲۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے بعد چارزانو

ہو کر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔

(یہ حدیث صحیح ہے اسے ابوداؤد وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۸۲۱): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الجلوس فی مصلی بعد الصبح، سنن ابی

داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یجلس مترعاً.

کلمات حدیث: تربیع: چارزانو ہو کر بیٹھے۔ حسناء: روشن، منور، خوبصورت۔ حسن حسنا (باب کرم) خوبصورت ہونا، اہم

صفت حسن جمع حسان مؤنث حسنه و حسناء۔ جمع حسنات.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں تشریف فرما ہوتے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح نکل آتا۔ آپ

ﷺ اس وقت تک چارزانو ہو کر بیٹھ جاتے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعد نماز فجر سورج کے طلوع ہونے تک مسجد میں بیٹھنا اور

ذکر و دعاء میں مصروف ہونا مستحب ہے اور یہ یاد الہی کا بہت عمدہ وقت ہے کہ اس وقت نہ تو کوئی نماز ہے اور نہ دنیا کے کسی کام کا وقت ہے

اس لیے قلب یکسو اور دعاء اور مناجات کے لیے فارغ ہوتا ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳۵۰/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۷۲/۳)

احتباء کی حالت میں بیٹھنے کا ثبوت

۸۲۲. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَنَاءِ الْكُعْبَةِ

مُحْتَبِئًا، بِيَدَيْهِ هَكَذَا، وَوَصَفَ بِيَدَيْهِ الْأَحْتِبَاءَ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۸۲۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں

اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھ ٹانگوں کے گرد باندھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے احتباء کی یہ

کیفیت کر کے دکھائی۔ اس کی قرفصاء بھی کہتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۸۲۲): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب الاحتباء بالید و هو القرفصاء.

کلمات حدیث: محتباً: ہاتھ ٹانگوں کے گرد باندھے ہوئے۔ احتباء: بیٹھ کر ٹانگیں کھڑی کر لینا اور پشت پر سے لاکر کپڑا ٹانگوں

پر باندھ لینا۔ اسی کو قرفصاء کہتے ہیں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ ٹانگیں کھڑی کر کے دونوں ہاتھوں کو ان کے گرد لاکر آگے سے پکڑ لینا یا پٹے کو کمر

کے گرد اور ٹانگوں کے گرد باندھ کر بیٹھ جانا جائز ہے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ طرز نشست اختیار فرمائی ہے۔ اس طریقہ جلوس کو احتباء یا

قرفصاء کہتے ہیں۔ واللہ اعلم (فتح الباری: ۲۷۸/۳۔ عمدۃ القاری: ۴۰۲/۲۲)

رسول اللہ ﷺ کا رعب

۸۲۳. وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفَصَاءِ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجُلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرْقِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۸۲۳) حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ قرفصاء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ اس طرز نشست میں آپ ﷺ پر خشوع طاری ہے تو رعب اور خوف سے میرے اوپر کچکی طاری ہو گئی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تخریج حدیث (۸۲۳): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب جلوس الرجل، الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان۔
راوی حدیث: حضرت قیلہ رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں ان سے ایک طویل حدیث مروی ہے جو ایواقیات القاضرہ میں مکمل مذکور ہے جو دو ورق کے قریب ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حبیب بن ازہر کے نکاح میں تھیں جن سے ان کے یہاں کئی لڑکیاں ہوئیں جب حبیب فوت ہوئے تو یہ بچیاں عمر بن ایوب بن ازہر نے اپنی تحویل میں لے لیں جس کا شکوہ لے کر یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں۔ (دلیل الفالحین: ۲۷۳/۳)

کلمات حدیث: متخشع: خشوع اختیار کیے ہوئے۔ تخشع: عاجزی اور خشوع اختیار کرنا۔
شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ٹانگیں کھڑی کر کے اور ان کے گرد ہاتھوں کو باندھ کر بیٹھے ہوئے تھے اس حالت میں حضرت قیلہ بنت مخرمہ نے آپ ﷺ کو دیکھا اور محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر خشیت الہی کی بنا پر اس قدر رعب اور وقار چھایا ہوا ہے کہ وہ ڈر گئیں اور ان پر کچکی طاری ہو گئی۔ (روضة المتقين - تحفة الاحوذی: ۸/۳۰۰)

مغضوب علیہم لوگ کی طرح بیٹھنا

۸۲۴. وَعَنْ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ هَكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِي الْيُسْرَى، خَلْفَ ظَهْرِي وَأَتَكَاثُ عَلَى أَلْيَةِ يَدِي فَقَالَ: اتَّقَعْدُ قَعْدَةَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.



الباب (۱۲۹)

بَابُ فِيْ اَدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِيسِ مجلس میں بیٹھنے اور ہم نشینی کے آداب

کسی کو اس کی جگہ سے اٹھانے کی ممانعت

۸۲۵. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا يَقِيْمَنَّ أَحَدُكُمْ رَجُلًا مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلَكِنْ تَوَسَّعُوا وَتَفَسَّحُوا" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ لَمْ يَجْلِسْ فِيهِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۸۲۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے البتہ تم مجلس میں فراخی اور توسع پیدا کرو اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت یہ تھی کہ اگر کوئی ان کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھ جاتا تو وہ وہاں نہ بیٹھتے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۲۵): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب لا یقیم الرجل من مجلسه . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحريم اقامة الانسان من موضعه .

کلمات حدیث: تفسحوا: فراخی پیدا کرو، کشادگی کرو۔ فسح فسحاً (باب فتح) کشادہ قدم رکھنا۔ تفسح تفسحاً (باب تفعل) کشادگی کرنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے بلکہ سب کو چاہیے کہ سب توسع اور فراخی اختیار کریں اور تھوڑا سا قریب ہو کر آنے والے کے لیے جگہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءٰمَنُوْا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِ الْمَجْلِسِ فَاَفْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾

”اے ایمان والو! جب کوئی تم سے کہے کہ کھل کر بیٹھو تو کھل جاؤ اللہ کشادگی دے تم کو۔“ (البجادۃ: ۱۱)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تعلیم دی ہے اور ان کو ادب سکھایا ہے کہ مجلس میں ایک دوسرے کے لیے جگہ بنالیں اور توسع اختیار کر لیں کہ اللہ بھی دنیا اور آخرت کی وسعتیں اور فراخیاں عطا فرمائے گا یا قلوب میں توسع پیدا فرمائے گا یا قبر کشادہ فرمادے گا۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھنا تحریم کے لیے ہے یعنی اگر کوئی جمعہ کی نماز میں یا دیگر نمازوں میں صفِ اول میں آکر بیٹھ گیا تو وہ اس جگہ بیٹھنے کا حق دار ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کو وہاں سے اٹھا کر خود بیٹھ جائے۔ لیکن اگر مسجد میں کوئی شخص کسی جگہ بیٹھ کر درس دیتا ہو یا فتویٰ دیتا ہو اور وہ موجود ہو تو اسی کو اپنی اس جگہ پر بیٹھنا چاہیے اور کسی اور کو اس کی موجودگی میں نہ بیٹھنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اگر کوئی شخص از خود اپنی جگہ سے اٹھ جاتا کہ وہ وہاں بیٹھ جائیں وہ تب بھی وہاں نہ بیٹھتے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت نبوی ﷺ کے ہر عمل کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور احکام نبوی ﷺ پر پوری طرح بلفظ عمل فرماتے اور عزیمت کو اختیار فرماتے۔ (فتح الباری: ۱/۶۲۹۔ ارشاد الساری: ۳/۵۸۳)

مجلس سے اٹھ کر جانے والا واپسی پر اپنی جگہ کا زیادہ حق دار ہے

۸۲۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر اسی جگہ واپس آئے تو وہ زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۲۶): صحیح مسلم، کتاب السلام، باب إذا قام من مجلسه ثم رجع فهو أحق به.

کلمات حدیث: ثم رجع اليه: پھر اس جگہ واپس آ گیا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں یا کسی اور جگہ سے اٹھا اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ وہ واپس اسی جگہ آ کر بیٹھے گا مثلاً وضوء کرنے چلا گیا یا کسی ضرورت کے لیے چلا گیا پھر وہ واپس آ گیا تو اس کا اس جگہ سے اختصاص باطل نہیں ہوا بلکہ وہ اس نماز کی ادائیگی تک اسی جگہ بیٹھ سکتا ہے اگر کوئی اور اس جگہ بیٹھ گیا ہے تو اسے اٹھا سکتا ہے اور جو شخص وہاں بیٹھ گیا ہے اسے چاہیے کہ اٹھ جائے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسجد کے کسی خاص حصہ میں بیٹھ کر درس و افتاء کا کام کرتا ہو اور یہ بات لوگوں کو معلوم ہو جائے تو وہ جگہ اس کے لیے مختص ہو گئی مگر جمہور فقہاء کے نزدیک یہ بطور استحسان ہے اور کوئی حق واجب نہیں ہے اور یہی امام مالک رحمہ اللہ کے قول کی مراد ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱۴/۱۳۵۔ روضة المتقين: ۲/۳۵۴)

مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے

۸۲۷. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسْنَا أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۸۲۷) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے ہر ایک وہیں بیٹھ جاتا جہاں وہ پہنچتا۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۲۷): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التحلق. الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب

اجلس حيث انتهى بك المجلس.

کلمات حدیث: حیث بنتھی: جہاں مجلس منتہی ہوتی یعنی مجلس کے کنارے پر اور اس کے حاشیہ پر۔

شرح حدیث: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حلقہ بنا کر بیٹھتے جو آتا جاتا وہ اس حلقے کے کناروں پر لوگوں کے پیچھے بیٹھ جاتا اور لوگوں کے درمیان آنے یا آگے آنے کی کوشش نہ کرتا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو واقد لیشی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے کہ تین افراد آئے ان میں سے دو آگے اور ایک چلا گیا۔ ان دو میں سے ایک کو حلقہ کے درمیان جگہ مل گئی وہ وہاں بیٹھ گیا دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا واپس چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ان تین آدمیوں کے بارے میں بتاؤں، ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ طلب کی اور اللہ نے اسے پناہ دیدی اور ایک نے اللہ سے حیا اختیار کی تو اللہ نے بھی اس سے حیا کی اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی پناہ میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلقہ کے درمیان میں بیٹھ گیا اور مجلس نبوت کے شرکاء میں شریک ہو گیا تو اللہ نے بھی اسے ان میں شامل فرمایا اور اپنی رحمت کا مستحق قرار دے لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلقہ درس میں اگر جگہ ہو تو اس جگہ کو پر کر لینا مستحب ہے جیسا کہ صف کے درمیان خلل کو پر کرنا مستحب ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

(تحفة الاحوذی: ۲۶/۸ - روضة المتقین: ۳۵۵/۲)

دو آدمیوں کے درمیان گھسنے کی ممانعت

۸۲۸. وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَذْهَبُ مِنْ دُھْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كَتَبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ، مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْآخَرَى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۸۲۸) حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے خوب پاکیزگی حاصل کرے، تیل لگائے یا گھر میں موجود خوشبو لگائے پھر وہ جمعہ کے لیے گھر سے نکلے اور دو آدمیوں کو جدا نہ کرے پھر جس قدر اس کے مقدرمیں ہے نماز پڑھے امام کے خطبہ کے دوران خاموش رہے اس کی اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک مغفرت کر دی جائے گی۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۸۲۸): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة.

راوی حدیث: حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل آتش پرست تھے پھر عیسائیت اختیار کر لی، عیسائی راہبوں نے آپ کو آخری رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا تو آپ کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ۶۰ احادیث

مروی ہیں، عہد عثمانی میں انتقال ہوا۔ (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب)

کلمات حدیث: ینصت: خاموشی اختیار کی۔ انصات (باب افعال) خاموشی اختیار کرنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کو غسل کیا خوب پاکیزگی حاصل کی تیل اور خوشبو استعمال کیا پھر جمعہ کے لیے مسجد میں گیا اور جہاں جگہ مل گئی وہاں بیٹھ گیا اور دو آدمیوں کو علیحدہ کر کے ان کے درمیان جگہ بنانے کی کوشش نہیں کی پھر جتنی نماز کی اسے توفیق ہوئی اتنی نماز پڑھی اور خطبہ کے درمیان سکوت اختیار کیا تو اس کے اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یعنی صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے کیونکہ ابن ماجہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب تک کبائر کا ارتکاب نہ کرے۔

(روضة المتقين: ۳۵۶/۲ - فتح الباری: ۱/۶۲۰ - ارشاد الباری: ۵۵۲/۲ - دلیل الفالحین: ۲۷۶/۳)

دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت سے بیٹھنا

۸۲۹. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَجْلِسُ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا:" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي رِوَايَةِ لَأَبْنِي دَاوُدَ: "لَا يَجْلِسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا."

(۸۲۹) حضرت عمرو بن شعیب از والد خود از حد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں

کہ وہ دو آدمیوں کو ان کی اجازت کے بغیر علیحدہ کر کے ان کے درمیان بیٹھ جائے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

ابوداؤد کی ایک اور روایت میں ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

تخریج حدیث (۸۲۹): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرجل یجلس بین الرجلین بغیر اذہما۔ الجامع

للترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء فی کراهیة الجلوس بین الرجلین بغیر اذہما۔

کلمات حدیث: أن یفرق بین اثنین: دو آدمیوں کو جدا کر کے خود درمیان میں بیٹھ جائے۔ فرق تفریقاً (باب تفعیل) جدا کرنا۔ تفریق کرنا۔

شرح حدیث: اگر دو آدمی ایک ساتھ بیٹھے ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر ان کے درمیان بیٹھنا درست نہیں البتہ ان سے اجازت لے کر بیٹھ سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر دو آدمی باہم بات کر رہے ہوں تو ان کے درمیان نہ آنا چاہیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی بات کر رہے ہوں جس میں اس شخص کی شرکت مناسب نہ خیال کرتے ہوں۔

(تحفة الاحوذی: ۲۸/۸ - روضة المتقين: ۳۵۷/۲ - دلیل الفالحین: ۲۷۷/۳)

حلقہ کے درمیان بیٹھنے والے پر لغت

۸۳۰. وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ! وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ أَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسَطَ حَلْقَةٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ مَلْعُونٌ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَوْلَعَنَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ: قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۸۳۰) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلقہ کے درمیان بیٹھنے والے پر لغت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد نے سند حسن روایت کیا)

اور ترمذی نے ابوجاز سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی کسی حلقہ کے درمیان بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بزبان محمد ﷺ ملعون ہے۔ یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بلسان محمد ﷺ اس شخص پر لغت فرمائی ہے جو حلقہ کے درمیان بیٹھ جائے۔ (امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۳۰): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الجلوس وسط الحلقة. الجامع للترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء فی کراهية القعود وسط الحلقة۔

کلمات حدیث: وسط الحلقة: حلقہ کے درمیان۔ وسط وسطا (باب ضرب) درمیان میں ہونا۔
شرح حدیث: علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی علمی حلقہ میں اگر کوئی شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر درمیان میں آکر بیٹھ جائے جس سے سب کو اذیاء پہنچے اور لوگوں کی توجہ منقطع ہو اور اس طرح وہ لوگوں کی نظروں کے درمیان اور خطیب کی گفتگو کے درمیان حائل ہو جائے تو یہ فعل قابل مذمت ہے اور لغت کا سبب وہ اذیاء ہے جو لوگوں کو اس فعل سے پہنچے گی۔

(تحفة الاحوذی: ۲۹/۸۔ روضة المتقين: ۳۵۸/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۷۸/۳)

بہتر مجلس جس میں وسعت ہو

۸۳۱. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

(۸۳۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بہتر مجلس وہ ہے جو زیادہ فراخ ہو۔ (ابوداؤد نے سند صحیح بشرط بخاری روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۸۳۱): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی سعة المجلس۔

کلمات حدیث: مجالس: مجلس کی جمع، بیٹھنے کی جگہ، وہ لوگ جو ایک جگہ بیٹھے ہوں۔

شرح حدیث: سب سے اچھی مجلس وہ ہے جس میں وسعت و کشادگی ہو، امام بخاری نے الادب المفرد میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کسی جنازے کی مجلس میں تاخیر سے پہنچے جب وہ پہنچے تو کچھ لوگ جگہ کرنے لگے اور کچھ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے کہ آپ کو جگہ دیدیں مگر آپ پیچھے کھلی جگہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اچھی مجلس وہ ہے جو زیادہ کھلی ہو۔

غرض مجلس میں کشادگی اور توسع مستحب ہے کہ آدمی مطمئن ہو کر بیٹھے اور متکلم کا کلام توجہ سے سنے۔

(روضة المتقين: ۳۵۸/۲ - دلیل الفالحین: ۲۷۸/۳)

مجلس سے اٹھنے کی دعاء

۸۳۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ: إِلَّا غُفِرَ لَهُ، مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ. "رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۸۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں فضول باتیں کثرت سے کی گئیں۔ مگر اس نے مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے کہا کہ

"سبحانک اللہم و بحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک."

"اے اللہ! آپ کی ذات پاک ہے آپ ہی کے لیے حمد ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں تجھ سے استغفار طلب کرتا ہوں اور تیری جانب توبہ کرتا ہوں۔"

تو اس کے اس مجلس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (ترمذی، اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۳۲): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ما یقول إذا قام من مجلسه.

کلمات حدیث: فکثر فیہ لغطہ: اس مجلس میں کثرت سے فضول باتیں ہوئیں۔ لغط لغطاً (باب فتح) شور، فضول بات۔

شرح حدیث: ایسی مجلس جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر سے خالی ہو اور دنیا کی فضول باتیں بکثرت ہوں، ایسی مجلس میں اگر کوئی شریک ہو اور اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعاء پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس مجلس میں سرزد ہونے والی خطاؤں کو معاف کر دے گا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اپنی باتوں پر بھی ماخوذ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے لوگ اوندھے منہ جہنم میں اپنی زبان کی فروگزاشتوں پر ہی پھینکے جائیں گے۔

(روضة المتقين: ۳۵۹/۲ - دلیل الفالحین: ۲۷۹/۳)

مجلس سے اٹھتے وقت کا معمول

۸۳۳. وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِأَخْرَةٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ الْمَجْلِسِ: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتُ تَقُولُهُ، فِيمَا مَضَى؟ قَالَ: "ذَلِكَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.

(۸۳۳) حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں یہ دعا فرماتے:

”سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک“

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ یہ دعا فرما رہے ہیں جبکہ اس سے پہلے آپ ﷺ یہ دعا نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات مجلس میں ہونے والی باتوں کا کفارہ ہیں۔ (ابوداؤد، حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۳۳): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کفارہ المجلس.

کلمات حدیث: يقول بأخرة: آخر میں کہتے، بعد میں کہتے۔ جاء بأخرة: وہ دیر سے آیا۔ بأخرة عمره: اس کی عمر کے آخری حصے میں۔

شرح حدیث: حضرت رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گرد آپ ﷺ کے اصحاب مجتمع ہو جاتے جب آپ اٹھنے لگتے تو مجلس کے آخر میں یہ کلمات فرماتے اور یہ الفاظ بھی فرماتے:

”عملت سوءاً وظلمت نفسي فاغفر لي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت“

”میں نے برا کیا اپنی جان پر ظلم کیا آپ میری مغفرت فرمادیجئے کہ آپ کے سوا کوئی خطاؤں کا معاف کرنے والا نہیں ہے۔“

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو آپ نے نئے کلمات کہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی جبریل امین، علیہ السلام آئے مجھے ان کلمات کی تعلیم دی اور کہا کہ اے محمد! یہ مجلس کا کفارہ ہیں۔ (روضة المتقين: ۲/۳۶۰۔ دليل الفالحين: ۳/۲۸۰)

مجلس سے اٹھنے کی دوسری دعا

۸۳۴. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ

مُجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهِؤَلَاءِ الدُّعَوَاتِ“ اَللّٰهُمَّ اِقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ، وَمِنْ الْيَقِيْنِ مَا تُنْهَوْنَ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا، وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمْنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبْرَ هَمَمِنَا، وَلَا تَبْلُغْ عَلَمِنَا“ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ .

(۸۳۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ کم ہی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے کھڑے ہوں اور یہ کلمات نہ فرمائیں۔ اے اللہ! ہمیں اپنے خوف کا اتنا حصہ عطا فرما کہ جو ہمارے درمیان اور تیری معصیتوں کے درمیان حائل ہو جائے اور اتنا جذبہ طاعت عطا فرما جو ہمیں تیری جنت کا مستحق بنادے اور ایسا یقین نصیب فرما دے جس سے مصائب دنیا ہمارے لیے آسان ہو جائیں اے اللہ! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں اپنے کانوں، آنکھوں اور اپنی قوت سے نفع اٹھانے کا موقع عطا فرما اور انہیں ہمارا وارث بنا اور تو ہمارا بدلہ ان سے لے جو ہم پر ظلم کرے اور ان لوگوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما جو ہم سے دشمنی رکھتے ہیں اور ہمیں ہمارے دین کے بارے میں آزمائش میں نہ ڈالنا اور دنیا کو ہماری سب سے بڑی سوج اور ہمارا منتہائے علم نہ بنانا اور ہم پر ایسے لوگوں کا غلبہ نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کریں۔ (ترمذی، امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۳۳): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات .

کلمات حدیث: تحول: جو حائل ہو جائے۔ حال محولا (باب نصر) حائل ہونا۔ تنہوں: ہلکا بنا دے، آسان بنا دے۔ شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے جو اپنے مضمون کے اعتبار بڑی جامع اور اپنے معانی کے لحاظ سے انتہائی بلیغ ہے۔ کہ فرمایا: ”اے اللہ! ایسا خشیت اور ایسا خوف عطا فرما جو معاصی سے باز رکھنے والا ہو۔ یعنی خوفِ الہی کی ایسی زیادتی اور غلبہ نہ ہو جس سے ناامیدی پیدا ہو کہ انسان جو عمل کرتا ہے اسے بھی چھوڑ بیٹھے، بلکہ خشیتِ الہی کی ایسی کیفیت ہو جو گناہوں سے باز رکھنے والی ہو کہ یہی مقصود ہے۔ آخرت کی نعمتوں کے ملنے کا ایسا یقین کامل ہو کہ اس کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں چھ ہو جائیں اور دنیا کی کسی نعمت کا نہ ہونے کا افسوس نہ ہو اور ملنے پر حد سے زیادہ خوشی نہ ہو۔

﴿لَيْكِلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ﴾

”تا کہ تم غم نہ کھایا کرو اس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ شہی کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا۔“ (الحمدید: ۲۳)

ہمارے جملہ اعضاء اطاعتِ الہی میں اور اعمالِ صالحہ میں مصروف رہیں اور ہم ایسے آثار اور صدقات جاریہ اپنے پیچھے چھوڑ جائیں جو ہمارے بعد ہمارے وارث ہوں۔ کوئی ہم پر زیادتی اور ظلم کرے تو اے اللہ ہمیں اس سے بدلہ لینے کی ضرورت نہ پیش آئے تو ہمیں ہمارا صلہ اور ہمارا بدلہ عطا فرما دے اگر ہمارے اوپر کوئی مصیبت آئی ہے تو وہ ہماری دنیا میں آجائے لیکن ایسی مصیبت کوئی نہ آئے جس سے ہمارے دین کا نقصان ہو کہ عبادت و بندگی میں کمی آجائے یا یادِ الہی میں فرق پیدا ہو جائے۔

اے اللہ! ایسا نہ ہو کہ ہمارا سارا انہماک ہماری پوری توجہ اور ہمارا مکمل دھیان دنیا کمانے اس کے حاصل کرنے اس سے لطف اندوز ہونے اور اسے سمیٹنے جمع کرنے اور اس کی حفاظت کرنے ہی میں صرف ہو جائے ہمارا سارا مبلغ علم دنیا ہی بن جائے ہمیں جو بات معلوم ہو وہ دنیا ہی لی بات ہو، ہم جو سیکھیں وہ دنیا ہی کی بات سیکھیں جو ہنر حاصل کریں وہ دنیا ہی کا کریں۔ اے اللہ ایسا نہ ہو کہ ہماری خواہشوں رغبتوں اور توجہات کا مرکز اور سطح نظر دنیا ہی بن جائے۔ اے اللہ! ایسا نہ ہو اور اے اللہ یہ بھی نہ ہو کہ ہمارے گناہوں کی سزائیں ہم پر کوئی بے رحم ظالم مسلط ہو جائے اور ہم اس کے قہر اور غلبہ کے نیچے پس کر رہ جائیں۔

﴿هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾

”وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اسی کو پکارو دین کے خلوص کے ساتھ۔“ (الغافر: ۶۵)

(روضة المتقين: ۳۶۰/۲ دلیل الفالحین: ۳/۲۸۰)

بغیر ذکر کے مجلس باعث ندامت ہوگی

۸۳۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ قَوْمٍ يَفُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مَثَلِ جَنْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۸۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ مجلس سے اس طرح اٹھتے ہیں کہ وہ اس مجلس میں اللہ کا نام نہیں لیتے وہ ایسے ہیں جیسے کسی مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس ان کے لیے سبب حسرت بن جائے گی۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث (۸۳۵): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کراہیۃ ان یقوم الرجل من مجلسه ولا یذکر اللہ.

کلمات حدیث: حیفہ: مردار جس سے بو آتی ہو۔ جمع احیاف۔ حیفہ حمار: گدھے کی سرئی ہوئی لاش۔

شرح حدیث: کون و مکان میں جہاں کوئی خیر اور بھلائی ہے وہ اللہ کے نام سے ہے۔ اگر اللہ کا نام نہ ہو تو یہ سارا بیکار بنا رہا ہے حقیقت اور بے معنی ہے۔ مسلمان جو اللہ پر اور اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کی زبان ہر وقت ذکر الہی سے تر ہو اور اس کا قلب ہر وقت اللہ کی یاد سے منور ہو۔ اللہ کے نزدیک دنیا کی اور دنیا کی تمام اشیاء حقیقت ایک مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ جب یہ حقیقت ہے تو ایسی مجلس جس میں اللہ کے ذکر نہ ہو اور مجلس کی ساری گفتگو دنیا ہی کے گرد گھومتی رہے تو یہ ایسی ہے جیسے بھیڑیے لاش کے گرد جمع ہو گئے ہوں۔

امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں مردار گدھے کے لفظ سے اشارہ ہے ان لوگوں کے مزاج کے بگڑ جانے اور عقل کے پلید ہو جانے کی طرف جو اللہ کے ذکر سے اتنی دیر محروم رہنا گوارا کرتے ہیں اور متنبہ نہیں ہوتے اور ان کی فطرت سلیمہ بیدار

نہیں ہوتی۔ یہ مجلس روزِ قیامت اہل مجلس اور اس کے شرکاء کے لیے حسرت کا باعث بن جائے گی جیسا کہ طبرانی اور بیہقی نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں جمع ہوئے اور اس میں انہوں نے اللہ کو یاد نہیں کیا وہ اس مجلس کو روزِ قیامت حسرت کی صورت میں اپنے سامنے دیکھیں گے۔

(روضة المتقين: ۳۶۲/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۸۲/۳)

مجلس میں درود پڑھنا

۸۳۶. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مُجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تَرَةٌ فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۸۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اس میں نہ اللہ کا نام لیں اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجیں مگر یہ کہ وہ مجلس ان کے لیے اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوگی اگر چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو معاف فرمادے۔ (ترمذی اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۳۶): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب القوم یجلسون ولا یذكرون الله.

کلمات حدیث: ترة: حسرت، وبال، ندامت، ہرزاش، ناراضگی۔

شرح حدیث: اگر مجلس میں دنیا ہی کی بات ہوتی رہے اور اس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے یہ مجلس روزِ قیامت باعثِ حسرت و ندامت ہوگی کہ کاش ہم اس طرح غافل نہ ہوتے اور اس موقع پر بھی اللہ کو اور اللہ کے رسول کو یاد رکھتے اور وہ اس وقت مشیتِ الہی کے تابع ہوں گے کہ ان کو عذاب دے یا انہیں معاف کر دے۔

مقصود یہ ہے کہ ہر حال میں اور ہر مجلس میں اللہ کا نام لینا ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی دین کی کوئی بات ہو دین کا کوئی مسئلہ بیان ہو اللہ کا اور اللہ کے رسول کا ذکر ہو اور اللہ کے رسول پر درود ہو۔

(تحفة الاحوذی: ۲۹۸/۹۰۔ روضة المتقين: ۳۶۳/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۸۳/۳)

۸۳۷. وَعَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَرَةٌ، وَمِنْ اضْطَجَعَ مُضْطَجَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَرَةٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَدْ سَبَقَ قَرِيبًا، وَشَرَحْنَا. "الْتَرَةُ" فِيهِ.

(۸۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں

اللہ کا ذکر نہیں کیا تو یہ مجلس اس پر اللہ کی طرف سے حسرت و ندامت کا باعث ہوگی اور جو بستر پر لیٹا اور اس نے اللہ کا نام نہیں لیا تو یہ اس کے لیے اللہ کی ناراضگی کا سبب ہوگا۔ (اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے جہاں ہم ترۃ کے معنی بیان کر چکے ہیں)

تخریج حدیث (۸۳۷):

سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کراهیۃ ان يقوم الرجل من مجلسه ولا يذكر الله تعالى .

کلمات حدیث: مقعد: بیٹھنے کی جگہ، مجلس، جمع مقاعد . قعد قعوداً (باب نصر) بیٹھنا۔

شرح حدیث:

مسلم اللہ کا فرماں بردار اور اس کا مطیع وہ ہے جو ہر وقت اور ہر گھڑی اللہ کو یاد کرتا رہے۔ اگر ہر موقعہ اور ہر مرحلے اور ہر مجلس میں اللہ کی جانب دھیان ہوگا تو بے شمار برائیوں سے انسان بچ جائے گا، غیبت سے بدگوئی اور بدگمانی سے کسی مسلمان کا برا چاہنے سے اور تجسس اور پھیلکوری سے مجالس پاک ہو جائے گی اور روز قیامت آدمی ندامت و حسرت اور افسوس سے اللہ کی رحمت سے محفوظ ہو جائے گا۔

یہ حدیث اس سے پہلے بھی (حدیث ۸۱۹) میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين: ۳۶۳/۲۔ دلیل الفالحین: ۲۸۳/۳)



البشارات (۱۳۰)

بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا خواب اور اس کے متعلقات

۲۶۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَمَنْ أَيْسَنَهُ مَنَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں سونا بھی ہے۔“ (الروم: ۲۳)

تفسیری نکات: انسان کی زندگی اور زندگی کا ہر سانس اللہ کے وجود کی علامت ہے۔ اگر اللہ کا حکم نہ ہو تو کوئی تنفس سانس بھی نہیں لے سکتا۔ بالکل اسی طرح انسان کی نیند اور اس کا سونا بھی اللہ کے وجود کی اس کے حکیم و خیر ہونے کی اور اس کے قادر و مطلق ہونے کی عظیم نشانی ہے۔ سویا اور مر برابر ہیں، مرنے میں بھی عمل منقطع اور سونے میں بھی انسان کی حرکت و عمل معطل، مرنے سے بھی زندوں سے رابطہ منقطع ہو جاتا ہے سو کر بھی بیدار لوگوں سے تعلق باقی نہیں رہتا۔ مگر بھی بے شعور و احساس اور نیند میں بھی احساس و شعور خوابیدہ۔ مردہ جاتا ہے تو واپس نہیں خوابیدہ جا کر واپس آ جاتا ہے اور دوبارہ اس کا شعور احساس بیدار ہو جاتا ہے، گویا انسان ہر روز مرتا ہے اور ہر دن اسے نئی زندگی ملتی ہے۔ اس سے بڑھ کر خالق کائنات کے وجود اور اس کے خالق و مالک اور مد بروقیوم ہونے کی اور کیا دلیل ہوگی۔

(معارف القرآن)

.....

خواب میں بشارت کا ملنا یہ بھی علم نبوت میں سے ہے

۸۳۸. وَغْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوءَةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ”الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ“

(۸۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

کہ نبوت باقی نہیں رہی صرف مبشرات رہ گئے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

روایئے صالحہ۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۸۳۸): صحیح البخاری، کتاب التعبير، باب المبشرات.

کلمات حدیث: نبوة: خبر دینا، نبی خبر دینے والا، اللہ کی طرف سے خبر دینے والا، اللہ کی جانب سے خبر پہنچانے والا، اللہ کی طرف

سے غیب کی باتیں بتانے والا، جمع انبیاء۔ مبشرات: مشرۃ کی جمع، بمعنی بشری یعنی بشارت، خوش خبری، یعنی روایئے صالحہ۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سلسلہ نبوت اختتام کو پہنچا۔ اب صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ یعنی روایئے صالحہ۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں پردہ ہٹایا آپ ﷺ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چھپے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! مبشرات نبوت میں سے اب رویائے صالحہ باقی رہ گئے جو کوئی مسلمان دیکھے یا جسے دکھائے جائیں۔

ابن التین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ میرے بعد سلسلہ نبوت منقطع ہے اس کے بعد صرف روایا باقی ہیں اور الہام بھی ہے جو غیر نبی کو بھی ہو سکتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ قوموں میں بعض لوگ محدث ہوتے اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ رویائے صالحہ سے مراد سچے خواب ہیں اور رویائے صالحہ نبوت کے حصول میں سے ایک حصہ ہے۔

(فتح الباری: ۶۶۳/۳ - عمدۃ القاری: ۲۰۲/۲۴ - روضۃ المتقین: ۳۶۴/۲ - دلیل الفالحین: ۲۸۵/۳)

مؤمن کا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے

۸۳۹. وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكْذُرُوا الْمُؤْمِنِينَ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِينَ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوءَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: أَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا.

(۸۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب مؤمن کا خواب جھوٹا

نہیں ہوگا اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیا لیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں جو بات میں زیادہ سچا ہے اس کا خواب بھی سچا ہوگا۔

تخریج حدیث (۸۳۹): صحیح البخاری، کتاب التعبير، صحیح مسلم، اول کتاب الروایاء.

کلمات حدیث: إذا اقترَب الزمان: جب زمانہ قیامت کے قریب ہو جائے گا۔

شرح حدیث: آخر زمانے میں مجملہ علامات قیامت کے ایک یہ بھی ہوگی کہ اہل ایمان سچے خواب دیکھیں گے کیونکہ صاحب

ایمان اپنے آپ سے سچا ہوتا ہے مخلوق سے سچا ہوتا ہے اور اپنے اللہ سے سچا ہوتا ہے تو غلبہ صدق کی بناء پر اس کے خواب بھی سچے ہوتے ہیں۔ یہ خواب یا مبشرات ہوں گے یا مستقبل کی خبریں اور چونکہ نبوت میں بھی تبشیر اور مستقبل کی خبریں ہوتی ہیں اس لیے رویائے صادقہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ کیا خواب کی تعبیر ہر شخص بتا سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا نبوت بھی کھیل ہے؟ اور فرمایا کہ خواب تو نبوت کا جزء ہے تو ایسی شے کو جو نبوت کا جزء ہو مذاق نہیں بنانا چاہیے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے کلام کی مراد یہ ہے کہ جس طرح نبوت میں اخبار عن الغیب ہے اسی طرح خواب میں بھی اگر مستقبل کی کسی بات کی اطلاع ہو تو مشابہت پیدا ہوگئی اور یہ مشابہت جزء نبوت ہے، اس لیے بغیر علم خواب کی تعبیر بتانا درست نہیں ہے۔

(فتح الباری: ۶۵۶/۳ - عمدة القاری: ۲۴/۲۹ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵/۱۸)

خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت

۸۴۰. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَسِيرَانِي فِي الْيَقْظَةِ، أَوْ كَأَنَّمَا رَأَى فِي الْيَقْظَةِ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے حالت بیداری میں دیکھے گا یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ (تتفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۴۰): صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأى النبي ﷺ في المنام. صحیح مسلم، کتاب الرؤیاء.

کلاماً: توحید حدیث: لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي: شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔ تمثیل بہ: کسی کا مشابہ یا ہم شکل ہونا۔ مثل مثلاً (باب نصر) کسی کے مانند ہونا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ عنقریب مجھے عالم بیداری میں دیکھے گا۔ یا فرمایا کہ گویا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ پہلی بات کا مطلب یہ ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو دنیا میں خواب میں دیکھا وہ روز قیامت آپ ﷺ کو عالم بیداری میں دیکھے گا۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے دنیا میں خواب میں دیکھا اسے مرنے کے بعد خصوصی ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل ہوگا اور قیامت میں آپ کا دیدار شفاعت کی علامت ہوگا۔

دوسرے مفہوم کے اعتبار سے بات واضح ہے کہ انبیاء کرام اور خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کا خواب میں دیکھنا صلاح و تقویٰ اور بلندی درجات کی علامت ہے، کیونکہ جو خواب میں زیارت کرتا ہے وہ فی الواقع حضور ﷺ ہی کو دیکھتا ہے کیونکہ شیطان آپ ﷺ کی صورت میں نہیں آ سکتا اس لیے کہ وہ اللہ کی طرف سے مردود قرار دیا گیا ہے اور آپ محبوب الہی ہیں۔

(فتح الباری: ۳۰۴/۱ - ارشاد الساری: ۳۰۳/۱ - عمدة القاری: ۲۳۱/۲ - شرح صحیح مسلم: ۱۵/۳۰)

اچھا خواب محبت کرنے والے کو بتائے

۸۴۱. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيَحْدِثْ بِهَا وَفِي رِوَايَةٍ، فَلَا يُحْدِثُ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ. وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَتَعَذَّ مِنْ شَرِّهَا

وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ، “مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۴۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اس پر اللہ کی حمد کرے اور اسے بیان کر دے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ صرف اس سے بیان کرے جس سے محبت رکھتا ہو اور اگر اس کے علاوہ کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے تو اسے چاہیے کہ اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے گا۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۴۱): صحیح البخاری، کتاب التعبير، باب الروایاء الصالحہ من اللہ، صحیح مسلم، اول

کتاب الرؤیاء.

کلمات حدیث: روایاء: خواب۔ رأى رؤية (باب فتح) دیکھنا۔

شرح حدیث: جب کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو اس پر اللہ کی حمد و ثناء کرے کہ اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اور اس خواب کو کسی مخلص عالم دین سے بیان کرے تاکہ وہ خواب کی جو تعبیر دے وہ بھی اس کے لیے باعث مسرت اور خوشی ہوگی۔

اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ دراصل شیطان کی طرف سے ہے کہ وہ ہر طرح اللہ کے بندوں کو تکلیف پہنچانا اور ان کو مشوش کرنا چاہتا ہے کہ تشویش سے عبادت الہی میں خلل پڑتا ہے۔ یہ خواب کسی سے ذکر نہ کرے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے کہ جو شخص اللہ کی پناہ میں آگیا وہ شیطان کے اغواء اور اغراء سے مامون ہو گیا۔ مگر صرف اعوذ باللہ زبان سے کہہ لینے پر اکتفاء نہ کرے بلکہ دل کی گہرائیوں سے اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت اور پناہ میں دیدے۔ خواب میں ڈرنے کے بارے میں تعوذ کے طریقے کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں حضرت خالد بن ولید سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں کبھی کبھی خواب میں ڈر جاتا ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات پڑھ لیا کرو:

”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ.“

”میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کے ان کلمات سے جو تمام ہیں اس کے غضب کے شر سے اس کے بندوں کے شر سے اور شیطان کی انگیزت

سے اور اس سے کہ شیطان اور اس کے ساتھی میرے پاس موجود ہوں۔“ (فتح الباری: ۳/۶۶۰۔ عمدۃ القاری: ۱۹۹/۲۴)

اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہیں

۸۴۲. وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

وَفِي رِوَايَةِ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةِ مِنَ اللَّهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ هِمَالِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ، “مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”النَّفْسُ“ نَفَخَ لَطِيفٌ لَارِيقٌ مَعَهُ۔

(۸۳۲) حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روایہ صالحہ یا آپ نے فرمایا روایہ حسنہ اللہ

کی جانب سے ہے اور علم شیطان کی جانب سے ہے۔ اگر کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ پھونک دے اور شیطان سے پناہ مانگے۔ اب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (متفق علیہ) نفث: ایسی غیر محسوس پھونک جس میں تھوک شامل نہ ہو۔

تخریج حدیث (۸۳۲):

کلمات حدیث: حلم: خواب جمع احلام: روایا: خواب، جس خواب کی نسبت اللہ سبحانہ کی جانب ہوا سے حلم نہیں کہتے بلکہ روایا کہتے ہیں اور جس کی نسبت شیطان کی طرف ہوا سے روایا نہیں کہتے حلم کہتے ہیں۔

شرح حدیث: روایہ صالحہ یا روایہ حسنہ اللہ سبحانہ کی جانب سے ہوتا ہے اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی جو دیکھنے والے کو نا پسند ہو اور نہ اس میں شیطان کی کسی کارروائی کا دخل ہوتا ہے اور اسی لیے اسے صالحہ یا حسنہ کہتے ہیں کہ وہ شیطانی اثرات سے پاک ہوتا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ خواب جس کو دیکھنے والا پریشان افسردہ اور غمگین ہو اس خواب کو دیکھ کر تین مرتبہ بائیں جانب پھونک دینا چاہیے اور اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے۔ اگر صدق دل سے آدمی اللہ کی پناہ میں تعویذ پڑھے اور نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے خواب کے برے اثرات سے محفوظ فرمادے گا اور شیطانی تدابیر سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔

(فتح الباری: ۲/۲۷۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵/۱۴۔ عمدۃ القاری: ۱۵/۲۴۵)

براخواب دیکھے تو یہ عمل کرے

۸۳۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الْبَدْيِ كَانَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۸۳۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی براخواب دیکھے تو تین

مرتبہ اپنے بائیں جانب پھونکے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور اس پہلو سے اپنے آپ کو تبدیل کرے جس پر پہلے تھا۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۸۳۳):

کلمات حدیث: فلیبصق: اسے چاہیے کہ وہ تھوک دے، یا پھونک دے۔ بصق بصقا (باب نصر) تھوکتا۔ ولیتحول: اور یہ کہ پلٹ جائے، اور یہ کہ پہلو بدل لے۔ حول تحولا (باب تفعل) پھر جانا، بدل لینا، تحویل ہو جانا۔ حال حول (باب نصر) ایک

حالت سے دوسری حالت میں آ جانا۔

شرح حدیث: جب آدمی کوئی برا خواب دیکھے تو وہ تین مرتبہ بائیں جانب پھونک دے یعنی شیطان کو دھتکار دے اور دفع کر دے اور اس کی توہین کر دے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ میں آ جائے اور اپنا پہلو بطور تقاؤل بدل لے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام احوال و حوادث پر قادر ہے وہ برے حال کو اچھے حال سے اور برے خواب کے اثرات کو مٹا کر اچھے نتائج مرتب فرمادے گا بائیں جانب تھوکنے کی تاکید اس لیے ہے کہ شیطان ہمیشہ بائیں جانب سے آتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵/۱۶۔ نزہۃ المتقین: ۱/۶۳۷)

جھوٹا خواب بیان کرنا گناہ ہے

۸۳۴. وَعَنْ أَبِي الْأَسْقَعِ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفُرَى أَنْ يَدْعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرِيَ غَيْبَهُ، مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ. "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ".

(۸۳۴) حضرت ابو الاسقع وائلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کرے یا اپنی آنکھوں کو وہ خواب دکھائے جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھا یا رسول اللہ ﷺ کی جانب وہ بات منسوب کرے جو آپ نے ارشاد نہیں فرمائی۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۸۳۴): صحیح البخاری، کتاب المناقب.

کلمات حدیث: فری: جھوٹ۔ فری فریا (باب ضرب) کسی پر جھوٹ باندھنا۔ الفریۃ: جھوٹ، فری عینہ الم ی: اپنی آنکھ کو وہ دکھا دے جو اس نے نہیں دیکھا، یعنی جھوٹا خواب بیان کرے۔

شرح حدیث: تین جھوٹ عظیم ترین جھوٹ ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی اپنے آپ کو کسی اور کی جانب منسوب کرے یعنی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں کہے کہ وہ میرا باپ ہے۔ یہ بہتان ہے خود اپنے آپ پر اور اس شخص پر جس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر رہا ہے۔ دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ جھوٹا خواب بیان کرے کہ مجھے اللہ نے یہ خواب دکھایا اور مجھے خواب میں یہ بات بتائی اور تیسرا جھوٹ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ بات کہے جو آپ نے نہیں کہی۔ تینوں باتیں گناہ کبیرہ ہیں۔ لیکن ان میں تیسری بات یعنی رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا اپنے لیے جہنم کو ٹھکانا بنانا ہے۔ کہ حدیث صحیح میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے اوپر جھوٹ باندھا وہ اپنے ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (فتح الباری: ۲/۳۶۲۔ ارشاد الساری: ۸/۱۷)



کتاب السلام

المبانی (۱۳۱)

بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْأَمْرِ بِإِفْشَائِهِ
سلام کی فضیلت اور اس کے عام کرنے کا حکم

۲۶۷. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم اجازت نہ لے لیا کرو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لیا کرو۔“ (النور: ۲۷)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ جب اہل ایمان کسی کے گھر جائیں تو گھر میں آنے کی اجازت طلب کریں اور اہل خانہ کو سلام کریں، استیذان یعنی اجازت لے کر کسی کے گھر میں جانے کا حکم بے شمار اجتماعی مصالح پر مشتمل ہے اور عورتوں اور مردوں دونوں کو شامل ہے چنانچہ ایک حدیث میں حضرت ام ایاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم چار عورتیں اکثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتی تھیں اور گھر میں جانے سے پہلے ان سے اجازت لیا کرتی تھیں جب وہ اجازت دے دیتیں تب اندر جاتے تھے۔ غرض گھر میں داخل ہونے سے پہلے اہل خانہ سے اجازت طلب کرنے کا حکم عام ہے مرد و عورت محرم اور نامحرم سب اس حکم میں داخل ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اپنی ماں کے پاس جائے وہ بھی استیذان کرے، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی الموطا میں حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی والدہ کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کروں جبکہ میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر بھی اجازت لیے بغیر گھر میں نہ جاؤ۔ اس نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تو ہر وقت اپنی والدہ کی خدمت میں رہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر بھی اجازت لیے بغیر گھر میں نہ جاؤ۔ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اپنی والدہ کی نگہی دیکھو اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی لیے اجازت لینی چاہیے کہ اس امر کا احتمال موجود ہے کہ وہ گھر میں کسی ضرورت سے ستر کھولے ہوئے ہو۔

غرض گھر میں داخل ہوتے وقت استیذان اور گھر میں داخل ہو کر اہل خانہ کو سلام اسلامی آداب معاشرت کا حصہ ہے اور اس کی پابندی ضروری ہے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر مظہری)

۲۶۸. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَرَكَةٌ طَيِّبَةٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو، یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔“ (النور: ۶۱)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو ادب یہ ہے کہ گھر میں موجود اہل خانہ کو سلام کرو کہ تم بھی مسلمان ہو اور وہ بھی مسلمان ہیں اور اپنے اہل خانہ کو سلام کرنا ایسا ہے جیسے اپنے آپ پر سلامتی بھیجی کیونکہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، متعدد احادیث میں سلام کرنے کی تاکید اور فضیلت بیان ہوئی ہے۔

(معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی)

۲۶۹. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَإِذَا حُيِّتُمْ بِنَحِيَةٍ فَحْيُوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور جب تم کو کوئی دعا دے تو تم اس سے بہتر دعا دو یا انہی لفظوں سے دعا دو۔“ (النساء: ۸۶)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ جب کوئی تمہیں دعا دے یعنی سلام کرے تو تم بھی اس کو اس سے بہتر الفاظ میں دعا دو یعنی سلام کرو۔ امام ابو بکر بھصا ص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اہل عرب اسلام سے پہلے حیاک اللہ کہتے تھے کہ اللہ تجھے زندہ رکھے اسی وجہ سے آیت کریمہ میں تحیہ کہا گیا ہے۔ اسلام نے سلام کا طریقہ مقرر فرمایا کہ یہ کہو کہ السلام علیکم اور اس سے بہتر تحیہ یہ ہے کہ یہ کہو ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ سلام کا حکم آنے کے بعد سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور میں نے کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (احکام القرآن)

۲۷۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿هَلْ أُنَبِّئُكَ حَدِيثٌ ضَرِيفُ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِ ﴿۱۴﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”کیا تمہارے پاس ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمان کی خبر پہنچی جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا تو انہوں نے بھی

جواب میں سلام کہا۔“ (الذاریات: ۲۴)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کے آنے کا ذکر ہے کہ ان کے پاس مکرم اور قابل احترام مہمان (فرشتے) آئے اور انہوں نے آتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی ان کے جواب میں انہیں سلام کہا۔ سلام کرنا سنت ابراہیم ہے اور دین اسلام میں اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ سلام کا اہتمام کرے اور اس کو پھیلانے۔ (معارف القرآن)

سلام کو عام کرنا افضل ترین عبادت ہے

۸۳۵. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعَمُ الطَّعَامَ، وَتُقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۳۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا اسلام اچھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کھانا کھلاؤ اور سلام کرو ہر شخص کو جس کو تم جانتے ہو اور جس کو نہیں جانتے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۳۵): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب اطعام الطعام فی الاسلام، صحیح مسلم، کتاب

الایمان، باب بیان تفاضل الاسلام وای امورہ افضل.

کلمات حدیث: تقرأ السلام: تم سلام کہو، تم السلام علیکم کہو۔ قرأ قراة: پڑھنا۔ قرأ آل وہ کتاب جو بکثرت اور ہر وقت پڑھی جائے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ مخاطب کے درجہ فہم اس کی قوت عمل اور اس کے مرتبہ ایمان کے پیش نظر مختلف حالات میں پوچھنے والوں کو مختلف جواب دیتے تھے کسی نے پوچھا کہ کون سا اسلام اچھا ہے؟ یعنی اسلام کے کون سے اعمال زیادہ پسندیدہ اور خوب تر ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل حاجت کو کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کرنا خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ لوگوں کو کھانا کھلانا اور سلام کرنا سنت ابراہیمی ہے اور اسلام نے نہ صرف یہ کہ اس سنت کو زندہ رکھا بلکہ اسے خوب مؤکد کر دیا۔ فرمایا:

﴿وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حَيْثُ وَهْنٍ مَسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾

”وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھلاتے ہیں۔“

اور فرمایا:

﴿وَيَجِئُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ﴾

”جنت میں وہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔“

سلام کی تاکید متعدد احادیث میں وارد ہے کہ مسلمان پر لازم ہے کہ ہر وہ مسلمان کو سلام کرے خواہ وہ اس کا جاننے والا ہو یا نہ ہو، کیونکہ حسن نیت اور خالص رضائے الہی کے لیے سلام وہی ہوگا جس میں وہ لوگ بھی شامل ہوں جن کو سلام کرنے والا نہیں جانتا اگر صرف ان لوگوں کو ہی سلام کیا جائے جن کو آدمی پہچانتا ہے تو اس میں ذاتی تعارف اور پہچان کا عنصر شامل ہو جائے گا اور وہ خالصتاً اللہ نہیں رہے گا۔ اور جب تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو وہ اجنبیت کہاں جو سلام سے اعراض پر مائل کرے جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی باہمی الفت و محبت تو دین کا ایک فریضہ اور رکن شریعت ہے اور اسلامی نظام کا وہ پہلو ہے جس پر اسلامی معاشرت استوار

ہے اور اطعام طعام اور سلام تالیف قلب اور مودت کے بڑھانے کا عظیم ذریعہ ہے۔

(فتح الباری: ۱/۲۴۲۔ ارشاد الساری: ۱/۱۳۵)

حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں کو سلام کرنا

۸۴۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَذْهَبُ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلَيْكَ نَفَرٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٍ. فَاسْتَمِعَ مَا يُحْيُونَكَ فَإِنَّهَا تَحْيِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ: فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا جاؤ اور فرشتوں کی اس جماعت کو سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہارے سلام کا کس طرح جواب دیتے ہیں؟ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا تحیہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں السلام علیکم کہا تو انہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمة اللہ یعنی انہوں نے ورحمة اللہ زاد کہا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۴۶): صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب بدء السلام، صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب

یدخل الجنة اقوام افدتهم مثل افدة الطير.

کلمات حدیث: یحیونک: تمہیں تحیہ کریں گے، تمہیں سلام کریں گے۔ حی تحیة: سلام کرنا۔ حیاک اللہ کہنا۔ ذریۃ: نسل، آل و اولاد، جمع ذریات.

شرح حدیث: ابتدائے آفرینش سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک سلام تمام انبیاء کرام کا تحیہ رہا ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ فرشتوں کی اس جماعت کو سلام کرو تو انہوں نے انہیں کہا کہ السلام علیکم کہا اور فرشتوں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمة اللہ کہا۔ ماذری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابتداء بالسلام سنت ہے اور اس کا جواب واجب ہے اور سلام کرنا فرض کفایہ ہے قاضی عیاض قاضی عبد الوہاب سے نقل کرتے ہیں کہ ابتداء بالسلام سنت ہے یا فرض کفایہ ہے یعنی اگر ایک جماعت کو سلام کیا گیا اور ان میں سے کسی ایک نے جواب دیدیا تو سب کی طرف سے ہو گیا۔ ابتداء بالسلام میں السلام علیکم کہنا کافی ہے جبکہ جواب میں وعلیکم السلام ورحمة اللہ کہنا زیادہ بہتر ہے۔ (فتح الباری: ۲/۲۸۷۔ ارشاد الساری: ۷/۲۳۳)

سلام کو عام کرنے کا حکم

۸۴۷. وَعَنْ أَبِي عَمَّارَةَ الْبُرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِسَبْعِ بَعِيَادَةٍ الْمَرِيضِ وَاتَّبَعَ الْجَنَازَ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ، وَافْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ هَذَا لَفْظُ إِحْدَى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ.

(۸۴۷) حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم فرمایا، مریض کی عیادت، اتباع جنازہ، چھینک والے کے الحمد للہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا، کمزور کی مدد کرنا، مظلوم کی نصرت کرنا، سلام کو عام کرنا اور قسم کھانے والی کی قسم کو پورا کرنا۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ بخاری کی ایک روایت کے ہیں۔

تخریج حدیث (۸۴۷): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب افشاء السلام۔ صحیح مسلم، کتاب السلام،

باب من حق المسلم للمسلم رد السلام۔

کلمات حدیث: ابرار المقسم: مقسم یعنی قسم کھانے والے کو اس کی قسم سے بری کر دینا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے سات باتوں کا حکم فرمایا یعنی ان امور کو انجام دینا، مستحب قرار دیا کہ ہر مسلمان مریض کی عیادت کرے، جنازے کے ساتھ چلے، جسے چھینک آئے اسے یرحمک اللہ کہے یعنی اس کی الحمد للہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہے کمزور اور مظلوم کی مدد اور نصرت کرے سلام کو عام کرے یعنی کثرت سے سلام کرے اور حلف کھانے والے کو اس کے حلف سے بری کر دے یعنی اگر مثلاً کسی نے قسم کھالی کہ فلاں شخص اتنی نفل نماز پڑھے گا تو اس فلاں شخص کو چاہیے کہ وہ اس تعداد میں نفل پڑھ لے تاکہ قسم کھانے والا اپنی قسم سے بری ہو جائے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب ۲۷ میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۲۹۴/۳)

سلام آپس میں محبت قائم کرنے کا ذریعہ ہے

۸۴۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوْ لَا أَدْلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمْوُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۴۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم اس وقت تک ایمان والے نہ ہو گے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو کیا تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے۔ سلام عام کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۴۸): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان لا یدخل الجنة الا المؤمنون وان محبة

المؤمنین من الایمان۔

کلمات حدیث: افشوا السلام: سلام کو پھیلاؤ، سلام کو عام کرو، کثرت سے سلام کرو۔ افشى افشاء (باب افعال) پھیلاتا۔

فشی فشیوا (باب نصر) پھیلنا۔

شرح حدیث: جنت میں جانے کے لیے ایمان ضروری ہے کیونکہ کافر جنت میں نہیں جائیں گے صرف اہل ایمان ہی جنت میں جائیں گے اور کمال ایمان کے لیے لازمی ہے کہ اہل ایمان کے درمیان باہم محبت ہو اور محبت نشوونما پاتی ہے اور پروان چڑھتی ہے کثرت سلام سے تو خوب سلام کرو اور سلام کو عام کرو۔ (دلیل الفالحین: ۲۹۴/۱ - نزہۃ المتقین: ۱/۱۶۴)

سلام کی برکت سے جنت میں داخلہ

۸۳۹. وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا النَّاسَ نِيَامًا، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۸۳۹) حضرت ابو یوسف عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سلام عام کرو کھانا کھلاؤ صلہ رحمی کرو اور نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوں تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۳۹): الجامع للترمذی، ابواب الاطعمه، باب ما جاء فی فضل اطعام الطعام.

کلمات حدیث: نيام: جمع نائم، سوئے ہوئے۔ نام نوماً (باب فتح) سونا۔

راوی حدیث: حضرت عبد اللہ بن سلام مدینہ منورہ کے یہودیوں میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سوال کیے اور کہا کہ ان سوالوں کا نبی کے سوا کوئی اور جواب نہیں دے سکتا تشریف ہونے پر اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ ۲۵ احادیث مروی ہیں، ۲۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة)

شرح حدیث: کثرت سے سلام مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا، صلہ رحمی اور تہجد کی نماز یہ اہل جنت کے کام ہیں، یعنی یہ وہ اہل ایمان ہیں جو بلا حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۳۷۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سلام کے لیے بازار جانا

۸۵۰. وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَيَعْدُو مَعَهُ إِلَى السُّوقِ قَالَ: فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدَ اللَّهِ عَلَى سَقَاطٍ وَلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلَا مِسْكِينٍ وَلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ الطُّفَيْلُ: فَجِئْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَبَعْنِي إِلَى السُّوقِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا تَصْنَعُ بِالسُّوقِ وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُومُ بِهَا وَلَا تَجْنِسُ فِي مَجَالِسِ السُّوقِ؟ وَأَقُولُ: اجْلِسْ

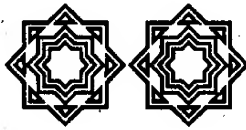
بِنَاهُنَا نَتَحَدَّثُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَطْنٍ وَكَانَ، الطُّفَيْلُ ذَابِطُنٍ إِنَّمَا نَعْدُو مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ فَتُسَلِّمُ عَلَيَّ مَنْ لَقِينَاهُ، رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۸۵۰) حضرت طفیل بن ابی کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات کے لیے جاتے اور ان کے ساتھ بازار جاتے۔ کہتے ہیں کہ جب ہم بازار میں سے گزرتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر چیزیں بیچنے والے کو، ہر تاجر کو اور ہر مسکین کو سلام کرتے۔ طفیل کہتے ہیں کہ ایک روز میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ چلو بازار چلتے ہیں میں نے کہا کہ آپ بازار جا کر کیا کریں گے؟ آپ کسی خریدنے کی جگہ کھڑے نہیں ہوتے آپ کسی چیز کے بارے میں دریافت نہیں کرتے کسی چیز کا بھاد نہیں کرتے اور نہ بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں یہیں تشریف رکھیں ہم باتیں کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگے اے پیٹ والے، طفیل کا پیٹ بڑا تھا، ہم تو سلام کرنے جاتے ہیں جو ملے گا اسے سلام کریں گے۔ (مالک نے اس حدیث کو اپنی موطا میں سند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۸۵۰): موطا امام مالک، کتاب السلام، باب جامع السلام.

کلمات حدیث: فاستبغنی: آپ نے چاہا کہ میں ان کے پیچھے چلوں، مجھے کہا کہ میں ان کے ساتھ چلوں۔ استبغ (باب استفعال) پیچھے آنے کا مطالبہ کرنا۔ تبع تبعاً (باب سمع) تابع ہونا، کسی کے پیچھے چلنا۔

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احکام نبوی کی تعمیل میں بڑے کوشاں رہتے تھے اور ہر فرمان نبوت پر پوری طرح عمل کرتے اور اس پر عمل کرنے کے مواقع تلاش کرتے۔ صرف اس لیے بازار جاتے کہ وہاں جا کر جو بھی ملے گا اسے سلام کریں گے اور افشاء سلام کے حکم پر عمل کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام عام کرو کہ اس میں اللہ کی رضا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ سلام کرو اسے بھی جسے تم جانتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں جانتے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سلام اللہ کا نام ہے اللہ نے اس کو زمین میں اتارا ہے اس کو اپنے درمیان عام کرو۔ (شرح الزرقانی: ۴/۶۶۲)



بَابُ كَيْفِيَةِ السَّلَامِ سلام کی کیفیت

سلام کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ ابتداء کرنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے یعنی جمع کے الفاظ کے ساتھ سلام کرے اگرچہ جسے سلام کیا ہے وہ ایک ہی ہو اور جواب دینے والا کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی علیکم سے پہلے واؤ کا اضافہ کرے۔

يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُولَ الْمُتَبَدِّئُ بِالسَّلَامِ! السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ! فَيَأْتِي بِضَمِيرِ الْجَمْعِ وَإِنْ كَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَاحِدًا، وَيَقُولُ الْمُجِيبُ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَيَأْتِي بِوَائِ الْعُظْفِ فِي قَوْلِهِ: وَعَلَيْكُمْ.

سلام کے ہر جملہ میں دس نیکیاں

۸۵۱. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخُصَّيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ: إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرٌ" ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَفَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ "عَشْرُونَ" ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ "ثَلَاثُونَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۸۵۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے السلام علیکم کہا اور بیٹھ گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دس نیکیاں ملیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور بیٹھ گیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ بیس نیکیاں ملیں پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بیٹھ گیا آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تیس نیکیاں ملیں۔ (ابوداؤد اور ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۵۱): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کیف السلام . الجامع للترمذی، ابواب الادان، باب ما ذکر فی فضل السلام .

کلمات حدیث: فرد علیہ: آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا۔ رد دأ (باب نصر) لوٹانا، پھیرنا، جواب دینا۔ رد علیہ السلام: سلام کا جواب دینا۔

شرح حدیث: سلام کرنا ہر حال میں افضل ہے اور اس کا اہتمام لازمی ہے کیونکہ سلام کرنا عبادت ہے اور ایسی ہلکی عبادت ہے جو نفس پر گراں نہیں ہوتی اور اس کا اجر بہت ملتا ہے اور ضروری ہے کہ مکمل سلام کیا جائے اور کہا جائے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جو شخص

مجلس میں آئے وہ سلام کرے اور جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے اور جو شخص مجلس سے اٹھ کر جانے لگے وہ سلام کر کے رخصت ہو جائے۔

(روضة المتقين: ۳۷۸/۲ - دليل الفالحين: ۲۹۷/۳)

جبرائیل علیہ السلام کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام کرنا

۸۵۲. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا جَبْرَيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، قَالَتْ قُلْتُ: "وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَكَذَا وَقَعَ فِي بَعْضِ رَوَايَاتِ الصَّحِيحَيْنِ: "وَبَرَكَاتُهُ"، وَفِي بَعْضِهَا بِحَذْفِهَا: وَزِيَادَةُ الْيَقَةِ مَقْبُولَةٌ.

(۸۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل آئے ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں میں نے کہا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (متفق علیہ) صحیحین کی بعض روایات میں وبرکاتہ ہے اور بعض میں نہیں ہے، ثقہ راوی کا اضافہ مقبول ہے۔

تخریج حدیث (۸۵۲): صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل عائشہ.

کلمات حدیث: یقرا علیک السلام: جبرائیل تمہیں سلام کہتے ہیں۔

شرح حدیث: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے عائشہ! یہ جبرائیل ہیں جو تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ علماء نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام تمہارے رب کی طرف سے تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ ہی السلام ہے اسی سے السلام ہے اور آپ پر اور جبرائیل پر سلام ہو۔

غرض حدیث مبارک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور ان کا مرتبہ بیان ہوا کہ حضرت جبرائیل نے انہیں سلام کہلوا یا اور اس معاملے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یہ امتیاز ہے کہ جبرائیل ان کی جانب اللہ کی طرف سے سلام لے کر آئے۔

(فتح الباری: ۲/۲۶۴ - ارشاد الساری: ۷/۱۵۴ - عمدة القاری: ۱۵/۱۸۵ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵/۱۷۰)

رسول اللہ ﷺ کا اہل مجلس کو تین مرتبہ سلام کرنا

۸۵۳. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهَذَا مَحْمُولٌ عَلَى مَا إِذَا كَانَ الْجَمْعُ كَثِيرًا.

(۸۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور جب کسی قوم کے پاس آکر سلام کرتے تو سلام تین مرتبہ فرماتے۔ (بخاری) یعنی اس صورت میں جبکہ مجلس میں لوگ زیادہ ہوتے۔

تخریج حدیث (۸۵۳): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من اعاد الحدیث ثلاثاً.

کلمات حدیث: اعادھا ثلاثاً: اسے تین مرتبہ دہراتے۔ أعاد إعادة: دہرانا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ معلم انسانیت تھے آپ ﷺ لوگوں کی تعلیم و تربیت کرتے اور ان کا ترکیہ فرماتے اور انہیں حکمت کی باتیں سمجھاتے اس لیے آپ ﷺ اس بات کا اہتمام فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے فرمودات تمام لوگ سن لیں انہیں بخوبی سمجھ لیں اور اگلوں تک پہنچانے کے لیے اپنی صفحاتِ قلوب پر مرقم کر لیں۔ اس لیے آپ جب کوئی بات فرماتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ اسکو بخوبی سمجھ لیا جائے۔

اگر آپ ﷺ کسی مجلس سے گزرتے اور لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی تو آپ ﷺ دائیں بائیں اور سامنے تین مرتبہ سلام فرماتے۔

(فتح الباری: ۱/۲۹۹۔ ارشاد المساری: ۱/۲۸۵۔ روضہ المتقین: ۲/۳۸۱۔ دلیل الفالحین: ۳/۲۹۹)

سلام کے ذریعہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے

۸۵۴. وَعَنْ الْمُقَدَّادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيئَهُ مِنَ اللَّبَنِ فَيَجْنِي مِنَ اللَّبَنِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا وَيُسْمَعُ الْيَقْظَانُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۵۴) حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حصّے کا دودھ اٹھا کر رکھ دیتے تھے آپ رات کو آتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سویا ہوا بیدار نہ ہو جائے اور جاگنے والا سن لے۔ غرض نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے اسی طرح سلام کیا جو آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۵۴): صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب فضل الضیف وفضل ایثارہ.

کلمات حدیث: نصيبه من اللبن: دودھ میں آپ ﷺ کا حصّہ۔ یعنی اہل خانہ آپ کے لیے دودھ کا حصّہ علیحدہ رکھ دیتے تھے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ رات کے وقت تشریف لاتے تو ایسے مدھم مگر سنائی دینے والی آواز سے سلام کرتے کہ جاگا ہوا سن لے اور سویا ہوا سوتا رہے اور اس کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

یہ حدیث حضرت مقداد سے مروی ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مقداد اور ان کے دو ساتھی بھوک سے پریشان ہو کر بعض اصحاب رسول ﷺ کے پاس گئے مگر وہاں ان کا مدعا پورا نہ ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ انہیں

اپنے گھلے گئے گھر میں تین بکریاں تھیں ان کا دودھ دوھا گیا اور سب نے پی لیا ان تینوں اصحاب کا قیام رسول اللہ ﷺ کے پاس کئی روز رہا اور تینوں رات کو دودھ پی کر سو جاتے اور حضور ﷺ کے حصے کا دودھ اٹھا کر رکھ دیتے تاکہ جب آپ تشریف لائیں تب نوش فرمائیں۔ ایک رات مقدار کے دل میں خیال ہوا کہ حضور ﷺ انصار رضابہ کے یہاں چلے گئے ہوں اور وہاں آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا ہوگا تو وہ دودھ جو رسول اللہ ﷺ کے لیے رکھا تھا وہ بھی خود ہی پی لیا۔ مقدار فرماتے ہیں کہ ابھی وہ دودھ میرے معدے میں گھوم ہی رہا تھا کہ مجھے شرمندگی اور ندامت نے آیا اور میں نے کہا کہ یہ میں نے کیا کیا؟ اب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے جب وہ دیکھیں گے کہ ان کے کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے تو وہ مجھے بدعادیں گے میں نے کروٹیں بدلتی شروع کیں نیند نہ آتی تھی چادر اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھکتا تو پیر کھلتے پیر ڈھکتا تو سر کھل جاتا۔ اسی حالت کرب میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، جب آپ نے کھانے کے لیے کچھ نہ پایا تو آپ ﷺ نے دست مبارک بلند فرمائے میں لرز اٹھا کہ میرے حق میں بددعا فرماتے ہیں اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! اسے کھلا جو مجھے کھلانے اور اسے پلا جو مجھے پلانے۔ میں نے اسی وقت ارادہ کیا کہ میں جا کر ایک بکری ذبح کر دوں مگر وہاں جا کر دیکھا تو تینوں بکریوں کے تھن دودھ سے لبریز تھے۔ میں نے ان کا دودھ نکالا، رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا آپ نے پی کر مجھے دے دیے میں نے عرض کیا کہ اور پیجیے آپ ﷺ نے اور پیا اور پھر مجھے دیدیا جب میں نے دیکھا کہ آپ سیر ہو گئے اور میں آپ کی دعا کا مستحق ہو گیا ہوں تو میں مارے خوش کے ہنسنے لگا اور دہرا ہو گیا۔ آپ نے وجہ دریافت کی تو میں نے آپ کو سارا واقعہ سنا دیا آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴/۱۳۔ روضہ المتقین: ۲/۳۸۱)

رسول اللہ ﷺ کا اشارہ سے سلام کرنا

۸۵۵. وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَفَى الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهَذَا مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْإِشَارَةِ، وَيُؤَيِّدُهُ، أَنَّ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

وَعَنْ أَبِي أُصَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمُ بِالسَّلَامِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِنُصْوِهِ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ ذَكَرَ بَعْدَهُ.

(۸۵۵) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مسجد میں سے

گزرے، عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی آپ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔

مگر یہ امر اس پر محمول ہے کہ آپ ﷺ نے زبان سے بھی سلام کیا ہوگا اور ہاتھ سے اشارہ بھی کیا ہوگا۔ اس کی تائید ابو داؤد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں تصریحاً موجود ہے کہ آپ نے سلام فرمایا۔

تخریج حدیث (۸۵۵):

الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم علی النساء .

کلمات حدیث: عصبۃ: جماعت۔ فالوی بیدہ: ہاتھ سے اشارہ کیا۔ الوی الواء بیدہ او بثوبہ: اپنے ہاتھ سے یا اپنے کپڑے سے اشارہ کیا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ مسجد سے گزرے وہاں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، آپ نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ اور آپ ﷺ نے زبان سے بھی السلام علیکم فرمایا جس کی تصریح ابوداؤد کی روایت میں موجود ہے۔ ابن بطل رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر اندیشہ فتنہ نہ ہو تو مردوں کا عورتوں اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا جائز ہے۔ مالکی فقہاء نے کہا کہ بوڑھی عورت کو سلام کرنا درست ہے جو ان کو نہیں ہے۔ مالکی فقہاء میں ربیعہ کے نزدیک مطلقاً منع ہے۔ بہر حال جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اس صورت میں سلام کرنا جائز ہے۔

فقہاء احناف نے خوف فتنہ کی وجہ سے غیر محرم عورتوں کو سلام کرنے سے منع فرمایا لہذا ناجائز ہے۔ (ابن شاقق عفا اللہ عنہ)
ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کو السلام علیکم کہا اور ہاتھ سے اشارہ اس لیے کیا کہ وہ متنبہ ہو جائیں کہ آپ ﷺ سلام فرما رہے ہیں۔ (روضہ المتقین: ۳۸۲/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۰۰/۳)

علیک السلام مردوں کا سلام ہے

۸۵۶. وَعَنْ أَبِي جُرَيْرٍ الْهُجَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ: "لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ تَحِيَّةَ الْمَوْتَى" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ سَبَقَ لَفْظُهُ بِطَوِيلِهِ.

(۸۵۶) ابوجری جہمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا علیک السلام یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ علیک السلام کیونکہ علیک السلام مردوں کا سلام ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ حدیث مفصل صورت میں پہلے گزر چکی ہے)

تخریج حدیث (۸۵۶):

سنن ابی داؤد، باب کراہیۃ ان یقول علیک السلام . الجامع للترمذی، کتاب الاستیذان،

باب ما جاء فی کراہیۃ أن یقول علیک السلام مبتدأ.

کلمات حدیث: موتی: مردے، میت کی جمع۔ مات موتاً (باب نصر) مرنا، زندگی کا ختم ہونا۔ امات إماتۃ (باب افعال) مارنا۔ ارض موات: بنجر اور غیر آباد زمین۔

شرح حدیث: اسلام میں طریقہ سلام السلام علیکم کہنا ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ۔ اس لیے علیک السلام کہہ کر سلام کی ابتداء کرنا درست نہیں ہے۔ یہ طریقہ عرب کے شعراء نے مردوں کے ساتھ خطاب میں استعمال کیا ہے اور اسی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۹۶) میں بھی گزر چکی ہے۔ (روضہ المتقین: ۳۸۲/۲)

بَابُ اَدَبِ السَّلَامِ سلام کے آداب

۸۵۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُسَلِّمُ الرَّاَكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ "وَالصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ".

(۸۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوار پیدل کو سلام کرے چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ (متفق علیہ) بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

تخریج حدیث (۸۵۷): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب تسلیم القلیل علی الکثیر، صحیح مسلم،

کتاب السلام، باب التسلیم الزاکب علی الماشی.

کلمات حدیث: راكب: سوار۔ ركب ركوبا (باب سمع) سوار ہونا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو جو تعلیم دی وہ دنیا کی سب سے بہترین سب سے اعلیٰ اور ارفع تعلیم ہے۔ دنیا میں

کوئی بھی ایسی مثال موجود نہیں ہے کہ آداب معاشرت کے اس قدر اعلیٰ اصول بیان کیے گئے ہوں، جن میں معاشرت اور اجتماعیت کے جملہ اعلیٰ ترین پہلو جمع کر دیے گئے ہوں اور ان کو اس قدر تفصیل سے بیان کیا گیا ہو سوار کی حیثیت بظاہر پیدل چلنے والے سے فائق ہوتی ہے اس لیے تواضع کا تقاضا ہے کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور اسی طرح کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے لوگوں کو کرے۔ عملی سہولت اور

آسانی کی بات یہ ہے کہ تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ (مظاہر حق: ۴/۴۷۷)

سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مقرب ہے

۸۵۸. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ صَدِّيقِ بْنِ عَجَلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمُ بِالسَّلَامِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الرَّجُلَانِ، يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ؟ قَالَ: "أَوَّلَاهُمَا بِاللَّهِ تَعَالَى" قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۸۵۸) ابو امامہ صدیق بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں اللہ کے زیادہ

قریب وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (ابوداؤد نے سند صحیح حیدر روایت کیا)

اور ترمذی نے ابوامامہ سے ایک روایت میں نقل کیا ہے کہ کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ دو آدمی جو باہم ملاقات کریں ان میں سے کون سلام میں پہل کرے آپ ﷺ نے فرمایا ان میں جو اللہ کے زیادہ نزدیک ہے۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۵۸): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من بدأ السلام . الجامع للترمذی، ابواب

الاستیذان، باب ما جاء فی فضل الذي يبدأ بالسلام .

کلمات حدیث: بدأهم بالسلام : ان کو سلام کرنے میں پہل کی، ان کو پہلے سلام کیا۔ بدأ (باب فتح) ابتداء کرنا، پہل کرنا۔

شرح حدیث: سلام کرنا ایک عبادت ہے اور عبادت میں پہل اور سبقت مطلوب ہے۔ اگر دو آدمی باہم ملیں اور دونوں کی سلام کرنے میں حیثیت برابر ہو تو جو سلام میں پہل کرے وہ اللہ کے زیادہ مقرب ہوگا اور اس کا اجر و ثواب زائد ہوگا۔ امام طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں ملنے والوں میں سے جس نے سلام میں پہل کی وہ اللہ کی رحمت سے زیادہ قریب ہوگا کیونکہ سلام میں پہل اچھا عمل ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

”اللہ کی رحمت اچھا عمل کرنے والوں سے زیادہ قریب ہے۔“

(تحفة الأحوذی : ۵۰۴/۷ - روضة المتقين : ۳۸۴/۲)



المبانی (۱۳۴)

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِعَادَةِ السَّلَامِ عَلَى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهُ عَلَى قُرْبٍ، بَانَ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ
ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ أَوْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا
تکرار ملاقات کے ساتھ اعادہ سلام کا استحباب
مثلاً کوئی باہر گیا اور فوراً اندر آ گیا یا درخت درمیان میں آ گیا

۸۵۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ الْمَسِيِّ صَلَاتِهِ أَنَّهُ جَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ: "ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَرَجَعَ
فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اس شخص کی حدیث میں جس نے نماز اچھی طرح نہیں
پڑھی تھی بیان کیا کہ وہ آیا اور نماز پڑھی پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا
کہ جاؤ نماز پڑھو کہ تم نے نماز نہیں پڑھی وہ گیا نماز پڑھی پھر آیا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور اس طرح تین مرتبہ کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۵۹): صحیح البخاری، کتاب الأذان۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة۔

کلمات حدیث: المسی صلوٰتہ: نماز اچھی طرح نہ ادا کرنے والا۔ اساء، اسائتہ: برا کرنا۔

شرح حدیث: ایک شخص آیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور جا کر نماز پڑھی نماز پڑھ کر آیا پھر رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا
آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ جاؤ جا کر نماز پڑھو کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا یعنی وہ تین مرتبہ تھوڑے
تھوڑے وقفہ سے آیا اور تینوں مرتبہ سلام کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر دوبارہ ملاقات کا وقت کم ہو پھر بھی سلام کرنا افضل ہے۔

(فتح الباری: ۱/۵۶۴۔ ارشاد الساری: ۱/۴۰۴)

ہر ملاقات پر سلام کرنا

۸۶۰. وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ
حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهِ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ." رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۸۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے

ملے تو اس کو سلام کرے اگر درمیان میں درخت یا دیوار یا پتھر آجائے تو پھر ملے تو پھر سلام کرے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۸۶۰): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یقارف الرجل ثم یلقاه یسلم علیہ.

کلمات حدیث: فإن حالت بینہما شجرة : اگر ان دونوں کے درمیان درخت حائل ہو جائے۔ حال حوالاً (باب نصر) حائل ہونا، رکاوٹ بننا۔ حائل : رکاوٹ، جمع حوائل۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے یعنی سلام میں پہل اور سبقت کرے کہ سلام عبادت ہے اور عبادت میں سبقت باعث اجر و ثواب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ

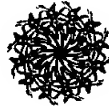
﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ﴿۱۰﴾ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿۱۱﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۱۲﴾﴾

”سبقت کرنے والے ہی اول اور مقرب ہیں اور نعمتوں کے باغات میں رہنے والے ہیں۔“ (الواقعة: ۱۰)

اگر درمیان میں تھوڑا سا وقفہ آجائے اور پھر دوبارہ ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تاکید ہے کثرت سلام اور اشاعت سلام کی کہ ہر آنے جانے والے کو سلام کیا جائے اور بار بار کی ملاقات پر بار بار سلام کیا جائے۔

(روضة المتقين: ۲/۳۸۶۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۰۵)

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث مذکور یہ حکم احیاناً پیش آنے والی صورت پر محمول ہے۔ جہاں بار بار یہ صورت پیش آتی ہو مثلاً کوئی اپنے مخدوم (استاذ شیخ وغیرہ) کے کمرے میں بار بار آتا جاتا رہتا ہے تو اس میں تکرار سلام و جواب میں حرج ظاہر ہے اس لئے یہ صورت حدیث سے مستثنیٰ ہے (ماخوذ از احسن الفتاویٰ ۸/۱۴۳ اضافہ از ابن شائق عفا اللہ عنہ)



بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کا استحباب

۲۷۱۔ قَالَ تَعَالَى:

﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَرَكَةٌ طَيِّبَةٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جب تم اپنے گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو یہ اللہ کی طرف سے پاکیزہ اور مبارک طریقہ ہے۔“

(النور: ۶۱)

تفسیری نکات: آیت مبارکہ میں ارشاد ہے کہ جب گھر میں داخل ہو تو اپنے نفسوں پر اور اپنی جانوں پر سلام بھیجو، یعنی اے اللہ! سلامتی ہو مجھ پر میرے اہل و عیال پر اور میرے بچوں پر، گھر میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم کہنے کا یہی مطلب ہے۔ امام تشری فرماتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے یعنی ہر گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہیے یعنی اگر اپنا گھر ہے یا ایسا گھر ہے جس میں رہنے والے مسلمان ہیں تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہیے اور اگر خالی ہو جس میں کوئی نہ رہتا ہو تو کہنا چاہیے:

”السلام علینا وعلى عباد الله الصالحین.“

اور اگر گھر کے رہنے والے غیر مسلم ہوں تو کہے کہ:

”السلام علی من اتبع الهدی.“

یہ آیت اس سے پہلے بھی فضل السلام میں آچکی ہے۔ (احکام القرآن)

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

۸۶۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”يَا بُنَيَّ، إِذَا

دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ.“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۸۶۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے

بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔ (اس حدیث

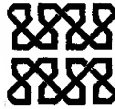
کو ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۶۱): الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم إذا دخل بیتہ.

کلمات حدیث: سلم: سلام کرو، صیغہ امر ہے۔ سلم تسلیماً (باب تفعیل) سلام کرنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے انتہائی ملاطفت اور محبت کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یا بنی کہہ کر مخاطب فرمایا کہ اے میرے بیٹے! گھر میں داخل ہوا کرو تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا کرو۔ یعنی جب گھر میں داخل ہو تو اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر اللہ کی سلامتی بھیجو کہ اللہ تمہیں اور مجھے سلامت رکھے، اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اس سے گھر میں خیر و برکت ہوگی۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ جس نے گھر میں داخل ہو کر سلام کیا تو وہ اللہ کی حفاظت میں چلا گیا۔

(تحفة الاحوذی: ۵۰۸/۷۔ روضة المتقین: ۳۸۷/۲)



بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصَّبِيَّانِ بچوں کو سلام کرنا

۸۶۲. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صَبِيَّانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح بچوں کو سلام کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۶۲): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب التسلیم علی الصبیان۔ صحیح مسلم، کتاب

السلام، باب استحباب السلام علی الصبیان۔

کلمات حدیث: مر علی صبیان: بچوں کے پاس سے گزرے، بچوں کے پاس سے گزر ہوا۔ مر مروراً (باب نصر) گزرتا۔ صبیان صبی (بچہ) کی جمع۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ بچوں سے بہت شفقت فرماتے اور ان کے ساتھ ساتھ محبت سے پیش آتے۔ آپ ﷺ اگر کہیں تشریف لے جا رہے ہوتے اور راستہ میں بچے مل جاتے تو آپ انہیں سلام کرتے تھے۔ آپ ﷺ انصار صحابہ کے گھر جاتے تو ان کے بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور انہیں سلام کرتے اور انہیں دعا دیتے تھے۔

(فتح الباری: ۳/۲۶۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴/۱۲۵)



المبانی (۱۳۷)

بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلَى زَوْجَتِهِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ مَحَارِمِهِ وَعَلَى أَجْنَبِيَّةٍ وَأَجْنَبِيَّاتٍ
لَا يَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ وَسَلَامِهِنَّ بِهَذَا الشَّرْطِ
بیوی کو محارم عورتوں کو اور ان عورتوں کو جن سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو سلام کرنے کا جواز
اور اسی شرط سے ان کا مردوں کو سلام کرنا

۸۶۳. عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ فَيِّنَا امْرَأَةٌ وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ
تَأْخُذُ مِنْ أَصُولِ السَّلْقِ فَتَطْرُحُهُ فِي الْقَدْرِ وَتَكْرُكُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ وَأَنْصَرَفْنَا
نُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
قَوْلُهُ "تَكْرُكُ": أَيْ تَطْحَنُ.

(۸۶۳) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے محلے میں ایک عورت تھی اور ایک
روایت میں ہے کہ بڑھیا تھی جو چقدر کی جڑیں ہانڈی میں ڈالتی اور اس میں جو کے دانے پیس کر ڈالتی اور جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر
آتے تو اسے سلام کرتے تو وہ یہ کھانا ہمیں پیش کرتی تھی۔ (بخاری) تکر کر پیستی تھی۔

تخریج حدیث (۸۶۳): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب القائلة بعد الجمعة.

کلمات حدیث: اصول السلق: چقدر کی جڑیں۔ اصل، جڑ جمع اصول۔ قدر: ہانڈی جمع قدور۔ حبات: جمع حبہ دانے۔

شرح حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی مسکین خاتون تھی جو عمر رسیدہ تھی۔ وہ چقدر کی جڑیں
اور جو کے دانے پیس کر اس کا دلیہ پکاتی تھی، ہم جمعہ کے روز نماز پڑھ کر واپس آتے تو اس بوڑھی عورت کو سلام کرتے اور وہ یہ دلیہ ہمارے
آگے کر دیتی، اس سے معلوم ہوا کہ عمر رسیدہ عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے یعنی جن سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

(فتح الباری: ۱/۶۴۳۔ ارشاد الساری: ۲/۲۱۸)

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنا

۸۶۴. وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ فَاحِشَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ وَذَكَرَتِ الْحَدِيثَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۶۴) حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں یوم فتح مکہ کے دن
رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ اس

کے بعد انہوں نے ایک طویل حدیث روایت کی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۶۳): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب تستر المغتسل بثوب ونحوہ۔

راوی حدیث: حضرت امام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشرہ تھیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائیں جبکہ ان کا شوہر نجران بھاگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان سے بہت تعلق تھا فتح مکہ کے دن ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ۴۶ احادیث مروی ہیں۔ (تہذیب التہذیب)

شرح حدیث: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد بہن تھیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا، حضرت ام ہانی نے اپنے مشرک شوہر کو پناہ دی تھی، جبکہ حضرت علی ان کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے، ام ہانی یہی مسئلہ لے کے آپ ﷺ کے پاس آئی تھیں آپ ﷺ نے ان کی پناہ کو برقرار رکھا۔ (نزهة المتقين: ۱/۶۴۹۔ فتح الباری: ۱/۳۸۲۔ شرح مسلم: ۴/۲۴)

عورتوں کی جماعت کو سلام کا ثبوت

۸۶۵. وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ، وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ.

(۸۶۵)۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ہم چند عورتوں کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور الفاظ ابو داؤد کے ہیں)

ترمذی میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں سے گزرے وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے انہیں سلام کا اشارہ کیا۔

تخریج حدیث (۸۶۵): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب السلام علی النساء۔ الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم علی النساء۔

کلمات حدیث: نِسْوَةٌ: عورتیں۔ جمع ہے اس کا واحد علی خلاف قیاس امرأۃ ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ایک مجمع کو سلام کیا اور ہاتھ سے اشارہ فرمایا تاکہ وہ متنبہ ہو جائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ نا محرم عورتوں کو سلام نہ کرنا چاہیے البتہ اگر بوڑھی خواتین ہوں کو انہیں سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے بھی (حدیث ۵۲۲) میں گزر چکی ہے۔ (روضة المتقين: ۲/۹۹۹۔ دلیل الفالحین: ۳۰۹)

الباب (۱۳۸)

بَابُ تَحْرِيمِ اِبْتِدَائِنَا الْكَافِرَ بِالسَّلَامِ وَكَيْفِيَةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ
وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلَى اَهْلِ مَجْلِسٍ فِيهِمْ مُسْلِمُونَ وَكُفَّارُ
كُفَّارُ كُوسَلَامِ كِي اِبْتِدَاءِ كِي حَرَمَت اُور اِن كُو جَوَاب دِينِ كَا طَرِيقَ
اِس مَجْلِس كُو سَلَام كَرْنِ كَا اسْتِحْبَاب جِس مِیْن مَسْلَم اُور كَا فِرْدُونُوں هُون

.....

۸۶۲. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبْدُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ، فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَصْبَاحِهِ. "رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کو سلام میں پہل نہ کرو،

جب تم راستے میں کہیں ان سے ملو تو انہیں راستے کے تنگ حصے میں چلنے پر مجبور کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۶۲): صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النہی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلاام و كيف یرد علیہم.

شرح حدیث: السلام اللہ کا اسم مبارک ہے کفار اور مشرکین اس قابل نہیں ہے کہ انہیں اللہ کے اس اسم گرامی سے مخاطب کیا جائے اور نہ وہ اس قابل ہیں کہ ان پر اللہ کی رحمت اور اس کی سلامتی بھیجی جائے درحالیکہ وہ اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کے مستحق ہیں۔ اسلام میں سلام کا طریقہ باہمی محبت اور مودت کے بڑھانے کے لیے ہے اور مسلمانوں کو اہل کفر سے دوستی اور محبت کا تعلق رکھنے سے منع کیا گیا ہے اگر غیر مسلم سلام میں پہل کریں تو انہیں صرف وہی کہہ دیا جائے یا کہا جائے یہد یکم اللہ (اللہ تمہیں ہدایت دے۔)

(فتح الباری: ۲۶۸/۳ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴/۱۲۱)

اہل کتاب کو سلام کے جواب کا طریقہ

۸۶۷. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۶۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو کہا

کرو، وعلیکم۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۶۷): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب كيف یرد علی اهل الذمة بالسلاام. صحیح

مسلم، کتاب السلام باب النہی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلاام.

کلمات حدیث: اهل الكتاب: کتاب والے یعنی یہود و نصاریٰ۔

شرح حدیث: سلام کرنا اکرام و احترام کرنا ہے اور غیر مسلم اکرام و احترام کے مستحق نہیں ہے بلکہ ان سے اعراض اور فاصلہ چاہیے کہ ہم اسلام کے ماننے والے ہیں اور وہ دشمنان اسلام ہیں اگر وہ خود سلام کریں تو انہیں علیکم کہہ دیا جائے یعنی تمہارے اوپر وہ کچھ ہو جس کے تم مستحق ہو۔

کفار اور مسلمانوں کی مخلوط جماعت کو سلام کا طریقہ

۸۶۸. وَعَنْ أَسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى مَجْلِسٍ فِيهِ اخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ. عَبْدَةُ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (۸۶۸) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک مجلس پر گزر ہوا تو جس میں مسلمان بھی تھے، بت پرست بھی تھے، اور یہود بھی تھے تو آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا۔ (متفق علیہ)

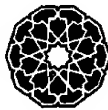
تخریج حدیث (۸۶۸): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب التسليم على مجلس فيه اخلاط . صحیح

مسلم، کتاب الجہاد والسير، باب فی دعاء النبی ﷺ و صبرہ علی اذی المنافقین .

کلمات حدیث: اخلاط : ملے جلے۔ خلط خلطا (باب ضرب) ملنا۔ اکٹھا ہونا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ طریقہ مسنون یہ ہے کہ اگر ایسی مجلس سے گزر ہو جس میں مسلم اور غیر مسلم مجتمع ہوں کہ سلام کیا جائے اور نیت مسلمانوں کو سلام کرنے کی ہو اور ایسے مجمع کو سلام میں پہل کرنا بھی جائز ہے۔ اگر صرف غیر مسلم ہوں تو السلام علی من اتبع الهدی کہا جائے یا السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین کہا جائے۔

(فتح الباری : ۷۱۱/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۲/۱۳۳)



الْبَابُ (۱۳۹)

بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلُسَاهُ أَوْ جَلِيسَهُ
مجلس میں آتے جاتے سلام کرنا

۸۶۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا انْتَهَى
أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ، فَلْيَسِّتِ الْأُولَى بِأَحَقِّ مِنَ الْآخِرَةِ رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۸۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں
پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھ کر جانے لگے جب بھی سلام کرے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی،
ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۶۹): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب السلام إذا قام من المجلس . الجامع للترمذی، ابواب

الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم عند القيام وعند القعود .

کلمات حدیث: أراد، إرادة (باب افعال) ارادہ کرنا، چاہنا۔

شرح حدیث: اسلامی ادب کا مقتضایہ ہے کہ جب کوئی کسی کے پاس جائے یا کسی مجلس میں شریک ہو تو اس وقت بھی سلام کرے
اور جب رخصت ہونے لگے یا مجلس سے اٹھنے لگے اس وقت بھی سلام کرے تاکہ سلامتی کے ساتھ آئے اور سلامتی لے کر جائے اور سلامی
دے کر جائے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پہلا سلام بھی سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے اور دوسرا سلام بھی سنت ہے اور اس
کا جواب دینا بھی واجب ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اہل مجلس کو دونوں مرتبہ اس کے
سلام کا جواب دینا چاہیے۔ (تحفة الاحوذی: ۵۱۶/۷)



بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ وَآدَابِهِ اجازت طلب کرنے اور اس کے آداب کا بیان

۲۷۲. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں

کو سلام نہ کرلو۔“ (النور: ۲۷)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں اہل ایمان کو حکم فرمایا گیا ہے کہ اگر اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل ہو تو پہلے اجازت طلب کرو اور اہل خانہ کو سلام کرو۔ یعنی گھر میں جانے سے پہلے اجازت طلب کرو کہ فلاں شخص اندر آنا چاہتا ہے اور سلام کرو پھر اجازت ملنے پر گھر کے اندر جاؤ۔ آیت کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ بہت ہی قریبی محارم ہوں جیسے ماں بہن وغیرہ تب بھی اجازت لے کر اور سلام کر کے اندر جانا چاہیے۔ (معارف القرآن)

بچہ جب بالغ ہو جائے تو وہ بھی اجازت لے

۲۷۳. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو وہ اسی طرح اجازت طلب کریں جیسے ان سے پہلے لوگ اجازت مانگتے تھے۔“

(النور: ۵۹)

تفسیری نکات: اس آیت میں فرمایا کہ جب بچہ ذرا بڑے ہو جائیں اگرچہ وہ ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں ان کو بھی یہی تعلیم دی جائے کہ وہ جب گھر میں داخل ہوں تو وہ اسی طرح اجازت لے کر اندر آئیں جیسے بڑے اجازت لے کر اندر آتے ہیں اور آیت کے عموم میں وہ محارم اور اقارب بھی داخل ہیں جو ایک ہی گھر میں رہتے ہوں ان کے لیے بھی استیذان مستحب ہے۔ (معارف القرآن)

اجازت تین بار طلب کرے

۸۷۰. وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”الْإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَالْأَفَارِجُ، ”مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ“

(۸۷۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ استیذان (اجازت طلب کرنا)

تین مرتبہ ہے اگر اجازت مل جائے تو درست ورنہ لوٹ جائے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۷۰): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب التسلیم والاستیذان ثلاثا، صحیح مسلم، اول

کتاب الاستیذان.

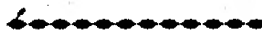
کلمات حدیث: استیذان: اجازت طلب کرنا۔ إذن: اجازت، اجازت لینا۔

شرح حدیث: جب آدمی کسی کے گھر جائے تو تین مرتبہ اجازت طلب کرے اگر اجازت ملے تو گھر میں جائے ورنہ واپس ہو جائے۔ یعنی اہل خانہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ چاہیں اندر آنے کی اجازت دیں یا نہ دیں، یعنی اگر صاحب بیت کسی دینی یا دنیاوی کام میں مشغول ہو تو وہ آنے والے سے معذرت کر لے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا ہے میں ان کے پاس گیا اور ان کے دروازے پر تین مرتبہ سلام کیا لیکن مجھے جواب نہیں ملا میں واپس چلا آیا پھر بعد میں ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ تمہیں میرے پاس آنے میں کیا مانع ہوا میں نے کہا کہ میں آیا تھا اور آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر میں نے تین مرتبہ سلام کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا تو میں واپس آ گیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس ہو جائے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تم اس پر گواہ لاؤ گے۔ اب تم بتاؤ تم میں سے کس نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ حضرت ابی بن کعب نے کہا کہ اللہ کی قسم تمہارے ساتھ لوگوں میں سب سے کم سن صحابی جائے گا۔ لوگوں میں میں سب سے چھوٹا تھا تو میں ان کے ساتھ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ استیذان حکم شرعی ہے اور اس پر قرآن و سنت کے دلائل موجود ہیں اور اجماع امت بھی ہے۔ اس میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ سلام کرے اور تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے سلام کرے اور پھر اجازت طلب کرے یعنی اس طرح کہ السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟

(فتح الباری: ۲۶۲/۳۔ تحفة الأحوذی: ۴۹۷/۷۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۰/۱۴۔ ارشاد الساری: ۲۴۸/۱۳)



اجازت کے ساتھ داخل ہونے کی حکمت

۸۷۱. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ

الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ. ”مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ“

(۸۷۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ استیذان تو نگاہ کی بناء پر ہے۔

(متفق علیہ)

نخروج حدیث (۸۷۱): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب الاستیذان من اجل البصر، صحیح مسلم،

کتاب الاستیذان، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ۔

کلمات حدیث: من اجل البصر: نگاہ کی وجہ سے، نظر کی بناء پر۔ بصر: نگاہ، نظر۔ بصر بصرۃ (باب کرم) دیکھنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں اجازت لے کر اندر جانے کی حکمت یہ ہے کہ آنے والے کی نظر گھر والوں پر نہ پڑے یعنی بعض اوقات آدمی اپنے گھر میں ایسے گھریلو مشاغل میں مصروف ہوتا ہے جن کے بارے میں وہ چاہتا ہے کہ دوسرے اس پر مطلع نہ ہوں، علاوہ گھر میں خواتین اپنے گھریلو مشاغل میں مصروف ہوں گی اور وہ نامحرم بھی ہوں گی اس لیے گھر میں جانے سے پہلے اجازت طلب کرنا چاہیے، خواہ گھر میں صرف اس کی ماں ہو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر گھر میں صرف ماں ہی ہو اور یہ بیٹا ماں کے ساتھ اسی گھر میں رہتا ہو تب بھی اجازت لے کر جائے۔

ادب یہ ہے کہ جب کسی گھر میں اندر آنے کی اجازت طلب کرے تو دروازے سے ہٹ کر کھڑا ہو کہ استیذان اسی لیے کہ گھر کے افراد پر نظر نہ پڑے۔ ترمذی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ جب کسی گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرے کہ وہ اجازت ملنے سے پہلے اس گھر کے اندر دیکھے کیونکہ اگر اس نے دیکھ لیا تو وہ گھر میں داخل ہو گیا، یعنی گھر میں داخل ہو کر بھی وہ اہل خانہ کو دیکھتا اس نے اجازت ملنے سے پہلے ہی دیکھ لیا تو استیذان کی کیا ضرورت باقی رہی۔ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نگاہ اندر پڑ گئی تو اجازت کی کیا ضرورت باقی رہ گئی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس آنکھ میں اجازت لینے سے پہلے گھر کا منظر آ گیا وہ فاسق ہو گیا۔

حدیث مذکورہ استیذان تو نگاہ کی بناء پر ہے کا سبب الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے حجرے میں کسی سوراخ سے جھانک رہا تھا آپ ﷺ اس وقت لوہے کی کنگھی سر مبارک میں فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تو اس طرح جھانک رہا ہے تو میں یہ کنگھی تیری آنکھ میں گھسا دیتا استیذان کا حکم تو نگاہ ہی کی بناء پر ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عسقلانی فرماتے ہیں کہ استیذان ان ہر حالت میں ہے خواہ آدمی جس کے گھر میں داخل ہو وہ اس کے محرم ہوں یعنی ماں اور بہن ہی کیوں نہ ہوں۔ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کی بھی اجازت لوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تو کسی وقت گھر میں داخل ہو اور وہ ایسے حال میں ہے جو تمہیں پسند نہ ہو۔ کسی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا میں اپنی بہن کے گھر جانے کی اجازت لوں حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے کہا کہ اس کو تو میں نے پالا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہو گا کہ وہ لباس تبدیل کر رہی ہو اور تمہاری نظر اس پر پڑ جائے۔

(فتح الباری: ۳/۲۶۱۔ إرشاد الساری: ۱۳/۲۴۵۔ شرح صحیح مسلم: ۱۴/۱۱۴۔ تحفة الأوحی: ۷/۵۶۰)

اجازت لینے کا مسنون طریقہ

۸۷۲. وَعَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ: أَلَّجْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَادِمِهِ "أَخْرِجْ إِلَى هَذَا فَعَلِمَهُ الْإِسْتِذَانُ فَقُلْ لَهُ قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَدْخُلْ؟ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَدْخُلْ؟ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۸۷۲) حضرت ربیع بن حراش سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ بنی عامر کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ ﷺ اس وقت گھر میں موجود تھے اس شخص نے کہا کہ کیا میں داخل ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ باہر جاؤ اور اس شخص کو اجازت کا طریقہ سکھاؤ اس سے کہو کہ یہ اس طرح کہے السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ اس شخص نے یہ بات سن لی اور کہا السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ نبی کریم ﷺ نے اسے اجازت دی اور وہ اندر آیا۔ (ابوداؤد، بسند صحیح)

تخریج حدیث (۸۷۲): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کیفیۃ الاذن.

کلمات حدیث: أَلَّجْ: کیا میں داخل ہو جاؤں۔ ولج ولو جا (باب ضرب) داخل ہونا، گھسنا، دشواری کے ساتھ اندر آنا۔ قرآن کریم میں ہے ﴿حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے۔

شرح حدیث: نبی کریم ﷺ شفیق ورحیم تھے اور امت کی تعلیم بہت محبت اور انتہائی شفقت سے فرماتے تھے، دروازے پر کوئی شخص آیا اور اس نے کہا کہ کیا میں داخل ہو جاؤں آپ ﷺ نے خدام سے فرمایا جاؤ تم جا کر اسے بتاؤ کہ اس طرح کہتے ہیں۔ اس شخص نے باہر سے سن لیا اور اس نے کہا کہ السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟

منجملہ آداب استیذان کے ایک اہم بات یہ ہے کہ آدمی بالکل دروازے کے سامنے نہ کھڑا ہو بلکہ دروازے کے دائیں جانب یا بائیں جانب کھڑا ہو۔ چنانچہ طبرانی نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور دروازے کے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا اور اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح ہٹ کر کھڑے ہو۔ اجازت طلب کرنا نظر کی وجہ سے ہے۔ ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے زمانہ نبوت میں لوگوں کے گھروں پر پردے نہیں ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں استیذان کا حکم فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے فراخی عطا فرمائی تو پھر میں نے نہیں دیکھا کہ

کوئی اس پر عمل کرتا ہو، ابن عبد البر کہتے ہیں کہ پھر لوگ دروازے کھٹکھٹانے لگے۔ حضرت عبد اللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دائیں یا بائیں کوٹنے پر کھڑے ہوتے کیونکہ اس وقت دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

(روضة المتقین: ۳۹۵/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۱۴/۳)

سلام کے بعد اندرانے کی اجازت لے

۸۷۳۔ وَعَنْ كِلْدَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِرْجِعْ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَدْخُلْ؟ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ!!

(۸۷۳) حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور سلام کیے بغیر ہی اندر داخل ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے جاؤ اور کہو السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

خریج حدیث: (۸۷۳): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کیفیۃ الاستیذان۔ الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم قبل الاستیذان۔

راوی حدیث: حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ان سے استیذان کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے۔

(التقریب، تہذیب التہذیب)

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تعلیم ہے کہ جو آدمی اپنے گھر میں یا کسی اور کے گھر میں جائے اولاً سلام کرے اور پھر اجازت طلب کرے۔ استیذان کا یہ مسنون طریقہ ہے اور صاحب خانہ کو حق حاصل ہے کہ وہ ایسے شخص کو جو سلام و استیذان کے حکم پر عمل نہ کرے اجازت نہ دے بلکہ اس کو متنبہ کر کے اور اسے گھر میں آنے کے مسنون طریقہ کی تعلیم دے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کو اندر آنے کی اجازت نہ دیتے جو پہلے سلام نہ کرتا۔ (تحفة الأحوذی: ۵۲۲/۷۔ دلیل الفالحین: ۳۱۵/۳)



البَابُ (۱۴۱)

بَابُ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ إِذَا قِيلَ لِلْمُسْتَأْذِنِ مَنْ أَنْتَ؟ أَلَمْ يَقُولْ فَلَانَ فَيُسَمَّى نَفْسَهُ،
بِمَا يُعْرِفُ بِهِ مِنْ إِسْمٍ أَوْ كُنْيَةٍ وَكَرَاهَةِ قَوْلِهِ "أَنَا" وَنَحْوِهَا
مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب اجازت طلب کرنے والے سے پوچھا جائے کہ کون ہے تو اپنا وہ نام اور
کنیت بتائے جس سے وہ متعارف ہو اور میں یا اس طرح کا لفظ کہنا ناپسندیدہ ہے

۸۷۴. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الْمَشْهُورِ فِي الْإِسْرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثُمَّ صَعِدَ بَنِي جَبْرِئِيلَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِئِيلُ، قِيلَ:
وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. ثُمَّ صَعِدَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ.

وَالثَّلَاثَةِ وَالرَّابِعَةِ، وَسَائِرُ هُنَّ وَيُقَالُ فِي بَابِ كُلِّ سَمَاءٍ: مَنْ هَذَا؟ فَيَقُولُ: جِبْرِئِيلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
(۸۷۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث اسراء میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے جبرئیل
آسمان دنیا پر لے کر گئے اور دروازہ کھلوا یا تو پوچھا گیا کہ کون؟ بتایا کہ جبرئیل پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا کہ محمد پھر دوسرے
تیسرے اور چوتھے اور تمام آسمانوں پر لے کر گئے ہر آسمان کے دروازے پر پوچھا جاتا کون؟ اور یہ کہتے جبرئیل۔ (متفق علیہ)
تخریج حدیث (۸۷۴): صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة، صحیح مسلم، کتاب الایمان،

باب الاسراء برسول ﷺ.

کلمات حدیث: الاسراء: رسول کریم ﷺ کا سفر معراج۔ اسری اسراء (باب افعال) رات کو لے کر چلنا۔ اسری بعبدہ:
اپنے بندے کو رات کو لے کر چلا۔ سری سریة: رات کا سفر۔

شرح حدیث: شب معراج میں رسول کریم ﷺ ساتوں آسمانوں پر لے جائے گئے۔ جس آسمان پر تشریف لے جاتے وہاں
پوچھا جاتا کہ کون ہے؟ حضرت جبرئیل جواب میں کہتے کہ جبرئیل۔ پھر پوچھا جاتا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام
فرماتے کہ محمد۔ اس پر مرحبا کی صدائیں بلند ہوتیں اور آسمان کے فرشتے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے۔

اس مقام پر حدیث طویل کے اس حصے کے ذکر سے مقصود یہ استدلال ہے کہ جب آدمی کسی کے گھر جا کر اجازت طلب کرے تو واضح
طور پر اپنا نام بتائے اور کوئی ایسا لفظ جیسے "میں" وغیرہ نہ کہے جس سے ابہام پیدا ہو اور بلاوجہ صاحب خانہ کو الجھن ہو اور اسے بار بار پوچھنا
پڑے۔

(فتح الباری: ۲/۲۶۳۔ روضة المتقین: ۲/۳۹۶۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۱۶)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا نام ظاہر کرنا

۸۷۵. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْبِي وَخَذَهُ، فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَأَنِي فَقَالَ "مَنْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۷۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں باہر نکلا تو رسول اللہ ﷺ تنہا چلتے ہوئے نظر آئے میں بھی چاند کی روشنی میں چلا، آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا کہ کون ہے؟ میں نے کہا ابوذر! اللہ مجھے آپ پر قربان کر دے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۷۵): صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب المكثرون۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب

الترغیب فی الصدقة.

کلمات حدیث: فالتفت فرأنی: آپ ﷺ متوجہ ہوئے اور آپ نے مجھے دیکھا۔ آپ ﷺ نے التفات کیا اور مجھے دیکھ لیا۔ لفت لفتا (باب ضرب) دائیں یا بائیں مڑنا، متوجہ ہونا۔ لفت النظر: نظر گھا کر دیکھنا۔ التفات: (باب افعال) مائل ہونا، متوجہ ہونا، گھومنا۔

شرح ۱۰: یت: صحابہ کرام رسول کریم ﷺ کے ارشادات سننے اور آپ ﷺ سے دینی اور روحانی استفادہ کے لیے ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہتے اور اگر آپ کہیں تشریف لے جاتے تو صحابہ کرام کو یہ تامل ہوتا کہ کہیں آپ کے دشمن آپ کو نقصان نہ پہنچائیں یا آپ ﷺ کو کسی خدمت کی ضرورت نہ ہو اور ہر وقت کوئی موجود نہ ہو تو اس لیے آپ کے پیچھے پیچھے جاتے تاکہ اگر کہیں اور کوئی بات پیش آئے فوراً اپنے آپ کو خدمت اقدس پیش کر دیں۔ چنانچہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ رات کے وقت کہیں جا رہے ہیں تو وہ آپ کے پیچھے چلے اور جب رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کون ہے؟ تو فرمایا کہ ابوذر، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔

شیخین کی ایک روایت میں زمان و مکان کی تعیین بھی ہے کہ آپ رات کے وقت حرہ مدینہ میں جا رہے تھے حرہ مدینہ منورہ کے شمالی جانب معروف جگہ ہے۔ بہر حال اس موقع پر حضرت ابوذر نے اپنا نام صراحت کے طور پر بتایا اور یہی اس حدیث کے یہاں ذکر کرنے کا مقصد ہے کہ جب کوئی پہچاننے کے لیے پوچھے کہ کون ہے؟ تو جواب میں واضح طور پر نام بتانا چاہیے تاکہ تردد و اور التباس باقی نہ رہے اور دوبارہ سوال کی ضرورت نہ پیش آئے۔ (روضة المقیم: ۳۹۸/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۱۷/۳)

۸۷۶. وَعَنْ أُمِّ هَانِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ، فَقَالَ: "مَنْ هَذِهِ؟" فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِيَةَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حدیث (۸۷۶) حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ پر پردہ کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ

میں ام ہانی ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۷۶): صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب التستر فی الغسل عند الناس، صحیح مسلم،

کتاب الطہارۃ، باب تستر المغتسل بثوب ونحوہ۔

شرح حدیث: مقصود حدیث پاک یہ ہے کہ جب پوچھا جائے کہ کون ہے؟ تو بصراحت بتایا جائے کہ میرا یہ نام ہے اور اسی غرض کے لیے امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں دوبارہ ذکر کیا ہے، جبکہ یہ حدیث اس سے پہلے حدیث ۶۲ میں گزر چکی ہے۔

(نزهة المتقين: ۱/۶۵۴)

جواب میں ”میں ہوں“ کہنے کی مذمت

۸۷۷. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ: “مَنْ هَذَا؟” فَقُلْتُ أَنَا، فَقَالَ: “أَنَا أَنَا؟” كَانَتْ كَرَاهِيَةً، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۷۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا،

آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا میں میں اور آپ ﷺ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۷۷): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب کراہیۃ قول المستأذن أنا إذا قیل من هذا.

کلمات حدیث: فدققت الباب: میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دق دقا (باب نصر) دروازہ کھٹکھٹانا۔

شرح حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دروازہ کھٹکھٹانا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب المفرد میں یہ حدیث بھی ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے دروازے پر انگلیوں کے ناخنوں سے ٹھک ٹھک کیا جاتا۔ صحابہ کرام ایسا حسن ادب کی خاطر سے کرتے تھے کہ زیادہ تیز آواز نہ ہو اور معمولی آواز ہو کہ آپ ﷺ قریب ہوں تو سن لیں اور اگر آپ قریب نہ ہوتے تب دروازہ کھٹکھٹایا جاتا۔ سہیلی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر کوئی کنڈی وغیرہ نہ تھی اس لیے صحابہ کرام ناخنوں سے کھٹکھٹاتے مگر اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کرام ایسا ادب و احترام کی وجہ سے کرتے تھے۔

اس حدیث مبارک سے بھی یہ بات واضح ہوئی کہ جب استیذان کے وقت صاحب خانہ دریافت کرے کہ کون ہے؟ تو وضاحت کے ساتھ نام بتانا چاہیے اور کسی مبہم جواب سے گریز کرنا چاہیے کہ اس کے بعد پھر مزید سوال کرنا پڑے چنانچہ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہوں تو آپ ﷺ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس طرح کے جواب میں کراہت کا پہلو یہ ہے کہ یہ جواب نامکمل ہے اور اس کے بعد پھر سوال کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

(فتح الباری: ۳/۲۶۶۔ ارشاد الساری: ۱۳/۵۰۲۔ روضة المتقين: ۲/۳۹۸۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۱۸)

الباب (۱۴۲)

بَابِ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى وَكَرَاهَةِ تَشْمِيتِهِ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ تَعَالَى وَبَيَانَ آدَابِ التَّشْمِيتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ
 چھینکنے والے کے الحمد للہ کہنے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے کا استحباب اور بغیر اس کے الحمد للہ کہے یرحمک اللہ کہنے کی کراہت چھینکنے والے کے جواب اور چھینکنے اور جمائی لینے کے آداب

۸۷۸. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَنَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَنَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۸۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینکنے کو پسند فرماتے ہیں اور جمائی لینے کو ناپسند فرماتے ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کو چھینک آجائے اور وہ الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان جس نے اسے الحمد للہ کہتے ہوئے سنا ہے اس پر حق ہے کہ وہ یرحمک اللہ کہے۔ البتہ جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے اس لیے اگر تم میں سے کسی کو جمائی آجائے تو اسے حتی الوسع روکنے کی کوشش کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۸۷۸): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما يستحب من العطاس ويكره من التثاؤب.

کلمات حدیث: عطاس : چھینک۔ عطس عطسا و عطاساً (باب ضرب) چھینکنا۔ تثاؤب : جمائی۔ تناءب : جمائی لی۔
شرح حدیث: امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چھینک سے مسام کھلتے ہیں اور بدن ہلکا ہوتا ہے جس سے عبادت میں نشاط پیدا ہوتا ہے جبکہ جمائی سستی اور کاہلی کی علامت اور بالعموم خوش خوراکی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ چھینکنا پسندیدہ اور جمائی لینا ناپسندیدہ ہے اور جہاں تک قدرت ہو جمائی کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

غرض اگر کسی کو چھینک آجائے اور وہ اس سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہے تو جو اس کی الحمد للہ نے ضرور اسے یرحمک اللہ کہے۔ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمائی کو شیطان کی جانب منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ شیطان انسانی نفس کی ہوئی کو ابھارتا اور خواہشات کو مزین بنا کر پیش کرتا ہے۔ سو جب جمائی لینے والا منہ کھولتا ہے اور ”ہا“ کی آواز نکالتا ہے شیطان خوش ہوتا ہے کیونکہ اس حالت میں انسان کی شکل متغیر ہو جاتی ہے۔ بہر حال جب جمائی آئے تو اسے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے۔

چھینکنے والا ”الحمد للہ“ کہے تو جواب میں ”یرحمک اللہ“ کہا جائے

۸۷۹. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ: أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۸۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی یرحمک اللہ کہے اور جب وہ یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا کہے: "یہدیکم اللہ ویصلح بالکم."

"اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے۔" (بخاری)

تخریج حدیث (۸۷۹): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب إذا عطس کیف یشتت.

کلمات حدیث: بالکم: تمہارا دل، تمہارا حال۔ بال: دل۔ ما بالک: تمہارا کیا حال ہے؟

شرح حدیث: اگر کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہیے کہ وہ فارغ ہو کر الحمد للہ کہے اور جو اس کی الحمد للہ سنے وہ یرحمک اللہ کہے اور چھینکنے والا کہے: یہدیکم اللہ ویصلح بالکم. حنفی فقہاء کے نزدیک یرحمک اللہ کہنا واجب علی الکفایہ۔ یعنی اگر چھینکنے والے کی الحمد للہ سننے والے متعدد لوگ ہوں اور ان میں سے کوئی ایک یرحمک اللہ کہدے تو سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ علماء کی ایک جماعت کے نزدیک چھینکنے والے کی الحمد للہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا ہر سننے والے پر واجب ہے۔ شافعی فقہاء کے نزدیک چھینکنے والے کی الحمد للہ کے جواب میں کسی ایک کا یرحمک اللہ کہنا کافی ہے لیکن ہر ایک کا کہنا افضل ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق الحمد للہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا واجب ہے اور ایک اور قول کے مطابق مسنون ہے۔

(فتح الباری: ۳/۲۵۰۔ ارشاد الساری: ۱۳/۲۲۴۔ روضة المتقین: ۲/۴۰۲)

چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو جواب نہ دیا جائے

۸۸۰. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ فَشَمِتُوهُ، فَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ فَلَا تُشَمِتُوهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۸۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک

آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تم یرحمک اللہ کہو اور اگر وہ الحمد للہ نہ کہے تو تم یرحمک اللہ نہ کہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۸۰): صحیح مسلم، کتاب الزہد والرفاق، باب تسمیت العاطس.

کلمات حدیث: فشمته: اسے دعا دے اسے یرحمک اللہ ہو۔ تشمیت العاطس: چھینکنے والے کی الحمد للہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا گیا کہ جس آدمی کو چھینک آئے اور وہ فارغ ہو کر الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہا جائے اور اگر وہ چھینکنے کے بعد الحمد للہ نہ کہے تو اسے یرحمک اللہ نہ کہا جائے کیونکہ یرحمک اللہ یعنی اللہ تجھ پر رحم فرمائے یہ دعاء اس کے الحمد للہ کہنے پر دی جاتی ہے کہ جب اللہ نے تجھے حمد کی اور شکر کی توفیق بخشی ہے تو میری دعا ہے کہ وہ تجھ پر رحم بھی فرمائے، تجھ پر اپنی مہربانیاں فرمائے اور تجھے نعمتیں عطا فرمائے۔ قاضی کہتے ہیں کہ چھینکنے والے کے کلمات حمد کے بارے میں متعدد آراء ہیں ایک یہ ہے کہ الحمد للہ کہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور تیسری رائے یہ ہے کہ الحمد للہ علی کل حال کہے ابن جریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ ان کلمات میں سے جو کلمہ چاہے کہے مقصود حمد ادا ہو جائے گا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۴/۱۸۔ روضة المتقین: ۴۰۲/۲)

رسول اللہ ﷺ کا انداز تربیت

۸۸۱. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتْ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُشَمِّتْهُ: عَطَسَ فَلَانٌ فَشَمَّتْهُ وَعَطَسْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِي؟ فَقَالَ "هَذَا حَمْدُ اللَّهِ وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللَّهَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۸۸۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں دو افراد کو چھینک آئی آپ ﷺ نے ایک کو یرحمک اللہ کہا اور دوسرے سے نہیں کہا۔ تو جس کو آپ ﷺ نے یرحمک اللہ نہیں کہا تھا اس نے عرض کیا کہ فلاں کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے یرحمک اللہ کہا اور مجھے چھینک آئی تو آپ ﷺ نے یرحمک اللہ نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے الحمد للہ کہا اور تم نے الحمد للہ نہیں کہا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۸۱): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لا یشمت العاطس إذا لم یحمد. صحیح مسلم،

کتاب الزهد والرفاق: باب تشمیت العاطس.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں بیان ہوا کہ یرحمک اللہ کہے جانے کا مستحق وہی ہے جو چھینک آنے کے بعد الحمد للہ کہے اگر چھینک آنے کے بعد کوئی الحمد للہ نہیں کہتا تو اسے یرحمک اللہ نہیں کہا جائے گا۔ البتہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو پھر سننے والا اسے ضرور یرحمک اللہ کہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیحین کی حدیث ہے کہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان بھائی پر پانچ باتیں واجب ہیں سلام کا جواب دینا، چھینک کے بعد الحمد للہ کہنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا، دعوت قبول کرنا، مریض کی عیادت کرنا اور جنازہ کے ساتھ چلنا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں بیان کیا کہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے عمدہ سنہ کے ساتھ روایت کیا کہ امام ابو داؤد صاحب

اسنن جہاز میں سوار ہو گئے تھے، انہوں نے سنا کہ کسی نے ساحل پر چھینک آنے کے بعد الحمد للہ کہا تو وہ فوراً جہاز سے اتر کر ایک درہم کے بدلے ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر ساحل پر آئے اور اس شخص کو یرحمک اللہ کہہ کر آئے اور پھر جہاز پر سوار ہو گئے۔ کسی نے اس عمل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مستجاب الدعوات ہو۔ اس کے بعد بعض لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے جہاز والو! ابوداؤد نے ایک درہم میں جنت خرید لی۔ واللہ اعلم

(فتح الباری: ۲۴۶/۳ - ۲۵۱ - ارشاد الساری: ۱۴/۲۲۰)

چھینکنے کے وقت اہل مجلس کا خیال رکھنا

۸۸۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ وَخَفَضَ. أَوْ غَضَّ. بِهَا صَوْتَهُ، شَكََّ الرَّأْيُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۸۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ یا کپڑا

منہ پر رکھ لیتے اور اپنی آواز کو ہلکا یا پست کر لیتے۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۸۲): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی العطاس، الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب

ما جاء فی خفض الصوت وتغیر الوجه العطاس.

کلمات حدیث: خفض: جھکایا، نیچے کیا، کم کیا۔ خفض صوتہ: اپنی آواز کو کم کیا۔ غص: جھکایا، پست کیا۔ غص صوتہ: اپنی آواز کو پست کیا۔ غص بصرہ: اپنی نگاہ کو نیچا کیا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ انتہائی اعلیٰ اور بلند تھے، آپ ﷺ کو اگر چھینک آجاتی تو آپ ﷺ چہرہ انور پر کپڑا ڈال لیتے یا دست مبارک منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو نیچا اور پست فرما لیتے آپ ﷺ نے اپنے اقوال اور اعمال سے امت کو تعلیم فرمائی اور ادب سکھایا تاکہ امت بھی آپ ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقوں کے مطابق عمل کرے۔ اس لیے جب کسی کو چھینک آئے، حتیٰ المقدور آواز کو پست کرے اور اپنے منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لے کیونکہ چھینک کے وقت آدمی کے چہرے کے نقوش متغیر ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات قدرے ریش بھی منہ اور ناک سے نکل آتی ہے یہ منظر دیکھنے والے کے لیے گراں ہو سکتا ہے اس لیے تعلیم فرمائی کہ منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لے اور آواز کو پست کر لے البتہ جب الحمد للہ کہے تو وہ زور سے کہے تاکہ لوگ سن لیں اور یرحمک اللہ کہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چھینک کے وقت ان آداب کی رعایت ملحوظ رکھنی چاہیے۔ چھینک کی آواز کو دبائے اور کم کرے۔ الحمد للہ زور سے کہے۔ چہرے پر کپڑے ڈال لے، تاکہ منہ کا اندورنی حصہ نظر نہ آئے یا منہ ناک سے خارج ہونے والی ریش سے ہمنشیں کو تکلیف نہ پہنچے اور اپنی گردن دائیں بائیں نہ کرے۔

(تحفة الاحوذی: ۱۸/۸ - روضة المتقین: ۴۰۳/۲ - دلیل الفالحین: ۳۲۳/۳)

رسول اللہ ﷺ سے دعاء حاصل کرنے کا نرا طریقہ

۸۸۳. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ فَيَقُولُ: "يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحَ بِالْكُم" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۸۸۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ یہودی آپ ﷺ کی مجلس میں جھک جھکتے تھے اس امید پر کہ آپ انہیں یرحمکم اللہ کہیں گے مگر آپ ﷺ فرماتے:

"یہدیکم اللہ ویصلح بالکم."

"اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست فرمائے۔" (اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۸۸۳): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کیف یشتت الذمی . الجامع للترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء کیف یشتت العاطس .

کلمات حدیث: کان الیہود یتعاطسون: یہود کوشش کر کے چھینک لے لیتے تھے۔ یہود جھک جھکتے تھے۔ یرجون: امید رکھتے تھے، توقع کرتے تھے، تمنا ہوتی تھی۔ رجاء (باب نصر) امید رکھنا، امید کرنا، تمنا ہونا۔

شرح حدیث: یہود رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے، کبھی آپ ﷺ سے کوئی سوال کرتے اور کبھی کوئی بات پوچھتے کیونکہ یہود جانتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنی اولاد کو پہچانتے تھے اور انہیں یہ بھی علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور اللہ کے یہاں آپ کی دعا اسی وقت قبول ہو جاتی ہے۔ اس حقیقت کو جانتے اور سمجھتے ہوئے وہ آپ کی مجلس میں کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح چھینک آئے اور ایسا وہ اس امید اور توقع پر کرتے تھے کہ آپ ﷺ انہیں کہیں گے یرحمکم اللہ مگر آپ ﷺ فرماتے: یہدیکم اللہ ویصلح بالکم . اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست فرمائے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایمان کی اور اسلام کی ہدایت دے اور تمہارے دلوں کو اس حق کے قبول کرنے پر آمادہ کر دے جو تم خود جانتے پہچانتے ہو، کیونکہ اللہ کی رحمت اسی وقت متوجہ ہوتی ہے جب ایمان و اسلام موجود ہو اور دل میں قبول حق کا جذبہ اور نیت حسنہ موجود ہو۔ (تحفة الاحوذی: ۱۱/۸ - روضة المتقین: ۴۰۴/۲ - دلیل الفالحین: ۳۲۳/۳)

۸۸۴. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا

تَنَاءَبَ أَحَدُكُمُ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَىٰ فِيهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۸۸۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو

اپنے ہاتھ سے اپنا منہ بند کر لے کہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

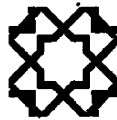
تخریج حدیث (۸۸۴): صحیح مسلم، کتاب الزہد والرفاق، باب تشمیت العاطس وکراہیۃ التثاؤب .

کلمات حدیث: فلیمسک بیدہ علی فیہ : اپنا منہ اپنے ہاتھ سے بند کر لے۔ مسک مسکا (باب ضرب) چمتا۔ امسک امساکاً (باب افعال) روکنا، بند کرنا۔

شرح حدیث: جمائی شیطان کی انگلیخت سے آتی ہے، جیسا کہ بعض صحابہ کرام سے مروی روایات میں آتا ہے نیز یہ کہ شیطان انسان کا دشمن ہے انسان پر جو بھی کوئی بری یا ناگوار حالت طاری ہوتی ہے تو شیطان اس سے خوش ہوتا ہے اور اس پر ہنستا ہے اور جب جمائی کے لیے انسان منہ کھولتا ہے شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے، اس لیے فرمایا کہ جب جمائی آئے تو ہاتھ سے منہ بند کر لینا چاہیے۔

انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے جمائی سے محفوظ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور شیطان سے اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور جمائی شیطان کی انگلیخت سے پیدا ہوتی ہے اس لیے انبیاء کرام جمائی سے محفوظ رہتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے التاریخ الکبیر میں یزید بن اصرم سے مرسل روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی اور الشفاء میں ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بھی انگڑائی نہیں لی، کیونکہ انگڑائی لینا بھی شیطان کی کسی حرکت کے تحت ہوتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۶/۱۸)



البَابُ (۱۴۳)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللَّقَاءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَقْبِيلِ وَلَدِهِ شَفَقَةً وَمَعَانِقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَكَرَاهِيَةِ الْإِنْجِنَاءِ
 ملاقات کے وقت مصافحہ، خندہ پیشانی سے ملنے، نیک آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینے، اپنے بچوں کو شفقت سے چومنے اور سفر سے واپس آنے والے سے معانقہ کا استحباب اور جھکنے کی کراہت

صحابہ آپس میں مصافحہ کرتے تھے

۸۸۵. عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ قَتَادَةَ قَالَ: أَقُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَتْ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ نَعَمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۸۸۵) ابو الخطاب قتادہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا صحابہ کرام

کے مابین مصافحہ کا معمول تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۸۸۵): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب المصافحه.

کلمات حدیث: مصافحه: ہاتھ ملانا، دو آدمیوں کا باہم ہاتھ ملانا۔ صافح مصافحه (باب مفاعلة) مصافحہ کرنا، ہاتھ ملانا۔
شرح حدیث: صحابہ کرام کے درمیان مصافحہ کا معمول تھا اس سے معلوم ہوا کہ مصافحہ سنت ہے، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مصافحہ سنت ہے اور اس پر اجماع ہے۔ فقہاء نے فرمایا کہ مصافحہ کا مطلب ہاتھ ملانا ہے اتنے عرصے میں جتنے میں سلام مکمل ہو۔ مصافحہ کے ساتھ بشارت کے ساتھ سلام کرنا اور عادینا مستحب ہے جبکہ بغیر سلام ہاتھ ملانا مکروہ ہے۔
 احمد ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو دو مسلمان باہم ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

(فتح الباری: ۳/۳۷۴۔ ارشاد الساری: ۱۳/۲۶۹)

اہل یمن میں اسلام سے پہلے بھی مصافحہ کا رواج تھا

۸۸۶. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ كُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۸۸۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ

تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور یہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے آکر مصافحہ کیا۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث (۸۸۶): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب المصافحه .

کلمات حدیث: ہم اول من جاء بالمصافحه : وہ پہلے لوگ ہیں جو مصافحہ لے کر آئے۔ وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے آکر مصافحہ کیا۔ اول : پہلا جمع اوائل۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی ارشادات مبارک میں اہل یمن کی فضیلت اور خوبی بیان فرمائی ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

”الایمان یمان والحکمة یمانیة .“

”ایمان اہل یمن میں ہے اور حکمت یمنی ہے۔“

یمن کے بعض افراد حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے آکر مصافحہ کیا آپ ﷺ نے اس پر اظہار مسرت فرمایا اور کہا صحابہ کرام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں اور یہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے آکر مصافحہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کام پر اس طرح اظہار پسندیدگی کو تقریر کہا جاتا ہے یعنی جو بات یا کام آپ ﷺ کے سامنے ہوا اس پر آپ نے رضامندی ظاہر فرمائی یا سکوت اختیار فرمایا تو وہ کام شرعاً درست اور صحیح ہے کیونکہ اگر صحیح نہ ہوتا تو آپ اس کو رد فرما دیتے۔ اس طرح کی سنت کو اصطلاحاً سنت تقریری کہا جاتا ہے۔

(روضة المتقین: ۴۰۶/۲ - دلیل الفالحین: ۳۲۵/۳)

مصافحہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں

۸۸۷. وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”مَامِنْ مُسْلِمٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَا فَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

(۸۸۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دو مسلمان باہم ملاقات کرتے

ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۸۸۷): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب المصافحه .

کلمات حدیث: قبل ان یفترقا : اس سے قبل کہ دونوں جدا ہوں۔ افترقا افتراقاً (باب افتعال) جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔

شرح حدیث: اہل اسلام اور اہل ایمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان کے درمیان اخوت و محبت کا رشتہ قائم اور ان کو دینی رشتہ باہم ملاتا ہے اور دنیا میں مضبوط ترین تعلق پختہ ترین رشتہ اور باقی رہنے والا علاقہ دین کا تعلق اور دینی محبت ہے۔ اس لیے جب دو مسلمان باہم ملاقات کرتے ہیں تو ان کی ملاقات دو بچھڑے بھائیوں کا ملاپ ہوتا ہے وہ خوشی اور مسرت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے اور خالصتاً اللہ کی رضا کیلئے ملتے ہیں اور باہم مصافحہ کرتے ہیں اور وہ جدا نہیں ہوتے کہ اللہ ان دونوں کے گناہوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں روایت ہے کہ ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میری حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے سلام کیا میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور میرے سامنے ہنسنے اور مسکرائے اور کہنے لگے کہ تمہیں پتہ ہے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ نے اچھا ہی کیا ہوگا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور آپ ﷺ نے میرے ساتھ اسی طرح کیا جس طرح میں نے تمہارے ساتھ کیا اور میں نے بھی وہی بات کہی جو تم نے کہی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان باہم ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے اور اس کا ہاتھ محض اللہ کی رضا کے لیے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے ابھی وہ جدا نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سے ملاقات فرماتے تو اس کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ نکالنے میں پہل نہ فرماتے جب تک وہ شخص نہ نکالتا اور نہ اس سے اپنا رخ بدلتے جب تک کہ وہ آپ ﷺ سے رخ نہ بدل لیتا۔
غرض اللہ کی محبت کے ساتھ دو مسلمانوں کا باہم ملنا اور مصافحہ کرنا سنت ہے اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۵۴۴/۷۔ روضة المتقین: ۴۰۶/۲۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۲۶)

سلام کے وقت جھکنا ممنوع ہے

۸۸۸. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ، الرَّجُلُ مَنَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْ صَدِيقَهُ، أَيْنَحْنِي لَهُ؟ قَالَ: "لَا" قَالَ: أَفِيلْتَرَمُهُ، وَيُقْبَلُهُ؟ قَالَ: "لَا" قَالَ فَيَا خُذْ بِيَدِهِ وَيُصَافِحْهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ".
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۸۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے جھک جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ اسے چٹا لے اور بوسہ دے فرمایا نہیں اس نے کہا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لے اور مصافحہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تحریق حدیث (۸۸۸): الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی المصافحة.

کلمات حدیث: اینحنی له: کیا اس کے سامنے جھک جائے۔ انحنی ینحنی انحناء (باب انفعال) جھکنا، کمر کے بل جھکنا۔

شرح حدیث: کسی کے سامنے پیٹھ موڑ کر جھکنا مکروہ ہے۔ شیخ ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی کے سامنے زمین بوسی کرنا اور پیٹھ کو جھکانا اگر محض تعظیم کے لیے ہو تو ناجائز اور گناہ ہے اور عبادت کے طور پر ہو تو کفر ہے۔ رکوع اور سجود صرف اللہ تعالیٰ کے لیے زیبا ہے اور رکوع کی یا سجدے کی کوئی صورت یا اس کے قریب کوئی شکل کسی انسان کے لیے اختیار کرنا درست نہیں ہے۔

معافہ کرنا اور بوسہ لینا حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے جبکہ دیگر ائمہ کے نزدیک جائز ہے اس لیے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے معافہ بھی فرمایا اور بوسہ بھی لیا ہے۔ (روضہ المتقین: ۴۰۷/۲۔ روضة المتقین: ۳/۴۲۰)

یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو بوسہ دیا

۸۸۹. وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ : فَاتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى قَوْلِهِ قَبْلًا يَدَهُ ، وَرَجُلَهُ ، وَقَالَ : نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ بِأَسَانِيدٍ صَحِيحَةٍ .

(۸۸۹) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ آؤ اس نبی کے پاس چلیں، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور نو آیات بینات کے بارے میں استفسار کیا۔ اس کے بعد حدیث راوی کے اس قول تک ذکر کی کہ ان دونوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پیر کا بوسہ لیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نبی ہیں۔ (ترمذی وغیرہ نے سند صحیح روایت کیا)

الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی قبلة الید والرجل .

اس حدیث: تسع آیات بینات : نوکھلی ہوئی نشانیاں۔ نو واضح معجزات۔ آیات : نشانیاں۔ معجزات جمع آیت۔ علامت، نبی۔ بینات : جمع بینہ : کھلی ہوئی، واضح۔

یہ حدیث: دو یہودی خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو آیات بینات کے بارے میں یافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہ ہیں کہ (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، (۲) چوری نہ کرو، (۳) زنا نہ کرو، (۴) کسی انسان جس کی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ، (۵) کسی بری الذمہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کرے، (۶) جادو نہ کرو، (۷) سود نہ کھاؤ، (۸) پاک دامن پر تہمت نہ لگاؤ، (۹) لڑائی کے میدان سے مت بھاگو اور یہود کے لیے اس حکم یہ بھی ہے کہ ہفتہ کے دن میں حد سے مت بڑھو۔

رسول اللہ ﷺ نے وہ نو باتیں بھی بیان فرمائیں جو یہود اور مسلمانوں میں مشترک تھیں اور وہ خاص بات بھی بتائی جو یہودیوں کے ہاتھ خاص تھی اور اسے وہ اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں آپ ﷺ نبی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہیں میری اتباع سے کیا امر مانع ہے؟ وہ بولے کہ یہودی کہتے ہیں کہ فرات داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ نبوت رہے۔ اگر ہم آپ ﷺ کی اتباع کریں تو ہمیں ڈر ہے کہ یہود ہمیں قتل کر دیں گے، لیکن ان کا یہ کہنا خود ان کے اس قول کی تکذیب ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں کیونکہ آپ ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی، جب سلسلہ نبوت ہی ختم ہو گیا تو آل داؤد میں نبوت کا کیا سوال باقی رہا۔

(تحفة الاحوذی : ۵۵۶/۷۔ روضة المتقین : ۴۰۸/۲۔ دلیل الفالحین : ۳۲۷/۳)

صحابہ کرام کا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو بوسہ دینا

۸۹۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قِصَّةً قَالَ فِيهَا: قَدَنُونَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۸۹۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک قصہ منقول ہے جس میں ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے قریب ہوئے اور

آپ ﷺ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۸۹۰): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب قبلہ الید .

کلمات حدیث: قَدَنُونَا: ہم قریب ہوئے۔ دَنَا دَنَا (باب نصر) قریب ہونا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی دنیاوی غرض سے کسی شخص کو بوسہ دینا جیسے کسی کو دنیاوی عزت و وجاہت حاصل ہو اس کے ہاتھوں کو بوسہ دینا شدید کراہت کا حامل ہے۔ البتہ اگر صاحب علم و تقویٰ اور صاحب زہد و تقویٰ کو بطور کرامت اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا جائے تو جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ (روضۃ المتقین: ۴۰۹/۲)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافقہ

۸۹۱. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَاتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ: فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْرُ ثَوْبُهُ، فَأَعْتَقَتْهُ، وَقَبَّلَهُ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۸۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ زید بن حارثہ مدینہ منورہ آئے، آپ ﷺ

میرے گھر میں تھے وہ آئے اور دروازے کھٹکھٹایا نبی کریم ﷺ اپنے کپڑے کھینچتے ہوئے کھڑے ہوئے اور حضرت زید سے معافقہ کیا اور انہیں پیار کیا۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۹۱): الجامع للترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی المعافقة والقبلة .

کلمات حدیث: فَأَعْتَقَتْهُ: آپ ﷺ نے ان سے معافقہ کیا، آپ ﷺ نے انہیں گلے لگالیا۔ اعتناق (باب اعتقال) معافقہ کرنے کے لگالنا۔ عنق: گردن جمع اعتناق.

شرح حدیث: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے محبوب تھے آپ کسی غزوہ یا سریرہ میں گئے ہوئے تھے جب آپ واپس آئے تو رسول کریم ﷺ جلدی سے چادر مبارک کھینچتے ہوئے اٹھے اور آپ کو گلے لگایا اور پیار کیا اور خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔

(روضۃ المتقین: ۴۰۹/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۲۸/۳)

مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا

۸۹۲. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلِيقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۹۲) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بھی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھو گرچہ تم اپنے بھائی سے کشادہ روئی سے ملو۔ (مسلم)

ترجمہ حدیث (۸۹۲): صحیح مسلم، کتاب البر، باب استحباب طلاقۃ الوجه عند اللقاء.

شرح حدیث: بوجہ طلیق: کشادہ روئی کے ساتھ، چہرے کی کشادگی کے ساتھ۔

ترجمہ حدیث: مسلمانوں میں باہم مودت و محبت مطلوب ہے اور کھلے چہرے سے ملنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا اسی حب قلبی کا مار ہے اور یہ صدقہ ہے اور اس پر اجر و ثواب ہے۔ اس حدیث کی شرح اس سے قبل باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں گزر چکی ہے۔

(نزهة المتقين: ۱/۶۶۲ - روضة المتقين: ۲/۴۱۰)

اپنی اولاد کے بوسہ لینے کا جواز

۸۹۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: إِنَّ لِي عَشْرَةَ مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حسن بن علی کو پیار کیا تو اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں میں نے ان کا کبھی بوسہ نہیں لیا آپ نے فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

(متفق علیہ)

ترجمہ حدیث (۸۹۳): صحیح مسلم، باب رحمة ﷺ بالصبيان. صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمة

لد و تقبيله.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ جس طرح بڑوں سے شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے اسی طرح آپ بچوں سے بھی محبت مانتے تھے۔ حضرت ابراہیم جس مرضعہ کے سپرد ہوئے تھے اس کا شوہر لوہا تھا، رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم سے ملنے عوالی مدینہ تے اور مرضعہ کے گھر میں دھواں بھرا ہوا ہوتا۔ شفقت و محبت اللہ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور یہ اس کی مہربانی اور اس کی رحمت ہے اس رحمت کا مستحق بھی وہی ہے جو دوسروں پر رحم کرے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(فتح الباری: ۳/۱۷۷ - ارشاد الساری: ۱۳/۲۹ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵/۶۰)

کتاب عیادۃ المریض

(المبانی ۱۴۴)

کِتَابُ عِیَادَةِ الْمَرِیضِ وَتَشِیْعِ الْمِیّتِ وَالصَّلَاةِ عَلَیْهِ وَحَضْرٍ دَفْنِهِ،
وَالْمَكِّثِ عِنْدَ قَبْرِهِ بَعْدَ دَفْنِهِ
عیادت مریض اور جنازے کے ساتھ جانے کا حکم

۸۹۳. عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ! أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!!
بِعِیَادَةِ الْمَرِیضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشِیْعِ الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي
وَأَفْشَاءِ السَّلَامِ. "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

(۸۹۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ،
مریض کی عیادت کریں جنازہ کے ساتھ چلیں، چھینکنے والے کی چھینک پر دعا دیں، قسم دلانے والے کی قسم پوری کرنے، مظلوم کی مدد
کرنے، دعوت دینے والی کی دعوت قبول کرنے اور اسلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۹۳): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب افشاء السلام. صحیح مسلم، کتاب السلام.
باب من حق المسلم للمسلم رد السلام.

کلمات حدیث: عیادۃ المریض: مریض کی عیادت، بیمار کی مزاج پرسی۔ عاد عوداً و عیادۃ (باب نصر) بیمار کی مزاج
کرنا۔

شرح حدیث: یہ حدیث اور اس کی شرح اس سے پہلے باب ۱۳۱ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد
عیادت مریض کے حکم کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو مریض کی عیادت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

(روضة المتقین: ۱۲/۲)

مریض کی عیادت کرنا مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے

۸۹۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَقُّ الْمُسْلِمِ
عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَةُ الْمَرِیضِ وَإِتْبَاءُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشِیْعُ الْعَاطِسِ.
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۸۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں،

سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے پیچھے جانا، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۸۹۵): صحیح البخاری، کتاب الحسنات، باب الامر باتباع الجنائز، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من حق المسلم علی المسلم رد السلام۔

کلمات حدیث: حق المسلم: کسی مسلمان پر شریعت کی جانب سے عائد ہونے والا فریضہ خواہ فرض واجب کے درجے میں ہو یا مستحب اور مندوب کے درجے میں ہو۔ تشمیت العاطس: چھینکنے والے کی الحمد للہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں بیان فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں، سلام کا جواب دینا، جب کوئی کسی کو سلام کرے تو اس کا جواب دینا اس پر واجب عین ہے اور اگر جن کو سلام کیا گیا وہ متعدد ہوں تو ایک جواب دے دینے سے سب کی طرف سے سلام ہو گیا۔ مریض کی عیادت سنت ہے اور اگر مریض قرابت دار یا پڑوسی ہو تو واجب ہے۔ جنازے کے ساتھ چلنا یعنی جائے تدفین تک جانا فرض کفایہ ہے۔ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے، ولیمہ کے علاوہ دیگر دعوتوں کا قبول کرنا مسنون ہے۔ چھینکنے والے کی الحمد للہ کہنے کے جواب میں اسے یرحمک اللہ کہنا واجب عین ہے اگر زیادہ افراد موجود ہوں تو فرض کفایہ ہے بعض فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب ۳۷ میں گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۴۱۲۔ نزہۃ المتقین: ۱/۲۴۰)

.....

بیمار کی عیادت نہ کرنے پر وعیدیں

۸۹۶. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: "يَا بَنِي آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدَّهُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ، لَوْ جَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا بَنِي آدَمَ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَطْعَمَنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطَعَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَطْعَمْهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ، لَوْ جَدْتُ ذَلِكَ عَبْدِي، يَا بَنِي آدَمَ اسْتَطَقْتُمْ أَنْ تَسْقِيَنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ اسْتَطَقَّ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ، لَوْ جَدْتُ ذَلِكَ عَبْدِي؟ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائیں گے کہ

ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا کہ اے میرے رب میں کیسے آپ کی عیادت کرتا آپ رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا

تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے مجھے نہیں کھلایا۔ بندہ کہے گا کہ اے رب میں آپ کو کس طرح کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اے نہیں کھلایا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تو اسے کھلاتا تو اس کے ثواب کو میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ کہے گا کہ اے رب میں آپ کو کیسے پلاتا؟ آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا مگر تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تو اسے پلاتا تو اس کے ثواب کو میرے پاس پاتا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۸۹۶):

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل عیادۃ المریض .

کلمات حدیث: ان الله عز وجل يقول : یہ حدیث مذہبی ہے، یعنی ایسی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ لو حدث عندی : اس کا کئی گنا ثواب میرے پاس پالیتا۔

شرح حدیث: ایک حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہیں، یعنی جس طرح کوئی آدمی اپنے کنبہ کی اور اپنے اہل و عیال کی کفالت کرتا ہے اور ان کو روزی پہنچانے کا بندوبست کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو رزق پہنچاتا ہے اس لیے جو اللہ کی مخلوق کو زیادہ فائدہ پہنچائے وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ ضرورت مندوں اور محتاجوں کی خدمت کرنا، بیمار کی دیکھ بھال کرنا، اس کی تیمارداری کرنا اور اس کی عیادت کرنا اور بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا، بہت اجر و ثواب کے کام ہیں اور آدمی یہ اجر و ثواب روز قیامت اللہ تعالیٰ کے پاس پائے گا۔ غرض خلق خدا بمنزلہ عیال کے ہے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا اجر جزیل کا حق دار بنانا ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۰۳۔ روضة المتقین: ۲/۴۱۲)

بیماروں کی عیادت کی اہمیت

۸۹۷. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَوْدُ الْمَرِيضِ، وَاطْعَمُوا الْجَائِعَ، وَفَكُّوا الْعَانِي." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ "الْعَانِي" الْأَسِيرُ.

(۸۹۷) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مریض کی عیادت کرو، بھوکے کو

کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہا کر دو۔ (بخاری) عانی: اسیر۔

کلمات حدیث (۸۹۷): فَكُّوا الْعَانِي: قیدی کی گردن جھڑاؤ، قیدی کو آزاد کرو، عانی سے قیدی بھی مراد ہو سکتا ہے اور مقروض بھی یعنی مقروض کی گردن اس کے ذمہ لازم قرض سے جھڑاؤ۔ ابن الاثیر نے التہایۃ میں بیان کیا ہے کہ عانی وہ شخص ہے جو ذلت و عاجزی سے جھک جائے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تین احکام مذکور ہیں: عیادت مریض، بھوکے کو کھانا کھلانا اور قیدی کو چھڑانا۔ ابن بطل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم وجوب کا محتمل ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ بطور استحباب ہو۔ جمہور کی رائے ہے کہ حکم اصلاً استحباب کے لیے ہے لیکن

بعض حالات میں فرض کے درجے میں بھی پہنچ سکتا ہے۔

اصل یہ ہے کہ یہ تینوں امور واجب علی الکفایہ ہیں یعنی مسلمانوں پر عمومی طور پر واجب ہیں لیکن اگر کوئی اس ذمہ داری کو پورا کر لے تو سب کی طرف سے اداء ہو جائے گا البتہ تمام مسلمانوں کے حق میں سنت ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھوکے کو کھانا کھانا اس صورت میں سنت ہے جب وہ مضطرب ہو اگر حالت اضطرار میں ہو تو اسے کھانا فرض ہے۔

(فتح الباری: ۴۸/۳۔ روضة المتقین: ۴۱۴/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۳۴/۳۔ مظاہر حق: ۲/۲۵)

عیادت مریض کی فضیلت

۸۹۸. وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ قَبْلَ! يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ "جَنَاهَا". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۸۹۸) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت

کرتا ہے تو وہ واپس آنے تک خرفۃ الجنۃ جنت کے پھل چننے میں مصروف رہتا ہے۔

تخریج حدیث (۸۹۸): صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل عیادۃ المریض.

کلمات حدیث: خرفۃ الجنۃ: جنت کے تازہ پھل، منتخب اور چیدہ میوہ۔ جناہا: اس کا توڑنا، اس کا لے لینا۔ جنی جنیا (باب ضرب) درخت پر لگے ہوئے پھل توڑنا۔ جنی: چنا ہوا پھل۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں مریض کی عیادت کی فضیلت و اہمیت اور اس کے اجر و ثواب کو بیان کیا گیا ہے کہ مریض کی عیادت سے مریض کو ایک حد تک تسلی ہو جاتی ہے اور اس کی طبیعت میں انشراح اور خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے جس سے اس کے مرض میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ مریض کی اس طرح عیادت کہ اس کے مرض میں تخفیف اور اسے تکلیف کا احساس میں کمی ہو جائے اور عیادت کرنے والا اس کے حق میں شفا یابی کی دعا کرے تو جب تک یہ عیادت کرنے والا مریض کے پاس رہے گا اللہ کے یہاں اس کا اجر و ثواب جمع ہوتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضل و کرم سے فیضیاب ہوتا رہے گا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۲/۱۶۔ روضة المتقین: ۴۱۵/۲)

البتہ مریض کے پاس اتنی دیر تک نہیں بیٹھنا چاہئے جس سے وہ پریشان ہو جائے۔ ابن شائق عفا اللہ عنہ

ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت

۸۹۹. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ

مُسْلِمٌ یَعُوذُ مُسْلِمًا غُدُوَّةَ إِلَّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةَ إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ، خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. "الْخَرِيفُ" الثَّمَرُ الْمَخْرُوفُ أَيْ الْمُجْتَنِي.

(۸۹۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کو مزاج پری کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور جس نے اس کی شام کو عیادت کی تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لیے چنیدہ پھل ہوتے ہیں۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۸۹۹): الجامع للترمذی، ابواب الجنائز، باب ما جاء فی عیادۃ المریض.

کلمات حدیث: غُدُوَّة: صبح کے وقت۔ عَشِيَّة: شام کے وقت۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں بیان ہے کہ مریض کی عیادت کرنا اس قدر اجر و ثواب کا کام ہے کہ رحمت کے فرشتے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک عیادت کرنے والے کے لیے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں اور علاوہ ازیں جنت میں اس کے لیے منتخب فواکہ اور چنیدہ میوہ جات رکھے جاتے ہیں یعنی اس کے لیے جنت کی گراں قدر نعمتیں مہیا کی جاتی ہیں۔

(لحفة الاحوذی: ۱۲۰۴ - روضة المتقين: ۲، ۱۶۷)

رسول اللہ ﷺ کا یہودی لڑکے کی عیادت فرمانا

۹۰۰. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ ! كَانَ عَلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوذُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ ! "أَسْلِمَ" فَظَنَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ ! أَطْعِ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ . "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ . " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۹۰۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کی عیادت کی اور اس کے سر ہانے بیٹھے اور اس سے فرمایا کہ اسلام قبول کرلو۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس تھا اس کے باپ نے کہا کہ ابوالقاسم ﷺ کی اطاعت کر اور وہ اسلام لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے باہر نکلے اور فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اسے آگ سے بچالیا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۰۰): صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلی عليه .

کلمات حدیث: أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ: اسے جہنم سے بچالیا، اسے آگ سے بچالیا۔ أَنْقَذَ أَنْقَاذًا (باب انفعال) نجات دینا۔ چھڑانا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ تمام انسانیت کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گئے ایک یہودی لڑکا جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے اس کے سر ہانے بیٹھے اور اس کی مزاج پرسی کی اور اسے دعوت اسلام دی جو اس نے قبول کر لی۔ آپ ﷺ اس کے قبول اسلام پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس کو جہنم کی آگ سے بچا لیا۔

(فتح الباری: ۱/۷۹۷۔ روضة المتقین: ۲/۴۱۶)



الْبَاقِ (۱۷۵)

مَا يُدْعَىٰ بِهِ لِلْمَرِيضِ مَرِيضٍ كَلَيْهِ دُعَاءُ كَاطَرِيقَةٍ

۹۰۱. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانَ الشَّيْءَ مِنْهُ، أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جَرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْبَعِهِ هَكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الرَّأْوِيَّ سَبَابَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا وَقَالَ: "بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةٍ بَعْضُنَا يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۰۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جب کوئی آدمی اپنی کسی بیماری کی شکایت کرتا یا اس کے کوئی پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی کریم ﷺ اپنی انگلی سے اس طرح کرتے۔ راوی حدیث سفیان بن عیینہ نے اپنی انگشت شہادت زمین پر رکھی پھر اٹھائی اور کہا کہ:

”بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةٍ بَعْضُنَا يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.“

”اللہ کے نام سے ہمارے زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے لعاب دہن سے مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کی شفا

یابی کا ذریعہ ہو جائے۔“ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۰۱): صحیح البخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحیح مسلم،

کتاب السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین والنملة.

کلمات حدیث: اشتکی: بیمار ہوا۔ شکا شکایۃ: شکایت کرنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کے سامنے کوئی اپنی کسی بیماری یا پھوڑے یا زخم کا ذکر کرتا تو آپ ﷺ لعاب دہن انگلی پر لگا کر مٹی پر

رکتے اور اس خاک آلود انگلی کو تکلیف کی جگہ پر پھیرتے اور یہ دہاڑتے۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض طبی مباحث

میں یہ بات دیکھی ہے کہ لعاب دہن میں بھی شفا یابی کی تاثیر موجود ہے۔ جس سے مزاج میں اعتدال پیدا ہو کر بیماری میں تخفیف ہو جاتی

ہے، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مٹی سے مدینہ منورہ کی مٹی مراد ہے کہ ممکن ہے کہ خاک مدینہ میں برکت اور شفا ہو اور خود رسول اللہ

ﷺ کے لعاب دہن میں شفا ہونا یقینی ہے۔ (فتح الباری: ۸۶/۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵۴/۱۴)

مَرِيضٍ كَلَيْهِ دُعَاءُ كَاطَرِيقَةٍ

۹۰۲. وَغُنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْشِي بِإِصْبَعِهِ الْيَمْنَى وَيَقُولُ

”اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهَبِ الْبَاسَ! اشفِ انت الشافي! لا شفاء إلا شفاؤك، شفاء لا يغادر سقماً.“
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں میں سے کسی کی عیادت فرماتے تو دایاں

ہاتھ پھیرتے اور فرماتے:

”اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِذْهَبِ الْبَاسَ وَاشْفِ انت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لا يغادر سقماً.“

”اے اللہ! لوگوں کے رب تکلیف دور فرما دے اور شفا دیدے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی شفا دیدے کہ یہ بیماری باقی نہ رہے۔“ (متفق علیہ).

تخریج حدیث (۹۰۲): صحیح البخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب

استحباب رقیۃ المریض.

کلمات حدیث: شفاء لا يغادر سقماً: ایسی شفاء جس سے بیماری باقی نہ رہے۔ غادر مغادرۃ: چھوڑنا، ترک کرنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کا دم کرنا ثابت ہے اس لیے دم کرنے اور جھاڑنے کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ اس میں یا اس کے طریقہ کار میں کوئی غلط اور نامناسب بات نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور مسنون دعاؤں کے ذریعے سے جھاڑا جائے یا معوذتین پڑھ کر جھاڑا جائے۔

(فتح الباری: ۸۶/۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵۴/۱۴)

جھاڑ پھونک کا جائز طریقہ

۹۰۳. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِثَابِتٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: ”أَلَا أَرَاكَ بِرُقِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلَى، قَالَ! اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبِ الْبَاسِ، اشفِ انت الشافي، لا شافي إلا انت، شفاء لا يغادر سقماً.“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۰۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ثابت سے کہا کہ کیا میں تم پر رسول اللہ ﷺ کا بتلایا ہوا دم نہ

کروں؟ انہوں نے کہا کہ ضرور۔ تو انہوں نے یہ دعاء پڑھ کر جھاڑا:

”اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِذْهَبِ الْبَاسَ وَاشْفِ انت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لا يغادر سقماً.“

”اے اللہ! لوگوں کے رب تکلیف دور فرما دے اور شفا دیدے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی

شفا دیدے کہ یہ بیماری باقی نہ رہے۔“ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۰۳): صحیح البخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ.

کلمات حدیث: رقیۃ: جھاڑ، تعویذ، جمع رقی، رقیات.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں مریض کو جھاڑنے کے لیے ایک بہترین دعا کی تلقین فرمائی گئی ہے اس حدیث کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب کسی کو جھاڑا جائے تو صرف اللہ کے نام سے اور احادیث میں مذکور ماثورہ دعاؤں سے جھاڑا جائے اور یہ کہ اعتقاد جازم یہی ہو کہ صرف اللہ ہی شفا دینے والا ہے اور اس کے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔

(فتح الباری: ۸۶/۳۔ روضۃ المتقین: ۴۱۹/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۳۹/۳)

عیادت کے وقت حضرت سعد کے لیے دعاء

۹۰۴۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ! عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ! اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا! اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا! اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا! (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۹۰۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سعد کو شفاء عطا فرما۔ اے اللہ! سعد کو شفاء عطا فرما۔ اے اللہ! سعد کو شفاء عطا فرما۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۰۴): صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث.

کلمات حدیث: اشف: شفا دیدے۔ شفی شفاء (باب ضرب) سے امر کا صیغہ.

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کے لیے جانا افضل عمل اور باعث اجر و ثواب ہے اور مریض کا نام لے کر بطور خاص اس کی شفا یابی کے لیے دعاء کرنا مسنون ہے۔

صحیح بخاری میں مروی حدیث میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ میں شدید بیمار ہو گیا نبی کریم ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ میں مال چھوڑوں گا میری ایک ہی بیٹی ہے کیا میں دو تہائی مال کی وصیت کر دوں اور ایک تہائی چھوڑ دوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے عرض کیا کہ میں نصف مال کی وصیت کر دوں اور نصف چھوڑ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے عرض کیا کہ ایک تہائی کی وصیت کر دوں اور دو تہائی اس کے لیے چھوڑ دوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تہائی صحیح ہے اور تہائی بھی بہت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے میری پیشانی پر دست مبارک رکھا اور پھر اپنا ہاتھ میرے چہرے اور پیٹ پر پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ! سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت مکمل فرما دے۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ میں آج تک اپنے جگر میں دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مریض کے جسم پر ہاتھ رکھنا شفقت اور محبت کے اظہار کے لیے فرمایا اور اس لیے بھی کہ مرض کی شدت معلوم ہو جائے تاکہ آپ ﷺ حسب حال دعاء فرمائیں اور آپ ﷺ کے دست مبارک پھیرنے سے بیماری میں خفت ہو جائے۔

(فتح الباری: ۵۰/۳۔ ارشاد الساری: ۲۸۹/۱۲۔ روضۃ المتقین: ۹۱۳/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۴۰/۳)

اپنے اوپر دم کرنے کا طریقہ

۹۰۵۔ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ شَكَاَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ ثَلَاثًا. وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَازِرُ". (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۹۰۵) حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میرے جسم میں ایک جگہ درد ہو رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر پہلے تین مرتبہ بسم اللہ پڑھو اسکے بعد سات دفعہ یہ دعاء پڑھو، اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر۔

.....

مریض کے لیے دعاء کا ایک طریقہ

۹۰۶۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْهُ أَجَلُهُ" فَقَالَ عَنْدهُ: سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ: إِلَّا عَافَاهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ! حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَالَ الْحَاكِمُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

(۹۰۶) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کرے جس کی موت کا وقت ابھی نہ آیا ہو اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات کہیں:

"اسأل الله العظيم رب العرش العظيم أن يشفيك."

"میں اللہ رب عرش عظیم سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفاء عطا فرمادے۔"

اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفاء عطا فرمادیں گے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرط کے مطابق ہے)

تخریج حدیث (۹۰۶): سنن ابی داؤد، کتاب الحنائز، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ، الجامع للترمذی،

ابواب الطہارۃ.

کلمات حدیث: الا عافاه الله من ذلك المرض : مگر اللہ تعالیٰ اسے اس مرض سے عافیت عطا فرمادیے ہیں۔ عافی معافا (باب مفاعله) صحت دینا، عافیت عطا کرنا۔

شرح حدیث: مریض کے لیے جب دعاء کی جائے تو بہت خشوع کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ دعا کی جائے اور ماثور دعاؤں کو اختیار کیا جائے کیونکہ جو کلمات لسانِ نبوت ﷺ سے اداء ہوئے ہیں ان کی اپنی تاثیر ہے اور ان کی برکت ہے اور ان میں خیر عظیم ہے۔ غرض قبولیت کے یقین کے ساتھ اور حسن نیت کے ساتھ کی گئی دعا اللہ کے یہاں ضرور قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ مریض کو شفاء عطا فرماتے ہیں۔ (روضۃ المتقین: ۴۳۲/۲۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۴۱)

لاباس طہور کہنا

۹۰۷. وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَىٰ أَعْرَابِيٍّ يَعُوذُ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَىٰ مَنْ يَعُوذُ، قَالَ: ”لَبَّاسٌ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۰۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے

گئے۔ اور آپ ﷺ جب کسی کی عیادت کے لیے جاتے تو فرماتے کہ

”لاباس طہور إن شاء الله.“

”کوئی فکر کی بات نہیں اللہ چاہے گا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کر دے گی۔“ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۰۷): صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب عیادۃ الاعراب.

کلمات حدیث: طہور: پاکی کے حصول کا ذریعہ۔ پاک کرنے والی شے۔ پاکی، طہور، وضوء کا پانی۔

شرح حدیث: ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حد درجہ متواضع تھے اور آپ ﷺ تو اضع کی بناء پر اعرابی کی مزاج

پرسی کے لیے جاتے اور اس کے لیے دعاء فرماتے اور اسے تسلی دیتے کہ فکر نہ کرو یہ بیماری تمہارے لیے جسمانی اور روحانی پاکی کا ذریعہ بن

جائے گی اور گناہ معاف ہو جائیں گے اور اگر بیماری سے گناہ معاف ہو جائیں تو یہ بہت ہی عمدہ اور خوب بات ہے کہ دنیا کی تھوڑی سے

تکلیف کے بدلے میں آخرت کی بڑی تکلیف دور ہو جائے۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کے پاس عیادت

کے لیے تشریف لے گئے اور جب آپ ﷺ کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ فرماتے کوئی فکر و غم کی بات نہیں

ان شاء اللہ پاکی کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے اس اعرابی سے یہ جملہ کہا تو اس نے کہا کہ آپ پاکی کہہ رہے ہیں یہ تو کھولتا ہوا ابلتا ہوا بخار

ہے جس نے ایک بوڑھے کو گرفت میں لے لیا ہے تاکہ اسے قبرستان لے جائے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس وقت۔ آپ ﷺ

کے ہاں فرمانے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو اطلاع دے دی گئی کہ وہ اس بیماری میں انتقال کر جائے گا اس پر آپ ﷺ نے دعا

فرمائی کہ اس کا بخار اس کے گناہوں کے لیے کفارہ ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ اعرابی کے جواب کے وقت آپ ﷺ کو یہ علم ہوا ہو کہ یہ اب

زندہ نہیں رہے گا۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ وہ اعرابی انتقال کر گیا۔ اور دولابی نے لکھی میں روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

کہ اللہ کا فیصلہ ہو کر رہے گا اور اس کے بعد اعرابی انتقال کر گیا۔ (فتح الباری: ۲/۲۹۶۔ ارشاد الساری: ۸/۱۱۰)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دعاء

۹۰۸. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتُ؟ قَالَ "نَعَمْ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنَ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۰۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا اے محمد کیا آپ بیمار ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان الفاظ سے دعاء دی:

"بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنَ حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ."

"اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں اور ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے ہر حسد کرنے والے کے نفس سے اور حاسد کی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شفاء عطا فرمائے اللہ کے نام سے آپ ﷺ پر دم کرتا ہوں۔"

تخریج حدیث (۹۰۸): صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الصب والمرض والرقی.

کلمات حدیث: اشتکت: کیا آپ ﷺ بیمار ہیں۔ اشتکی: بیمار ہوا۔

شرح حدیث: رسول اکرم ﷺ بیمار بھی ہوئے اور لوگوں کی ایذا اور تکلیف سے بھی متاثر ہوئے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعاء بھی فرماتے اور تعویذ بھی فرماتے۔ جب کبھی آپ ﷺ بیمار ہوئے تو جبرئیل امین آپ ﷺ کی عیادت کے لیے آئے چنانچہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ وہ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو یہ کلمات فرما کر جھاڑا۔ (نزہۃ المتقین: ۲۴/۳)

بیماری کی حالت میں پڑھنے کے کلمات

۹۰۹. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ صَدَّقَهُ رَبُّهُ، فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، قَالَ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي! وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ، الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنَا لِي الْحَمْدُ وَلِي الْمُلْكُ وَإِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي! وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ ثُمَّ مَاتَ لَا تَطْعَمُهُ النَّارُ."

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۹۰۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کہا کہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بے شک میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں اور جب وہ کہتا ہے لا اللہ اللہ وحدہ لا شریک لہ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں اور جب وہ یہ کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ لہ المملک ولہ الحمد تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے ہی لیے تعریف ہے اور میری ہی بادشاہی ہے اور جب وہ کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں گناہ سے پھیرنا اور نیکی کرنے کی ہمت کرنے کی ہمت دینا صرف میرا ہی کام ہے اور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے جو شخص ان کلمات کو اپنی بیماری میں پڑھے پھر وہ اس بیماری میں مر جائے تو اسے جہنم کی آگ نہیں کھائے گی۔ (یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۹۰۹): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات: باب ما یقول العبد إذا مرض.

کلمات حدیث: لم تطعمه النار: آگ اسے نہیں چکھے گی۔ طعم طعمًا (باب سمع) چکھنا۔

شرح حدیث: یہ کلمات بہترین کلمات ہیں ہر وقت اور ہر لمحہ روزانہ رہیں تو بہت ہی بہترین اور خوب ہے اور ان کا بڑا اجر و ثواب ہے۔ خاص طور پر بیماری میں ان کلمات کو پڑھنا بہت ہی مفید ہے اور اسی بیماری میں موت آجائے تو اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی

امید ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۳۲۳۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۴۳)



لَبَّانُ (۱۴۶)

بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ أَهْلِ الْمَرِيضِ عَنْ حَالِهِ بیمار کے اہل خانہ سے مریض کا حال پوچھنے کا استحباب

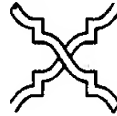
۹۱۰. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوَفِّي فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آئے جبکہ آپ مرض وفات میں تھے۔ ان سے لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ محمد اللہ اب آپ بہتر ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۱۰): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب المعانقہ.

کلمات حدیث: بارئاً: مرض سے بری، بہتر حالت، صحت کے قریب، ابرء سے اسم فاعل۔

شرح حدیث: مرض کے غلبہ کی بناء پر اگر مریض سے عیادت کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے اہل خانہ سے مزاج پرسی کرنی چاہیے اور جس سے مزاج پرسی کی جائے وہ ایسے کلمات کہے جو اگر مریض کے علم میں آئیں وہ تو ان سے خوش ہو اور ان میں امید و رجاء کا پہلو غالب ہو جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب الحمد للہ آپ روبرو صحت ہیں۔ (نزهة المتقين: ۲/۲۰۵)



البَابُ (۱۴۷)

بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ أَيْسَ مِنْ حَيَاتِهِ جو شخص اپنی زندگی سے مایوس ہو جائے وہ کیا دعاء کرے؟

۹۱۱. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى يَقُولُ
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَالْحَقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."
(۹۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے میں
نے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے:

“اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَالْحَقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى.”

”اے میرے اللہ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے۔“ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۱۱): صحیح البخاری، کتاب المرضى، باب تمنی المريض الموت . صحیح مسلم، کتاب السلام،
باب استحباب رقیة المريض .

کلمات حدیث: وهو مستند الی: آپ ﷺ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے۔ استناد (باب افعال) ٹیک لگانا، سہارا لینا۔ سند
سنوداً (باب نصر) اعتماد کرنا، بھروسہ کرنا۔ استند الیہ: سہارا لیا۔

شرح حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ مرضِ بالوفات کی شدت میں مجھ سے سہارا لیے ہوئے تھے کہ
میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

“اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَالْحَقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى.”

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سنتی تھی کہ ہر نبی کو موت سے پہلے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا
ہے اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾

(النساء: ۶۹)

”ان کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا، انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔“

الرفیق الاعلیٰ کے معنی ہیں وہ مقام جہاں ان انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی مرافعت ہو امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رفیقِ اعلیٰ

سے مراد اعلیٰ علیین میں رہنے والے انبیاء کی مرافقت ہے۔ (فتح الباری: ۲/۶۷۲۔ روضة المتقین: ۲/۴۲۵)

رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت کی کیفیت

۹۱۲. وَعَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ عِنْدَهُ، قَذَحَ فِيهِ مَاءً وَهُوَ يَدْخُلُ يَدَهُ فِي الْقَذَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ: اَللَّهُمَّ اَعِنِّي عَلَى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۹۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انتقال کے وقت دیکھا کہ آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا جس میں پانی تھا آپ ﷺ اپنا ہاتھ پیالہ میں ڈالتے پھر اپنے چہرہ مبارک پر پانی کو ملتے اور ارشاد فرماتے اے اللہ موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں پر میری مدد فرما۔

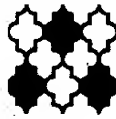
تخریج حدیث (۹۱۲): الجامع للترمذی، ابواب الجنائز، باب ما جاء فی التشدید عند الموت.

کلمات حدیث: غمرات: غمرة کی جمع سکرات موت کی شدت۔ سكرات: سكرة کی جمع یہ لفظ موت کی اس شدت پر بولا جاتا ہے جس سے حواس گم ہو جائیں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کو آخری ایام میں بخاری کی شدت تھی اور اس شدت حرارت میں تخفیف کے لیے آپ بار بار اپنا ہاتھ پیالہ میں ڈال کر دست مبارک تر کرتے اور وہ چہرے پر ملتے اور دعا فرماتے کہ اے اللہ موت کی سختی میں آسانی فرما۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر معاملہ میں امت کے لیے اسوۂ حسنہ بنایا اور آپ ﷺ کو موت کے وقت سکرات کی شدت بھی محسوس ہوئی تا کہ امت کے لیے اس آخری مرحلے سے متعلق اسوۂ حسنہ ہو جائے اور مسلمان آخری وقت میں اللہ کو یاد کریں اور دعا کریں کہ:

”اللهم اعنني على غمرات الموت وسكرات الموت.“

”اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں میں میری مدد فرما۔“ (روضة المتقين: ۴۲۶/۲۔ نزهة المتقين: ۲۶/۲)



الباب (۱۴۸)

بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ أَهْلِ الْمَرِيضِ وَمَنْ يَخْدُمُهُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهِ
الصَّبْرَ عَلَى مَا يَشُقُّ مِنْ أَمْرِهِ وَكَذَا الْوَصِيَّةَ بِمَنْ قَرَبَ سَبَبُ مَوْتِهِ
بِحَدِّ أَوْ قِصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا

مریض کے گھر والوں اور اس کے خدمت گاروں کو مریض کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور مریض کی طرف
سے پیش آنے والی مشقتوں پر صبر کرنے کی تلقین اسی طرح جس کا سبب موت قریب ہو یعنی حد یا قصاص
وغیرہ نافذ ہونے والی ہو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید

عورت کو حالت حمل میں رجم نہیں کیا جائے گا

۹۱۳. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطِّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ آتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزَّانَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْهَا فَقَالَ "أَحْسِنُ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَاتِنِي بِهَا" فَفَعَلَ، فَأَمَرَبَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَبَهَا فُرْجَمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۱۳) حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہینہ کی ایک عورت جو زنا سے حاملہ تھی، آپ ﷺ کی
خدمت میں آئی، اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے حد کا جرم کیا ہے، آپ میرے اوپر حد قائم فرمادیجئے۔ آپ نے اس کے ولی کو بلوایا
فرمایا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو جب بچہ کی پیدائش ہو جائے تب میرے پاس لے کر آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا آپ ﷺ نے حکم
فرمایا اور اس کے پیروں کو اس پر مضبوطی سے باندھ دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی سنگساری کا حکم دیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا اور آپ
ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۱۳): صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا.

کلمات حدیث: أصبت حدًا: میں نے ایسے جرم کا ارتکاب کر لیا جس پر حد لازم آتی ہے۔ ولیها: اس کا ولی۔ ولی: وہ قریبی
رشتہ دار جو اپنے زیر ولایت شخص کے معاملہ کا ذمہ دار ہو۔

شرح حدیث: جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی اور اس نے اعتراف جرم زنا کیا آپ ﷺ نے اس کے ولی کو
بلایا اسے حکم فرمایا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور جب بچہ کی پیدائش ہو جائے تب میرے پاس لے کر آؤ۔ احسان کا حکم آپ ﷺ
نے اس لیے فرمایا تا کہ رشتہ دار اور عزیز اس کے ساتھ برا اور توہین آمیز سلوک نہ کریں اور غیرت اور عار کے نام پر اس پر کوئی زیادتی نہ
کریں کیونکہ دراصل یہ عورت توبہ کر چکی ہے۔ دوسری وجہ حکم احسان کی ہے کہ اس کے شکم میں پرورش پانے والا بچہ محفوظ رہے۔

غرض ایسا ہی ہوا کہ اس عورت کے جب بچہ پیدا ہو گیا تو اس کا ولی اسے لے کر آیا آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کے کپڑے اس کے گرد لپیٹ کر باندھ دیے جائیں تاکہ اجزائے سزا کے دوران اس کا جسم نہ کھلے اور اس کے بعد اسے رجم کر دیا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس عورت کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں جس نے زنا کیا ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے جو مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو وہ سب کو کافی ہو جائے اور اس سے بڑھ کر کیا توبہ ہوگی کہ اس نے اپنی جان اللہ کی نذر کر دی۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۶۹/۱۱۔ تحفۃ الأحوذی: ۸۱۰/۴)



(البیِّنَات (۱۴۹)

جَوَّازُ قَوْلِ الْمَرِيضِ أَنَا وَجُعٌ، أَوْ شَدِيدُ الْوَجَعِ أَوْ مَوْعُوكٌ أَوْ وَارِئُ أَسَاهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى السَّخَطِ وَاطْهَارِ الْجَزَعِ
 بیمار کا یہ کہنا کہ مجھے تکلیف ہے یا سخت تکلیف ہے یا بخار ہے یا ہائے میرا سر وغیرہ بلا کراہت جائز ہے
 بشرطیکہ اللہ سے ناراضگی اور جزع و فزع کے طور پر نہ ہو

رسول اللہ ﷺ کہ بخار دو آدمیوں کے برابر ہوتا تھا

۹۱۳. عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْعُكَ فَمَسِسْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتَوْعُكَ وَعُكَ شَدِيدًا: فَقَالَ أَجَلُ إِنِّي أَوْعُكَ كَمَا يَوْعُكَ رَجُلَانِ مِنْكُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۱۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کو بخار تھا میں نے آپ کو چھو کر دیکھا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ کو شدید بخار ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔

تخریج حدیث (۹۱۳): صحیح البخاری، کتاب المرض، باب شدة المرض، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة.

والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك.

کلمات حدیث: یوعک: بخار ہے۔ وعک: بخار کا درد اور تکلیف۔ وعک وعکا: گرمی، تیزی ہونا۔ موعوک: جس کو بخار ہو، بخار والا۔ انک لتوعک وعک شدیداً: آپ کو شدید بخار ہے۔

شرح حدیث: سب سے زیادہ آزمائش سے انبیاء کرام گزرتے ہیں اور جس کا تعلق اللہ سے زیادہ ہوتا ہے اس کی آزمائشیں زیادہ ہوتی ہیں۔ رسول کریم ﷺ کو شدید بخار چڑھتا اور آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ مجھے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی آزمائش اور تکلیف میں زیادتی سے ان کے مراتب اور درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مریض اللہ کی حمد اور اس کے شکر کیساتھ اپنے اہل خانہ یا عیادت کرنیوالوں کے سامنے اپنے مریض کی کیفیت بیان کر سکتا ہے مگر اس طرح کہ اس میں تقدیر کا شکوہ اور ناراضگی کا پہلو نہ ہو۔ (روضۃ الصالحین: ۴۵۲/۳۔ روضۃ المتقین: ۴۲۸/۲)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیماری کی کیفیت بتانا

۹۱۵. وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَعُوذُنِي مِنْ وَجَعِ اسْتَدْبِي فَقُلْتُ: بَلَغَ بِي مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي وَذَكَرَ الْحَدِيثَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۱۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سخت بیمار تھا رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے آئے میں نے عرض کیا کہ میری تکلیف کی شدت دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میری ایک ہی بیٹی ہے جو میرا وارث ہے۔ اس کے بعد پھر مکمل حدیث ذکر کی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۱۵): صحیح البخاری، کتاب المریض، باب قول المریض انی وجع. صحیح مسلم، کتاب الوصیة؟ باب الوصیة بالثلث.

کلمات حدیث: یعودنی من وجع اشتد بی: میری شدید بیماری میں عیادت کے لیے تشریف لائے۔ وجع: درد۔ بیماری، جمع اوجاع.

شرح حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہو گئے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی تشریح کے مطابق آپ مکہ مکرمہ میں حجة الوداع کے موقع پر بیمار ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے ہر ایک سے بہت محبت فرماتے اور بہت شفقت فرماتے۔ آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے انہوں نے اپنے مرض کی شدت بیان کی اور عرض کیا کہ میرے پاس خاصا مال ہے اور ایک بیٹی وارث ہے اور انہوں نے آپ ﷺ سے وصیت کے بارے میں دریافت کیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری مال کی وصیت کی جاسکتی ہے اور تمہاری بھی بہت ہے۔ (فتح الباری: ۵۲/۳۔ ارشاد الساری: ۳۹۸/۱۲۔ دلیل الفالحین: ۳۵۱/۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شدت مرض کو بیان کرنا

۹۱۶. وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَارِثُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَلْ أَنَا وَارِثُهَا" وَذَكَرَ الْحَدِيثَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۱۶) حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیماری کی شدت میں کہا کہ ہائے میرا سر۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے میرا سر۔ اور اس کے بعد حدیث ذکر کی۔ (بخاری)

شرح حدیث (۹۱۶): ابن ماجہ کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات بقیع میں جنازہ کی شرکت سے واپس آئے اور میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی کہ ہائے میرا سر تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں کہ ہائے میرا سر۔ حدیث کا مقصود یہ ہے کہ مریض اپنے مرض کی کیفیت کو بیان کر سکتا ہے اور اپنے مرض کی شدت کو بیان کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے مرض کی شدت کے بارے میں بیان کیا۔

(نزهة المتقين: ۲۸/۲۔ فتح الباری: ۵۲/۳۔ ارشاد الساری: ۳۹۵/۱۲)

(الباب ۱۵۰)

بَابُ تَلْقِیْنِ الْمُحْتَضِرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جس کی موت قریب ہو اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا

۹۱۷. عَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.

(۹۱۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد، حاکم۔ حاکم نے کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے)

تخریج حدیث (۹۱۷): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی التلقین.

کلمات حدیث: آخر کلامہ: اس کا آخری کلام اس کی آخر بات۔ آخر: پچھلا: جمع آخرون۔ مونث آخری: جمع آخریات.

شرح حدیث: آخری وقت میں جب آدمی اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہو اور اس کی زبان پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ جاری ہو تو وہ اس کے صاحب ایمان ہونے کی علامت ہے اور اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے جنت میں جائے گا۔ یا تو براہ راست جنت میں جائے گا یا جو کچھ اس کے گناہ ہوں گے ان کی سزا پا کر رحمت الہی سے جنت میں پہنچ جائے گا۔ اور یہ امر بصراحت اس روایت میں مذکور ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بوقت موت لا الہ الا اللہ کہا اسے کسی دن اس کا فائدہ پہنچ کر رہے گا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ جس نے وقت موت لا الہ الا اللہ کہا وہ کسی دن اس کی نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس نے آخری وقت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا۔ بشرطیکہ کہ اس کے گناہ اس کی میزان پر غالب نہ ہوں ایسی صورت میں اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ اگر چاہے تو وہ ان گناہوں کی سزا دے اور چاہے تو اس کے گناہ معاف فرمادے اور اسی وقت جنت میں داخل فرمادے اور اگر میزان عمل میں اس کی حسنات غالب ہوں تو وہ اللہ کی رحمت سے ضرور جنت میں جائے گا۔ (روضۃ المتقین: ۲/۴۳۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۵۳)

موت کے وقت کلمہ تلقین کرنا

۹۱۸. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۱۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۱۸):

صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتی لا اله الا الله .

کلمات حدیث: لقنوا موتاکم : ان لوگوں کو جن کا موت کا وقت قریب ہو تلقین کرو۔ لقن تلقینا (باب تفعل) بالمشافہ سمجھانا، بتانا، ذکر کرنا تاکہ یاد آجائے۔

شرح حدیث: جب کسی مریض کی موت کا وقت قریب آئے تو جو لوگ اس کے پاس موجود ہوں انہیں کلمہ طیبہ لا اله الا الله پڑھنا چاہیے تاکہ مریض کو بھی خیال آجائے اور وہ بھی کلمہ پڑھ لے۔ اسے تلقین کہتے ہیں لیکن اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ زیادہ کثرت نہ کی جائے ہو سکتا ہے کہ مرض کی شدت میں مریض کو گرائی ہو اور نہ اسے یہ کہنا چاہیے کہ تم بھی پڑھو۔ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تلقین موتی کا یہ حکم اس فرمان الہی میں داخل ہے:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۵۵)

”اور یاد دہانی کرو کہ یاد دہانی مؤمنین کے لیے فائدہ مند ہے۔“ (الذاریات: ۵۵)

اور سب سے زیادہ تذکیر باللہ کی آدمی کو ضرورت بوقت موت ہے کہ آخری وقت بھی اگر اسے شیطان اچک لے تو اس کے بعد تو عرصہ مہلت باقی نہیں رہا۔ (شرح صحیح مسلم، للنووی: ۱۹۴/۶۔ روضة المتقین: ۴۳۱/۲)



بَابُ مَا يَقُولُهُ، بَعْدَ تَغْمِيزِ الْمَيِّتِ مرنے والے کی آنکھیں بند کرنے کے بعد کون سی دعاء پڑھی جائے؟

.....

۹۱۹. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ" فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَيَّ أَنْفُسَكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ "فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَيَّ مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ: اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ". وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ. "رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۱۹) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ کے پاس آئے ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں بند فرمادیا اور فرمایا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کو جاتا ہوا دیکھتی ہیں۔ یہ سن کر گھر کے کچھ لوگ زور سے رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے لیے صرف بھلائی کی دعاء کرو تم جو دعاء کرتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ابوسلمہ کی مغفرت فرما ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کے درجات بلند فرما پسماندگان میں اس کے پیچھے خلیفہ (دیکھ بھال کرنے والا) بن جا اور اے اللہ رب العالمین ہماری اور اس کی مغفرت فرما اس کی قبر کشادہ فرما اور اس کی قبر کو روشن فرما دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۱۹): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی اغماض المیت والدعاء له اذا احتضر..

کلمات حدیث: فضج ناس من اہله: اس کے گھر والوں میں بعض افراد زور سے روئے۔ ضج ضحجا (باب نصر) شور مچانا، چیخنا، رونا۔ ضحجة: چیخ و پکار۔ وارفع درجته فی المہدیین: ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما دے۔ مہدیین: مہدی کی جمع یعنی ہدایات یافتہ۔ وہ شخص جس کی اللہ تعالیٰ حق کی طرف راہنمائی فرمائیں۔ وقد شق بصره. فأغمضه: اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں آپ ﷺ نے اسے بند فرمادیا۔ اغمض اغماضا (باب افعال) آنکھ بند کرنا۔ واخلفه فی عقبه فی الغابین: آنے والے زمانوں میں تو اس کے پیچھے اس کا قائم مقام ہو جا۔ الغابین: غابر کی جمع باقی ماندہ۔

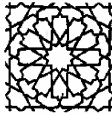
مرنے کے بعد روح کا جسم سے ایک گنا تعلق قائم رہتا ہے۔

شرح حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ نے دست مبارک سے ان کی آنکھیں بند فرمادیں اور فرمایا کہ جب آدمی کی روح نکلتی ہے تو اس کی نگاہ اس کا تعاقب کرتی ہے کہ اس کی روح کہاں جا رہی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال سے اس حدیث پر غور کر رہا ہوں اور میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ انسان کے سارے جسم سے روح نکل جاتی ہے اور آخر میں سر میں اور آنکھوں میں رہ جاتی ہے تو جو روح نکل کر جا رہی ہوتی ہے اسے مرنے والے کی آنکھیں دیکھتی ہیں اور جب پوری آنکھیں نکل جاتی ہیں تو آنکھیں اسی طرح پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں جیسے مذہبوح جانور کی رہ جاتی ہیں۔ اور بعض علماء نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ روح کا مرنے والے کے جسم سے ایک نوع کا اتصال باقی رہتا ہے اور یہ اتصال بالکلیہ منقطع نہیں ہوتا اور روح جسم سے نکلنے کے بعد دیکھتی بھی اور سنتی بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتی ہے۔

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح المنہاج میں تحریر کیا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ مفہوم یہ ہو کہ جب روح نکل جاتی ہے تو قوت باصرہ بھی نکل کر اس کے پیچھے چلی جاتی ہے اور اسی بناء پر آنکھ کی پتلی ٹھہر جاتی ہے اور مرنے والے کی شکل کر یہہ المنظر ہو جاتی ہے اور اس کراہت منظر کو دور کرنے کے لیے آنکھوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے نیز یہ کہ جب آنکھ سے بصارت جاتی رہی تو اس کے کھلے رہنے کا فائدہ باقی نہیں رہا، اس لیے بھی مردے کی آنکھیں بند کرے کا حکم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے امت کو تعلیم دی کہ جب کوئی عزیز قریب مر جائے تو حج و پکار اور رونے کی بجائے دعاء کی جائے مرنے والے کے لیے بھی اور ان لوگوں کے لیے جو اس کے پیچھے اس کے لواحقین میں سے زندہ ہیں کیونکہ اس موقع پر جب دعائے خیر کی جاتی ہے تو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ مرنے والے کے اہل خانہ سے تعزیت کے لیے جائیں وہ بھی مرنے والے اور اس کے لواحقین کے حق میں دعاء کریں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۹۷/۶ - دلیل الفالحین: ۳/۳۵۵)



(الباب ۱۵۲)

مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا يَقُولُهُ، مَنْ مَاتَ لَهُ، مَيِّتٌ
میت کے پاس کیا کہا جائے اور مرنے والے کے ورثاء کے پاس کیا کلمات کہیں جائیں؟

۹۲۰. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ" قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدِمَاتٍ، قَالَ: "قُولِي: اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ، وَاعْقِبْنِي مِنْهُ، عَقِبِي حَسَنَةً" فَقُلْتُ فَأَعَقِبْنِي اللَّهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ! مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا: "إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ" عَلَى الشَّكِّ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ: "الْمَيِّتَ" بَلَا شَكٍّ!

(۹۲۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بیمار یا مریض کے پاس آؤ تو اس سے اچھی بات کہو کیونکہ اس وقت تم جو دعاء کرتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور میں نے عرض کیا کہ یدرسول اللہ ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ دعاء پڑھو:

"اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَاعْقِبْنِي مِنْهُ عَقِبِي حَسَنَةً."

"اے اللہ! میری اور اس کی مغفرت فرما اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما۔"

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمادیا۔ (مسلم نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے کہ جب تم مریض یا میت کے پاس آؤ)

تخریج حدیث (۹۲۰): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند المریض والمیت. سنن ابی داؤد،

کتاب الجنائز، باب ما يستحب ان يقال عند المیت من الکلام.

کلمات حدیث: واعقبني منه عقبى حسنة: اور مجھے اس کی جگہ بہتر صلہ عطا فرما۔ اعقبني: مجھے عوض یا بدلہ میں دیدے۔

شرح حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے مجھے اس دعاء کی تلقین فرمائی اور دعاء قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ کی جگہ رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا۔ یعنی مجھے بہترین صلہ اور اچھا عوض عطا فرمایا۔ ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس قدر بڑی خیر کی بات ہے کہ ایک چھوٹا سا جملہ کہا جائے اور اس پر اتنی بڑی خیر کثیر مرتب ہو جائے اور اس کے ساتھ گناہوں سے مغفرت کا انعام بھی مل جائے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۹۷/۵)

جانی ومالی صدمہ پر یہ دعاء پڑھے

۹۲۱. وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ: إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ: اللَّهُمَّ اِجْرِنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا: إِلَّا أَجَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مُصِيبَتِهِ وَاخْلُفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ: فَلَمَّا تَوَفَّيْتُ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۲۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے کہ:

"انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجرني في مصيبتى واخلف لي خيرا منها."

"ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کی جگہ بہتر بدلہ عطا فرما۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اس طرح دعاء کی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ سے بہتر یعنی رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمادیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۲۱): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة.

کلمات حدیث: واخلف: اس سے بہتر عوض عطا فرما۔ اخلف له: بدلہ دینا، صلہ دینا۔

شرح حدیث: دنیا کی ہر شے اللہ کی ملکیت ہے، ہماری جانیں بھی اسی کی ملک ہیں اور جو شے کسی کی ملک ہو تو مالک کو اختیار ہے جب چاہے واپس لے لے۔ اسی لیے تعلیم فرمائی کہ جب ہمیں جان و مال کا کوئی نقصان ہو یا کوئی مصیبت آئے تو ہم یہ کہیں ہم اللہ کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اس حقیقت کو سمجھنے والا اور اس کو اپنے دل میں جاگزیں کر لینے والا کسی بھی مصیبت میں صبر کا دامن چھوڑ کر جزع و فزع میں مبتلا نہ ہوگا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ١٥٦ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ١٥٧﴾

"ایسے لوگ کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ایسے لوگوں

پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور اس کی مہربانی اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں۔" (البقرہ: ۱۵۶)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں یہ دعاء پڑھا کرتی تھی اور فی الواقع اللہ تعالیٰ نے مجھے

ابوسلمہ سے بہتر صلہ عطا فرمایا اور مجھے ابوسلمہ کی جگہ رسول اللہ ﷺ مل گئے۔

(شرح مسلم للنووی: ۱۹۵/۶ - روضة المتقین: ۴۳۵/۲)

بچہ کے انتقال پر صبر کا بدلہ ”بیت الحمد“ ہے

۹۲۲. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةً فَوَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمْدُكَ وَاسْتِرْجَاعُ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: إِنُّوَا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۹۲۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی اللہ کے بندے کا بچہ وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی وہ کہتے ہیں کہ ہاں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے اس کے دل کا ثمر لے لیا وہ کہتے ہیں ہاں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آپ کی حمد بیان کی اور انا اللہ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے لیے جنت میں گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۹۲۲): الجامع للترمذی، ابواب الجنائز، باب فضل المصیبة إذا احتسب .

کلمات حدیث: ثمرۃ فوادہ: اس کے دل کا پھل، اس کا ثمر قلب۔ اس کے جگر کا ٹکڑا۔ فواد: دل جمع افندہ۔ ثمرۃ: پھل، میوہ جمع اثمار.

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے انسان پر بے شمار احسانات ہیں، زندگی کا ایک ایک سانس اسی کی نعمت ہے مال و اولاد اس کا دیا ہوا عطیہ ہیں۔ وہ ہر شے کا مالک وہ اگر کسی کو کوئی شے دے کر واپس لے لے تو جس کی تھی اس نے لے لی تو جزع و فزع کا کیا مقام؟ اب اگر کسی بندے کے بچہ مر جائے اور اس کی موت پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے اور انا اللہ پڑھ کر صبر کرے تو اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا اور اس کا نام بیت الحمد ہوگا۔ اس رنج و غم کے موقع پر اللہ کے بندے نے اللہ کی حمد بیان کی تو اس کے صلہ میں ملنے والے انعام کا نام بھی بیت الحمد ہوگا۔ (تحفة الاحوذی: ۸۲/۴ - روضة المتقین: ۴۳۵/۲ - دلیل الفالحین: ۳۶۰/۳)

اولاد کے انتقال پر صبر کا بدلہ جنت ہے

۹۲۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبِضْتُ صَفِيَّهُ، مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ، إِلَّا الْجَنَّةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس اس بندے کے لیے جنت کے سوا کوئی جزا نہیں ہے جس کی میں محبوب شے واپس لے لوں اور اس پر وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۲۳): صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یتغنی بہ وجہ اللہ تعالیٰ۔
کلمات حدیث: احتسبہ: اجر کی امید کی، ثواب کی امید رکھی۔ احتساب (باب افعال) کسی کام کے وقت اجر و ثواب کی اور اللہ کے یہاں جزا کی امید رکھنا۔

شرح حدیث: یہ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر میرے بندے کا کوئی محبوب اور پیارا وفات پا جائے تو خواہ وہ اولاد ہو باپ ہو یا ماں یا عزیز و اقارب ہو اور وہ اس پر اللہ کی رضا کی خاطر اور اس کے یہاں ملنے والے اجر و ثواب کی امید میں صبر کرے تو اس کی جزا جنت ہے۔ (روضة المتقین: ۴۳۶/۲ - دلیل الفالحین: ۳/۳۶۱)

رسول اللہ ﷺ کے نواسہ کے انتقال کا واقعہ

۹۲۴. وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرْسَلْتُ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ تَدْعُوهُ وَتُخْبِرُهُ، أَنَّ صَبِيًّا لَهَا. أَوَانَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ: "أَرْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَمُرْهَا، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۲۴) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے کسی صاحبزادی نے پیغام بھیج کر آپ ﷺ کو بلوایا اور اطلاع بھجوائی کہ ان کا کوئی بچہ یا بیٹا موت کی آغوش میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیغام لانے والے سے فرمایا کہ واپس جاؤ اور کہو کہ جو اللہ نے واپس لے لیا وہ بھی اسی کا ہے اور جو اس نے عطا فرمایا وہ بھی اسی کا ہے، اس کے پاس ہر شے کا ایک وقت مقرر ہے۔ اسے کہو کہ صبر کرے اور اللہ کے یہاں ملنے والے اجر کی امید رکھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۲۴): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول الرسول ﷺ یعذب البکاء علیہ۔
کلمات حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت۔

کلمات حدیث: اجل مسمى: وقت مقرر۔ جونہ ذرا آگے سرک سکتا ہے نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ دنیا میں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے بلکہ پوری دنیا کا ایک وقت مقرر ہے۔ یہ مدت پوری ہوتی ہے اور وہ چیز فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے کسی کو قدرت نہیں روک سکے یا اسے باقی رکھ سکے۔ یا اس کی بقاء کی مدت میں اضافہ کر سکے۔

شرح حدیث: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے کسی بچہ کی موت کا وقت قریب تھا انہوں نے آپ ﷺ کے پاس کسی کو بھیجا کہ آپ

ﷺ کو اطلاع دے اور آپ ﷺ کو بلا لائے۔ اس پر آپ ﷺ نے قاصد کو فرمایا واپس جا کر کہو کہ ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے وہی دیتا ہے وہی لیتا ہے وہی زندگی عطا کرتا ہے وہی مارتا ہے، اس نے ہر شے کی ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جوں ہی وہ مدت پوری ہوئی اس شے کا خاتمہ ہوا اس اجل مسمیٰ کو نہ کوئی روک سکتا ہے اور نہ ٹال سکتا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ صبر کرے اور اللہ کے یہاں اجر کی امید رکھے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب الصبر میں گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۴۳۷/۲ - دلیل الفالحین: ۳۶۱/۳)



المبتدئ (۱۵۳)

جَوَازُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاحَةٍ
توحہ خوانی اور چیخ و پکار کے بغیر مرنے والے پر رونے کا جواز

أَمَّا النِّيَاحَةُ فَحَرَامٌ وَسَيَأْتِي فِيهَا بَابٌ فِي كِتَابِ النَّهْيِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَمَّا الْبُكَاءُ فَجَاءَتْ أَحَادِيثُ بِالنَّهْيِ عَنْهُ وَأَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ وَهِيَ مُتَأَوَّلَةٌ مَحْمُولَةٌ عَلَى مَنْ أَوْصَى بِهِ وَالنَّهْيُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُكَاءِ الَّذِي فِيهِ نَذْبٌ أَوْ نِيَاحَةٌ. وَالذَّلِيلُ عَلَى جَوَازِ الْبُكَاءِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاحَةٍ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ مِنْهَا: مرنے والے پر توحہ کرنا حرام ہے اس موضوع پر ان شاء اللہ کتاب النہی میں ایک مستقبل باب آئے گا۔ رونے کی ممانعت کے بارے میں بھی متعدد احادیث مروی ہیں، یہ بھی ہے کہ گھر والوں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کی تاویل کی گئی ہے اور اسے رونے پینے کی وصیت پر محمول کیا گیا ہے غرض بغیر توحہ اور بغیر چیخ و پکار کے رونے کے جواز میں متعدد احادیث موجود ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر رسول اللہ ﷺ کا آبدیدہ ہونا

۹۲۵. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَبَكَى، رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا: فَقَالَ: "أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا أَوْ يَرْحَمُ" وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۲۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت سعد بن وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا آپ ﷺ کو روتا دیکھ کر سب رونے لگے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے یقیناً اللہ تعالیٰ کسی کو آنسو بہانے اور دل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے عذاب دے گا یا رحم فرمائے گا، اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۲۵): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب البكاء عند المریض. صحیح مسلم، کتاب

الجنائز، باب البكاء علی المیت.

کلمات حدیث: الحزن: رنج و غم۔ حزین: غمگین، جمع حزناء.

شرح حدیث: اسلامی شریعت میں مواخذہ ان امور میں ہے جو اختیاری ہوں غیر اختیاری امور پر مواخذہ نہیں ہے۔ عزیز قریب کی وفات کا غم ہونا افسوس ہونا دل غمگین ہونا آنکھوں سے آنسوؤں کا بہہ نکلنا فطری امور ہیں اور غیر اختیاری ہیں۔ لیکن نوح کرنا، چیخ و پکار کرنا، ماتمی جلوس برپا کرنا، سیدہ کو بی کرنا اور ایسے کلمات کہنا کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض ہو یا شکوہ ہو، یا اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہو یہ سب امور اور اسی طرح کی دوسری باتیں جن سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے ان پر مواخذہ ہے۔

رسول کریم ﷺ بہت نرم دل اور اپنے اصحاب سے بہت محبت کرنے والے تھے آپ ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو ان کی بیماری اور تکلیف دیکھ کر آپ ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا اور آپ کو روٹا دیکھ کر صحابہ کرام بھی رونے لگے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں یا دل غمگین ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہیں مواخذہ زبان سے نکلنے والے کلمات پر ہے کہ انسان اس سے اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہے انا اللہ پڑھتا ہے یا اس سے ایسے کلمات نکلتے ہیں جو ناشکری اور تقدیر پر اعتراض کے ہوں تو ان پر مواخذہ ہے۔ صبر و شکر اور حمد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا اور ناشکری کے کلمات کہنے والوں پر اور نوح کرنے والوں پر اللہ ناراض ہوگا۔ (فتح الباری: ۷۸۰/۱ - روضة المتقین: ۴۳۷/۲ - دلیل الفالحین: ۳/۳۶۴)

رشتہ داروں کی موت پر آنسو جاری ہونا

۹۲۶. وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ إِلَيْهِ ابْنُ أُبَيٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَاصَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: سَعْدُ! مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي قُلُوبِ عِبِيدِهِ، وَأَنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۹۲۶) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی صاحبزادی کا بیٹا جو مرنے والا تھا لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت سعد نے فرمایا یا رسول اللہ یہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمتی ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رحمتی بندوں ہی پر رحم فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

خرنجان حدیث (۹۲۶): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت بکاء اہلہ۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البكاء علی المیت۔

کلمات حدیث: ففاضت عینا رسول اللہ: آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

شرح حدیث: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے مرض الموت میں تھے انہیں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت سعد نے استفسار فرمایا کہ یا رسول اللہ یہ کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کے دلوں میں رحمتی رکھی ہے۔ اور کسی کی موت کے وقت رحمتی کے جذبات سے متاثر ہو کر آنسوؤں کا بہہ نکلنا اور دل کا غمگین ہو جانا منع نہیں ہے، بلکہ یہ تو عین رحمتی کا تقاضا ہے اور اللہ رحیم ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے ان پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

(فتح الباری: ۱/۷۷۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۲۰۰)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موت پر رسول اللہ ﷺ کا غم

۹۲۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذَرَفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: "يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اتَّبَعَهَا بِأُخْرَى، فَقَالَ: إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يُرْضَى رَبَّنَا: وَإِنَّا بِقِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى بَعْضُهُ مُسْلِمٌ. وَالْأَحَادِيثُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ مَشْهُورَةٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(۹۲۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے وہ اس وقت لب دم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بنے لگیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف یہ رحمہ لی ہے پھر آپ کو دوبارہ آنسو آگئے اور فرمایا بے شک آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل ٹمگن ہے لیکن ہم وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں۔ (بخاری اس حدیث کے کچھ حصے کو مسلم نے روایت کیا ہے)

اس موضوع سے متعلق صحیح احادیث بکثرت اور مشہور ہیں۔

تخریج حدیث (۹۲۷): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی انا بک لمحزونون۔ صحیح مسلم،

کتاب الفضائل، باب رحمة الصبيان والعیال وتواضعہ.

کلمات حدیث: وهو یجود بنفسه: وہ اس وقت اپنی جان دے رہے تھے، وہ اس وقت لب دم تھے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنی مرضعہ کے پاس تھے اور ان کی عمر وقت وفات سولہ سترہ ماہ تھی، رسول اللہ ﷺ ابوسف کے گھر تشریف لے گئے جو مرضعہ کا شوہر تھا اور آہن گری اس کا پیشہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے تو اس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ لب دم تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو لب دم دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور جب وہ انتقال کر گئے تو رسول اللہ ﷺ پھر رونے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو رحمہ لی ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرمائی ہے اس رونے کو اس رونے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جس سے منع کیا گیا ہے اور وہ رونا ہے جو بین کے طور پر ہو دکھاوے کے طور پر ہو اور اس میں چیخ و پکار اور ایسے امور شامل ہوں جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ جو رونا جائز اور روا ہے وہ تو یہ ہے کہ شدت غم سے آنسو بہہ نکلیں اور دل آزرہ ہو جائے۔

(فتح الباری: ۱/۷۷۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵/۶۰۔ روضة المتقین: ۲/۴۴۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۶۵)

البشائر (۱۵۴)

الْكَفُّ عَنْ مَا يَرَى مِنَ الْمَيِّتِ مِنْ مَكْرُوهِ
میت کی کوئی ناگوار بات دیکھ کر اسے ذکر کرنے کی ممانعت

۹۲۸. عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَسْلَمَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَكُتِمَ عَلَيْهِ غُفْرَانُ اللَّهِ لَهُ، أَرْبَعِينَ مَرَّةً، "رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ".

(۹۲۸) رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ حضرت ابو رافع اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی کسی ناگوار بات کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ چالیس مرتبہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ (حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مسلم کی شرط صحیح ہے)

تخریج حدیث (۹۲۸): المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز.

کلمات حدیث: فکتم علیہ: اس پر چھپایا، اس کی پردہ پوشی کی، اس کا کوئی عیب دیکھ کر اسے بیان نہیں کیا۔ کتم کتما کتسانا (باب نصر) پوشیدہ کرنا، چھپانا۔

شرح حدیث: جو شخص مردے کو غسل دے اور اسے مردے کے کسی عیب یا کسی ناگوار بات کی اطلاع ہو جائے مثلاً چہرے کی سیاہی یا چہرے پر خوف کے آثار یا خلقتی بد صورتی وغیرہ اور وہ اس بات کو چھپائے اور کسی سے بیان نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس مرتبہ مغفرت فرمائیں گے۔ یعنی جو گناہ اس نے چالیس مرتبہ کیا ہو گا وہ چالیس گناہ معاف فرما دیں گے۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس نے میت کو غسل دیا اور اس کے بارے میں امانت داری برتی اور اس کی کوئی ایسی بات جو اس میں ہو افشاء نہیں کی وہ روز قیامت ایسا اٹھے گا جیسے اس کی ماں نے اسے اسی وقت جنا ہوا اور اسی لیے ارشاد فرمایا کہ جنازے کو غسل وہ شخص دے جو مرنے والے سے قریب ترین رشتہ رکھتا ہو ایسا شخص غسل دے جسے اللہ کی جانب سے امانت اور ورع کا کوئی حصہ ملا ہو۔

(روضة المتقين: ۲/۴۱۱۔ نزہۃ المتقين: ۲/۳۵)



جَنَازَت (۱۵۵)

الصَّلَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ وَتَشْيِيعُهُ وَحُضُورُ دَفْنِهِ وَكَرَاهَةُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزِ
میت کی نماز جنازہ پڑھنا، جنازے کے ساتھ جانا اور تدفین کے وقت موجود ہونا،
عورتوں کے جنازے کے ساتھ جانے کی کراہت
جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت پہلے ہی بیان ہو چکی ہے۔

تدفین تک رہنے والے کا اجر و ثواب

۹۲۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ! قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ هَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ، قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: "مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جنازے میں نماز جنازہ پڑھے جانے تک موجود رہا اسے ایک قیراط ملے گا اور جنازے کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کی تدفین ہو گئی اسے دو قیراط ملیں گے۔ کسی نے عرض کیا کہ دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا: دو عظیم پہاڑوں کی مانند۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۲۹): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن. صحیح مسلم، کتاب

الجنائز، باب فضل الجنائز واتباعها.

کلمات حدیث: من شهد الجنائزہ: جو جنازے میں شریک ہوا، جو جنازہ میں موجود رہا۔

شرح حدیث: جنازے میں شرکت کرنا بہت ہی اجر و ثواب کا کام ہے جو شخص نماز جنازہ تک موجود رہے اسے ایک قیراط ملے گا اور جو تدفین کے وقت تک موجود رہے اسے دو قیراط ملیں گے اور ہر قیراط ایسا ہوگا جیسا کہ عظیم پہاڑ۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قیراط (Karrat) کا وزن چار جو کے برابر ہوگا اور دراصل یہ دینار کا بارہواں حصہ ہوتا ہے۔

(فتح الباری: ۷۴۶/۱ - روضة المتقين: ۴۴۶/۲)

جنازہ و دفن دونوں میں شرکت کا ثواب

۹۳۰. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بَقِيرًا طَيْنٍ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ. "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ".

(۹۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کی سیت کے ساتھ کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلا اور جنازے کی نماز پڑھی جانے اور دفن کیے جانے تک اس کے ساتھ رہا تو وہ اجر کے دو قیراط لے کر لوٹے گا۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جس نے جنازے کی نماز پڑھی اور تدفین سے پہلے لوٹ آیا تو وہ ایک قیراط لے کر لوٹا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۳۰): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب اتباع الجنائز من الایمان.

کلمات حدیث: من اتبع جنازہ مسلم: جو کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے۔ اتباع: پیچھے چلنا۔ تبع تبعاً (باب سمع) تابع ہونا، پیچھے چلنا، پیروی کرنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا کہ جو شخص ایمان اور احتساب کے ساتھ یعنی ایمان کے ساتھ اور اللہ کے یہاں اجر و ثواب کی امید کے ساتھ خالص رضائے الہی کے لیے جنازہ کے ساتھ چلا اور جنازہ کے ساتھ رہا جنازہ کی نماز اداء کی اور پھر تدفین میں موجود رہا اسے دو قیراط ملیں گے ہر قیراط احد پہاڑ کے مانند ہوگا ایک اور روایت میں ہے کہ اسکے لیے دو قیراط اجر لکھا جائے گا روز قیامت اس کی میزان میں ان دونوں میں سے کم وزن والا بھی احد پہاڑ کے مانند ہوگا۔

اور جس نے نماز جنازہ پڑھی اور تدفین سے پہلے چلا آیا تو وہ ایک قیراط لے کر لوٹے گا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قیراط اس کے لیے جو جنازہ میں شروع سے حاضر ہوا اور پھر نماز جنازہ پڑھ کر جائے اور یہی محبت الطہری کی رائے ہے۔

(فتح الباری: ۱/۲۶۴۔ ارشاد الساری: ۱/۱۹۶۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۷۰)

عورتوں کی جنازہ میں شرکت ممنوع ہے

۹۳۱. وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَيْتُنَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ" وَلَمْ يُشَدِّدْ فِي النَّهْيِ كَمَا يُشَدِّدُ فِي الْمَحْرَمَاتِ .

(۹۳۱) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روک دیا گیا مگر ہم پر سختی نہیں کی گئی۔ (متفق علیہ)

یعنی ممانعت میں اس طرح سختی نہیں کی گئی جیسی محرمات میں ہوتی ہے۔

تخریج حدیث (۹۳۱): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز. صحیح مسلم، کتاب

الجنائز، باب نہی النساء عن اتباع الجنائز.

کلمات حدیث: ولم يعزم علينا: ہم پر شدت نہیں کی گئی۔ عزم عزمًا (باب ضرب) پختہ ارادہ کرنا۔

شرح حدیث: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابیات کو جنازہ کے ساتھ جانے

سے منع کیا گیا لیکن اس ممانعت میں اتنی سختی اور شدت نہیں جس قدر محرمات میں ہوتی ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مفہوم یہ ہے کہ عورتوں کو جنازے میں جانے سے منع کیا گیا ہے لیکن حرام قرار نہیں دیا گیا گویا ممانعت تنزیہی ہے۔ بہر حال جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے اور اس بارے میں ایک اور حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنازے کے ساتھ جانے والی عورتیں اجر کے بجائے گناہ لے کر لوٹتی ہیں۔

امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حنفی فقہاء اور امام احمد اور جمہور علماء کے نزدیک عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا مکروہ تحریمی ہے کہ یہ بے شمار مفاسد پر منتج ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ علامہ ابن امیر الحاج جو ساتویں صدی ہجری کے آخر کے علماء میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ جنازے کے ساتھ عورتوں کے جانے کی ممانعت کا یہ اختلاف کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی، یہ اس دور میں تھا جب ملت اسلامیہ کی خواتین شرعی احکام کی پابند تھیں، اب کسی کا اختلاف نہیں ہے سب کے نزدیک عورتوں کی جنازے میں شرکت ناجائز ہے۔ (فتح الباری: ۳۱۳/۱۔ روضة المتقین: ۴۴۳/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۷۱/۳۔ روضة المتقین: ۴۷۱/۳)



(الباب ۱۵۶)

اِسْتِحْبَابُ تَكْثِيرِ الْمُصَلِّينَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَجَعْلِ صُفُوفِهِمْ ثَلَاثَةً فَكَثَرُ
جَنَازَے کی نماز میں نمازیوں کی کثرت اور صفوں کے تین یا زیادہ ہونے کا استحباب

۹۳۲. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ مَيَّتَ
يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلَّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ" إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے جنازے کی نماز مسلمانوں

کی ایک جماعت پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچتی ہو اور وہ سب میت کی شفاعت کریں ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۳۲): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب من صلی علیہ مائۃ شفعوا فیہ.

کلمات حدیث: اُمة: لوگوں کا گروہ، جماعت۔ شفعوا: ان کی شفاعت قبول کی جائے گی، یعنی ان کی طلب مغفرت کی دعا قبول کی جائے گی۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر عظیم رحمت اور اس کا بے شمار فضل و کرم ہے کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی وفات کے بعد اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرما لیتے ہیں اور مرنے والے کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اس حدیث میں سو کی تعداد کا ذکر ہے جبکہ اگلی حدیث میں چالیس کا ذکر ہے اور ایک اور حدیث میں تین صفوں کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے سو کی تعداد بیان ہوئی ہو اور پھر دریائے رحمت جوش میں آیا تو چالیس تعداد ہو گئی اور فضل و انعام اور زیادہ ہوا تو تین صفیں ذکر کی گئیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر سہ احادیث سوالوں کے جواب میں ہیں، ہر ایک جواب اس وقت کی مناسبت اور ضرورت کے مطابق ہے۔

(روضة المتقين: ۲/۴۴۴۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۷۲)

جنازہ میں چالیس آدمیوں کی شرکت بھی باعثِ رحمت ہے

۹۳۳. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

"مَنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يَشْرِكُ كُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۳۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ جو مسلمان آدمی مر جائے اور اس کے جنازے میں ایسے چالیس آدمی نماز پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان کی دعائے مغفرت قبول فرما لیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۳۳):

صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب من صلی علیہ اربعون شفَعوا فیہ .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو محبوب رکھتے ہیں اور ان کی دعائیں مرنیوالوں کے حق میں قبول فرما لیتے ہیں۔ گزشتہ حدیث مبارک میں سوا آدمیوں کے نماز جنازہ میں شرکت کا ذکر ہے اور اس حدیث میں چالیس کا ذکر ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ کرتے ہوں اور ہو سکتا ہے کہ شرک خفی مراد ہو یعنی اگر جنازہ کے شرکاء ایسے ہوں جو کبھی شرک خفی میں بھی مبتلا نہ رہے ہوں تو چالیس کی تعداد بھی مرنے والے کی مغفرت کے لیے کافی ہے اور اگر اس درجہ کے نہ ہوں تو پھر سو ہوں کہ ان سو کی دعاء سے اللہ تعالیٰ مرنے والے کی مغفرت فرما دے گا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۷۔ روضة المتقین: ۴۴۴/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۷۲/۳)

لوگ کم ہوں تو جنازہ کی تین صفیں بنائی جائیں

۹۳۴۔ وَعَنْ مَرْثِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ فَتَقَالَ النَّاسُ عَلَيْهَا جَزَاءُهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةٌ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةٌ صُفُوفٍ فَقَدْ أَوْجَبَ (الجنة) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

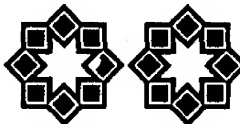
(۹۳۴) مرثد بن عبد اللہ یزنی سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھاتے اور لوگوں کی جنازے میں حاضری کم دیکھتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مرنے والے کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۹۳۳): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازہ . الجامع للترمذی، ابواب

الجنائز، باب ما جاء فی الصلوة علی الجنازة والشفاء للمیت .

کلمات حدیث: فتقال الناس عليها: جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کو قلیل سمجھا۔

شرح حدیث: اللہ سبحانہ کا اپنے مؤمن بندوں پر احسان عظیم اور رحمت بے پایاں ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں سے مرنے والے کی مغفرت فرما دیتے ہیں، خواہ وہ دعاء کرنے والے سو ہوں یا چالیس ہوں یا تین صفوں میں ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ وعدہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (روضہ المتقین: ۴۴۴/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۷۳/۳)



بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟

بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ يَكْبِيرُ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ يَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْأُولَى ثُمَّ يَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَالْأَفْضَلُ أَنْ يُتِمَّهُ بِقَوْلِهِ: كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ. إِلَى قَوْلِهِ حَمِيدٌ مُجِيدٌ. وَلَا يَقُولُ مَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْعَوَامِ مِنْ قِرَاءَةِ تَعْمِيمٍ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الْآيَةَ. فَإِنَّهُ لَا تَصِحُّ صَلَاتُهُ إِذَا اقْتَصَرَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّالِثَةَ وَيَدْعُو لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِينَ بِمَا سَنَدُ كُرْهُ، مِنَ الْأَحَادِيثِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ يَكَبِّرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُو، وَمِنْ أَحْسَنِهَا اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ، وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ يُطَوَّلُ الدُّعَاءُ فِي الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يَتَعَادَاهُ أَكْثَرُ النَّاسِ: لِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى الَّذِي سَنَدُ كُرْهُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَمَّا الْأَذْعِيَّةُ الْمَأْثُورَةُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ الثَّالِثَةِ فَمِنْهَا:

نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں، پہلی تکبیر کے بعد اعوذ باللہ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی جائے دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جائے اور کہا جائے اللھم صلی علی محمد اور افضل یہ ہے کہ کما صلیت علی ابراہیم کہہ کر آخر تک یعنی ایک حمید مجید تک پڑھا جائے اور اس طرح نہ کرے جس طرح بہت سے عوام کرتے ہیں کہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی پڑھتے ہیں صرف اس آیت کے پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔ تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعاء کی جائے جس کے بارے میں ہم انشاء اللہ احادیث ذکر کریں گے پھر چوتھی تکبیر کے بعد دعاء کی جائے بہتر دعاء یہ ہے:

”اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ.“

”اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈال اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما)

پسندیدہ بات یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں لمبی دعاء کرے برعکس اس کے جس کے لوگ عادی ہیں جیسا کہ ابن ابی اوفی کی حدیث سے ثابت ہے جس کو ہم ان شاء اللہ ذکر کریں گے۔

تعمیم: جنازہ کا یہ مذکورہ طریقہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق ہے۔ احناف کے نماز جنازہ کا طریقہ اس سے مختلف ہے جو فقہ حنفی کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اگلی حدیث کی شرح میں اسکو ذکر کریں گے۔ ابن شائق عفا اللہ عنہ تیسری تکبیر کے بعد جو دعائیں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

.....

جنازہ کی ایک جامع دعاء

۹۳۵. عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَلَىٰ جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَاکْرِمْ نُزْلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ : وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ حَتَّى تَمَيِّتَ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتُ ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۹۳۵) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر

یہ دعاء پڑھی جو میں نے یاد کر لی، آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللهم اغفر له سے واعذہ من عذاب النار تک۔“

اے اللہ اس کو معاف فرمادے اور اس پر رحم فرما اس کو عذاب سے عافیت دے اور اس سے درگزر فرما اس کی مہمان نوازی اچھی کر اس کی قبر کشادہ کر دے اس کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیا اور اس کو اس کے دنیاوی گھر کے بدلے میں بہتر گھر اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو عذاب قبر اور جہنم کی آگ سے بچا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ دعائیں کر میں نے تمنا کی کہ اس میت کی جگہ میں ہوتا۔ (مسلم)

خروج حدیث (۹۳۵): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاة .

کلمات حدیث: جنازہ: میت، میت کے دفن میں جانے والے۔ جنزاً (باب ضرب) چھپانا، جمع جنائز۔ واکرمہ نزله: اس کو مہمانی سے کرم فرمادے، اس کی مہمان نوازی فرما کر عزت عطا فرما۔

شرح حدیث: نماز جنازہ فرض ہے اور ان کلمات مسنونہ کے ساتھ دعاء کرنا سنت ہے کیونکہ یہ دعائے خیر بڑے وسیع معانی پر مشتمل ہے، نماز جنازہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا ہے اور اگر کسی نے ثناء کی جگہ سورہ فاتحہ پڑھ لی تو بھی درست ہے اور یہ ثناء کے قائم مقام ہو جائے گی۔ دوسری تکبیر کے بعد وہ درود شریف پڑھنا چاہیے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور جسے درود ابراہیمی کہتے ہیں اور تیسری تکبیر کے بعد دعاء پڑھی جائے جو دعاء بھی پڑھی جائے وہ درست ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد کوئی ماثور دعاء نہیں ہے اس لیے فوراً سلام پھیر دے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۶/۷۔ روضة المتقین: ۴۴۵/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۷۵/۳۔ روضة الصالحین: ۴۷۷/۳)

جنازہ کی ایک اہم دعاء

۹۳۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي إِبْرَاهِيمَ الْأَشْجَلِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَأَبُوهُ صَحَابِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَىٰ جَنَازَةٍ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا

وَكَبِيرَنَا، وَذَكَّرَنَا وَأَثَانًا وَشَاهِدَنَا وَغَائِبَنَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ، مِنَّا فَاحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ، عَلَى الْإِيمَانِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَهُ، ”رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْأَشْهَلِيِّ، وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ قَالَ الْحَاكِمُ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ: أَصَحُّ رَوَايَاتِ هَذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ الْأَشْهَلِيِّ: قَالَ الْبُخَارِيُّ وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ.

(۹۳۶) حضرت ابو ہریرہ، حضرت قتادہ اور ابو ابراہیم الشہلی از والد خود روایت کرتے ہیں اور ان کے والد صحابی رسول ﷺ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی اور یہ دعاء فرمائی (اللہم اغفر لحسینا سے ولا تفتننا بعدہ تک) اے اللہ ہمارے زندہ کو اور مردہ کو ہمارے چھوٹے کو اور بڑے کو ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو ہمارے حاضر اور غائب لوگوں کو معاف فرما دے اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے اے اسلام پر موت دے اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ کر۔

اس حدیث کو ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور اشہلی کی روایت سے نقل کیا ہے اور ابو داؤد نے اس حدیث کو بروایت ابو ہریرہ اور ابو قتادہ نقل کیا ہے۔ حاکم نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ امام بخاری نے فرمایا کہ اس باب میں صحیح ترین حدیث حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی ہے۔

تخریج حدیث (۹۳۶): الجامع للترمذی، ابواب الجنائز، باب ما یقول فی الصلاة علی المیت . سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت

کلمات حدیث: من توفیتہ منا: جس کو تو ہم میں سے وفات دے۔ توفی توفیا: (باب تنقیل) پورا پورا لیتا۔ اللہ نے انسان کے وجود میں جو روح پھونکی ہے اور جو جان ڈالی ہے موت کے وقت وہ اسے پوری لے لیتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا﴾

”اللہ تعالیٰ جو پوری جان لے لیتا ہے۔“

متوفی: مردہ جس کی جان لے لی جاتی ہے۔

شرح حدیث: حدیث میں منقول دعاء نماز جنازہ کی تیسری تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی مشہور دعاء ہے اور اسی پر امت میں عمل ہے اور اس دعاء کا پڑھنا بہتر اور افضل ہے۔ کیونکہ یہ دعاء بہت بلیغ اور جامع دعاء ہے اور تمام زندوں اور مردوں کو شامل ہے اور میت کے لیے بہترین تحفہ ہے جو اللہ کے یہاں اس کی مغفرت اور اس کے درجات کی بلندی کا سبب بنے گی یہ دعاء اس قدر جامع ہے کہ آدمی زندگی بھی اسلام کے مطابق گزارے اور موت بھی ایمان کے مطابق ہو۔ (تحفة الاحوذی: ۸۷/۴ - نزہۃ المتقین: ۴۰/۳)

مرنے والے کے حق میں دعاء

۹۳۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۹۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو خلوص کے ساتھ مرنے والے کے لیے دعاء کرو۔ (ابوداؤد)۔

تخریج حدیث (۹۳۷): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت .

کلمات حدیث: فاخلصوا له الدعاء: اس کے لیے دعاء خالص کرو، خلوص نیت کے ساتھ اور صدق دل سے اس کے لیے دعاء کرو۔ اخلاص (باب افعال) خالص کرنا۔

شرح حدیث: نماز جنازہ کے دوران جو دعاء پڑھی جاتی ہے اس کو بہت خلوص صدق دل اور حسن نیت کے ساتھ مانگا جائے تاکہ مرنے والے کو بھی اس کا فائدہ پہنچے اور اس پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے اور اسی طرح دعاء کرنے والا بھی اللہ کی رحمت اور اجر و ثواب کا مستحق قرار پائے۔ (روضۃ المتقین: ۴۴۸/۲ - دلیل الفالحین: ۳۷۷/۳)

جنازہ میں پڑھی جانے والی ایک اور دعاء

۹۳۸۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ "اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا، وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ لَهُ، فَاعْفِرْ لَهُ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۹۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ میں یہ دعاء پڑھی (اللہم انت ربها، وانت خلقتها وانت هديتها للإسلام، وانت قبضت روحها، وانت أعلم بسريها وعلايتها وقد جئناك شفعاء له، فاعفِر له). (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۹۳۸): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت .

کلمات حدیث: جمع شفیع، شفیع شفاعة (باب فتح) سفارش کرنا۔

شرح حدیث: جنازہ کی نماز میں پڑھنے کے لیے احادیث میں متعدد دعائیں مروی ہیں یہ سب دعائیں مسنون ہیں اور ان میں کوئی بھی دعاء پڑھی جائے درست ہے۔ لیکن زیادہ افضل دعاء وہ ہے جو حدیث (۹۳۶) میں گزری ہے اگر وقت میں گنجائش ہو تو ان دعاؤں کو جمع کر کے بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ (روضۃ المتقین: ۴۴۹/۲ - دلیل الفالحین: ۳۷۸/۳ - عمدة الفقه: ۵۱۹/۲)

جنازہ میں نام لے کر دعاء کرنا

۹۳۹. وَعَنْ وَالِثَّةِ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانِ ابْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ فَتَنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِمْ فَأَغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۹۳۹) حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ ﷺ نے یہ دعاء پڑھی۔ اللہم ان فلان سے الرحیم تک۔ اے اللہ فلاں ابن فلاں تیری امان میں اور تیری حفاظت میں ہے تو اسے قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے بچا تو وعدے کو پورا کرنے والا اور تعریف کے لائق ہے۔ اے اللہ تو اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

تخریج حدیث (۹۳۹): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت.

کلمات حدیث: فی ذمتک: تیری ذمہ داری اور عہد میں ہے۔ حبلی جوارک: تیری حفاظت کا طالب ہے۔ انت اهل الوفاء والحمد: آپ شکر کے اور حمد و ثناء کے مستحق ہیں۔

شرح حدیث: اسلام سے قبل اہل عرب کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص سفر کرتا تو راستہ میں آنے والے قبیلوں کے سرداروں سے معاہدہ کر لیتا کہ وہ جب ان کے علاقے سے گزرے گا تو وہ اس کی حفاظت کریں گے اس کو جبل الجوار کہتے ہیں۔ دعاء کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ ہم نے فلاں کو تیرے ذمہ میں اور تیرے عہد میں دے دیا تو اسے قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے بچالے اور تو بڑا وعدوں کا پورا کرنے والا ہے۔ اور ہر حمد و ثناء کا مستحق ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲/۴۵۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۷۹)

چوتھی تکبیر کے بعد سلام پہلے دعاء

۹۴۰. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ ابْنَتِهِ لَهْ، أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدَّرِ مَا بَيْنَ التَّكْبِيرِ تَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَدْعُو لَهَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هَكَذَا، وَفِي رِوَايَةٍ: كَبَّرَ أَرْبَعًا فَمَكَتْ سَاعَةً حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيَكْبِرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَرِيدُكُمْ عَلَى مَا رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ، أَوْ هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

(۹۴۰) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار

تکبیریں کہیں چوتھی تکبیر کے بعد اتنا ٹھہرے جتنا دو تکبیروں کے درمیان وقفہ ہوتا ہے اور مرنے والی کے لیے استغفار اور دعاء کرتے رہے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے چار تکبیریں کہیں اور کچھ دیر توقف کیا میں نے خیال کیا کہ شاید پانچویں مرتبہ تکبیر کہیں گے پھر انہوں نے دائیں بائیں سلام پھیر دیا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا؟ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جو کرتے ہوئے دیکھا تمہارے سامنے میں اس سے زائد کوئی کام نہیں کروں گا۔ یا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔ (حاکم نے اسے روایت کیا ہے اور کہا کہ حدیث صحیح ہے)

تخریج حدیث (۹۴۰): المستدرک للحاکم، الجنائز .

کلمات حدیث: هكذا يصنع : اسی طرح کیا کرتے تھے۔ صنع صنعاً (باب فتح) بنانا، کرنا۔

شرح حدیث: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، چار تکبیریں کہیں اور چوتھی تکبیر کے بعد بھی سلام سے پہلے کچھ دیر توقف کیا۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ میں نے سنا کہ لوگ صفوں کے درمیان سبحان اللہ کہہ رہے ہیں۔ سلام پھیرنے کے بعد انہوں نے پوچھا کہ کیا تم یہ خیال کر رہے تھے کہ پانچویں تکبیر کہوں گا میں ایسا کوئی کام نہیں کر سکتا جو رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو، رسول اللہ ﷺ چار تکبیرات ہی کہا کرتے تھے پھر آپ ﷺ توقف فرماتے اور دعاء فرماتے اور پھر سلام پھیرا کرتے۔

امام رافعی رحمہ اللہ نے چوتھی تکبیر کے بعد دعاء کرنے کے بارے میں فقہی اختلاف کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ رائج یہی ہے کہ جنازہ کی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد سلام پھیرنے سے قبل بھی مرنے والے کے لیے دعاء کی جاسکتی ہے۔

(روضة المتقين: ۲/۴۵۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۳۷۹)



بَابُ الْأَسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ جنازہ میں جلدی کرنے کا حکم

جنازہ لے جاتے ہوئے قدرے تیز چلنا

۹۴۱. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ : فَإِنَّ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سَوِيًّا ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ! "فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا عَلَيْهِ."

(۹۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنازہ میں جلدی کرو اگر نیک ہے تو تم اسے بھلائی کی جانب لے جا رہے ہو اور اگر اس کے برعکس ہے تو یہ برائی ہے جسے تم اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔ (متفق علیہ) مسلم کی ایک روایت میں تقدّمونہا الیہ کی جگہ تقدّمونہا علیہ ہے۔

کلمات حدیث (۹۴۱): اسرعو بالجنّازة : جنازہ کی تیاری اور جنازہ کو لے کر جانے میں جلدی کرو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ جنازہ میں جلدی کرو یعنی جب کسی شخص کی وفات ہو جائے تو اس کو غسل دینے اور جنازہ تیار کرنے اور اسے قبرستان لے کر جانے اور تدفین کرنے میں جلدی کرو۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے یہی مفہوم بیان کیا ہے اور کہا کہ مطلب یہ ہے کہ سارے کام جلدی کئے جائیں تاکہ تدفین میں تاخیر نہ ہو۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حاصل یہ ہے کہ جنازہ جلدی کرنا مستحب ہے لیکن جلدی سے مراد لے کر بھاگنا نہیں ہے اور نہ ایسی جلدی ہے جس سے کسی قسم کی کوئی خرابی رونما ہونے کا اندیشہ ہو۔ طبرانی نے بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے اسے نہ دو اور اسے جلد اس کی قبر تک لے جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان کی حکمت خود ہی بیان فرمائی کہ جنازہ کی تیاری اور اس کی جلد تدفین کی حکمت یہ ہے کہ اگر والد النیک اور صالح تھا اور تم اسے جلد اس کے اچھے انجام اور خیر کی طرف پہنچا دو گے اور اگر مرنے والا برا آدمی ہے جس نے اپنی زندگی کی نافرمانی میں گزاری ہے تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنے کندھوں سے اس بوجھ کو جلد اتار دو۔

(فتح الباری : ۷۸۳/۱ - روضة المتقين : ۴۵۱/۲ - دلیل الفالحین : ۸۱/۳)

میت کی گفتگو مخلوقات سنتی ہیں

۹۴۲. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :

”اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرَّجَالُ عَلَى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ : قَدْ مُؤِنِيْ وَ اِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لَا اَهْلِيْهَا يَأْوِلُهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۹۳۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ نیک نہیں ہوتا تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہلاکت و بربادی، مجھے تم کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی یہ آواز انسان کے علاوہ ہر شے سنتی ہے اگر انسان سن لے تو انسان بے ہوش ہو جائے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۳۲): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنائزہ دون النساء .

کلمات حدیث: ولو سمع الانسان لصعق : اگر انسان سن لے تو اس پر غشی طاری ہو جائے اور وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو جائے۔
شرح حدیث: نیک اور صالح آدمی کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ جلدی چلو اور اگر وہ برا آدمی ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ ہائے بربادی اور ہلاکت کہاں لے کر جا رہے ہو۔

حدیث مبارک میں تصریح ہے کہ جنازہ کو صرف مرد اٹھائیں گے امام نووی رحمہ اللہ نے شرح المہذب میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جنازہ صرف مرد ہی اٹھائیں گے اور عورتیں نہیں اٹھائیں گی۔ ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں بھی ساتھ آرہی ہیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم جنازہ اٹھاؤ گی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دفن کرو گی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اجر لے کر لوگو گناہ لے کر نہ لوٹو۔ (فتح الباری : ۷۸۳/۱)



الباب (۱۵۹)

بَابُ تَعْجِيلِ قَضَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى تَجْهِيزِهِ
إِلَّا أَنْ يَمُوتَ فَجَاءَ فَيُتْرَكَ حَتَّى يَتَيَقَّنَ مَوْتُهُ

مرنے والے کے قرض کی ادائیگی اور اس کی تجہیز میں جلدی کرنا
سوائے اس کے کوئی اچانک مر جائے تو توقف کیا جائے تاکہ موت کا یقین ہو جائے

مقروض کی روح قرض کی ادائیگی تک معلق رہتی ہے

۹۴۳. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يَقْضَى عَنْهُ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۹۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کی روح اس کے قرض کی بنا پر معلق

رہتی ہے یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا۔ (ترمذی، امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۹۴۳): الجامع للترمذی، ابواب الجنائز، باب ما جاء عن النبي ﷺ نفس المؤمن معلقة بدينه.

کلمات حدیث: حتی یقضی عنہ: یہاں تک کہ اس کی جانب سے ادا کر دیا جائے۔

شرح حدیث: جملہ حقوق العباد کی ادائیگی زندگی ہی میں لازم ہے اور ضروری ہے کہ آدمی مرنے سے پہلے حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرے اور خاص طور پر قرض کی ادائیگی بے حد ضروری ہے اگر مرنے والے کے ذمہ کوئی قرض ہو تو اس کے وارث اسے فوراً ادا کریں۔ کیونکہ مؤمن کی جان اپنے قرض کے ساتھ مجبوس رہتی ہے یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن قتادہ نے روایت کیا کہ ان کے والد حضرت قتادہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز جنازہ کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں اس نے کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس نے قرض چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں اٹھارہ درہم قرض ہے۔ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا مرنے والے نے اس قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں اس نے اس قرض کی ادائیگی کے لیے بھی کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم خود ہی نماز پڑھ لو۔ ابو قتادہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر میں اس کا قرض ادا کر دوں تو آپ ﷺ اس کی نماز پڑھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس کی جانب سے قرض ادا کر دو گے تو میں نماز پڑھا دوں گا۔ چنانچہ حضرت ابو قتادہ گئے اور اس کا قرض ادا کر کے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم اس کا قرض ادا کر آئے انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں دراصل ورثاء کو تاکید ہے کہ وہ مرنے والے کے قرض کی

ادائیگی میں جلدی کریں یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہو جس سے قرض ادا ہو سکے۔ اور اگر اس نے مال نہیں چھوڑا لیکن زندگی میں اس کا عزم ارادہ تھا کہ وہ قرض ادا کرے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا قرض اس کی طرف سے اداء فرمائیں گے بلکہ احادیث میں یہاں تک آیا ہے کہ اگر مرنے والے کو مدیون (مقروض) سے محبت تھی تو اگرچہ وہ مال چھوڑ کر مرا ہو اور رثاء پھر بھی اس کا قرض ادا نہ کریں تب بھی اللہ تعالیٰ اس کے قرض کے متولی ہوں گے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرمادی اور مال و دولت کی فراوانی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ مقروض کا قرض مسلمانوں کے مال سے اداء فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا وہ میرے ذمہ ہے اور میرے بعد ولیوں کے ذمہ ہے کہ وہ اسے بیت المال سے ادا کریں۔

(تحفة الاحوذی : ۱۹۲/۴ - روضة المتقین : ۴۵۳/۲ - دلیل الفالحین : ۳۸۳/۳)

کفن دفن میں جلدی کرنا چاہیے

۹۳۴۔ وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحُوْحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَعْزُضٌ فَاتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُهُ، فَقَالَ إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَّثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَأَذْنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا بِهِ فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِحَيْفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرٍ إِنِّي أَهْلُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۹۳۴) حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ بن براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ طلحہ کی موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ مجھے ان کی موت کی اطلاع دینا اور تدفین میں جلدی کرنا کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان کی لاش اس کے گھر والوں کے درمیان رکھی رہے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۹۳۴): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب التعجیل بالحنابة و کراهیة حبسها۔

کلمات حدیث: آذنونی: مجھے اطلاع دے دو۔ مجھے خبر کر دو، امر کا صیغہ ایذاں سے ایذا ان کے معنی اطلاع دینا۔ اذان: اعلان۔

شرح حدیث: جب کسی مسلمان کی وفات ہو جائے تو اس کے تمام کاموں میں جلدی کرنا چاہیے اور کسی بات میں غیر ضروری تاخیر نہیں کرنی چاہیے اور اس کے غسل، تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنی چاہیے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض جگہ مال و دولت کی جانچ پڑتال یا تقسیم ترکہ کے انتظام و اہتمام یا دوستوں اور رشتہ داروں کے انتظار یا نمازیوں کی کثرت یا ایسی ہی اور کسی غرض سے میت کی تدفین میں دیر کی جاتی ہے حتیٰ کہ بعض جگہ کامل دو دن تک میت پڑی رہتی ہے یہ سب ناجائز اور منع ہے۔

(روضۃ المتقین : ۴۵۴/۲ - دلیل الفالحین : ۳۸۳/۳ - احکام میت از مولانا ڈاکٹر عبد الحی : ص ۲۲۷)

بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ قبر کے پاس وعظ و نصیحت

۹۳۵. عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَاتَّانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَكَسَّ وَجَعَلَ يَنْكُثُ بِمِخْصَرَتِهِ : ثُمَّ قَالَ ، مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّمُ عَلَى كِتَابِنَا؟ فَقَالَ : "اعْمَلُوا فَكُلُّ مُيَسَّرٍ لِمَا خُيِّرَ لَهُ" ، وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۹۳۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بقیع غرقہ میں ایک جنازہ کے پاس تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آکر بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے آپ ﷺ کے پاس ایک چھڑی تھی آپ ﷺ نے سر مبارک جھکایا اور چھڑی سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کا انجام لکھا ہوا ہے کہ جنتی ہے یا جہنمی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا ہم اس لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کر کے بیٹھ جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو ہر ایک کو اسی عمل کی توفیق ہوگی جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۳۵): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر : صحیح مسلم، اوائل

کتاب القدر .

کلمات حدیث: مختصرہ: ٹیک لگانے والی چھڑی یا لکڑی۔ جمع مختصر.

شرح حدیث: قبرستان میں طبیعت پر دنیا کی بے ثباتی کا اثر ہوتا ہے اور اس وقت کی نصیحت اور موعظت پر اثر ہوتی ہے اس لیے اگر تدفین کے وقت وعظ و نصیحت ہو تو مفید ہوگی جیسا کہ اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے موعظت فرمائی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی کا جنت اور دوزخ میں ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر اسے اس کا جہنم میں ٹھکانا دکھایا جائے گا تا کہ وہ شکر کرے اور جہنم میں کوئی نہیں جائے گا مگر اسے اس کا جنت میں ٹھکانا دکھایا جائے گا تا کہ اسے حسرت ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) جب سب کا انجام لکھا ہوا ہے اور اسی لکھے ہوئے کے مطابق ہونا ہے تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تقدیر پر بھروسہ کر لیا جائے فرمایا عمل کرتے رہو اس لیے کہ ہر ایک کے لیے وہ عمل آسان بنا دیا گیا ہے جو اس کے انجام کے مطابق ہے، جنت میں جانے والے کے لیے اعمال صالحہ آسان ہیں اور جہنم میں جانے والے کے لیے معاصی اور گناہ کی زندگی پر کشش ہے۔ مزید یہ کہ یہ پتہ نہیں ہے کہ اللہ کے یہاں کیا لکھا ہوا ہے اس لیے اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ نیک اعمال کیے جائیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے

بتائے ہوئے احکام کے مطابق زندگی گزاری جائے۔ (فتح الباری: ۱/۸۰۰۔ ارشاد السبائی: ۳/۴۵۸۔ روضة المتقین: ۲/۴۵۴)

الْبَابُ (۱۶۱)

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهِ وَالْقُعُودِ عِنْدَ قَبْرِهِ سَاعَةً لِلدُّعَاءِ لَهُ
وَالِاسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ!

تدفین کے بعد میت کے لیے دعاء اور قبر کے پاس کچھ وقت بیٹھ کر مرنے والے کے لیے دعا
اور استغفار کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا

دفن کے بعد میت کے حق میں دعاء کرنا

۹۴۶. عَنْ أَبِي عُمَرَ وَقِيلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقِيلَ أَبُو لَيْلَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ وَقَالَ : "اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَسَلُّوا لَهُ
التَّيْبِيتَ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

(۹۴۶) حضرت ابو عمر و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو لیلی بھی ذکر کی گئی ہے سے روایت ہے کہ نبی
کریم ﷺ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کی ثابت قدمی
کے لیے دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۹۴۶): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف .

کلمات حدیث: تثبیت: مضبوطی، ثابت قدمی، قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ثابت قدمی۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو کچھ دیر توقف فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اپنے بھائی
کے لیے طلب مغفرت کر لو اور دعاء کرو کہ وہ قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ایمان اور یقین پر ثابت قدمی سے قائم رہے۔ صحیح
مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مردے سے قبر میں سوال ہوتا ہے اور وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے
رسول ہیں تو اس آیت مبارکہ میں اسی جانب اشارہ ہے:

﴿يُشَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾

”اللہ تعالیٰ قول ثابت کے ساتھ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت میں ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مردہ قبر میں اتار دیا جاتا ہے اور اس کو لے کر آنے والے رخصت ہوتے ہیں تو وہ
ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے پھر دفرشتے آتے ہیں وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ان صاحب یعنی محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا
کہتے تھے تو مومن کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ جہنم میں اپنا ٹھکانا
دیکھ لو اللہ نے اس کے بدلے تمہیں جنت میں ٹھکانا عطا فرمایا ہے اور وہ ان دونوں کو دیکھے گا۔ (قائد فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ

اس کی قبر وسیع کر دی جائے گی) اس کے بعد پھر انہوں نے پھر حدیث انس بیان کی کہ اور منافق اور کافر سے پوچھا جائے گا کہ ان صاحب یعنی محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے تھے تو وہ کہے گا کہ میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اسے کہا جائے گا کہ نہ تو نے جانا نہ تو نے اتباع کی پھر اس کو لوہے کے گرز مارے جائیں گے جسے انسانوں اور جنوں کے سوا تمام مخلوقات سنیں گی۔

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ تدفین کے بعد کچھ وقت ٹھہر کر مرنے والے کے لیے دعاء واستغفار کرنا چاہیے اور اس کی ثابت قدمی کے لیے دعاء کرنی چاہیے ایک حدیث میں ہے کہ اتنا ٹھہرنا چاہیے کہ اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جائے۔

فتاویٰ امداد الاحکام میں ہے کہ بعض لوگ تدفین کے بعد قبر پر انگلی رکھ کر مردے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تم سے فرشتے پوچھیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو تم کہنا کہ میرا رب اللہ ہے میرا دل محمد اور میرا دین اسلام ہے۔ یہ روافض کا شعار ہے اور غلط ہے۔ اس لیے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ (روضۃ المتقین: ۴۵۶/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۸۷/۳۔ امداد الاحکام: ۱۱۵/۱)

دفن کے بعد کچھ دیر قبر پر ٹھہرنا

۹۴۷. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا دَفَنْتُمُونِي فَأَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تَنْحَرُ جُرُوزًا، يُقَسِّمُ لِحُمُهَا حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ وَاعْلَمَ مَاذَا! أُرَاجِعُ بِهِ رَسُولَ رَبِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ بِطَوِيلِهِ، قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ، وَإِنْ خَتَمُوا الْقُرْآنَ كُلَّهُ كَانَ حَسَنًا.

(۹۴۷) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح ہو کر اس کا گوشت تقسیم ہوتا ہے تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور میں جان لوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دوں۔ (مسلم)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ اس کے پاس کچھ قرآن پڑھا جائے اور اگر پورا قرآن پڑھ لیا جائے تو اور اچھا ہے۔

تخریج حدیث (۹۴۷): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الایمان یهدم ما کان قبلہ و كذلك الحجرۃ والفتح

کلمات حدیث: جزور: ذبح کے لیے اونٹ۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ مردے کے لیے اگر دعاء کی جائے تو اس سے اسے فائدہ پہنچتا ہے اور اس کی تائید قرآن و سنت سے ہوتی ہے۔ جہاں تک قبر کے پاس تلاوت قرآن کا تعلق ہے تو ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح کتاب الفقہ الاکبر میں فرمایا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ ابو حنیفہ اور احمد کے نزدیک قبر کے پاس تلاوت قرآن مکروہ ہے۔

(روضۃ المتقین: ۴۵۷/۲۔ دلیل الفالحین: ۳۸۷/۳)

نوٹ:

قبر کے پاس تلاوت کا مکروہ ہونا شاید اس صورت میں کہ اجرت دیکر کسی کو تلاوت کیلئے بٹھایا ورنہ قبرستان میں تلاوت کا جواز احادیث سے ثابت ہے مثلاً ایک روایت میں ہے جو شخص قبرستان میں سورہ یٰسین کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے اس دن مردوں کے عذاب میں تخفیف فرماویں گے اور اسکے حروف کی مقدار میں پڑھنے والے کو اجر ملے گا۔ (ابن شائق عفا اللہ عنہ)

(شامیہ : ج ۱)



المَبَازِیْتُ (۱۶۲)

بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالِدُعَاءِ لَهُ،
میت کی طرف سے صدقہ اور اس کے لیے دعاء

۲۷۳۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

”اور وہ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان

لائے۔“ (الحشر: ۱۰)

تفسیری نکات: وہ مسلمان جو پچھلے تمام مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں بالخصوص خیر القرون کے لیے اور ان سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں برا نہیں کہتے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت تمام مسلمانوں کے لیے ہے کہ انگوں کا حق مانیں اور انہی کے پیچھے چلیں اور ان کی محبت کے ساتھ ان کی اتباع کریں۔ (تفسیر عثمانی)

میت کی طرف سے صدقہ و خیرات

۹۳۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي أَتَيْتُ

نَفْسَهَا وَأَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ فَهَلْ لَهَا مِنْ أَجْرِ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: ”نَعَمْ“. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک

انتقال ہو گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں کچھ کہنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کی وصیت کرتیں تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو

ان کو اجر ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حدیث (۹۳۸): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موت الفقهاء. صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ،

باب: وصول ثواب الصدقة عن الميت اليه.

کلمات حدیث: اجر: ثواب، جمع اجور: ماجور جسے اجر دیا جائے، جیسے اللہ کے یہاں اجر ملے گا۔**شرح حدیث:** ایک صاحب نے خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئی ہیں، یہ صحابی حضرت عبادہ بن الصامت

رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی والدہ کا نام عمرہ تھا۔ اسی طرح ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ

کے ساتھ کسی غزوہ میں گئے ہوئے تھے اور مدینہ منورہ میں ان کی والدہ کا وقت وفات قریب آ گیا تو کسی نے ان سے کہا کہ وصیت کر دیں تو

انہوں نے جواب دیا کہ میں کیا وصیت کروں جو کچھ مال ہے وہ تو سعد کا ہے غرض حضرت سعد کی واپسی سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ جب

حضرت سعد واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں اور کیا انہیں اس عمل کا اجر و ثواب ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے اثبات میں جواب دیا تو حضرت سعد نے کہا کہ میرا فلاں باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔

غرض حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی طرف سے صدقہ کرنا عمل خیر ہے اور اس کا ثواب مرنے والے کو پہنچتا ہے اور اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اسی طرح میت کے حق میں کی جانے والی دعاء قبول ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت سے اس دعاء سے دنیا سے جانے والے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ (فتح الباری: ۱/۸۱۲۔ ارشاد الساری: ۳/۳۹۵۔ روضۃ المتقین: ۲/۳۵۹)

موت کے بعد کام آنے والے اعمال

۹۴۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (۹۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو سلسلہ عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین باتوں کے (۱) صدقہ جاریہ، (۲) علم جس سے فائدہ ہو، (۳) یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعاء کرے۔

تخریج حدیث (۹۴۹): صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما يلحق من الثواب للميت بعد وفاته.
کلمات حدیث: انقطع عمله: اس کا عمل منقطع ہو گیا۔ اس کا عمل ختم ہو گیا۔

شرح حدیث: حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ آدمی کی موت کے ساتھ اس کا دنیا سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے البتہ تین اعمال ایسے ہیں جو اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے لیے باعثِ اجر و ثواب بنتے ہیں اور ان کی خیر اسے حاصل ہوتی ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، یعنی ایسا صدقہ جو باقی رہے جیسے مسجد یا مدرسہ، خوانا، یا کوئی ایسا کام کر جانا جس سے عام مسلمانوں کو تادیر فائدہ پہنچتا رہے۔ دوسرے مرنے والے کا علم جس سے لوگ اس کے مرنے کے بعد مستفید ہوتے رہیں، مثلاً اس نے زندگی میں تدریس تعلیم و تبلیغ کے فرائض انجام دیے جس کے نتیجے میں اس کے تلامذہ اس علم کو دوسروں کو سکھارہے ہیں خود بھی عمل کر رہے ہیں اور دوسروں پر راہِ عمل روشن کر رہے ہیں، یا مرنے والے کی تصانیف جس سے بعد میں آنے والے مستفید ہو رہے ہیں اور دین کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ تیسرے اولادِ صالح جو اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔ اس میں اس بات کی جانب بھی اشارہ ہے کہ باپ اولاد کی ایسی تعلیم و تربیت کرے جس سے اولادِ صالح ہو جائے اور اس کے حق میں دعا کرے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱/۷۲)



الباب (۱۶۳)

بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ مرنے والے کی خوبیاں بیان کرنا

۹۵۰. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَاتَّبُوا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَجَبَتْ" ثُمَّ مَرُُّوا بِأُخْرَى فَاتَّبُوا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَجَبَتْ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا وَجَبَتْ؟ فَقَالَ: "هَذَا أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهَذَا أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شَهِدَآءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۹۵۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کا گزر ایک جنازے کے پاس سے ہوا، سب نے مرنے والے کے بارے میں کلمہ خیر کہا آپ ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ اس کے بعد ایک اور جنازہ کے پاس سے گزرے لوگوں نے اس کے بارے میں بری بات کہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا واجب ہوگئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے بارے میں تم نے کلمہ خیر کہا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۵۰): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت . صحیح مسلم، کتاب

الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير او شر امن الموتى .

کلمات حدیث: فاتَّبُوا علیہا خیراً: اس کی خوبیاں بیان کیں، اس کے بارے میں کلمہ خیر کہا۔ ثنا: تعریف، ستائش، بیان محاسن۔ ثنی ثنایا (باب ضرب) تعریف کرنا۔

شرح حدیث: مستدرک حاکم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ فلاں صاحب کا جنازہ ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھنے والے تھے اور اللہ کی اطاعت کے کام کرتے اور اس کی سعی کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے واجب ہوگئی کا کلمہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ وجہ آپ ﷺ کے اس ارشاد کی یہ ہے کہ جب اللہ کا مومن بندہ وفات پاتا ہے تو اللہ اپنے بندوں کے دلوں میں اچھائی القاء فرمادیتے ہیں اس پر سب اس کی ثناء کرتے ہیں اور اس کے محاسن بیان کرتے ہیں جو اس کے اہل جنت میں سے ہونے کی علامت اور نشانی بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو جنت میں داخل فرمادیتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے کہا کہ فلاں کا

جنازہ ہے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا دشمن تھا اور معاصی کا ارتکاب کرتا تھا اور انہی میں لگا رہتا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر جہنم واجب ہوگئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو یا جو تمہاری طرح ایمان و تقویٰ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ ابن التین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا یہ خطاب صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہے کہ ان کی ہر بات مشتمل برحمت ہوتی تھی کہ وہ علوم نبوت ﷺ سے براہ راست فیضیاب ہوئے تھے۔

(فتح الباری: ۸۰۲/۱۔ ارشاد الساری: ۴۶۵/۳۔ روضة المتقین: ۴۶۰/۳۔ دلیل الفالحین: ۳۹۱/۳)

دو آدمی بھی میت کی تعریف کریں تو وہ جنت میں داخل ہوگا

۹۵۱. وَعَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَتَنِي عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ: وَجِبَتْ، ثُمَّ مَرَّ بِأُخْرَى فَأَتَنِي عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ: وَجِبَتْ، ثُمَّ مَرَّ بِالثَّلَاثَةِ فَأَتَنِي عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ: وَجِبَتْ قَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: فَقُلْتُ: وَمَا وَجِبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: "وِثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: "وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۵۱) حضرت ابو الاسود سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا۔ لوگوں کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے مرنے والے کی خوبیاں بیان کیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس مرتبہ بھی مرنے والے کی خوبیاں بیان کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا اس مرتبہ لوگوں نے مرنے والے کی برائی کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ راوی حدیث ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کیا واجب ہوگئی اسے امیر المؤمنین! فرمایا کہ میں نے وہی کہا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کے بارے میں چار مسلمان بھلائی کی گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ تین، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تین بھی۔ ہم نے کہا کہ اور دو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں دو بھی۔ پھر اس کے بعد ہم نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۵۱): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت.

کلمات حدیث: وجبت: جو اس کے بارے میں کہا گیا وہی ثابت ہو گیا اور اسی کے مطابق وہ اچھے یا برے بدلے کا مستحق ہو گیا۔
شرح حدیث: مدینہ منورہ میں کوئی وبائی مرض پھیل گیا تھا اور کثرت سے اموات واقع ہو رہی تھیں راوی کا بیان ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا کوئی جنازہ آیا تو لوگوں نے اس کے حسن عمل اور ایمان کی تعریف کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

واجب ہوگئی دوسرا جنازہ آیا تب بھی ایسا ہی ہوا۔ تیسرا جنازہ آیا لوگوں نے اس کی بدعملی کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی، راوی نے پوچھا کہ کیا واجب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان کے حق میں چار آدمی گواہی دیں اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمادیتے ہیں۔

مرنے والے کے بارے میں چار یا تین یا دو مسلمانوں کی گواہی کا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ کا اس مسلمان کو جنت میں داخل فرما دینا اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ مرنے والے کے حق میں اپنے بندوں کی دعاء بھی قبول فرماتا ہے اور اس کے حق میں گواہی کو بھی شرف قبولیت عطا فرماتا ہے اسی بناء پر علماء امت نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد مرنے والے کے حق میں کلمہ خیر ہی کہنا چاہیے۔

(فتح الباری : ۸۰۲/۱۔ ارشاد الساری : ۴۶۵/۳۔ دلیل الفالحین : ۳۹۲/۳)



بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ أَوْلَادٌ صَغَارَ
جس کے چھوٹے بچے مرجائیں اس کی فضیلت

نابالغ اولاد کی موت کی فضیلت

۹۵۲. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَتْلُوا الْحَنْتَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۹۵۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پا جائیں اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۵۲): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب . صحیح مسلم،

کتاب البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه .

کلمات حدیث: لم يسلغوا الحنث : جو ابھی گناہ کی عمر کو نہیں پہنچے، یعنی بالغ نہیں ہوئے۔ حنث : گناہ جمع احسان۔ حنث الیمین : قسم توڑ دینا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ اگر کسی مسلمان کے تین چھوٹے بچے مرجائیں اور وہ ان پر صبر کرے اور حکم الہی سمجھ کر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ نابالغ بچوں کا ذکر اس لیے فرمایا کہ چھوٹے بچوں پر آدمی زیادہ شفیق اور مہربان ہوتا ہے اور ان کی تکلیف سے اسے زیادہ دکھ پہنچتا ہے اور اس صدمہ پر صبر کرنا زیادہ دشوار ہوتا ہے۔ اس مصیبت فاجعہ پر صبر کی جزا جنت ہے۔

﴿ إِنَّمَا يُوفَّى الصَّادِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

”صبر کرنے والوں کا اجر بے حساب ہوگا۔“ (فتح الباری : ۸۰۲/۱۔ ارشاد الساری : ۴/۶۶۶)

جس کے تین بچے مرجائیں

۹۵۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنْ وَلَدٍ لَا تَمْسُهُ النَّارُ إِلَّا، تَحِلَّةُ الْقَسَمِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۹۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان کے تین بچے مرجائیں اسے آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے آگ پر سے گزرے گا۔ (متفق علیہ)

تحلۃ القسم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی جانب اشارہ ہے کہ:

﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾

”تم میں سے ہر شخص اس پر سے گزرے گا۔“

گزرنے سے مراد پل صراط پر سے گزرنا ہے۔ صراط ایک پل ہے جو جہنم کے اوپر سے گزرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ

فرمائے۔

تخریج حدیث (۹۵۳): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب . صحیح مسلم،

کتاب البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه .

کلمات حدیث: تحلۃ القسم: قسم کو حلال کرنے کے لیے۔ حلال الیمین کا مصدر ہے قسم کا کفارہ ادا کرنے کے قسم سے حلال ہو جانا۔ مطلب یہ ہوا کہ آگ پر سے گزر ہوگا اور اس لیے ہوگا کہ اس آیت میں وارد قسم پوری ہو جائے۔

شرح حدیث: جس مؤمن آدمی کے تین بچے وفات پا جائیں اور وہ صبر کرے اور اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو جائے تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور پل صراط پر سے گزرتے ہوئے جہنم کی پیٹ اسے تکلیف نہیں پہنچائے گی اور وہ اگر اہل سعادت میں سے ہے تو پلک جھپکنے کی مدت میں پل صراط سے گزر جائے گا۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پل صراط پر سے گزرے گا مگر اس کو نہ چھوئے گی اور اس کی تکلیف پہنچے گی۔ (روضۃ المتقین: ۲/۴۶۴۔ نزہۃ المتقین: ۲/۵۰)



عورتوں کو نصیحت کے لیے الگ دن مقرر کرنا

۹۵۴. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَأَجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تَعْلَمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ قَالَ: "اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا" فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ امْرَأَةٍ تَقْدِمُ ثَلَاثَةَ مَنَ الْوَلَدِ إِلَّا كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: وَإِنِّينِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَإِنِّينِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۵۴) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی کہنے

لگی یا رسول اللہ مرد آپ ﷺ کی باتیں لے گئے۔ آپ ﷺ ہمارے لیے ایک دن مقرر فرما دیجئے کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور آپ ﷺ ہمیں بھی ان باتوں کی تعلیم دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم فلاں فلاں دن جمع ہو جاؤ۔ وہ سب جمع ہو گئیں تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں ان باتوں کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ ﷺ کو سکھائی تھیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (یعنی زندگی میں اسکے تین بچے فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے

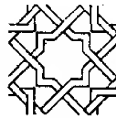
جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا کہ دو بچوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو بچے بھی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۵۳): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب. صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب من يموت له ولد.

کلمات حدیث: تقدم ثلاثة من الولد: جو عورت تین بچے آگے بھیج دے۔ یعنی وفات پا جائیں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا دائرہ مردوں تک محدود نہ تھا بلکہ صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ صحابیات بھی علوم نبوت سے بخوبی فیضیاب ہوئیں اور دینی علم کا بہت بڑا حصہ ازواج مطہرات اور دیگر صحابیات کے ذریعہ امت تک پہنچا۔ جس طرح صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے مستفید ہونے کے خواہش مند رہتے تھے اسی طرح عورتیں بھی رہتی تھیں۔ چنانچہ خواتین نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مرد حضرات آپ ﷺ کی احادیث اور آپ کے کلمات طیبہ کا سارا ذخیرہ سمیٹ کر لے جاتے ہیں ہمارے لیے بھی آپ ﷺ کوئی وقت مقرر فرمادیں۔ آپ ﷺ نے وقت اور دن کا تعین فرمادیا اور آپ تشریف لے گئے اور اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کے تین بچے وفات پا گئے اور اس نے ان کے مرنے پر صبر کیا اور اللہ کا حکم سمجھ کر تقدیر پر راضی ہوگئی وہ تینوں بچے اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان حجاب بن جائیں گے۔ کسی عورت نے پوچھا اگر دو ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دو بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تین کا عدد ارشاد فرمایا اور پھر دو کا۔ دونوں ہی باتیں وحی کے مطابق تھیں یعنی جب آپ ﷺ سے دو کے بارے میں پوچھا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں دو بھی تو آپ کا یہ فرمانا بھی وحی کے مطابق تھا۔

(فتح الباری : ۳۰۲/۱۔ ارشاد الساری : ۲۹۵/۱)



المبتلّات (۱۶۵)

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ الْمُرُورِ بِقُبُورِ الظَّالِمِينَ وَمَصَارِعِهِمْ وَإِظْهَارِ الْإِفْتِقَارِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَالتَّحْذِيرِ مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْ ذَلِكَ

ظالموں کے قبروں اور ان کی بربادی کے مقامات پر سے گزرتے ہوئے رونا اور ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی ظاہر کرنے اور غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کا بیان

قوم ثمود کی بستیوں سے تیزی کے ساتھ گزرنے کا حکم

۹۵۵. عَنْ ابْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ يَعْزِي لَمَّا وَصَلُوا الْحِجْرَ: دِيَارٌ ثُمُودٌ: "لَا تَدْخُلُوا أَعْلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذِّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ: "لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ" ثُمَّ قَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَاَزَ الْوَادِي.

(۹۵۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ حجر جہاں قوم ثمود کے مکانات تھے پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جب ان عذاب یافتہ لوگوں کے پاس سے گزرو تو روتے ہوئے گزرو اگر تم یہ گریہ طاری نہ ہو تو وہاں سے نہ جانا کہ کہیں تمہیں بھی عذاب اسی طرح اپنی لپیٹ میں لے لے جیسے انہیں لے لیا تھا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام حجر سے گزرے تو ارشاد فرمایا کہ تم ان لوگوں کی آبادی کے پاس سے گزرو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو روتے ہوئے گزرو کہ کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا اور سواری کو تیز کر دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ اس وادی سے نکل گئے۔

تخریج حدیث (۹۵۵): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی مواضع الخسف والعتاب، صحیح

مسلم، کتاب الزہد، باب لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسهم.

کلمات حدیث: حجر شام اور مدینہ کے درمیان اس علاقے کا نام ہے جہاں کبھی قوم ثمود آباد تھی۔ قنع راسہ: آپ نے اپنا سر ڈھانپ لیا۔ حتیٰ اجاز الوادی: یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وادی کو عبور کر لیا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ۹ھ میں غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کا ان مقامات سے گزر ہوا جہاں کبھی قوم ثمود آباد تھی اور ان پر عذاب الہی نازل ہوا تھا۔ اس علاقے کا نام حجر ہے اور یہاں قوم صالح آباد تھی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ﴾

”اور اصحاب حجر نے رسول کو جھٹلایا۔“ (الحجر: ۸۰)

غرض جب ان مقامات کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان مقامات سے روتے ہوئے گزرو، خود آپ ﷺ نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور اونٹنی کو تیز کر کے اس علاقے سے باہر نکل گئے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ لوگ ارضِ شمود یعنی حجر میں اتر گئے اور وہاں کنویں سے پانی لے کر آنا گوندھ لیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانی پھینک دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں البتہ اس کنویں سے پانی لے سکتے ہیں جس پر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پینے آتی تھی۔

اسی طرح وادیِ حمر سے جو مکہ اور عرفہ کے درمیان ہے جلد گزرنے کا حکم ہے کیونکہ اس جگہ اصحاب فیل ہلاک ہوئے تھے۔ غرض جب کسی ایسے علاقے سے گزر رہو جہاں گزشتہ اقوام میں سے کسی قوم پر عذاب نازل ہوا ہو تو وہاں ٹھہرنے سے گریز کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزتے اور اس کی خشیت سے کانپتے ہوئے اور گریہ طاری کیے ہوئے تیز روی سے گزر جانا چاہیے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو گویا ہم اس کے مواخذے اور اس کی گرفت سے بے فکر اور فسادِ قلب و عمل میں ان سے مشابہت رکھنے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ظالموں کے ساتھ نشست و برخاست کی ممانعت کی گئی ہے اور فرمایا گیا:

﴿وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَعَمَسَكُمُ النَّارُ﴾

”ظالموں کی طرف مت جھکاؤ اختیار کرو ورنہ تمہیں آگ چھو لے گی۔“

(روضة المتقين: ۲/۴۶۶ - نزہۃ المستقین: ۲/۵۱۲)



کتاب آداب السفر

(الباقی (۱۶۶))

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوجِ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَاسْتِحْبَابِهِ أَوَّلَ النَّهَارِ
جمعرات کے روز صبح کے وقت آغاز سفر کا استحباب

رسول اللہ ﷺ جمعرات کے دن سفر کو پسند فرماتے تھے

۹۵۶. وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ، لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْخَمِيسِ.

(۹۵۶) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لیے جمعرات کے روز روانہ

ہوئے تھے اور آپ ﷺ جمعرات کے روز سفر پر روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے کہ کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعرات کے علاوہ کسی اور روز سفر فرماتے۔

تخریج حدیث (۹۵۶): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب السیر وحده.

کلمات حدیث: لقلما: بہت کم ایسا تھا۔

غزوہ تبوک

شرح حدیث: ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کو انباط کے ذریعہ جو شام سے مدینہ منورہ تیل لے کر آتے تھے یہ خبر ملی کہ رومیوں نے ایک بڑا لشکر اکٹھا کر لیا ہے اور اپنے ساتھ بعض قبائل عرب کو بھی ملا لیا اور ان کا مقدمہ (لشکر کا اگلا حصہ) بلقاء تک پہنچ چکا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے تیاری کا حکم دیا اور واضح طور پر منزل کی نشاندہی فرمادی کہ ہمارا رخ تبوک کی جانب ہے۔ تبوک مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیانی راستے پر خیبر اور العلاء کے خط پر واقع ہے اور آج کل حدود حجاز میں ہے۔ غزوہ تبوک ۹ھ میں ہوا اور یہ حیات طیبہ کا آخری غزوہ ہے۔ مسلمان چونکہ مالی تنگی کی حالت میں تھے اس لیے تبوک کے لیے تیار ہونے والے لشکر کو جیشِ عمرت کہا گیا ہے۔ اس لشکر کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسواونٹ پوری طرح تیار کر کے دیئے تھے اور دوسواونٹ چاندی بھی اس لشکر کی تیاری کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی۔

اس غزوہ کے لیے رسول اللہ ﷺ جمعرات کے روز روانہ ہوئے۔ جمعرات کے روز سفر کا آغاز سنت ہے اگر بسہولت انتظام ہو سکے تو جمعرات کے روز سفر بہتر ہے ورنہ جس روز بھی مناسب ہو سفر کیا جاسکتا ہے۔

(روضۃ المتقین: ۴/۳ - دلیل الفالحین: ۴۰۱/۳)

دن کے آغاز پر کام کرنے سے برکت ہوتی ہے

۹۵۷۔ وَعَنْ صَخْرَبْنٍ وَدَاعَةَ الْعَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَامَتِي فِي بُكُورِهَا وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، وَكَانَ صَخْرُ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ أَوَّلَ النَّهَارِ فَاتَّرَى وَكَثُرَ مَالُهُ: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۹۵۷) حضرت صخر بن دواعہ غامدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ میری امت کیلئے صبح

کے وقت برکت عطا فرما۔ رسول اللہ ﷺ جب کوئی سر یہ یا لشکر روانہ فرماتے تو دن کے اوّل حصہ میں روانہ فرماتے اور حضرت صخر تاجر تھے وہ اپنی

تجارت کا سامان صبح سویرے روانہ کرتے وہ دولت مند ہو گئے اور مال میں اضافہ ہو گیا۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۹۵۷): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب الابتکار بالسفر، الجامع للترمذی، ابواب البیوع،

باب ما جاء فی التکبیر فی التجارة.

راوی حدیث: حضرت عمرو بن کعب غامدی رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں حجازی ہیں اور طائف میں قیام رہا۔ سن وفات کا

علم نہیں ہے اور ان سے ایک ہی حدیث مروی ہے جبکہ ابن جوزی نے کہا ہے کہ دو احادیث مروی ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۴۰۲/۳)

کلمات حدیث: بَارِكْ: برکت عطا فرما، اس میں اضافہ اور نمو پیدا فرما۔ بَكُورٌ: جمع بکر بکورا: دن کے آغاز میں کوئی کام کرنا۔

صَبْحٌ سویرے کام کا آغاز کرنا۔ بَكْرَةٌ غَدُوَّةٌ: کی طرح ہے یعنی صبح سویرے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے امت کے لیے دعاء فرمائی کہ امت کے لوگوں کے ان کاموں میں اللہ برکت عطا فرمائے جن کا

آغاز صبح سویرے کریں اور رسول کریم ﷺ جب کوئی لشکر یا سر یہ روانہ کرتے تو صبح سویرے کرتے تھے۔ یعنی سفر ہو یا طلب علم یا کسب

معاش ہو ہر کام کا آغاز صبح سویرے کیا جائے تو اس میں خیر و برکت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فجر کی نماز

کے بعد اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرماتے ہیں اور صبح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے

اللہ ہاتھ روکنے والے کے مال کو تلف کر دے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تلف سے مراد مال کا ضیاع ہے یا صاحب مال کی

ہلاکت ہے اور ان اوقات کا ضیاع ہے کہ وہ کاریز میں استعمال نہیں ہوئے ابن العربی فرماتے ہیں کہ صبح کا وقت تمام اوقات یوم میں

بہترین ہوتا ہے کہ اس وقت آدمی کو نشاطِ نفسِ راحتِ بدن اور صفاءِ خاطر کی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت صخر تاجر تھے اور ان کی عادت تھی کہ وہ اپنی تجارتی مشاغل کا آغاز صبح سویرے کرتے تھے اللہ نے ان کے مال میں برکت عطا فرمائی

ان کے مال میں اضافہ ہوا اور وہ دولت مند ہو گئے۔ (تحفة الاحوذی: ۴/۵۳ - روضۃ المتقین: ۴/۳ - دلیل الفالحین: ۴۰۲/۳)

الکتاب (۱۶۷)

بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلْبِ الرَّفْقَةِ وَتَأْمِيرِهِمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيعُونَهُ
سفر کے لیے رفقاء کی تلاش اور ان میں سے کسی کو امیر بنا کر اس کی اطاعت کا استحباب

تہا سفر کرنے کے نقصانات

۹۵۸. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا عَلِمَ مَا سَارَ رَاكِبٌ بَلِيلٍ، وَحَدَهُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ."

(۹۵۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو تہا سفر کرنے کا وہ نقصان

معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو کوئی سوار اُت کے وقت تہا سفر نہ کرے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۵۸): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب السیر وحده.

کلمات حدیث: راکب: سوار، جمع رکبان. سواری پر سفر کرنے والے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تہا سفر کرنے کی مضرتیں اور نقصانات جو مجھے معلوم ہیں اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی شخص رات کے وقت تہا سفر نہ کرے۔ مقصود حدیث یہ ہے کہ مطلق سفر نہ کرے نہ دن کو نہ رات کو رات کا ذکر صرف اس لیے فرمایا کہ اس میں مزید تکلیف کا اندیشہ ہے اور مضرت دینی بھی ہے اور دنیاوی بھی، دینی مضرت یہ ہے کہ وہ نماز باجماعت سے محروم رہے گا، دنیوی مضرت یہ ہے کہ اپنی حاجتوں میں کسی کی مدد نہ لے سکے گا۔ غرض سفر میں رفقاء کا انتخاب کر کے آپس میں کسی ایک کو اپنا امیر بنا کر اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ (فتح الباری: ۱۹۷/۱۔ إرشادی: ۶/۴۷۰)

جنگل میں اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے

۹۵۹. وَعَنْ عُمَرَو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاَكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاَكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ " رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ."

(۹۵۹) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک سوار

شیطان اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار قافلہ ہے۔ (ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے باسانید صحیحہ اور روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ

حدیث حسن ہے)

سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب الرجل يسافر وحده.

تخریج حدیث (۹۵۹):

شرح حدیث: حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ایک یا دو آدمیوں سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تین سے نہیں کرتا۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک یا دو آدمی سفر پر ہوں تو شیطان کو یہ ہمت ہو جاتی ہے کہ انہیں نقصان پہنچائے اگر تین ہوں تو اس کو ہمت نہیں ہوتی۔ یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ تنہا سفر پر جانے والا شیطان ہے کہ شیطان کے معنی دور ہونے اور بعید ہونے کے ہیں اکیلا آدمی بھی انسانوں سے دور ہو جاتا ہے اور اس کا تعلق بستی سے منقطع ہو جاتے ہیں، چنانچہ روایت ہے کہ ایک آدمی تنہا سفر پر روانہ ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ شخص راستے میں مرجائے تو میں کس سے معلوم کروں گا۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سفر میں مرجائے گا تو اس کی لاش بے گور و کفن پڑی رہ جائے گی۔

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ تعلیم نبوت ادب و ارشاد کی نوعیت ہے اور یہ ممانعت حرمت پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اگر ایک یا دو مسافر سفر کریں اور خطرات کا اندیشہ نہ ہو تو درست ہے، اسی طرح گھر میں تنہا سونے کا حکم ہے کہ اگر آدمی ضیعت القلب ہو اور اس کے خیالات بھی پراگندہ ہوں تو وہ تنہا نہ سونے کہ مبادا اسے رات کے وقت وحشت محسوس نہ ہو۔ (روضۃ المتقین: ۶/۲۔ دلیل الفالحین: ۴۰۳/۳)

سفر میں تین میں ایک کو امیر بنایا جائے

۹۶۰. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبْنَى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَيُؤْمَرُوا أَحَدَهُمْ حَدِيثُ حَسَنٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۹۶۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تین آدمی سفر کے لیے

نکلے تو وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔ (حدیث حسن ہے ابوداؤد نے سند حسن روایت کی ہے)

ترجمہ حدیث (۹۶۰): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی القوم یسافرون ویومروا احدهم.

کلمات حدیث: فلیومروا احدهم: اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔ امیر: حاکم جمع امراء۔ امارت: امیر بنانا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں حسن معاشرت کی بہت عمدہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب تین آدمی سفر پر روانہ ہوں تو وہ اپنے میں

سے کسی ایک کو اپنا امیر مقرر کر لیں اور جو وہ کہے اس کے مطابق عمل کریں تاکہ تہمت اور افتراق کی جگہ جمعیت اور اتحاد پیدا ہو اور اتحاد اتفاق کی برکت حاصل ہو اور اگر باہم کوئی اختلاف ہو جائے تو اس کا اسی وقت فیصلہ ہو سکے۔ علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امیر بنانے کا حکم اس لیے ہے کہ باہم نزاع کی صورت میں اسی وقت فیصلہ ہو سکے اور جو فیصلہ امیر کرے اسے قبول کیا جائے۔ امیر کا انتخاب بھی اس کی اعلیٰ دینی اور اخلاقی خوبیوں کی بناء پر ہونا چاہیے۔ (روضۃ المتقین: ۷/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۰۴/۳)

سفر میں چار آدمی ہونا بہتر ہے

۹۶۱. وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ

وَحَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ، وَحَيْرُ الْجِيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِّنْ قَلَّةٍ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۹۶۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہترین ساتھی چار ہیں بہترین

چھوٹا لشکر چار سو کا ہے بہترین بڑا لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار کا لشکر قلت تعداد کی بناء پر کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

تخریج حدیث (۹۶۱): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فیما یتحب من الجیوش والرفقاء والسرایا۔

الجامع للترمذی، ابواب السیر، باب ما جاء فی السرایا۔

کلمات حدیث: الصحابة: ساتھی، رفقاء۔ صاحبہ کی جمع ہے جو صحبہ سے بنا ہے جس کے معنی ہم نشین اور ساتھ ہونے کے ہیں۔

تاریخ اسلام میں صحابی اور صحابہ کا لفظ رسول اللہ ﷺ کے رفقاء کے ساتھ خاص ہو گیا اور اصطلاحاً صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو اور حالت اسلام میں وفات پائی ہو۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں چار آدمیوں کی رفاقت اچھی رفاقت ہے کہ آسانی اور سہولت کے ساتھ اپنے

معاملات طے کر سکتے ہیں یا ہم مشورہ کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی ضرورتوں کے کفیل ہو سکتے ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا لشکر بارہ ہزار پر مشتمل ہو تو وہ محض قلت افراد کی بناء پر مغلوب نہ ہوگا چنانچہ غزوہ جنین میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی بعض صحابہ کرام کے دلوں میں اپنی کثرت کا عجب پیدا ہوا اور یہ عجب ہی مغلوبیت کا سبب بنا۔ مسلمانوں کی اصل قوت کثرت تعداد نہیں ہے بلکہ ایمان اور اتحاد اور

اہل اسلام کی باہمی اخوت ہی اصل طاقت ہے۔ (روضة المتقین: ۷/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۰۵/۳)



البَابُ (۱۶۸)

بَابُ آدَبِ السَّيْرِ وَالنُّزُولِ وَالْمَمِيبَةِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ السَّرَى وَالرَّفْقِ
بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلَحَتِهَا وَأَمْرٍ مَنْ قَصَرَ فِي حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا وَجَوَازِ
الْأَرْدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ إِذَا كَانَتْ تُطِيقُ ذَلِكَ

سفر میں چلنے اترنے رات گزارنے اور سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کا خیال رکھنے اور ان کے
ساتھ نرمی کرنے کا استحباب اور اس شخص کا حکم جو جانوروں کے حق میں کوتاہی کرے اور اگر جانور طاقت رکھتا تو پیچھے
بٹھانے کے جواز کا بیان

سفر میں جانوروں کا خیال رکھنا

۹۶۲. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرْتُمْ فِي
الْخُصْبِ فَأَعْطُوا الْأَبْلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاسْرِعُوا عَلَى السَّيْرِ وَبَادِرُوا بِهَا
نَفْيَهَا، وَإِذَا عَرَسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاوَى الْهُوَامِ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
مَعْنَى: أَعْطُوا الْأَبْلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ "أَيُ ارْفُقُوا بِهَا فِي السَّيْرِ لِتُرْعَى فِي حَالِ سَيْرِهَا: وَقَوْلُهُ
"نَفْيَهَا" هُوَ بَكْسُ الثُّونِ وَاسْكَانُ الْقَافِ وَبِالْيَاءِ الْمُشْنَاءُ مِنْ تَحْتِ وَهُوَ الْمُخُّ، مَعْنَاهُ اسْرِعُوا بِهَا حَتَّى
تَصِلُوا الْمَقْصِدَ قَبْلَ أَنْ يَذْهَبَ مُحْضًا مِنْ صَنْكِ السَّيْرِ وَالتَّعْرِيسُ "النُّزُولُ فِي اللَّيْلِ".

(۹۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم سرسبز شاداب زمین میں سفر
کرو تو اونٹوں کو اس زمین سے چرنے کا موقع دو اور جب تم خشک اور بخر زمین سے گزرو تو تیز رفتاری سے چلو اور ان کی قوت ختم ہونے
سے پہلے منزل پر پہنچو اور جب رات کو پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر کرو۔ کہ رات کے وقت راستوں پر جانور آجاتے ہیں اور کیڑے
کوڑے گزرتے ہیں۔ (مسلم)

اعطوا الابل حظها کے معنی ہیں کہ چلنے میں نرمی کرو تا کہ سفر کے دوران چر سکیں اور نفیہا کے معنی ہیں گودا۔ مفہوم یہ ہے کہ تیز
چلوتا کہ ان کا گودا ختم ہونے سے پہلے منزل پر پہنچ جاؤ اور یہ نہ ہو کہ راستے کی دشواریوں سے اونٹوں میں قوت ہی باقی نہ رہے۔ تعریس
کے معنی رات کو پڑاؤ کرنے اور آرام کرنے کے ہیں۔

تخریج حدیث (۹۶۲): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير والنهي عن التعريس

فی الطريق .

کلمات حدیث: خصب: مصدر ہے سرسبز شاداب ہونا۔ جدب: خشکی، یعنی زمین کا خشک اور بغیر سبزہ کے ہونا۔ ماویٰ الهوام: .

کیڑے کوڑوں کی پناہ گاہ، مثلاً سانپ، بچھو، وغیرہ جمع ہو جاتے ہیں۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے امت کو جو تعلیم دی ہے وہ کامل ترین اور جامع ترین تعلیم ہے۔ دنیا کا کوئی دین اور کوئی مذہب اور کوئی نظام تعلیم اس قدر مکمل اس قدر جامع اور اس قدر اعلیٰ اور محکم اخلاقی بنیادوں پر استوار نہیں ہے جس قدر اسلام کی تعلیم ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوران سفر اگر کسی قطعہ زمین سے گزر رہو جہاں سبزہ اور شادابی ہو تو اونٹوں کو موقعہ دو کہ وہ چر لیں اور اپنا پیٹ اچھی طرح بھر لیں، اور جب ایسی زمین سے گزر رہو جہاں گھاس اور سبزہ نہ ہو تو ایسے علاقے سے تیزی سے گزر جاؤ نیز اس امر کا لحاظ رکھو کہ سفر کے جانور تھک نہ جائیں اور ان کی قوت ختم نہ ہو جائے اس لیے سفر کی ایسی ترتیب قائم کرو جس سے جانور تھکنے اور مضحمل ہونے سے محفوظ رہیں۔ کیڑے کوڑے اور بہت سے ضرر رسال جانور رات کے وقت باہر آتے ہیں اور وہ بالعموم راستے پر چلنے لگتے ہیں، اس لیے رات کو جب پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر کرو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۸/۱۳۔ روضة المتقین: ۸/۳۔ نزہة المتقین: ۵۵/۲)

فجر کے قریب گہری نیند نہ سوائے

۹۶۳. وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَسَ بَلْبِلٍ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: إِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهُ لِنَلَا يَسْتَغْفِرُ فِي النُّوْمِ فَتَقُوتَ صَلَوةُ الصُّبْحِ عَنْ وَفَّيْهَا أَوْ عَنْ أَوَّلِ وَفَّيْهَا.

(۹۶۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران رات کو کسی مقام پر ٹھہرتے تو دائیں کروٹ لیٹتے اور جب صبح صادق سے ذرا پہلے ٹھہرتے تو اپنا بازو کھڑا کر کے سر مبارک ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (مسلم)

علماء نے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ بازو پر سر مبارک اس لیے ٹیک لیتے کہ کہیں گہری نیند نہ آجائے اور صبح کی نماز کا وقت نکل جائے یا رات کا وقت نکل جائے۔

تخریج حدیث (۹۶۳): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضاءها

کلمات حدیث: لِنَلَا يَسْتَغْفِرُ فِي النُّوْمِ: تاکہ آپ ﷺ گہری نیند نہ سو جائیں۔ استغراق (باب استغراق) استغراق فی النُّوْمِ: گہری نیند سونا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ سفر میں جب کسی منزل پر قیام فرماتے تو رات کے وقت دائیں کروٹ سوتے اور اگر آخر شب میں کسی منزل پر اترتے تو سیدھا ہاتھ کھڑا کر لیتے اور اس کی ہتھیلی پر سر کوڑا سا ٹھکا کر آرام فرما لیتے اور پوری طرح نہ لیٹتے اس احتیاط کے تحت

کہ ہو سکتا ہے کہ گہری نیند آجائے اور صبح کی نماز اول وقت میں نہ پڑھی جاسکے یا صبح کی نماز قضا ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ اگر نماز کا وقت قریب ہو تو آدمی کو سونے میں احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے کہ نیند کی وجہ سے نماز کا وقت نہ جاتا رہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶۴/۵ - روضة المتقین: ۱۰/۳)

رات کے سفر کرنے کی برکات

۹۶۴. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَيْكُمْ، بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ "الدُّلْجَةُ" السَّيْرُ فِي اللَّيْلِ.

(۹۶۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کو سفر کرو کہ رات کو زمین لپیٹ دی

جاتی ہے۔ (ابوداؤد نے سند حسن روایت کیا ہے) دلجہ کے معنی ہیں رات کو چلنا۔

تخریج حدیث (۹۶۴): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الدلجۃ.

کلمات حدیث: الدلجۃ: رات کا آخری حصہ۔ ادلج القوم: ساری رات چلنا، یا رات کے آخری حصہ میں چلنا۔

شرح حدیث: ابن الاثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بتایا ہے کہ پوری رات سفر کرنا چاہیے کہ فرمایا گیا ہے کہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور اس میں رات کے اگلے یا پچھلے حصہ میں فرق نہیں کیا گیا ہے بہر حال مسافر کے لیے رات کا سفر بہ نسبت دن کے سفر کے زیادہ آسان ہوتا ہے اور کم وقت میں زیادہ سفر طے ہو جاتا ہے۔

(روضۃ المتقین: ۱۰/۳ - خلیۃ الاولیاء: ۲۵۰/۹)

دوران سفر اکٹھا رہنے چاہیے

۹۶۵. وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُثَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هَذِهِ الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ! "فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدَ ذَلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۹۶۵) حضرت ابو ثعلبہ حثنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب دوران سفر کسی مقام پر اترتے تو گھائیوں اور وادیوں

میں متفرق ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اس طرح گھائیوں اور وادیوں میں متفرق ہو جانا شیطان کی طرف سے ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرام جب کسی منزل پر اترتے تو سب باہم ساتھ رہتے۔ (ابوداؤد نے سند حسن روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۹۶۵): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یؤمر من انضمام العسکر وسعته.

راوی حدیث: حضرت ابو ثعلبہ حثنی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں صلح حدیبیہ میں شرکت فرمائی اور بیعت رضوان کے وقت بھی

موجود تھے۔ وہ اپنے قبیلے کی طرف داعی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ سجدے کی حالت میں انتقال فرمایا۔ آپ سے چالیس احادیث مروی ہیں جن میں سے تین متفق علیہ ہیں۔ (الاصابہ، اسد الغابۃ: ۱۵۵/۵۔ تہذیب الکمال: ص ۴۴۶)

کلمات حدیث: شعاب: جمع شعب۔ پہاڑی راستہ۔ اودیۃ: جمع وادی پانی کے گزرنے کا راستہ، پہاڑوں کے درمیان کی جگہ۔
شرح حدیث: مسلمانوں کے اتحاد باہمی کی تعلیم نبوی ﷺ میں خاص اہتمام ہے اور متعدد احادیث میں اتحاد و اتفاق کی نہ صرف یہ کہ تعلیم دی گئی ہے بلکہ مختلف صورتوں میں اتحاد کے عملی مظاہرے کی بھی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے دوران سفر کسی منزل پر اترنے کے بعد متفرق ہو جانے سے منع فرمایا اور صحابہ کرام نے اس پر اس طرح عمل فرمایا کہ جب ایسا موقع آتا تو سب یکجا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے۔ (روضۃ المتقین: ۱۱/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۱۰/۳)

جانوروں کے حقوق کا خیال رکھا جائے

۹۶۶۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَقِيلَ سَهْلُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ عَمْرٍو. الْأَنَّهُ رَأَى الْمَعْرُوفَ بْنَ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَيْطِنِهِ فَقَالَ: "اتَّقُوا اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَإِنَّ كِبُوهَا صَالِحَةٌ وَكُلُّهَا صَالِحَةٌ! رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۹۶۶) حضرت سہل بن عمرو اور بعض کے نزدیک سہل بن الربیع بن عمرو انصاری جو ابن الحنظلہ کے نام سے مشہور تھے اور اہل بیعت رضوان میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزرا ایک ایسے اونٹ پر سے ہوا جس کی کمر پیٹ سے لگی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان پر سواری کرو جب یہ تندرست ہوں اور ان کا گوشت کھاؤ جب یہ تندرست ہوں۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا ہے)

تحریج حدیث (۹۶۶): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یومر بہ من القیام علی الدواب والبهائم۔

راوی حدیث: حضرت سہل بن عمرو یا حضرت سہل بن ربیع رضی اللہ عنہ کے نام میں اختلاف ہے اصحاب بیعت رضوان میں ہیں بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ سے نوا احادیث مروی ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں انتقال فرمایا۔

(دلیل الفاحین: ۴۱۱/۳)

کلمات حدیث: معجمہ: بے زبان جانور۔ عجماءات: چوپائے، بے زبان جانور۔ صالحہ: جو سواری کے لیے موزوں ہوں اور کھانے کے لیے موزوں ہوں۔ لحق ظہرہ بیطنہ: اس کی پشت پیٹ سے مل گئی۔ مطلب یہ ہے کہ بے حد بدلا ہو گیا۔

شرح حدیث: سواری کے جانور ہوں یا عام جانور سب کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ملا ہے خاص طور پر سواری کے جانور اور وہ جانور جن سے کسی نہ کسی صورت انتفاع حاصل کیا جاتا ہے ان کی دیکھ بھال اور ان پر رحم کرنے کا حکم دیا گیا کہ ان کے کھانے پینے اور ان کے

آرام اور راحت کا خیال رکھا جائے اور ان کو سواری میں اتانہ تھکایا جائے کہ وہ لاغر اور کمزور ہو جائیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان کو تندرست رکھو تندرست جانور پر سواری کرو اور تندرست جانور کا گوشت کھاؤ۔

(روضۃ المتقین: ۱۱/۳ - دلیل الفالحین: ۴۱۱/۳)

جانوروں کو ستانا جائز نہیں

۹۶۷. وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرَدَفْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ، وَأَسْرَأَ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَرَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ هَذِهِ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ، يَعْنِي حَائِطُ نَخْلٍ: رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا مُخْتَصَرًا وَزَادَ فِيهِ الْبَرْقَانِيُّ بِإِسْنَادٍ مُسْلِمٍ هَذَا بَعْدَ قَوْلِهِ: حَائِشُ نَخْلٍ. فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا فِيهِ جَمَلٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَرَجَرَ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَاتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ سَرَاتَهُ، أَيْ سَنَامَهُ. وَذَفَرَاهُ فَسَكَنَ، فَقَالَ: "مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟ فَجَاءَ فَتَى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هَذَا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ: قَالَ: أَقَلَّا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ يَشْكُو إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ، وَتَذْبِيهِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَكَرِوَايَةُ الْبَرْقَانِيُّ، قَوْلُهُ: "ذَفَرَاهُ هُوَ بِكَسْرِ الدَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَاسْكَانِ الْفَاءِ وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ: قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ الذَّفَرِيُّ: الْمَوْضِعُ الَّذِي يَغْرَقُ مِنَ الْبُجْبُجِ خَلْفَ الْأُذُنِ: وَقَوْلُهُ: "تَذْبِيهِ، أَيْ تُتَبَّعُهُ".

(۹۶۷) حضرت ابو جعفر عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ مجھ سے رازداری کی ایک بات کہی جو میں کسی سے نہیں کہوں گا۔ اور رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے دیواریاں کجھور کے جھنڈ کے پردہ کرنے کو زیادہ اچھا پردہ سمجھتے تھے۔ (امام مسلم نے اس حدیث کو اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے) اور برقانی نے مسلم کی سند کے ساتھ حائش نخل کے بعد یہ اضافہ کیا ہے۔

کہ پھر آپ ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے اس میں ایک اونٹ تھا جب اس اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ بلبلایا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے کوہان اور کان کے پچھلے حصہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتے کیونکہ اس نے مجھ سے شکوہ کیا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس کو تھکا دیتے ہو۔ اس روایت کو ابوداؤد نے بھی برقانی کی طرح ذکر کیا ہے۔

ذفرہ: یہ لفظ مفرد ہے اور مونث ہے۔ اہل لغت بیان کرتے ہیں کہ ذفری اونٹ کے کان کے پیچھے کی وہ جگہ جہاں اسے پسینہ آتا ہے۔ تذبہ: کے معنی ہیں تم اسے تھکاتے ہو۔

تخریج حدیث (۹۶۷): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب ما یستر بہ لقضاء الحاجة۔ سنن ابی داؤد، کتاب

الجهاد، باب ما یومر بہ من القيام علی الدواب والبهائم۔

راوی حدیث: ابو جعفر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم محترم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے۔ جب مکہ میں حضرت جعفر مدینہ منورہ آئے تو حضرت عبد اللہ کی عمر سات سال تھی آپ نے ان کو اس وقت بیعت فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن جعفر صورتاً اور سیرتاً مجھ سے مشابہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ آپ سے مروی دو احادیث بخاری و مسلم میں موجود ہیں۔ ۸۰ھ میں انتقال فرمایا۔ (الاصابہ: ۴/۴۸۔ اسد الغابۃ: ۳/۱۳۴)

کلمات حدیث: حائش: گنجان درخت کا حصہ، کھجوروں کا جھنڈ۔ جرجر الحمل: اونٹ کا بلبلانا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو بطور معجزہ اونٹ کے شکوہ کرنے کا علم ہو گیا کہ اس کا مالک اسے بھوکا رکھتا ہے اور تھکا دیتا ہے اور جب آپ ﷺ نے اس کے کوہان پر اور اس کے کانوں کے پیچھے ہاتھ پھیرا تو وہ سمجھ گیا کہ آپ ﷺ اسے تسلی دے رہے ہیں اور آپ ﷺ اس کی تکلیف و شکایت کو دور فرمائیں گے اس لیے وہ خاموش اور پرسکون ہو گیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ جاؤ معلوم کرو کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ وہ گئے اور جا کر اس اونٹ کے مالک کو بلالائے تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اس اونٹ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ کیا حال ہے؟ ہم اس پر پانی لایا کرتے تھے اب یہ پانی ڈھونے سے بھی عاجز ہے تو اب ہم نے اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اب ایسا نہ کرو۔

(دلیل الفالحین: ۳/۴۱۳۔ السنن الکبری للبیہقی: ۱/۹۴)

صحابہ کرام کجانوروں کے حقوق اداء کرنا

۹۶۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ! كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نَسْبِيحُ حَتَّى نَحْلَ الرِّحَالِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ! وَقَوْلُهُ "لَا نَسْبِيحُ" أَيْ لَا نُصَلِّيُ النَّافِلَةَ، وَمَعْنَاهُ أَنَّا مَعَ جَرِصِنَا عَلَى الصَّلَاةِ لَا نَقْدِمُهَا عَلَى حِطِّ الرِّحَالِ وَإِرَاحَةِ الدَّوَابِّ.

(۹۶۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارا طریقہ یہ تھا کہ ہم کسی جگہ اترتے تو ہم اونٹوں کے پالان اتارنے سے پہلے نفل نماز بھی نہ پڑھتے۔ (ابوداؤد نے مسلم کی شرط کے مطابق سند سے روایت کیا ہے) لا نسبح: کے معنی یہ ہیں کہ ہم نفل نماز بھی نہ پڑھتے تھے۔ یعنی نفل نماز کی حرص اور اشتیاق کے باوجود ہم اسے جانوروں کے اوپر

سے کجاوے اتار کر انہیں آرام پہنچانے پر مقدم نہ کرتے۔

تخریج حدیث (۹۶۸): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی نزول المنازل .

کلمات حدیث: نحل الرحال : جانوروں کی پشت پر سے کجاوے اتارنا، الرحال رحل کی جمع ہے جس کا اطلاق کجاوے کے ساتھ ساتھ اسباب سفر پر بھی ہوتا ہے۔

شرح حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سفر جہاد میں جب کسی منزل پر قیام کرتے تو سب سے پہلے اونٹوں کے اوپر سے کجاوے اور سامان اتار کر انہیں راحت و آرام پہنچاتے تھے اور نوافل کا شدید اشتیاق رکھنے کے باوجود نوافل کو بھی اس کام پر مقدم نہ کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم نبوی ﷺ کے زیر اثر صحابہ کرام جانوروں کی راحت اور آرام کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ (روضۃ المتقین: ۱۴/۳ - دلیل الفالحین: ۴۱۴/۳)



(الباب ۱۶۹)

بَابُ إِعَانَةِ الرَّفِيقِ رفیق سفر کی اعانت و مدد

اس موضوع سے متعلق متعدد احادیث پہلے بھی گزر چکی ہیں جیسے یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اس وقت تک مدد فرماتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ اور جیسے حدیث ہر نیکی صدقہ ہے اور اسی طرح دیگر احادیث۔

زائد سواری سے رفقاء سفر کی اعانت

۹۶۹. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ لَهُ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهَرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ زَادَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ"، فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهُ، حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لَأَحَقُّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۶۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سفر میں تھے ایک شخص اپنی سواری پر آیا اور دائیں بائیں نظر ڈال کر دیکھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد سواری ہو تو وہ اس کو دیدے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد زاوراہ ہے وہ اس کو دیدے جس کے پاس نہیں ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے مال کی دیگر اصناف کا بھی ذکر فرمایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ ہمیں ضرورت سے زائد چیز رکھنے کا حق نہیں ہے۔

تخریج حدیث (۹۶۹): صحیح مسلم، کتاب اللقطة، باب استحباب المواساة بفضول الاموال .

کلمات حدیث: بصرف نظره: اپنی نظر گھما کر دیکھ رہا تھا کہ کہیں سے اس کو مدد مل جائے۔ فضل ظہر: ضرورت سے زائد سواری کا اونٹ۔ فضل: ضرورت سے زائد چیز۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اپنے کسی سفر کے دوران کسی منزل پر قیام کیا کہ اس اثناء میں ایک شخص آیا جو نظر ڈال کر سب کی طرف دیکھنے لگا۔ غالباً اس کا اونٹ تھا کہ ہوا اور لاغر تھا اور اس کے پاس اشیاء ضرورت موجود نہیں تھیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کی نصرت اور مدد کرنے کا حکم فرمایا کہ جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو وہ اسے سواری دے دے اور جس کے پاس ضرورت سے زیادہ زاوراہ وہ اسے زاوراہ دیدے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۱۶۶۔ روضة الصالحین: ۳/۵۱۷۔ نزہۃ المتقین: ۲/۵۹)

تنگی کے وقت باری باری سوار ہونا

۹۷۰. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ وَقَالَ :

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَلَا عَشِيرَةٌ فَلْيَضْمُ أَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوْ الثَّلَاثَةَ فَمَا لَا أَحَدَنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ، إِلَّا عَقْبَةٌ كَعَقْبَةِ يَغْنَى أَحَدَهُمْ قَالَ، فَضَمَّمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً مَالِي إِلَّا عَقْبَةَ كَعَقْبَةِ أَحَدِهِمْ مِنْ جَمَلِي، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۹۷۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے جماعت مہاجرین و انصار! تمہارے بھائیوں میں سے ایسے بھی ہیں جن کے پاس نہ مال ہے اور نہ خاندان۔ لہذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دو یا تین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لے۔ چنانچہ ہم میں سے جس کے پاس سواری تھی اس پر ایک ایک باری باری بیٹھتا تھا۔ میں نے بھی اپنے ساتھ دو یا تین ملا لیے تھے اور مجھے بھی اپنے اونٹ پر سب کی طرح باری باری سوار ہونے کا موقع ملتا تھا۔ (ابوداؤد)

خرن حدیث (۹۷۰): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب الرجل یتحمل بمال غیرہ یغزو.

کلمات حدیث: معشر: جماعت۔ عشیرہ: قبیلہ۔ فلیضم الیہ: اسے اپنے ساتھ ملا لے، یعنی اس پر خرچ کرے۔

شرح حدیث: ہجرت کے بعد جب اہل اسلام مدینہ منورہ میں جمع ہوئے تو مہاجرین سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ آئے تھے اور عسرت و تنگی کا دور تھا، رسول اللہ ﷺ نے اولاً مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم فرمائی پھر جب غزوات میں تشریف لے جاتے تب بھی صحابہ کرام ایثار اور قربانی سے کام لیتے اور جنکے پاس مال ہوتا وہ ان پر خرچ کرتے جنکے پاس نہ ہوتا جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کی تیاری میں حصہ لیا تھا۔ اسی طرح بعض غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جس کے پاس سواری اور زاد راہ ہو وہ اپنے ساتھ دو تین کو ملا لے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سب باری باری سوار ہوتے اور اونٹ کے مالک کو بھی اونٹ پر سوار ہونے کا انتہائی موقع ملتا جتنا اس کے ان ساتھیوں کو جن کو اس نے اپنے ساتھ شامل کیا تھا۔ (دلیل الفالحین: ۴۱۷/۳۔ نزہۃ المتقین: ۵۹/۲)

امیر قافلہ رفقاء سفر کا خیال رکھے

۹۷۱. وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُزِجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيُدْعُو لَهُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۹۷۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر پیچھے پیچھے چلا کرتے

تھے کمزور کو چلاتے یا اپنے پیچھے بٹھالیتے اور اس کے لیے دعا فرماتے۔ (ابوداؤد نے حسن راویت کیا)

خرن حدیث (۹۷۱): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی لزوم الساقۃ.

کلمات حدیث: فیزجی: چلاتے تھے۔ ازجی ازجاء: آگے بڑھانا، چلانا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کی امت سے محبت اور شفقت کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ کسی غزوہ پر روانہ ہوتے وقت سب سے پیچھے چلتے اور جو کوئی کمزور پیچھے رہ جاتا اس کی سواری کو تیز کرتے یا اسے اپنے پیچھے بٹھالیتے اور سب کیلئے دعا فرماتے۔ (روضۃ المتقین: ۱۵/۲)

(الباب ۱۷۰)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ لِلسَّفَرِ سوار ہوتے وقت پڑھنے کی دعاء

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ۚ لَّيْسَ ثَوْرٌ عَلَيْهِ أَثْقَالٌ وَلَا جَمَلٌ عَلَيْهِمْ يُحْمَلُ فِي سَبِيلِهِ لِيُذِكَّرُوا وَأَنَّكُمْ عَلَيهِمْ لَئِيْلٌ ۚ وَإِذَا أَسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِیْنَ ۖ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تا کہ تم ان کی پیٹھ پر سیدھے ہو کر بیٹھو پھر جب تم سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے لیے تابع کر دیا ہم اس کو قابو کرنے والے نہیں تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ (الزخرف: ۱۲، ۱۳)

تفسیری نکات: سمندروں کی لہروں پر سفر کرتے ہوئے اور جانوروں کی پشت پر بیٹھے ہوئے ہر لمحہ اور ہر ساعت اس خالق و مالک کو یاد کرنا چاہیے جس نے ہمیں پیدا فرمایا پھر ہمیں عقل و دانش سے نوازا جس کی مدد سے ہم نے کشتیاں بنائیں اور جانوروں کو اپنے قابو میں کیا۔ سمندر اور یہ سواری کے جانور اللہ سبحانہ کا اعجاز تخلیق ہیں اور پھر جانوروں کا انسان کا مطیع و فرماں بردار ہونا بھی اللہ کی حکمت و قدرت کا شاہکار ہے اس لیے ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم اس کے شکر گزار ہوں اور صدق دل سے اس حقیقت کا اعتراف کریں کہ اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے جس نے سمندر کی لہروں پر سفر کے لیے ہوا اور کشتی کو مخرفر مایا اور جانوروں کو ہمارا تابع بنا دیا ہم یہ کام نہیں کر سکتے تھے، یہ تو صرف آپ کا اعجاز تخلیق ہے ہم تو فانی ہیں اور آپ کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ (تفسیر عثمانی - معارف القرآن)

سفر کے وقت پڑھنے کی دعاء

۹۷۲. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ ”سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِیْنَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ! اللَّهُمَّ إِنَّا سَأَلُكَ فِی سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْأَهْلِ: اللَّهُمَّ إِنِّی أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَغْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ، وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ ائْتِبُون تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

معنی ”مُقْرِنِیْنَ“ مُطِیْقِیْنَ ”وَالرَّغْثَاءِ بِفَتْحِ الْوَاوِ اسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهِمْلَةِ وَبِالْثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ

بِالْمَدْوَهِي: الشَّدَّةُ وَالْكَابَةُ“ بِالْمَدْوَهِي: تَغْيِيرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَنَجْوِهِ “وَالْمُنْقَلَبُ“ الْمَرْجِعُ .

(۹۷۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے کے لیے اونٹ پر نشریف فرما ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے اور پھر یہ دعاء پڑھتے: (سبحان الذی سے والود تک) پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارا تابع و فرمان بنا دیا اور ہم اسے اپنا تابع نہیں بنا سکتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا اور ایسے عمل کی توفیق کی دعاء کرتے ہیں جس سے تو راضی ہو، اے اللہ! ہمارے لیے اس سفر کو آسان بنا دے اور اس کے فاصلے کو طے فرما دے۔ اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور اہل و عیال کا محافظ ہے۔ اے اللہ! میں سفر میں سختی پر برے منظر اور واپسی مال اہل اور اولاد میں بری تبدیلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور جب آپ ﷺ واپس آتے تو آپ ﷺ یہ کلمات ارشاد فرماتے۔ (آہوں سے حامدون تک) ہم سفر سے واپس آنے والے ہیں تو بہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ (مسلم)

مقرنین: کے معنی ہیں طاقت رکھنے والے۔ وعشاء: کے معنی ہیں شدت اور سختی۔ کابۃ: کے معنی ہیں غم وغیرہ سے نفس کا متغیر ہونا۔ منقلب: لوٹنے کی جگہ۔

زنج حدیث (۹۷۲): صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما یقول إذا ركب الی سفر الحج .

مات حدیث: استوی: معتدل اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ وعشاء السفر: سفر کی پریشانی۔ وعث وعشاء: دشوار گزار ہونا۔ پر نقت ہونا۔ کابۃ المنظر: برا منظر۔

رج حدیث: رسول کریم ﷺ سے منقول تمام دعائیں جو مختلف مواقع اور متنوع حاجات کے لیے ماثور ہیں سب کی سب انتہائی امع اور بلغ اور معانی کا ایک دریا اپنے اندر سمیٹے ہوئے، مسلمان کی سعادت یہ ہے کہ اسے ادغیہ ماثورہ کا ایک وافر ذخیرہ یاد ہو جسے وہ اپنے شب و روز میں اور اپنی مختلف حاجات کے لیے پڑھ سکے کہ زبان نبوت ﷺ سے نکلا ہوا ہر لفظ اپنے اندر خیر کا ایک سرچشمہ سمیٹے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ دعاء بھی اسی طرح پر اثر دلنشین بلغ اور جامع ہے اور سفر کے دوران پیش آنے والے تمام حالات کا احاطہ کیے ہوئے، بنا۔ میں سفر میں اس دعاء کا پڑھنا باعث خیر و برکت ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۳/۹۔ روضة المتقین: ۱۶/۳)

سفر شروع کرنے سے پہلے ایک دعاء

۹۷۳. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَفَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَابَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُورِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمُنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ: رَوَاهُ مُسْلِمٌ. الْحَوْرُ هَكَذَا هُوَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ “الْحَوْرُ بَعْدَ الْكُورِ“ بِالْثَوْنِ وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: وَيُرْوَى، الْكُورُ بِالرَّاءِ، وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ: قَالَ الْعُلَمَاءُ

وَمَعْنَاهُ بِالنُّونِ وَالرَّاءِ جَمِيعًا: الرَّجُوعُ مِنَ الْإِسْتِقَامَةِ أَوْ الزِّيَادَةِ إِلَى النَّقْصِ قَالُوا: وَرِوَايَةُ الرَّاءِ مَاخُذَةٌ مِنْ تَكْوِيرِ الْعِمَامَةِ، وَهُوَ كَفُّهَا وَجَمْعُهَا وَرِوَايَةُ النُّونِ مِنَ الْكُونِ، مَصْدَرُ كَانَ يَكُونُ كَوْنًا: إِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ.

(۹۷۳) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی سختی واپسی پر رنج و تکلیف، کمال کے بعد زوال مظلوم کی بددعاء اور اہل و مال میں برے منظر سے پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسی طرح روایت کیا ہے یعنی الحور بعد الکون کے ساتھ اور اسی طرح ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے ترمذی نے کہا ہے کہ کور بھی روایت کیا گیا ہے اور دونوں صحیح ہیں)

علماء فرماتے ہیں کہ کون اور کور دونوں الفاظ کے معنی استقامت سے واپسی یا زیادتی سے کمی کی طرف آنے کے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ کور تکویر العمامۃ سے ہیں جس کے معنی ہیں عمامہ کو لپیٹنا اور اکٹھا کرنا اور کون کان کیون کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں کسی شے کا ٹھہرنا اور موجود ہونا۔

تخریج حدیث (۹۷۳): صحیح مسلم، کتاب الحج، سنن ابی داؤد، کتاب الدعوات، باب ما یقول إذا خرج مسافر۔
راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ ہیں اور بنی مخزوم کے حلیف تھے بعد میں بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں آپ سے سترہ احادیث مروی ہیں جو کتب خمسہ میں منقول ہیں جن میں سے صحیح مسلم میں تین احادیث منقول ہوئی ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۴/۲۱۱)

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو آغاز سفر سے پہلے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے سفر کی صعوبتوں اور دشواریوں سے سفر سے واپسی پر کسی غمگین بات سے دوچار ہونے سے، اچھائی کے برائی میں بدل جانے سے، مظلوم کی بددعاء سے اور اہل و عیال اور مال میں کسی بری بات کا سامنا کرنے سے۔ حدیث نبوی ﷺ کے یہ الفاظ اس قدر جامع ہیں کہ آدمی کو زندگی میں جو کوئی بری بات پیش آ سکتی ہے ان سب سے اللہ کی پناہ مانگنے کا ذکر آ گیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۹/۹۴)

سواری پر سوار ہونے کی دعاء

۹۷۴. وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَيْ بِدَأْتِهِ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ! وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مِنْ أَيْ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ

أَي شَيْءٍ ضَحِجْتُ؟ قَالَ: "إِنَّ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ: اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَفِي بَعْضِ النُّسخ: حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ."

(۹۷۲) علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کے لیے سواری کا جانور لایا گیا آپ نے اس کی رکاب میں پیر رکھتے ہوئے بسم اللہ کہا اور جب اس کی پشت پر بیٹھ گئے تو آپ نے کہا:

﴿سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ﴾

”پاک ہے اللہ کی ذات جس نے اسکو ہمارے تابع کر دیا اور ہم اس کو اپنے تابع نہیں بنا سکتے تھے اور ہم اللہ کی طرف پلٹنے والے ہیں۔“

پھر آپ نے تین مرتبہ الحمد للہ کہا، پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر آپ نے کہا:

”سبحانک انی ظلمت نفسي فاغفر لی انه لا يغفر الذنوب الا انت.“

”تیری ذات پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے معاف فرما دے تیرے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے۔“
اسے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بنے کسی نے عرض کیا کہ آپ کس بات پر بنے آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا جس طرح میں نے کیا۔ میں نے بھی یہی عرض کیا تھا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر بنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ یہ کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں کہ میرے بندے کو یہ معلوم ہے کہ اسے کوئی میرا سوا معاف کرنے والا نہیں۔
(ابوداؤد، ترمذی، ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں ہے کہ حسن صحیح ہے اور الفاظ حدیث ابوداؤد کے ہیں)

تخریج حدیث (۹۷۲): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یقول الرجل إذا ركب . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ما ذکر فی دعوة المسافر .

کلمات حدیث: اُنسی بدابة لیسر کبھا : آپ کے پاس ایک سواری لائی گئی تاکہ آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ اتسی اتیاننا (باب ضرب) آتا۔ اتی ماضی مجهول : لایا گیا۔

شرح حدیث: صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی ہر ہر سنت پر عمل فرماتے تھے اور وہ کام کرتے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ تمام کلمات ادا کیے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے ہوئے سنا تھا اور اسی طرح مسکرائے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا تھا اور جب آپ سے متبسم ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا لیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ اپنے اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو اس سے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ میرے بندے کو یہ علم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور اس کے گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔

المبائن (۱۷۱)

بَابُ تَكْبِيرِ الْمُسَافِرِ إِذَا صَعِدَ الثَّنَا يَأْوِشِبْهَهَا وَتَسْبِيحُهَا إِذَا هَبَطَ الْأَوْدِيَةَ وَنَحْوَهَا
وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيرِ وَنَحْوِهِ
بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر اور بستی کی جانب آتے ہوئے تسبیح کرنا چاہیے،
تکبیر میں بہت زیادہ آواز بلند کرنے کی ممانعت

۹۷۵. عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۷۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب

نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۷۵): صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب التسبيح إذا هبط وادياً.

کلمات حدیث: صعدنا، صعدنا صعوداً (باب سج) اور پر چڑھنا۔

شرح حدیث: المہلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہر بلند جگہ پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر فرماتے اور آپ صلی اللہ وسلم کا یہ فرمانا اس امر کی جانب اشارہ تھا کہ دنیا کی کوئی شے نہ بڑی ہے نہ اونچی ہے اور نہ عظیم اللہ ہی سب سے بلند ہے وہی سب سے اعلیٰ ہے اور وہی عظیم ہے اور جب رسول اللہ ﷺ نیچے کی طرف آتے تو سبحان اللہ فرماتے اور اللہ کی تسبیح کرتے کہ حضرت یونس علیہ السلام بھی شکم حوت میں اللہ کی تسبیح بیان فرمائی تھی، نیز تسبیح اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔

(فتح الباری: ۱۹۶/۲۔ ارشاد الساری: ۶۶/۶)

چڑھتے ہوئے ”اللہ اکبر“ اترتے ہوئے ”سبحان اللہ“ کہیں

۹۷۶. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِوْشُهُ إِذَا عَلَوْا الثَّنَا وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۹۷۶) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے لشکر کا معمول تھا کہ جب بلندی پر

چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو تسبیح کہتے۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث (۹۷۶): سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل إذا سافر.

کلمات حدیث: علو الثنايا: جب گھاٹیوں کے اوپر آتے۔ الثنايا: جمع حمیہ گھاٹی، پہاڑ کی بلندی پر موڑ۔ هبطوا: اترے۔ هبطوا

هبطوا (باب نصر) نیچے اترنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے والے صحابہ کرام دوران سفر جب کسی بلند جگہ پر آتے تو اللہ اکبر کہتے تاکہ علوحسی پر علوحقی کی عظمت و بلندی کا اعتراف و اقرار ہو اور جب نیچے کی طرف آتے تو سبحان اللہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس بات سے پاک ہے جو اس کی شان کے مناسب نہیں ہے۔ (نزہۃ المتقین: ۶۵/۲)

سفر سے واپسی کے وقت کی دعاء

۹۷۷. وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ قَفْدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَيُّونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ،، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُبُوشِ أَوِ السَّرَايَا أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ : قَوْلُهُ : ”أَوْفَى“ أَيْ ارْتَفَعَ وَقَوْلُهُ ”قَفْدٍ“ هُوَ بَفَتْحِ الْفَائِنِ بَيْنَهُمَا ذَالٌ مُهْمَلَةٌ سَاكِنَةٌ وَآخِرُهُ ذَالٌ آخَرُ وَهُوَ الْغَلِيظُ الْمُرْتَفِعُ مِنَ الْأَرْضِ .

(۹۷۷) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب حج یا عمرے سے واپس تشریف لاتے تو کسی پہاڑی یا بلند جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ فرماتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کے لیے ہے ملک اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے ہم لوٹ کر آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا فرمایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور کافروں کے لشکروں کو اس نے خود تباہ کر دیا۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بڑے لشکروں یا چھوٹے لشکروں یا حج یا عمرے سے لوٹتے تو یہ دعاء پڑھتے۔

اوفی: بلند جگہ پر چڑھنا۔ قدف: زمین کا بلند حصہ۔

شرح حدیث: ہر سفر میں آتے جاتے بلندی پر چڑھتے ہو اللہ اکبر کہنا اور نیچے آتے ہوئے سبحان اللہ کہنا مستحب ہے۔ تاکہ اللہ کی وحدانیت کا زبان سے اظہار ہو اس کی نعمتوں اور اس کی مہربانیوں پر شکر ادا ہو اور اس کے احسانات کا اعتراف ہو اور بندگی اور طاعت کا عزم ہو۔ تسلیم و رضا اور قلب و زبان اور عمل میں ہم آہنگی کا نام بندگی ہے۔

(نزہۃ المتقین: ۶۵/۲۔ روضة المتقین: ۲۲/۳۔ فتح الباری: ۱/۹۶۲۔ ارشاد الساری: ۴/۳۲۰)

سفر میں بھی تقویٰ اختیار کریں

۹۷۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسَافِرَ فَأَوْصِنِي،

قال: "عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ: "اللَّهُمَّ اطْوِلْهُ الْبَعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۹۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا سفر کا ارادہ ہے آپ مجھے وصیت فرمادیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر بلند جگہ پر تکبر کہو۔ جب وہ شخص جانے کے لیے پلٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللَّهُمَّ اطْوِلْهُ الْبَعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ."

"اے اللہ اس کے لیے فاصلے سمیٹ دے اور اس کے لیے سفر آسان فرمادے۔"

تخریج حدیث (۹۷۸): الجامع للترمذی، کتاب الدعوات.

کلمات حدیث: علیک: تمہارے اوپر لازم ہے، تمہارے لیے ضروری ہے۔ شرف: بلندی، ہر بلندی کو کہتے ہیں خواہ جسی ہو یا معنوی چنانچہ شرف نسب بھی بولا جاتا ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کی تعلیم یہ ہے کہ سفر کے آغاز سے پہلے آدمی کو چاہیے کہ مرشد کے پاس یا اپنے دینی علم کے استاذ کے پاس یا اپنے نیک اور صالح بزرگ کے پاس جائے اور اس سے اپنے حق میں دعاء کروائے اور نصیحت کی درخواست کرے اور جس سے درخواست کی جائے وہ تقویٰ کی اور یاد الہی کی نصیحت کرے اور سفر کے آسان ہونے کی دعاء کرے۔

(روضۃ المتقین: ۲۳/۳ - دلیل الفالحین: ۴۲۸/۳ - نرہۃ المتقین: ۲/۶۶)

دعاء آہستہ مانگنا افضل ہے

۹۷۹. وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ارْبُعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَذْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ، إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!" "ارْبُعُوا" بَفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ أَيْ ارْقُفُوا بِأَنْفُسِكُمْ.

(۹۷۹) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب ہم کسی وادی میں اوپر چڑھتے تو ہم لا الہ الا اللہ کہتے اور اللہ اکبر کہتے اور ہمدردی آوازیں بلند ہو جاتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے ساتھ نرمی کرو تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے سننے والا ہے اور قریب ہے۔

(متفق علیہ)

اربعوا: کے معنی ہیں اپنے آپ سے نرمی کرو۔

تخریج حدیث (۹۷۹): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر۔ صحیح

مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذکر۔

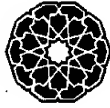
کلمات حدیث: اشرفنا: ہم بلند ہوئے، ہم بلندی پر چڑھے۔ هللنا: ہم نے لا الہ الا اللہ کہا۔ هلل یهلل تہلیلًا (باب تفعلیل) لا

الہ الا اللہ کہنا۔ کبرنا: ہم نے اللہ اکبر کہا۔ کبر تکبیراً (باب تفعلیل) اللہ اکبر کہنا۔

شرح حدیث: صحابہ کرام دوران سفر لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور بعض اوقات آوازیں زیادہ بلند ہو جاتیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

اللہ سننے والا ہے تم سے قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے اس لیے تکبیر و تہلیل میں آواز زیادہ بلند کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وقار اور

سکینت کے ساتھ اللہ کو یاد کرو۔ (فتح الباری: ۲/۲۹۴۔ ارشاد الساری: ۶/۴۶۵)



بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ فِي السَّفَرِ سفر میں دعاء کا استحباب

تین آدمیوں کی دعاء رد نہیں ہوتی

۹۸۰. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ "عَلَى وَلَدِهِ".

(۹۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دعائیں بلاشبہ مقبول ہیں: مظلوم کی بددعاء، مسافر کی دعاء اور باپ کی اپنے بیٹے کے لیے بددعاء۔ ابو داؤد، ترمذی امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، ابو داؤد میں علی ولده کے الفاظ نہیں ہیں)

تخریج حدیث (۹۸۰): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء بظہر الغیب . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ما ذکر فی دعوة المسافر .

کلمات حدیث: مستجابات : مستجابة : کی جمع یعنی وہ دعاء جو قبول کر لی گئی ہو۔ مستجاب الدعوات : وہ شخص جس کی دعائیں اللہ کے یہاں قبول ہوتی ہیں۔ قد استجاب اللہ له : اللہ نے اس کی دعاء قبول فرمائی۔

شرح حدیث: دعائیں اصل اظہار بندگی، عجز و نیاز اور سرائپ التجا ہو جاتا ہے یہ کیفیت جس قدر ہوگی اس قدر دعاء کے مقبول ہونے کی توقع اور امید ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ایک مظلوم کی بددعاء کہ اس کی دعاء بھی دل سے نکلتی ہے وہ مجبور ہو کر اور بے سہارا ہو کر اللہ کو پکارتا ہے اللہ اس کی دعاء قبول فرماتا ہے، مسافر بھی کہ وہ اپنے اہل و عیال سے اور خاندان سے منقطع ہوتا ہے اس لیے اس کی دعاء بھی قبول کی جاتی ہے اور اسی طرح باپ کی بددعاء، اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے کہ باپ بھی بہت عاجزی اور خلوص سے دعاء مانگتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس کی دعاء قبول فرماتے ہیں۔



الباب (۱۷۳)

بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا خَافَ نَاسًا أَوْ غَيْرَهُمْ
لوگوں سے یا کسی چیز سے خوف کے وقت کیا دعاء پڑھی جائے؟

۹۸۱. عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ“

(۹۸۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی قوم سے خوف محسوس فرماتے تو یہ دعاء

پڑھتے:

”اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ“

”اے اللہ ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں اور تیرے ذریعے سے ان کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں۔“ (ابوداؤد اور نسائی نے صحیح

سند کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے)

تخریج حدیث (۹۸۱): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ما یقول الرجل إذا خاف قوماً.

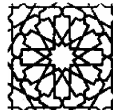
کلمات حدیث: نحورہم: ان کے سامنے، نحور جمع ہے نحر سینے کا بالائی حصہ۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ جب دشمنان اسلام سے کوئی خوف اور خطرہ محسوس فرماتے تو اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں

دیدیتے تھے اور اسی کی پناہ چاہتے تھے اور اللہ ہی پر اعتماد بھروسہ اور یقین رکھتے تھے۔

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾

”جو اللہ پر توکل کرے اللہ اسے کافی ہے۔“ (روضة المتقین: ۲۶/۳ - نزہۃ المتقین: ۶۷/۲)



المبانی (۱۷۴)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا کسی منزل پر اترتے وقت کی دعاء

۹۸۲. عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ : أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ! لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۹۸۲) حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی کسی منزل پر اترے اور یہ کلمات کہے:

”اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق“

”میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔“ تو اسے اپنی اصل منزل پہنچنے تک کوئی شے نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۸۲): صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء .

راوی حدیث: حضرت خولہ ام شریک رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی خالہ تھیں ان کا نکاح حضرت عثمان بن مظعونؓ سے ہوا تھا جن کا انتقال ۲ ھ میں ہو گیا تھا اور ان کے بعد حضرت خولہ نے نکاح نہیں کیا۔ ان سے پندرہ احادیث منقول ہیں۔

(الاصابة : ۷۰/۸ - تهذيب التهذيب : ۲/۲۱۵)

کلمات حدیث: التامات : تمامہ کی جمع، مذکر تام۔ تم تماماً (باب ضرب) تام ہونا، مکمل ہونا۔ کلمات اللہ التامات : اللہ کے پاکیزہ اور مکمل کلمات۔

شرح حدیث: سفر میں کسی جگہ ٹھہرنا ہو تو اس دعاء کو پڑھنا چاہیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مسافر اپنے گھر پہنچنے تک تمام حوادث، خطرات اور اندیشوں سے محفوظ رہے گا اور ہر شر سے اللہ کی پناہ میں ہوگا۔ (دلیل الفالحین : ۳/۴۳۲)

جنگل میں قیام کے وقت یہ دعاء پڑھے

۹۸۳. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَفَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ ”يَا أَرْضُ رَبِّي وَرَبِّكَ اللَّهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا فِيكَ، وَشَرِّ مَا يَدْبُ عَلَيْكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَمِنْ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ الْإِلِدِ وَمَا

وَلَدَ "رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ."

"وَالْأَسْوَدُ" الشَّخْصُ : قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَسَاكِنُ الْبَلَدِ "أَهُمُ الْجِنُّ الَّذِينَ هُمْ سَكَّانُ الْأَرْضِ : قَالَ :
وَالْبَلَدُ مِنَ الْأَرْضِ مَا كَانَ مَأْوَى الْحَيَوَانِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ بِنَاءٌ وَمَنَازِلُ : قَالَ يَحْتَمِلُ أَنَّ الْمُرَادَ
بِالْوَالِدِ "إِبْلِيسُ وَمَا وَلَدَ الشَّيَاطِينُ."

(۹۸۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دورانِ سفر جب رات آجاتی تو رسول اللہ ﷺ یہ کلمات ارشاد فرماتے (یا ارض ربی سے و ما ولد تک) اے زمین میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے میں تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اندر ہے اس شر سے جو تیرے اندر پیدا کیا گیا ہے اور اس کی شر سے جو تیرے اوپر ریگلتا ہے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیر سے اور سانپ سے بچھو سے اور اس زمین پر رہنے والے (جنات) اور والد (ابلیس) اور ولد (شیطان) سے۔ (ابو داؤد) اسود کا لے سانپ کو کہتے ہیں، امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ساکن البلد سے مراد وہ جن ہیں جو زمین میں رہتے ہیں اور بلند سے مراد زمین کا وہ قطعہ ہے جس میں حیوانات رہتے ہیں اور اگرچہ اس میں کوئی آبادی اور عمارت نہ ہو اور والد سے مراد ابلیس اور ماولد سے مراد شیاطین ہیں۔

تخریج حدیث (۹۸۳): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یقول الرجل إذا نزل المنزل .

کلمات حدیث: ما فیک : جو ایذا رساں چیزیں تیرے اندر ہیں۔ وما خلق فیک : جو تجھ میں پیدا کی گئیں۔ ما یدب : جو حرکت کرنے والا کڑا ہو۔ دب دبیبا (باب ضرب) ریگلتا۔

شرح حدیث: رات کو شیاطین باہر نکلتے ہیں اور ہر طرح کے ایذا رساں جانور بھی باہر آجاتے ہیں اس لیے جو دعاء مذکور ہوئی وہ دورانِ سفر رات کے وقت کسی منزل پر اترتے وقت پڑھی جائے تاکہ پڑھنے والا جسمانی اور روحانی طور پر اللہ کی پناہ میں آجائے اور رات کے وقت تمام نادیدہ مخلوقات کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ (روضۃ المتقین: ۲۸/۳ - دلیل الفالحین: ۴۳۳/۳)



انتساب (۱۷۵)

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ الْمُسَافِرِ فِي الرَّجُوعِ إِلَى أَهْلِهِ إِذَا قَضَى حَاجَتَهُ
مسافر کا اپنی مصروفیت نمٹا کر جلد اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹنے کا استحباب

ضرورت پوری ہونے کے بعد سفر سے واپسی میں جلدی کرے

۹۸۴. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَنْبَغُ أَحَدُكُمْ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَنَوْمَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ، مِنْ سَفَرِهِ فَلْيُعَجِّلْ لِيَا كُنَيْدٍ مُتَعَقِّ عَلَيْهِ
”نہمتہ“ : مقصودہ

(۹۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ایک حصہ ہے جو مسافر کو کھانے پینے اور سونے سے مانع ہو جاتا ہے۔ جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو اپنے اہل خانہ کی طرف جلد لوٹ جانا چاہیے۔ (متفق علیہ) نہمتہ : کے معنی ہیں اس کا مقصود۔

تخریج حدیث (۹۸۴): صحیح البخاری، کتاب العمرة، باب السفر قطعة العذاب . صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب السفر قطعة من العذاب .

کلمات حدیث: قطعة من العذاب : عذاب کا ایک حصہ، یعنی تکلیف اور مشقت جس سے مسافر سفر میں دوچار ہوتا ہے۔ يمنع احدکم : تم میں ہر ایک کے لیے مانع بن جاتا ہے۔ یعنی سفر میں آدمی کو کھانے پینے اور راحت و آرام کی وہ کیفیت حاصل نہیں ہوتی جو اسے اپنے گھر میں ہوتی ہے۔

شرح حدیث: سفر میں آدمی کو اپنے گھر کی بہ نسبت بے آرامی اور عدم راحت ضرور ہوتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنے بیوی بچوں، والدین اور احباب کی جدائی محسوس کرتا ہے اس لیے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ جب مقصود سفر تمام ہو جائے تو پھر آدمی کو چاہیے کہ گھر واپس آنے میں جلدی کرے۔

(روضة المتقين: ۲۸/۳ - دليل الفالحين: ۴۳۵/۳ - فتح الباري: ۱/۹۶۴)



الباب (۱۷۶)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُومِ عَلَى أَهْلِهِ نَهَارًا وَكَرَاهَتِهِ فِي اللَّيْلِ لَغَيْرِ حَاجَتِهِ
دن کے وقت سفر سے واپس آنے کا استحباب اور بلا ضرورت رات کو آنے کی گراہت

۹۸۵. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا طَالَ احْتِذَمُ الْعِيَةِ
فَلَا يَطْرُقُ قَنَّ أَهْلَهُ لَيْلًا، وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَطْرُقَ الرِّجُلُ اهْتِذَمَ
لَيْلًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۸۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی نے سفر سے

حاضری طویل ہو جائے تو رات کے وقت گھر واپس نہ آئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت گھر واپس آنے سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حدیث (۹۸۵): صحیح البخاری، کتاب العسرة، باب لا یطرق الرجل اهتذم لیلہ صحیح مسلم،

کتاب العسرة، باب کراهة الطروق، وهو الدخول لیلًا لمن ورد من سفر۔

ظلمات حدیث: فلا یطرق اہلہ لیلًا: رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے۔ طروق: کے معنی رات کو آنے کے
میں۔ رات کو آنے والے کو طارق کہا جاتا ہے۔ طروق کے اصل معنی مارنے اور چھیلنے کے ہیں اسی لیے طریق راستہ کو کہتے ہیں کہ لوگ راستہ
پر پیر مارتے ہوئے چلتے ہیں اور جو رات کو آتا ہے اسے بھی دروازہ بجانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

شرح حدیث: مقصود حدیث یہ ہے کہ جو آدمی طویل عرصہ سے سفر میں ہو وہ اچانک رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس نہ
آئے، اگر اس کے آنے کی اہل خانہ کو پہلے سے اطلاع ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

(فتح الباری: ۱/۹۶۳۔ ارشاد السارنی: ۴/۳۲۴)

رسول اللہ ﷺ سفر سے دن کے وقت واپس تشریف لاتے تھے

۹۸۶. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ
لَيْلًا، وَكَانَ يَأْتِيهِمْ غَدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۸۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے رات کو گھر تشریف نہیں لاتے تھے، صبح کو یا شام

کو آتے تھے۔ (متفق علیہ)

طروق کے معنی رات کے وقت آنا۔

تخریج حدیث (۹۸۶):

صحیح البخاری، کتاب العمرة، باب الدخول بالعشی . صحیح مسلم، کتاب الامارہ،

باب کراهیۃ الطروق وهو الدخول لیلاً لمن ورد من سفر .

کلمات حدیث: غدوة : صبح کا وقت - عشیة : شام کا وقت -

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ جب کسی سفر پر یعنی کسی جنگی مہم وغیرہ پر تشریف لے جاتے تو رات کے وقت گھر تشریف نہ لاتے اور رات کو گھر نہ جانے کی وجہ اس حدیث میں بیان ہوئی ہے جو بخاری اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے تھے، جب ہم مدینہ منورہ واپس آئے تو ہم اپنے گھروں کو جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کچھ توقف کرو ہم رات کو گھر جائیں گے، تاکہ بیوی کنگھی کر لے اور صفائی کر لے۔ ظاہر ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جبکہ شوہر بغیر اطلاع سفر سے واپس آئے تو اس صورت میں رات کے وقت اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ یا تو صبح کو واپس ہو یا شام کو یا اہل خانہ کو اطلاع ہو جانے کا انتظام کرے جیسا کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے توقف کا حکم فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کی یہ ایک روشن مثال ہے اور مقصود یہ ہے کہ شوہر گھر واپس آ رہا ہو تو بیوی کو اطلاع کر دے یا اطلاع ہونے کا انتظار کرے اور بغیر اطلاع رات کے وقت گھر میں نہ جائے ہو سکتا ہے کہ بیوی کسی ایسے حال میں ہو جس میں وہ شوہر کا استقبال کرنا پسند نہ کرتی ہو یا وہ حالت شوہر کے لیے ناپسند ہو نیز یہ کہ اطلاع سے اشتیاقی ملاقات پیدا ہوگا جو زن و شوہر کے باہمی تعلق کے لیے مستحسن ہے۔ (فتح الباری : ۱/۹۶۳ - ارشاد الساری : ۴/۳۲۴)



بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ وَإِذَا رَأَى بُلْدَتَهُ
سفر سے واپسی پر اپنے شہر کو دیکھ کر کیا پڑھے؟

اس باب سے متعلق وہ حدیث بھی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور باب تکبیر المسافر اذا صعد الشایا میں گزر چکی ہے۔ (یعنی بلندی پر جاتے ہوئے اللہ اکبر اور پستی کی جانب آتے ہوئے سبحان اللہ کہنا)

۹۸۷. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بَظَهْرِ الْمَدِينَةِ قَالَ "أَيُّونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۹۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس آئے جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"أَيُّونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ."

"آنے والے توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے۔"

آپ ﷺ یہ کلمات فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۸۷): صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما يقول إذا قفل من سفر الحج وغيره.

کلمات حدیث: ظهر المدينة: مدینہ کے باہر، اطراف مدینہ۔

شرح حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ خیبر سے واپسی پر میں اور ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے سواری پر تشریف فرما تھیں جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے جو بندگی اور عبودیت کے اظہار اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تقدیس کے بیان پر مشتمل ہیں اور ان کلمات میں اس امر کا اظہار ہے کہ جس قدر اللہ کے ہم پر انعامات ہیں اس قدر ہم اس کی بندگی اور اس کے سامنے عاجز و نیاز کے لیے اس کی توفیق کے محتاج ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ۹/۹۶۔ دلیل الفالحین: ۳/۴۳۸)



(۱۷۸) ثَلَاثُ

بَابُ اسْتِحْبَابِ اِبْتِدَاءِ الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِي فِي جَوَارِهِ وَصَلَوَتِهِ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ
سفر سے واپسی پر قریبی مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنے کا استحباب

۹۸۸. عَنْ كُثَيْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَرُكْعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۸۸) حضرت کتب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نفل ادا فرماتے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۸۸): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الصلاة اذا قدم من سفر، صحیح مسلم، کتاب

المسافرین، باب استحباب رکعتین فی المسجد لمن قدم من سفر اول قدمہ.

کلمات حدیث: بدأ بالمسجد: مسجد سے ابتداء کرتے یعنی مدینہ منورہ تشریف آورے کے بعد آپ سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔

شرح حدیث: سفر سے بخیر و خوبی واپسی پر مسافر کو چاہیے کہ پہلے مسجد میں دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اس کو سفر عافیت کے ساتھ رکھا اور خیریت کے ساتھ واپس لایا۔ اس عمل میں اللہ کے گھر کی تعظیم بھی ہے کہ آدمی سفر سے واپس آ کر پہلے گھر میں داخل ہو کیونکہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُعْظِمِ شَعْرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾

”اور مسجد شعائر اللہ میں سے ہیں۔“

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ پہلے مسجد میں اس لیے تشریف لے جاتے تھے کہ اس امر کا اظہار ہو جائے کہ میرے گھر سے اللہ کا گھر زیادہ محترم و مکرم ہے اور تاکہ آپ ﷺ امت کو اللہ کی بارگاہ میں ادائے شکر کا ایک خوبصورت طریقہ تعلیم فرمادیں۔

(روضة المتقين: ۳۲/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۳۹/۳)



بَابُ تَحْرِيمِ سَفَرِ الْمَرْأَةِ وَحَدَّهَا عورت کے تنہا سفر کی حرمت

عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر کرنا ممنوع ہے

۹۸۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوَافِقَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور قیامت

کے دن پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا سفر کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۸۹): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب تقصیر الصلاة، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب

سفر المرأة مع محرم.

کلمات حدیث: مسیرہ یوم ولیلہ: ایک دن اور رات کی مسافت۔ سار سیراً (باب ضرب) چلنا، سفر کرنا۔ مسیرہ: مسافت
شرح حدیث: صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ عورت بغیر محرم تین دن کا سفر نہ کرے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ عورت بغیر محرم دو دن کا سفر نہ کرے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں مطلق ممانعت مذکور ہے کہ عورت بغیر محرم سفر نہ کرے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا عورت بغیر محرم تین دن کا سفر کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! پھر پوچھا گیا کہ دو دن کا سفر کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیا اور جب مطلق دریافت کیا گیا کہ کیا عورت بغیر محرم سفر کر سکتی ہے تو آپ ﷺ نے مطلق جواب دیا کہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا مطلقاً حرام ہے۔ حج، عمرے اور دارالشرک سے باہر نکلنے کے علاوہ بغیر محرم ہر سفر کی حرمت پر اجماع ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک سفر حج میں محرم کا ہونا شرط ہے۔

(فتح الباری: ۷۰۰/۱ - روضة المتقين: ۲۷/۳ - دليل الفالحين: ۴۴۰/۳)

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا حرام ہے

۹۹۰. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

"لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ حَاجَةً وَإِنِّي اكْتَسَبْتُ "فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: "انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ."

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۹۹۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے مگر اس صورت میں جبکہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔ کسی شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری بیوی حج کے لیے جا رہی ہے اور میرا فلاں غزوہ کے لیے (نام) لکھا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (متفق علیہ)

عزیز حدیث (۹۹۰): صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بأمرأة الاذ و محرم . صحیح

مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیرہ .

کلمات حدیث: وانی اکتبت فی غزوة کذا : اور میں فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہوں، میرا نام فلاں غزوہ کے لیے لکھ لیا گیا ہے۔ اکتبت ماضی مجہول ہے، اکتتاب (باب افتعال) کا۔

شرح حدیث: کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی میں نہ بیٹھے، ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی اجنبی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھتا ہے تو ان دونوں کے درمیان شیطان ہوتا ہے۔ بہر حال یہ ضروری ہے کہ جب کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ بیٹھے تو محرم ضرور موجود ہو عورت کا محرم یا مرد کا محرم اور بغیر کسی تیسرے شخص کی موجودگی کے نامحرم عورت کے ساتھ بیٹھنا حرام ہے۔ اگر ایک عورت کے ساتھ دو یا زیادہ نامحرم مرد بیٹھیں وہ بھی حرام ہے البتہ ایک مرد کئی عورتوں کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے۔

اسی طرح عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ اس سے پہلے حدیث میں گزر چکا ہے۔

عورت کا محرم وہ مرد ہے جس سے شریعت میں نکاح کرنا دائمی طور پر حرام ہو، یہ حرمت نسب کی بناء پر ہو، یا رضاعت کی بناء پر یا سسرالی رشتہ کی بناء پر ہو۔ سفر میں محرم کی شرط میں یہ بھی ضروری ہے کہ محرم عاقل اور بالغ ہو، بچہ اور مجنون محرم کی شرط کو پورا نہیں کرتا۔

(روضۃ المتقین: ۳۳/۳ - فتح الباری: ۱/۹۹۴ - ارشاد الساری: ۴/۴۰۰)



کتاب الفضائل

(البتانیہ ۱۸۰)

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ تلاوت قرآن کی فضیلت

۹۹۱. عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۹۹۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو کہ روز قیامت تلاوت کرنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۹۱): صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قراءة القرآن.

شرح حدیث: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور خیر و برکت اور اجر عظیم کا خزانہ ہے اس کی تلاوت پر ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس لیے تلاوت قرآن پر مداومت رکھنی چاہیے اور شب و روز کے اعمال میں ایک بڑا حصہ تلاوت قرآن کا ہونا چاہیے۔ الفاظ کی تلاوت کے ساتھ قرآن کے معانی اور احکام کے سمجھنے اور ان پر غور کرنے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت بھی محتاج بیان نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ ہم قرآن اور علم و عمل ایک ساتھ سیکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔

قرآن کریم روز قیامت شفیع بن کر آئے گا کہ گنہگاروں کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو گناہوں سے پاک ہوں گے ان کے درجات بلند ہوں گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زہرا وان یعنی سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران کی تلاوت کیا کرو کہ یہ دونوں سورتیں روز قیامت دو بادلوں کی طرح آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کو ڈھانپ لیں گے۔

(شرح مسلم للنووي: ۷۸/۵ - روضة المتقين: ۳۶/۳)

سورۃ بقرہ اور آل عمران کی شفاعت

۹۹۲. وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْقُرْآنِ وَأَهْلِيهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالْإِمْرَانِ تَحْتَاجَانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۹۲) حضرت نواس بن سیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز قرآن کو اور دنیا میں قرآن پر عمل کرنے والوں کو الایا جائے گا سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران آگے ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارش کریں گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۹۲): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل قرآن و غیرہ۔

کلمات حدیث: حاجان عن صحابہما: اپنے پڑھنے والوں کے حق میں جھگڑا کریں گی اور ان کے حق میں دلیل دیں گی۔
شرح حدیث: جو اہل ایمان دنیا کی زندگی میں فہم و تدبر کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں گے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں گے ان کے لیے بشارت و خوشخبری ہے کہ روز قیامت قرآن کریم ان کی سفارش کرے گا اور وہ اللہ کے اہل اس کے مقربین اور اس کے خاص اولیا قرار پائیں گے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ نیک لوگ روز قیامت اہل اللہ قرار دیے جائیں گے عرض کیا گیا کہ یہ رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل اللہ اہل قرآن ہوں گے۔ سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران آگے ہوں گی اور یہ دونوں سورتیں صاحب قرآن پر سایہ فگن ہوں گی اپنے پڑھنے والے کی مدافعت کریں گی اور اس کی طرف سے صفائی سے پیش کریں گی۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۸/۶۔ تحفۃ الأحوذی: ۱۹۳/۸)

قرآن سیکھنے اور سکھانے والا بہترین شخص ہے

۹۹۳: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۹۹۳) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۹۹۳): صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ۔

کلمات حدیث: خیر کم: تم میں سے سب سے اچھا، تمہارا بہترین، خیر بھلائی، جمع خیرور، خیر: افعال الفضل جمع اخبار۔
شرح حدیث: قرآن کریم کلام اللہ ہے اور اللہ کے کلام کو سیکھنا، سکھانا، سمجھنا سمجھانا خود عمل کرنا اور دوسروں کو آمادہ عمل کرنا سراسر خیر ہی خیر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم سیکھنا اور سکھانا اشرف العلوم کا سیکھنا اور سکھانا ہے۔ غرض تمام اہل ایمان میں قرآن کے سیکھنے اور سکھانے والے اس پر عمل کرنے والے اور اس پر عمل کرانے والے سب سے بہترین اور سب سے افضل لوگ ہیں اور اس کی وجہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ جس نے قرآن کریم سیکھ لیا اس نے گویا اپنے پہلوؤں کے درمیان بغیر اس کے کہ اس کی طرف وحی کی جائے علم نبوی کو سمیٹ لیا اور نبوت کے بعض درجات سے متصل ہو گیا اور ان صدیقین کے زمرے میں شامل ہو گیا جس نے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی پوری اطاعت

اور بندگی کی اور علم و عمل کی اعلیٰ مثال قائم کر دی۔ (فتح الباری: ۱/۹۵۹۔ دلیل الفالحین: ۳/۴۴۳)

ایک ایک کر پڑھنے والے کو دو گنا ثواب ملتا ہے

۹۹۴. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ، أَجْرَانِ. "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۹۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور وہ اس کا ماہر ہے تو وہ روز قیامت بزرگ نیکو کار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن ایک ایک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں مشقت اٹھاتا ہے تو اس کے لیے دو گنا ثواب ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۹۴): صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول النبی ﷺ الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البراءة. صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه.

کلمات حدیث: سفرہ جمع سفیر: وہ فرشتے جو اللہ کے رسولوں کے پاس اللہ کے پیغام لے کر آتے ہیں، کرام جمع کریم، معزز و مکرم، فرماں بردار و مطیع اور نیک۔

شرح حدیث: جو صاحب ایمان قرآن کریم کا ماہر ہو یعنی اس کے الفاظ و معانی سے آشنا اور اس کی تلاوت پر قدرت رکھنے والا، اس کے معانی و مفہیم کو بیان کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا روز قیامت ان مقرب اور فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ساتھ ہوگا جو اللہ کے پیغام اللہ کے رسولوں کے پاس لے کر آتے ہیں۔ وجہ مناسبت یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرماں بردار ہوتے ہیں وہ اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے، وہ اللہ کے احکام سے بخوبی واقف ہوتے ہیں کہ وہ خود یہ احکام اللہ کے رسولوں کے پاس لے کر آتے ہیں اور انہیں پہنچاتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے ان کی امت کو پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں، اسی طرح اہل ایمان جو قرآن کے علوم و معانی پر دسترس رکھتے ہیں اور اس کی آیات کے مفہیم کے ماہر ہیں وہ خود عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو عمل کراتے ہیں اور علوم قرآن کو دوسرے لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور انہی صفات سے متصف ہونے کی بناء پر وہ روز قیامت سفرة کرام بررة کے ساتھ ہوں گے اور جو لوگ ایک ایک کر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ان کو دھراجر ملے گا تلاوت قرآن کا اجر اور اس مشقت و تکلیف کا اجر جو وہ قرآن کریم کے سیکھنے اور اس کی تلاوت میں اٹھاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۲/۹۰۷۔ شرح مسلم للنووی: ۶/۷۴۔ تحفة الأحوذی: ۸/۲۱۷)

تلاوت کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال

۹۹۵. وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأَنْزُجَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الثَّمَرَةِ : لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلُوٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرِّيحَانَةِ : رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۹۹۵) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کرنے والے مومن کی مثال نارنگی کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور ذائقہ بھی عمدہ ہے اور جو مومن قرآن کی تلاوت نہیں کرتا وہ کھجور کی طرح ہے کہ جس میں خوشبو نہیں ہوتی لیکن ذائقہ شیریں ہوتا ہے اور اس منافق کی جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے مثال ریحانہ (پھول) کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا مثال اندرائن کی طرح ہے کہ خوشبو بھی نہیں ہے اور ذائقہ بھی کڑوا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۹۹۵): صحیح البخاری، کتاب الاطعمہ، صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضیلة حافظ القرآن.

کلمات حدیث: ترجمہ: ایک پھل جو دیکھنے میں بہت خوبصورت خوشبو میں عمدہ اور ذائقہ میں لطیف ہے۔ حنظلہ: اندرائن، ایک پھل جو کڑوا ہونے میں ضرب الشل ہے۔

شرح حدیث: حکیم انسانیت ﷺ نے بہت سے امور کو تشبیہات بلیغہ، تمثیلات بدیعہ اور اشارات لطیفہ کے ذریعہ سمجھایا ہے اور ان امور کے دقیق ترین پہلوؤں کو اجاگر فرمایا ہے چنانچہ یہاں بھی ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے مومن کی مثال اترجہ کی سی ہے کہ خوشبو بھی لطیف اور ذائقہ بھی عمدہ۔ اس مثال میں رسول اللہ ﷺ نے اصل ایمان کو ذائقہ سے تشبیہ دی ہے اور تلاوت قرآن کو خوشبو سے کیونکہ جس طرح پھل میں ذائقہ بغیر خوشبو کے بھی ہو سکتا ہے اسی طرح بغیر تلاوت کے بھی صاحب ایمان مومن ہو سکتا ہے۔ اترجہ ایک پھل ہے اس کا ذائقہ عمدہ اور خوشبو لطیف ہوتی ہے یہ چھونے میں ملائم ہوتا ہے اور اس میں بے شمار منافع ہیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ جس گھر میں اترجہ ہو اس میں جن داخل نہیں ہوتا، اس کا یہ وصف قرآن کی طرح ہے کہ جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جائے اس میں شیطان نہیں آتا۔ اترجہ کے دانے کا غلاف سفید ہوتا ہے جو قلب مومن کے مناسب ہے کہ مومن کا دل گناہوں کی سیاہی سے پاک اور سفید ہوتا ہے۔ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس طرح کے پھل کو خلاصۃ الوجود کہا جاسکتا ہے اور مومن بھی خلاصۃ الوجود ہے۔

اس مومن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے کہ کھجور کا ذائقہ تو شیریں ہے مگر خوشبو سے خالی ہے، منافق جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ایسا ہے جیسے ریحانہ کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہے اور جو منافق تلاوت نہیں کرتا وہ حنظلہ کی طرح ہے کہ خوشبو بھی نہیں ہے اور ذائقہ بھی کڑوا ہے۔ (فتح الباری: ۲/۹۵۴۔ ارشاد الساری: ۱۱/۲۹۶۔ روضة المتقین: ۳۹/۳)

قرآن بلندی و پستی درجات کا ذریعہ ہے

۹۹۶. وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۹۹۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بعض

لوگوں کو بلند فرماتے ہیں اور بعض کو گرا دیتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۹۹۶):

صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه.

شرح حدیث: امت مسلمہ کے لیے قرآن ہی باعث عزت و افتخار ہے کہ اللہ سبحانہ اس قرآن کے ذریعے سے اٹھاتے اور بلند فرماتے ہیں اور درجات بلند فرماتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عامر بن واہلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نافع بن عبد الحارث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرف سے مکہ مکرمہ کے عامل تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ اہل وادی پر کس کو عامل مقرر کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابن ابزی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ ابن ابزی کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تم نے مولیٰ کو کیوں ان پر حاکم بنادیا؟ اس پر نافع نے جواب دیا کہ وہ کتاب اللہ کا قاری ہے اور فرائض کا عالم ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے کچھ لوگوں کو بلند فرماتے ہیں اور کچھ کو پست فرما دیتے ہیں۔ یعنی جو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے علوم کی تحصیل میں مصروف اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوتا ہے اللہ اس کے دنیا کے درجات اور آخرت کے مراتب بلند فرماتے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۸۴/۶)

دو باتوں میں حسد کرنا جائز ہے

۹۹۷. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ، آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الْآتَاءُ": السَّاعَاتُ.

(۹۹۷) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسد صرف دو باتوں میں روا ہے،

ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن کا علم عطا فرمایا، وہ دن و رات اسی میں مصروف رہتا ہے اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے جسے وہ دن و رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

آتاء کے معنی ہیں اوقات۔

تخریج حدیث (۹۹۷): صحیح البخاری، و صحیح مسلم:

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی ایسے ہیں جن پر رشک روا ہے ایک وہ شخص جو قرآن کریم کا عالم ہو اور شب و روز اسی کی تلاوت اس کی آیات میں فہم و تدبر اور اس کے معانی کے بیان و توضیح اور اس کے احکام پر عمل میں مصروف ہو اور دوسرا شخص جس کے پاس مال ہو جسے وہ شب و روز اللہ کے راستے میں خرچ کر رہا ہو۔

(دلیل الفالحین: ۴۴۵/۳ - نزہۃ المتقین: ۷۶/۲)

یہ حدیث باب الکریم والجدود (حدیث: ۵۴۳) اور باب فضل الغنی الشاکر (حدیث: ۵۷۲) میں گزر چکی ہے۔

تلاوت کرنے والوں پر سکینہ نازل ہوتا ہے

۹۹۸. وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ قَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَظْطَيْنِ فَمَعَشَتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَذْنُونًا وَجَعَلَ قَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ: "تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنْزَلُ لِلْقُرْآنِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ! "الشَّطْنُ" بِفَتْحِ الشِّينِ الْمُعْجَمَةِ وَالطَّاءِ الْمُهْمَلَةِ: الْحَبْلُ.

(۹۹۸) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کیا

کرتا تھا اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جو دو درسیوں سے بندھا ہوا تھا، تلاوت کے دوران اس کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور اس کے قریب ہو گیا اور گھوڑا اس سے بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے یہ بات ذکر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سکینہ تھا جو قرآن کریم کی تلاوت کی بناء پر نازل ہوا۔ (متفق علیہ) شطن کے معنی رسی کے ہیں۔

تخریج حدیث (۹۹۸): صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ الکہف، صحیح مسلم، کتاب

فضائل القرآن، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن.

کلمات حدیث: شطن: بر وزن سب، اس کی جمع اشطان بر وزن اسباب.

شرح حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب سورۃ الکہف پڑھ رہے تھے، تحفۃ القاری میں ہے کہ یہ صاحب اسد بن خضیر تھے۔ ان کی قراءت کے دوران ایک بادل اتر کر ان کے قریب آ گیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سکینہ تھا جو قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ نازل ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ فرشتوں کی ایک جماعت تھی جو تمہارا قرآن سننے اتری تھی اور اگر تم صبح تک پڑھتے تو لوگ بھی انہیں دیکھ لیتے۔ سکینہ کے معنی وقار اور سکون کے ہیں یہاں فرشتوں کی ایک جماعت مراد ہے جو قرآن کریم کی عظمت کے طور پر انتہائی سکون اور وقار کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کو سنتے ہیں۔ قول مختار یہ ہے کہ سکینہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جس پر سکون اور وقار کا غلبہ ہے اور جو قرآن کریم کی تلاوت سننے فرشتوں کی معیت میں زمین پر اترتی

ہے۔ واللہ اعلم (عمدة القاری: ۲۰۲/۱۷۔ فتح الباری: ۳۹۶/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۰/۶)

قرآن کریم کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں

۹۹۹. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ: أَلَمْ حَرْفٌ وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَا م حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۹۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور نیکی کا دس گناہ ثواب ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اَلَمْ ایک حرف ہے بلکہ اَلِف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور مِمْ ایک حرف ہے۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۹۹۹): الجامع للترمذی، ابواب ثواب القرآن، باب ما جاء فیمن قرأ حرفاً من القرآن ماله من الاجر.

کلمات حدیث: حسنة: نیکی، بھلائی، اچھی بات، جمع حسنات.

شرح حدیث: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو ساری کائنات پر اسی طرح فضیلت و برتری اور شرف حاصل ہے جس طرح خود ذات باری تعالیٰ تمام مخلوقات سے اعلیٰ ارفع اور عظیم ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کا اجر و ثواب اور اس کے احکام و آیات میں غور و فکر اور اس پر عمل کا صلہ کون و مکاں کی وسعتوں سے زیادہ ہے اس کے ایک حرف کی تلاوت بھی نیکی اور حسنہ ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے اس لیے اُم کہنے کی تیس نیکیاں ہیں۔ پھر اللہ جس قدر چاہے ان نیکیوں میں اور ان کے اجر و ثواب میں اضافہ فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ اجر و ثواب سات سو گناہ تک پہنچ جاتا ہے۔ (تحفة الأحمدي: ۲۲۷/۸۔ روضة المتقين: ۴۳/۳)

جو سیدہ قرآن سے خالی ہو ویران گھر کی طرح ہے

۱۰۰۰. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ! (۱۰۰۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سینے میں قرآن کا کوئی

حصہ نہ ہو، وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۰۰۰): الجامع للترمذی، ابواب ثواب القرآن، باب الذي ليس في جوفه قرآن كالبيت الخرب.

کلمات حدیث: جوف: پیٹ۔ علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جوف سے مراد دل ہے۔

شرح حدیث: کوئی بھی شخص جو اللہ پر اس کے رسول ﷺ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کے دل میں

قرآن یا قرآن کا کچھ حصہ نہ ہو، اگر کوئی ایسا ہو جس کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ نہ ہو تو اس کا دل اور اس کا وجود ایک ویرانے اور خرابے کی طرح ہے۔ گھر تو وہ ہے جس میں مکین ہوں اور جس میں کوئی نہ رہتا ہو اور اسی طرح اس پر کچھ وقت گزر جائے تو وہ ویران اور کھنڈر بن جاتا ہے۔ مومن کا دل اللہ کی یاد سے آباد ہوتا ہے اور قلب مومن میں ایک گوشہ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں یاد الہی کے سوا اور کوئی شے سانس نہیں سکتی اور اگر دل یاد الہی سے بالکل خالی ہو تو ایسا اضطراب اور بے چینی اور قلق جنم لیتا ہے جس کا علاج ساری دنیا کے مال و دولت اور جملہ آسائشات سے بھی نہیں ہو سکتا، وہ مایہ بے آب کی طرح تڑپتا رہتا ہے اور اسی حال میں موت کے ہم آغوش ہو جاتا ہے اور جنہیں اللہ کے فضل سے امن کی دولت ہاتھ آجائے وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے ذکر سے اور قرآن سے خالی دل کو غیر آباد مسکن سے تشبیہ دینا بہت عمدہ دلنشین اور دقیق تعبیر ہے جس سے مراد یہ ہے کہ دل کا اللہ کی یاد سے خالی ہونا فسادِ قلب کی علامت ہے جس طرح کسی گھر کا کھنڈر بن جانا اس بات کی علامت ہے کہ اس میں کوئی رہتا نہیں ہے، ایک اور حدیث میں اس معنی کی وضاحت بخوبی بیان ہو گئی ہے فرمایا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹوٹھرا ہے جو اگر درست ہو تو سارا جسم درست ہے اور اگر اس میں فساد پیدا ہو جائے تو سارے جسم میں فساد سرایت کر جاتا ہے سمجھ لو کہ یہ دل ہے۔

قلب کو ویرانہ بننے سے بچانے کا سب سے بڑا اور اولین ذریعہ نماز ہے، نماز کی پابندی اور صبح و شام تلاوت و تسبیح اور ذکر کرنا اور اللہ کو یاد کرنا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝٤٤﴾

(تحفة الأحوذی: ۲۳۰/۸ - روضة المتقین: ۴۴/۳ - دلیل الفالحین: ۴۴۷/۳)

ہر ایک آیت کی بدولت جنت کا ایک درجہ بلند ہوگا

۱۰۰۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُقَالُ لِمَا حَبِ الْقُرْآنِ: أَفْرَأُ وَأَذَقُّ وَرَقْلٌ كَمَا كُنْتَ تُرَقِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ إِخْرِ آيَةٍ تَقْرُؤُهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۰۰۱) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صاحب قرآن سے کہا جائے گا پڑھتا جا اور درجہ بلند پر چڑھتا جا اور تلاوت کرتا جا جیسا کہ تو دنیا میں تلاوت کیا کرتا تھا، تیری منزل وہ ہوگی جہاں تو آخری آیت پڑھ کر ختم کرے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۰۰۱): سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب استحباب الترتیل فی القراءة. الجامع للترمذی،

ابواب ثواب القرآن، باب الذی لیس فی جوفہ قرآن کالبيت الحرب.

کلمات حدیث: صاحب القرآن: حافظ قرآن یا اس کے بعض حصے کو یاد رکھنے والا، اس کی تلاوت پر فہم و تدبر کے ساتھ مواظبت

کرنے والا۔ وارتق : امر کا صیغہ ارتقاء (باب افعال) سے بمعنی چڑھنا۔ بلندی پر جانا۔ اقرأ وارتق : قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا، جنت میں تیرے درجات کی بلندی کا حساب تیری تلاوت کے ساتھ وابستہ ہے۔

شرح حدیث: صاحب القرآن وہ ہے جس نے دنیا میں رہتے ہوئے قرآن کریم کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھا ہو، اسے حفظ کیا ہو، اس کے معانی اور مطالب کے سمجھنے میں اپنے اوقات صرف کئے ہوں، اس کی تعلیم و تدریس میں وقت لگایا ہو اور اس کے احکام پر عمل کیا ہو۔ صاحب القرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا تیرے درجات کی بلندی وہاں تک ہے جہاں تک تیرے پڑھنے کا معنی ہو۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک اثر میں آیا ہے کہ جنت کے درجات کی تعداد آیات قرآن کے مطابق ہے اور صاحب قرآن سے کہا جائے گا اسی طرح تلاوت کر جس طرح تو دنیا میں تلاوت کیا کرتا تھا۔

صاحب قرآن سے مراد قرآن کا باعمل عالم ہے یعنی جو تلاوت قرآن کرتا ہے اور اس کے معانی اور مفاہیم سمجھتا ہے اور اس کے احکام کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم قرآن اور علم و عمل ایک ساتھ سیکھتے تھے، یعنی قرآن کریم کا حفظ اور اس کی تلاوت، اس کے معانی کا فہم اور اس کے احکام پر عمل۔

(تحفة الأحوذی : ۲۳۱/۸۔ دلیل الفالحین : ۴۴۷/۳)



بَابُ الْأَمْرِ بِتَعَاهِدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِيرِ مِنْ تَعْرِضِهِ لِلنِّسْيَانِ قرآن کریم کی حفاظت کا حکم اور اس کو بھلا دینے کی ممانعت

۱۰۰۲. عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقْلِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۰۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی حفاظت کرو! قسم ہے

اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ قرآن نکل جانے میں اس اونٹ سے زیادہ ہے جو رسی میں بندھا ہوا ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۰۲): صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب استذکار القرآن، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ

المسافرین، باب الامر بتعاهد القرآن.

کلمات حدیث: تعاهدوا هذا القرآن: اس قرآن کی حفاظت کرو، اس کے ساتھ حفظ و تلاوت کا اور فہم و درس کا تعلق برقرار رکھو۔ جو کچھ قرآن یاد کیا اور سمجھا ہے اسے دھراتے رہو اور بھول جانے سے اس کی حفاظت کرو۔ اشد تفلٹا من الابل فی عقلها: بندھے ہوئے اونٹ کی اگر رسی کھل جائے تو وہ جس طرح نکل جاتا ہے اسی طرح اگر قرآن کا حفظ و تلاوت اور درس و تدریس جاری نہ رہے تو وہ اس سے بھی زیادہ جلدی سے نکل جاتا ہے۔

شرح حدیث: قرآن کریم اگر کسی نے حفظ کیا ہے تو وہ اس کی تلاوت کرتا رہے، اگر کسی نے سمجھا ہے اور معانی پر غور کیا ہے تو وہ اس کا اعادہ کرتا رہے اور دیکھ کر تلاوت کرنے والا تلاوت کا معمول رکھے۔ یعنی جس نے جس قدر قرآن یاد کیا ہے تلاوت کی ہے یا سمجھا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس عمل کو ہمیشہ جاری رکھے ورنہ جو اس نے سیکھا ہے یا یاد کیا ہے وہ اسے بھول جائے گا اور اس کے ذہن سے نکل جائے گا۔ مقصود حدیث یہ ہے کہ قرآن کریم سے مومن کا تعلق وقتی نہیں دائمی ہے۔

(فتح الباری: ۲/۹۶۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۶۸)

قرآن کو یاد رکھنے کی کوشش کرنا بہت ضروری ہے

۱۰۰۳. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا

مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعْقَلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.



بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ
مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْإِسْتِمَاعِ لَهَا
حسن صوت کے ساتھ تلاوت قرآن کا استحباب

اچھی آواز والے سے قرآن سننے کی درخواست اور اس کو سننا

۱۰۰۴. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:
”مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
مَعْنَى ”أَذِنَ اللَّهُ“ أَيِ اسْتَمَعَ وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى الرِّضَا وَالْقَبُولِ.

(۱۰۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کی طرف کان نہیں لگاتے جیسا کہ اچھی آواز والے نبی کی طرف توجہ فرماتے ہیں جو بلند اور اچھی آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)
اذن اللہ کے معنی ہے کہ اللہ سنتا ہے جو اشارہ ہے اللہ کی رضا اور قبول کی جانب۔

تخریج حدیث (۱۰۰۴): صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن. صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن.

کلمات حدیث: ما اذن الله: اللہ تعالیٰ نہیں سنتا نہیں کان لگاتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ توجہ نہیں فرماتے۔

شرح حدیث: اللہ کا نبی اگر اچھی آواز کے ساتھ اللہ کے کلام کو باآواز بلند اور بصوت حسن تلاوت کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتے ہیں اور کسی شے کی جانب اتنی توجہ نہیں فرمائی جتنی توجہ اس جانب فرماتے ہیں اور اسی طرح جب نبی کا کوئی امتی تلاوت کرتا ہے تو رحمت حق اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ حدیث مبارک میں بتغنی بالقرآن سے مراد قرآن کریم کی قلبی کیفیات کے ساتھ تلاوت کرتا ہے کہ تلاوت کے وقت دل سوزی ہو وقت قلب ہو اور آواز میں سوز ہو، کلام الہی کی تلاوت سے دل پھٹا جاتا ہو اور آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں ہو، تلاوت کرنے والا دنیا اور دنیا کی تمام لذتوں سے فرار حاصل کر کے گناہوں کی مغفرت اور رحمت کی امید میں اللہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے، یہ وہ مناجات ہے جس کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتے ہیں۔

(فتح الباری: ۲/۹۵۶۔ روضة المتقين: ۳/۴۷۔ دلیل الفالحین: ۳/۴۵۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش آواز تھے

۱۰۰۵. وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: "لَقَدْ أُوتِيَتْ مِنْ مَلَأًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: "لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَةِ تِكِ الْبَارِحَةِ".

(۱۰۰۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں حضرت داؤد علیہ

السلام کے سُرود میں سے ایک سُر دیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے دیکھ لیتے کہ میں گزشتہ رات تمہاری قرأت سن رہا تھا۔

تخریج حدیث (۱۰۰۵): صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقرآن، صحیح مسلم،

کتاب فضائل القرآن، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن.

کلمات حدیث: مزممار: بانسری جمع مزامیر۔ یہاں مراد قراءت کی خوش الحانی ہے جسے مزامیر آل داؤد سے تشبیہ دی گئی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے بہت خوبصورت آواز عطا ہوئی تھی، حسن صوت کا یہ عالم تھا کہ پرندے اتر آتے اور ان کی تلاوت سنتے۔

شرح حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہت خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ علامہ ذہبی

رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کی تلاوت میں خوش الحانی ان پر ختم تھی۔ ایک شب تلاوت فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی آپ کی تلاوت سنی تو اگلے دن فرمایا کہ جو خوش الحانی حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی تھی تمہیں بھی اس کا حصہ وافر ملا ہے اور اگر تمہیں معلوم ہو جاتا کہ میں تمہاری تلاوت سن رہا تھا تو تم یقیناً خوش ہوتے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوموسیٰ اشعری کے گھر کے پاس سے گزرے وہ اس وقت اپنے گھر میں تلاوت فرما رہے تھے، وہ دونوں سننے کھڑے ہو گئے کچھ دیر کھڑے رہے اور پھر تشریف لے گئے، اگلے روز صبح کو جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ میں اور عائشہ کل تمہارے گھر کے پاس سے گزرے تھے تم اس وقت اپنے گھر میں تلاوت کر رہے تھے تو ہم کھڑے ہو گئے اور ہم نے تمہاری تلاوت سنی، اس پر حضرت ابوموسیٰ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ آپ میری قراءت سن رہے ہیں تو میں اپنی تلاوت کو اور بھی زیادہ خوبصورت بنا دیتا۔

(فتح الباری: ۲/۹۶۶ - عمدة القاری: ۲۰/۷۸)

رسول اللہ ﷺ بہت خوش آواز تھے

۱۰۰۶. وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ

فِي الْعِشَاءِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۰۶) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز عشاء

میں والتین و الزیتون کی تلاوت کرتے ہوئے سنا میں نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کسی کو نہیں پایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۰۶): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب القراءة فی العشاء. صحیح مسلم، کتاب الصلاة،

باب القراءة فی العشاء.

کلمات حدیث: فما سمعت احسن صوتا منه: میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس کی آواز آپ ﷺ کی آواز سے اچھی ہو۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت آواز کسی کی نہیں سنی۔

شرح حدیث: انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اوصاف و خصائص اور اپنی عادات و خصائل اور اپنے اخلاق و شمائل میں تمام انسانوں سے ممتاز اعلیٰ اور ارفع ہوتے ہیں اور رسول کریم ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان اور تمام دنیا کے انسانوں کے درمیان اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور آپ ﷺ کی ہر عادت اور آپ کی ہر خصلت اور آپ کی ہر خوبی درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی، چنانچہ آپ ﷺ حسن صوت میں بھی درجہ کمال پر فائز تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعلی بن السکن کی کتاب الصحابہ میں زرعة بن خلیفہ کے ترجمہ میں دیکھا کہ زرعة بن خلیفہ جو یمامہ کے ایک شخص تھے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کے بارے میں سنا تو ہم آپ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لے آئے آپ نے نماز میں والتین اور سورۃ القدر کی تلاوت کی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی عشاء کی نماز ہو جس کا ذکر حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ہے اور صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں تھے اور آپ ﷺ نے عشاء کی ایک رکعت میں والتین پڑھی۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز میں قصار مفصل کی سورتوں میں سے قرأت فرمائی کہ آپ حالت سفر میں تھے اور سفر میں تخفیف مطلوب ہے۔ (فتح الباری: ۵۷۱/۱ - ارشاد الساری: ۴/۱۵۵)

خوش الحانی سے تلاوت نہ کرنے پر وعید

۱۰۰۷. وَعَنْ أَبِي لُبَابَةَ بَشِيرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ. مَعْنَى "يَتَغَنَّ" يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ.

(۱۰۰۷) حضرت ابولبابہ بشیر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن کریم کو

خوش الحانی سے تلاوت نہیں کیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد نے سند جید روایت کیا ہے) (یتغنی کے معنی ہیں قرآن کی تلاوت کے وقت

اپنی آواز کو اچھا بنانا۔

تخریج حدیث (۱۰۰۷):

سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب استحباب الترتیل فی القراءة .

راوی حدیث: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمزید رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر اسلام لائے اکثر غزوات میں شرکت فرمائی۔ غزوہ بدر میں آپ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ ان سے ۱۵ احادیث مروی ہیں، دو رِیَوت ہی میں انتقال فرمایا۔

(اسد الغابۃ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ)

کلمات حدیث: یتغن بالقرآن: قرآن کریم کی دسوزی اور رقت قلبی اور خلوص نیت و محبت کے ساتھ کیف و سرور اور وجد کے ساتھ تلاوت کرنا۔

شرح حدیث: علامہ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں وارد تغنی بالقرآن سے مراد قرآن کریم کی دسوزی اور رقت قلبی کے ساتھ وجد آفریں آواز میں اس طرح تلاوت کرنا ہے کہ جو کوئی سنے جھوم اٹھے اور یہ صورت جب پیدا ہوتی ہے جب قاری پر کلام الہی کی عظمت طاری ہو اور زبان و قلب ہم آہنگ ہوں اور سارا نظام صوت کلمات قرآن کے اتار چڑھاؤ سے بخوبی ہم آہنگ ہو۔

(روضة المتقين: ۴۸/۳)

تلاوت سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے

۱۰۰۸. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْرَأْ عَلَى الْقُرْآنِ" فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزِلَ؟ قَالَ: "إِنِّي أَحَبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي" فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى جِئْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ "فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا" قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ" فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذَرِفَانِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۰۸) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ ﷺ کو پڑھ کر سناؤں اور آپ پر قرآن نازل ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ میں اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں۔ میں نے آپ ﷺ کے سامنے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

”اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت پر ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اتنا ہی کافی ہے۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۰۸):

صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب فکیف إذا جئنا. صحیح مسلم، کتاب صلاة

المسافرین، باب فضل استماع القرآن .

کلمات حدیث: فإذا عیناه تذر فان : کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۃ النساء کی جب وہ اس آیت پر پہنچے:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ بس یہیں تک کافی ہے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، یعنی آپ اپنی امت کے اس امر پر شفقت کر کے آبدیدہ ہو گئے کہ آپ کی امت کے اعمال پر گواہ بنایا جائے گا اور گواہ کا فرض ہے کہ وہ سب کچھ سچ بیان کر دے تو آپ ﷺ کیونکر روز قیامت میدانِ حشر میں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی امت کی کمزوریوں اور نقائص کی نشاندہی کریں گے۔

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت اچھی آواز سے اور خلوص سے اور قلب کی گہرائیوں سے کرنی چاہیے اور اچھے قاری سے قرآن کریم کی تلاوت سننا چاہیے کہ بعض اوقات سننے کی تاثیر خود تلاوت کرنے سے زیادہ ہوتی ہے۔

یہ حدیث اس سے پہلے بھی باب فضل البكاء من خشية الله میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴۵۴/۳)



الباب (۱۸۳)

بَابُ فِي الْحَثِّ عَلَى سُورِ وَآيَاتِ مَخْصُوصَةٍ مَخْصُوصِ سُوْرَتِيْنِ اَوْرِ مَخْصُوصِ آيَاتِ كِي تَرْغِيْبِ

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

۱۰۰۹. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلَّى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلَا أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَأَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَأَعْلَمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ : "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ" ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ،

(۱۰۰۹) حضرت ابوسعید رافع بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم سورت نہ سکھا دوں؟ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیا، پھر جب ہم مسجد سے نکلنے لگے، میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ مجھے قرآن کریم کی عظیم سورت سکھائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین سبع مثنائی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ (بخاری)

مخرج حدیث (۱۰۰۹): صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الكتاب .

راوی حدیث: حضرت ابوسعید رافع بن معلی صحابی رسول ﷺ ہیں، اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں ان سے دو حدیثیں مروی ہیں۔

(دلیل الفالحین: ۳/۴۵۶)

کلمات حدیث: السبع المثنائی : سات آیات جو ہر نماز میں دہرائی جاتی ہیں۔

شرح حدیث: سورۃ الفاتحہ کی سات آیات ہیں جو ہر نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں اور اس سورۃ کو القرآن العظیم کہا گیا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾

”ہم نے آپ کو سبع مثنائی اور قرآن عظیم عطا کیا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ام القرآن ہی سبع المثنائی اور القرآن العظیم ہے۔ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ام اصل کو کہتے ہیں اور سورۃ الفاتحہ کو ام القرآن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اصل قرآن ہے اور اس کا مقدمہ ہے بلکہ قرآن کریم کے جملہ معانی اور مفاہیم پر مشتمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بھی ہے، اس کی عبودیت کا اقرار بھی ہے، ذکر معاد بھی ہے اور منکروں کا انجام بھی بیان کیا گیا ہے اور ہدایت اور صراطِ مستقیم کی دعاء بھی ہے جو کہ اصل مقصود ہے۔

سورۃ الفاتحہ کو ام القرآن اور ام الکتاب اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے قرآن کریم کا آغاز ہوتا ہے اور یہ کہ یہ قرآن کریم کے جملہ مضامین اور تمام معانی کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ سورۃ الفاتحہ کے اور بھی بہت سے نام ہیں: الكنز، السوافیہ، الشفاء، الشافیہ، الکافیہ، الاساس، السؤال، الشکر، الدعاء۔ (فتح الباری: ۶۸۲/۲ - عمدۃ القاری: ۱۸/۱۰۲ - ارشاد السناری: ۵/۱۰)

سورۃ اخلاص اجر میں تہائی قرآن کے برابر ہے

۱۰۱۰۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ" وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ "أَيَعِجْزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ بِثَلَاثِ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ" فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا إِنَّا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۰۱۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قل ہو اللہ احد کے بارے میں فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایک رات میں ایک تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا، صحابہ نے اس امر کو دشوار محسوس کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد ایک تہائی قرآن ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۰۱۰): صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله.

کلمات حدیث: لتعدل ثلث القرآن: ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ عدل عدلاً (باب ضرب) برابری کرنا، یعنی یہ سورت اجر و ثواب اور خیر و برکت میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

شرح حدیث: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے مضامین تین اقسام پر مشتمل ہیں۔ احکام، اخبار اور توحید، سورۃ الاخلاص توحید کے مضمون کا انتہائی جامع اور مکمل بیان ہے اس لیے اسے ایک تہائی قرآن فرمایا۔ اس مفہوم کی تائید حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن کریم کے تین اجزاء قرار دیے اور فرمایا کہ سورۃ الاخلاص اس کا ایک جزء ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الاخلاص میں اللہ تعالیٰ کے دو اسماء وارد ہوئے ہیں جو قرآن کریم کی دیگر سورتوں میں نہیں آئے، ایک الاحد اور دوسرا الصمد۔ یہ دونوں کلمات اللہ تعالیٰ کے ایک، واحد اور یکتا ہونے اور اس کے جملہ کمالات کے ساتھ متصف ہونے کو بیان کرتے ہیں یعنی الاحد دلالت کرتا ہے کہ وہ اللہ ایک ہے، یکتا ہے، واحد ہے اور فرد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ کوئی اس

جیسا ہے اور الصمد تمام صفات کمال پر دلالت کرتا ہے کہ وہی ایک ذات ہے جو جملہ اوصاف کمال سے متصف ہے اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ اخلاص اللہ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت پر مشتمل ہے اور اس لیے اسے ایک تہائی قرآن فرمایا گیا۔ ابن عبد البر نے اسحاق بن راہویہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۃ اخلاص کے ایک تہائی قرآن ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سورہ کو تین مرتبہ پڑھ لیا تو پورا قرآن ہو گیا، ایسا سمجھنا غلط ہے۔

(فتح الباری: ۲/۹۵۲۔ ارشاد الساری: ۱۱/۲۸۷۔ عمدۃ القاری: ۲۰/۴۵)

ایک صحابی کا سورۃ اخلاص کی مکرر تلاوت کرنا

۱۰۱۱۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ"، زَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۰۱۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی کو قل هو اللہ احد بار بار پڑھتے ہوئے سنا اگلے دن صبح کو اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا گویا وہ اس عمل کو کم سمجھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ یہ سورہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۰۱۱): صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن.

کلمات حدیث: يتقَالَهَا: اسے قلیل سمجھ رہا تھا۔ فقال الشیء: کسی شے کو قلیل سمجھنا۔

شرح حدیث: ایک صاحب نے نماز میں کئی مرتبہ سورۃ اخلاص کو دہرایا جب یہ بات آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ثلث قرآن ہے۔ الشیخ زکریا تحفۃ القاری میں فرماتے ہیں کہ جنہوں نے سورۃ الاخلاص کی بار بار تلاوت کی وہ قناتہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور جنہوں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنا اور اس قراءت کو کم سمجھا وہ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ تھے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ الاخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے اور وہ اس لیے کہ قرآن کریم کے مضامین اپنے معانی کے اعتبار سے تین قسموں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں جو یہ ہیں: علم التوحید، علم الشرائع اور علم الاخلاق و تہذیب النفس۔ سورۃ اخلاص علم التوحید کے بیان پر مشتمل ہے اس لیے ایک تہائی قرآن ہے اور علامہ طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے مضامین کے تین پہلو ہیں قصص، احکام اور صفات الہی اور سورۃ اخلاص صفات الہی کا بیان ہے۔

(فتح الباری: ۲/۹۵۲۔ عمدۃ القاری: ۲۰/۴۶۔ ارشاد الساری: ۱۱/۲۸۷)

۱۰۱۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي قُلْ هُوَ

اللہ اَحَدٌ: ”اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ“. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قل هو اللہ احد کے بارے میں فرمایا کہ یہ

ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۱۲): صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قراءة قل هو اللہ احد.

تشریح حدیث: سورۃ الاخلاص اپنے مضامین کی اہمیت اور توحید باری تعالیٰ پر مشتمل ہونے کی بناء پر بے حد اہم اور افضل ہے اور

اس فضیلت میں اس قدر بڑھی ہوئی کہ گویا ایک تہائی قرآن کے برابر ہوگئی کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی ذات و صفات کی معرفت کا موضوع اہم ترین ہے اور اس سورۃ میں انتہائی جامعیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان ہوا ہے اس لیے اسے ایک

تہائی قرآن کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ (روضہ المتقین: ۵۴/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۵۸/۳)

یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے وہاں اس کی مزید شرح ملاحظہ فرمائی جائے۔

سورۃ اخلاص کی محبت دخول جنت کا ذریعہ ہے

۱۰۱۳. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحْبَبْتُ هَذِهِ السُّورَةَ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قَالَ: ”إِنَّ حُبَّهَا أَذْخَلَكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ: وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ تَعْلِيْقًا!

(۱۰۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے یہ سورہ یعنی قل هو اللہ احد

بہت محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری اس سورۃ سے محبت تمہیں جنت میں لے جائے گی۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں تعلیقاً روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۰۱۳): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الجمع بین السورتین . الجامع للترمذی، ابواب

ثواب القرآن، باب ما جاء في سورة الاخلاص.

شرح حدیث: اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اصل ایمان ہے اور جسے اللہ کے کلام سے محبت ہے اسے گویا اللہ ہی سے

محبت ہے اور سورۃ اخلاص چونکہ اللہ کی ذات و صفات کے بیان پر مشتمل ہے اس لیے اس سورۃ سے محبت دخول جنت کی ضامن ہے۔

صحیح بخاری میں یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد قباء میں ایک انصاری صحابی امامت کیا کرتے تھے اور قراءت میں پہلے سورۃ اخلاص پڑھتے اور پھر اس کے ساتھ ایک اور سورت ملا لیتے اور ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا کہ تم سورۃ اخلاص پڑھتے ہو پھر اس کے ساتھ ایک اور سورت ملاتے ہو یا تو صرف یہی سورت پڑھ لو یا اس کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھ لو۔ انہوں نے کہا کہ میں تو اس سورت کو نہیں چھوڑ سکتا تم چاہو تو میں تمہیں امامت کراؤں اور اگر تم چاہو تو میں چھوڑ دوں

لوگ انہیں اپنے درمیان افضل سمجھتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کے علاوہ کوئی اور امامت کرے۔ غرض یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے فلاں! تم اس طرح کیوں نہیں کرتے جس طرح تمہارے ساتھی کہتے ہیں اور ہر رکعت میں تم اس سورۃ کا کیوں التزام کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے یہ سورۃ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اس سورت سے محبت تمہیں جنت میں لے جائے گی۔

غرض سورۃ اخلاص سے محبت اور اس سے تعلق جنت میں جانے کا سبب ہے کیونکہ یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفات کمال کے بیان پر مشتمل ہے۔ (فتح الباری: ۱/۵۷۳۔ ارشاد الساری: ۲/۴۲۳۔ روضة المتقین: ۳/۵۵)

معوذتین کی فضیلت

۱۰۱۴۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَمْ تَرَ آيَاتِ أَنْزَلَتْ هَذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يَرِ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ أَغُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. قُلْ أَغُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۱۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھے نہیں معلوم کہ آج کی رات

ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ اس سے پہلے ان کی مثال نہیں دیکھی گئی۔ یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۱۴): صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قراءة المعوذتين.

کلمات حدیث: لم ير مثلهن قط: ان کی مثال نہیں دیکھی گئی، ان کی کوئی مثال نہیں ہے، وہ بے مثال ہیں۔

راوی حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی ﷺ کے بعد اسلام لائے۔ قرآن کریم سے بہت شغف تھا اور اپنے ہاتھ سے مصحف لکھا تھا، حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ان سے صرف ایک حدیث سننے کے لیے مصر پہنچے تھے اور حدیث سن کر فوراً واپس آگئے تھے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے ۵۵ احادیث مروی ہیں جن میں سے یہ ایک متفق علیہ ہے۔ ۵۸ھ میں انتقال فرمایا۔

(اسد الغابۃ: ۳/۴۲۳۔ الاصابة في تمييز الصحابة: ۲/۴۸۹)

شرح حدیث: معوذتین کا پڑھنا تمام ضرر رساں اشیاء سے تحفظ کا ایک مؤثر ذریعہ ہے اور مخلوقات کے شر سے بچنے کے لیے ان

دونوں سورتوں کا پڑھنا اور ان کا ورد رکھنا اور اپنے اوپر پڑھ کر دم کرنا بے حد مفید ہے۔ ابن حبان اور نسائی نے بسند صحیح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار تھے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے تھا میں نے اپنا

کے بعد کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ میں نے ان سورتوں کو نہ پڑھا ہو اور میں ان سورتوں کا پڑھنا کیوں کر چھوڑ سکتا ہوں، جبکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۸۲/۶۔ روضة المتقین: ۵۶/۳)

معوذتین کے ذریعہ آپ پناہ مانگتے تھے

۱۰۱۵۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلْنَا أَخَذَا بِهِمَا وَتَرَكَ مَأْسُوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۰۱۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ معوذتین نازل ہو گئیں جب یہ دونوں سورتیں نازل ہو گئیں تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو (تعوذ کے طور پر) اختیار کر لیا اور ان کے علاوہ (تعوذات) کو ترک فرمادیا۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تحریج حدیث (۱۰۱۵): الجامع للترمذی، ابواب الطب، باب ما جاء فی الرقية بالمعوذتین.

کلمات حدیث: أخذ بهما وترك ما سواهما: معوذتین کو اختیار کر لیا اور دیگر معوذات کو ترک فرمادیا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ معوذتین کے نازل ہونے سے پہلے جنوں اور انسانوں کی بد نظری سے تحفظ کے لیے کلمات تعوذ پڑھا کرتے تھے، جب معوذتین نازل ہو گئیں تو آپ ﷺ ان سورتوں کو پڑھنے لگے اور ان کے علاوہ تعوذ کے دیگر کلمات ترک فرمادیے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ عین (نظر لگنا) حق ہے۔ دنیا کا ہر نفع اور نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کی مرضی کے بغیر کسی کو نہ کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ نقصان، اس لیے دنیوی اور اخروی آفات سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کی پناہ میں آجائے۔ ان دونوں سورتوں میں یہی تعلیم دی گئی اور دنیا کے ہر شر اور ہر آفت سے بچ کر اللہ کی پناہ میں آجانے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

سورہ فلق کے آغاز میں صبح کے رب کی پناہ مانگی گئی ہے کہ رات کا اندھیرا اکثر شرور و آفات کا سبب بنتا ہے اور دن کا اجالا ان کا پردہ چاک کر دیتا ہے جو صبح کے رب کی پناہ میں آجائے گا وہ شر اور آفت کی تاریکی سے نکل کر اللہ کی پناہ میں آجائے گا اور اس کی پناہ میں آجانے سے شر کی تاریکی چھٹ جائے گی اور امن و عافیت اور سلامتی کا نور اسے اپنی حفاظت میں لے لے گا۔ شر کا لفظ عام ہے اور ہر طرح کے شر کو اور اسباب شر کو شامل ہے۔ سورہ فلق کا پڑھنے والا تمام شرور، بحر اور حسد سے محفوظ رہے گا۔ اور سورۃ الناس کا پڑھنے والا برے وسوسوں، افکار اور خیالات سے محفوظ ہو کر اللہ کی پناہ اور اس کی امان میں آجائے گا۔

(روضۃ المتقین: ۵۷/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۶۰/۳۔ معارف القرآن۔ تفسیری مظہری)

سورة الملک قیامت کے دن شفاعت کرے گی

۱۰۱۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مِنْ الْقُرْآنِ سُورَةُ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ: وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: "تَشْفَعُ:"

(۱۰۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ایک سورۃ ہے جس میں

تیس آیات ہیں جو آدمی کی شفاعت کرتی ہیں یہاں تک کہ اس کو معاف کر دیا جاتا ہے اور وہ سورت تبارک الذی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں شفعت کی جگہ تشفع ہے یعنی سفارش کرتی ہے۔

تخریج حدیث (۱۰۱۶): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی عدد الآی . الجامع للترمذی، ابواب ثواب

القرآن، باب ما جاء فی سورة الملک .

کلمات حدیث: شفعت لرجل حتی غفر له : ایک آدمی کی سفارش کی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو گئی۔ آدمی کی سفارش کرتی ہے یہاں تک کہ اس کی معافی کا پروانہ حاصل کر لیتی ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں سورۃ الملک کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ سورۃ الملک ہر مؤمن کے دل میں ہو اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورت اللہ کے عذاب سے روکنے والی اور نجات دینے والی ہے۔ اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص سورۃ الملک کی تلاوت پر دوامت کرے اس کے احکام پر عمل کرے اور اس کے مضامین سے عبرت حاصل کرے تو یہ سورت روز قیامت اس کی شفاعت کرے گی یہاں تک کہ معافی مل جائے گی۔ حدیث مبارک میں شفعت بصیغہ معاضی آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع ہوئی کہ کوئی سورۃ الملک پڑھتا تھا اور اس کی شفاعت پر اس کی مغفرت ہو گئی اور آپ ﷺ نے بطور ترغیب اس کو خبر دینے کے طور پر بیان فرمایا۔ یا شفعت، تشفع کے معنی میں ہے جیسا کہ ابوداؤد کی ایک روایت میں تشفع ہے یعنی روز قیامت سورۃ الملک اپنے پڑھنے والے کے حق میں سفارش کرے گی یہاں تک کہ اسے معاف کر دیا جائے گا۔ (روضة المتقین: ۵۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۶۰/۳)

سورة البقرة کی آخری آیات کی فضیلت

۱۰۱۷۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةِ كَفْتَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"قِيلَ كَفْتَاهُ الْمَكْرُوهَةُ تِلْكَ اللَّيْلَةُ وَقِيلَ كَفْتَاهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ .

(۱۰۱۷) حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رات کو سورۃ بقرہ کی آخری

دو آیتیں پڑھیں وہ اسے کافی ہو جائیں گی۔ (متفق علیہ)

کسی نے کہا کہ کافی ہو جائیں گی کے معنی ہیں کہ اس رات کے شر کو کافی ہو جائیں گی اور کسی نے کہا کہ اس رات کے قیام لیل کو کافی ہو جائیں گی۔

تخریج حدیث (۱۰۱۷): صحیح البخاری، کتاب المغازی، و کتاب فضائل القرآن، باب من لم یربأسا ان یقول

سورة الفاتحة وسورة کذا و کذا . صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة وخواتم سورة البقرة .

کلمات حدیث: گفتا: اسے کافی ہو جائیں گی یعنی یہ دو آیتیں اس کو رات کے کسی شر سے بچانے اور محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہوں گی۔

شرح حدیث: سورة البقرة کی آخر کی آیات کی فضیلت بیان ہوئی ہے یعنی آمن الرسول سے آخر تک کہ جو شخص انہیں پڑھے گا

یہ اسے کافی ہو جائیں گی شیطان کے شر اور ہر نوع کے شر سے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا

محافظ بن جاتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔ (فتح الباری: ۲/۹۵۱۔ روضة المتقین: ۳/۵۹)

سورة بقرہ کی تلاوت سے شیطان بھاگ جاتا ہے

۱۰۱۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

”لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۰۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ! بے شک

شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورة البقرة پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۱۸): صحیح مسلم، کتاب صلاة، المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فی بیتہ .

کلمات حدیث: مقابر: جمع مقبرة، قبر۔ مقابر: قبرستان۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کہ جس طرح مردے کچھ نہیں کرتے اسی طرح تم بھی

نماز، قرآن اور تلاوت اور اللہ کے ذکر سے بے تعلق ہو جاؤ۔ جس دل میں اللہ کی یاد نہیں ہے وہ مردہ دل ہے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں

ہے وہ قبرستان ہے اور ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں سورة البقرة پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان دور بھاگتا ہے اور اس گھر کے لوگوں کو

بہکانے اور ورغلانے سے مایوس ہو جاتا ہے کیونکہ سورة البقرة دلائل و براہین، احکام و قصص اور موعظت و عبر اور شریعت اور معجزات کے

بیان پر مشتمل ہے اس میں شیطان کے مکائد کا ذکر ہے اور اس کے حضرت آدم علیہ السلام کے بہکانے کا ذکر ہے۔ مضامین کے تنوع اور

کثرت کا یہ حال ہے کہ کہا گیا کہ سورة البقرة میں ایک ہزار اور ایک ہزار مائتیں ایک ہزار احکام اور ایک ہزار اخبار مذکور ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۶۰۔ روضة المتقین: ۳/۵۹۔ دلیل الفالحین: ۳/۴۶۲)

قرآن کریم کی عظیم آیت

۱۰۱۹۔ وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ : قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
”يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قُلْتُ : اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، فَضَرَبَ
فِي صَدْرِي وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۰۱۹) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو المنذر کیا تمہیں معلوم ہے کہ کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ لا الہ الا هو الحي القيوم یہ سن کر آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے ابو منذر تمہیں یہ علم مبارک ہو۔ (مسلم)

خریج حدیث (۱۰۱۹): صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة الكهف و آية الكرسي .

کلمات حدیث: ليهنك العلم : تمہیں یہ علم مبارک ہو۔ هنا يهنا : خوش گوار ہونا، اچھا ہونا۔

شرح حدیث: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو دو روایت ہی میں سارا قرآن حفظ تھا۔ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چار آدمیوں سے قرآن حاصل کرو، عبد اللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔ نیز صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ لم یکن الذین کفروا من اهل الكتاب سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب نے دریافت کیا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم فضیلت اور تشریف عظیم ہے اور اسی وجہ سے وہ آبدیدہ ہو گئے۔ ابو عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی کو سنانے کا مقصد اس سورۃ کو ان کو سکھانا اور ان کو بخوبی اس کی ادائیگی کی تعلیم دینا تھا اور یہ مقصود تھا کہ اس طرح امت میں قرآن سننے اور سنانے کی سنت قائم ہو جائے اور جماعت صحابہ کو علم ہو جائے کہ حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ کو حفظ قرآن اور ادائے کلمات قرآن میں ایک گونہ فضیلت حاصل ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت الکرسی کو قرآن کریم کی عظیم ترین آیت اس لیے فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے اوصاف کا بیان ہے اور ایسے ذاتی کا بیان ہے کہ جو بالکل ممتاز اور نمایاں ہیں اور تقریباً سولہ مقامات پر ضما کر جمع ذات باری تعالیٰ ہے اور اللہ سبحانہ کی تعظیم اور ان کی کبریائی کا بیان ہے۔ (شرح مسلم للنووي : ۸۲/۶ - روضہ المتقین : ۶۰/۳ - دلیل الفالحین : ۴/۶۶۳)

رات کو آیت الکرسی کی تلاوت سے گھر محفوظ ہو جاتا ہے

۱۰۲۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : وَكَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةٍ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي أَنْتِ فَجَعَلَ يَحْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذَتْهُ فَقُلْتُ : لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنِّیْ مُحْتَاجٌ، وَعَلَى عِیَالٍ، وَبِیْ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ. فَخَلِیْتُ عَنْهُ فَاصْبَحْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ، مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ؟ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَکَا حَاجَةً وَعِیَالًا فَرَحَمْتُهُ، فَخَلِیْتُ سَبِیْلَهُ، فَقَالَ: "اَمَّا اِنَّهُ، قَدْ كَذَبَکَ وَسِیْعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ سِیْعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ یَحْتَوِی مِنَ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: لَا رَفْعَکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَغْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَى عِیَالٍ لَا اَعُوْدُ، فَرَحَمْتُهُ وَخَلِیْتُ سَبِیْلَهُ، فَاصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "یَا اَبَا هُرَیْرَةَ، مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَکَا حَاجَةً وَعِیَالًا فَرَحَمْتُهُ وَخَلِیْتُ سَبِیْلَهُ، فَقَالَ: "اِنَّهُ، قَدْ كَذَبَکَ وَسِیْعُوْدُ" فَرَصَدْتُهُ، الثَّالِثَةُ فَجَاءَ یَحْتَوِی مِنَ الطَّعَامِ فَاخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَا رَفْعَکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا اٰخِرُ ثَلَاثٍ مَّرَاتٍ اِنَّکَ تَزْعُمُ اَنَّکَ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ فَقَالَ دَغْنِیْ فَاِنِّیْ اَعْلَمُکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ فَانَّهُ، لَنْ یَزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلَا یَقْرُبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ، فَخَلِیْتُ سَبِیْلَهُ، فَاصْبَحْتُ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ؟ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّهُ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِیْ اللّٰهُ بِهَا فَخَلِیْتُ سَبِیْلَهُ، فَقَالَ: "مَا هِیَ؟" فَقُلْتُ: قَالَ لِیْ اِذَا اَوَيْتَ، اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ مِنْ اَوَّلِهَا حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَةَ: "اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" وَقَالَ لِیْ: لَا یَزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَنْ یَقْرُبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اِنَّهُ، قَدْ صَدَقَکَ وَهُوَ کَذُوْبٌ تَعْلَمُ مِنْ تُحَاظِبُ مِنْهُ ثَلَاثٌ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ؟ قُلْتُ: لَا! قَالَ: "ذَاکَ شَیْطَانٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۱۰۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوہ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ ایک شخص آیا اور طعام (غله) بھرنے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا اس نے کہا کہ میں ضرورت مند ہوں اور عیال دار ہوں مجھے سخت ضرورت تھی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس نے ضرورت مند ہونے اور عیال دار ہونے کا عذر کیا تو میں نے ترس کھا کر اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا ہے تو وہ ضرور آئے گا، اس لیے میں اس کے انتظار میں رہا وہ پھر آیا اور طعام (غله) بھرنے لگا میں نے کہا کہ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں ضرورت مند ہوں اور عیال دار ہوں اور میں پھر نہیں آؤں گا، میں نے اس پر ترس کھا کر اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے رات کے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس نے ضرورت مند ہونے اور عیال دار

ہونے کا عذر کیا تو میں نے اسے ترس کھا کر چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا میں نے پھر تیسری رات اس کا انتظار کیا وہ پھر آ کر طعام (غذا) بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا کہ یہ آخری اور تیسری مرتبہ ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں دوبارہ نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے گا۔ میں نے کہا کہ وہ کیا کلمات ہیں؟ اس نے کہا کہ جب تم رات کو بستر پر آؤ تو آیت النکری پڑھا کرو تمہارے اوپر اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آئے گا اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی میں حاضر خدمت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے رات کے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نے کہا کہ وہ مجھے کچھ کلمات سکھائے گا جن سے اللہ مجھے فائدہ پہنچائے گا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا کلمات ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم رات کو بستر پر آؤ تو آیت النکری اول سے آخر تک پڑھو یعنی اللہ لا الہ الا هو القیوم اور مجھ سے کہا کہ تمہارے اوپر اللہ کی طرف سے محافظ مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خود تو جھوٹا ہے لیکن تم سے سچ کہا ہے۔ اے ابو ہریرہ! تمہیں معلوم ہے کہ تین دن سے تم کس سے مخاطب ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۰۲۰): صحیح البخاری، کتاب الوکالة کاملاً، باب اذا وکل رجل فترك الوکیل شیئاً فاجازہ الموکل فهو جائز۔

کلمات حدیث: زکوٰۃ رمضان سے مراد صدقۃ الفطر ہے۔ یحشو: دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر کھانا لے رہا تھا۔
شرح حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو صدقۃ الفطر میں آئی ہوئی کھجوروں کا محافظ مقرر فرمایا تھا۔ حدیث مبارک میں آیت النکری کی فضیلت کا بیان ہے اور اس کا رات کو سونے سے پہلے پڑھنا بہت خیر و برکت کا حامل ہے۔ متعدد احادیث میں آیت النکری کے فضائل بیان ہوئے ہیں کیونکہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی دس صفات کو یکجا بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۃ البقرۃ میں ایک آیت ہے جو سیدۃ آیۃ القرآن ہے، وہ جس گھر میں پڑھی جائے شیطان اس سے نکل جاتا ہے۔

نسا کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت النکری پڑھا کرے تو اسے جنت میں داخل ہونے کے لیے بجز موت کے کوئی مانع نہیں ہے یعنی موت کے بعد وہ فوراً جنت کے آثار اور راحت و آرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۶۵ - روضة المتقین: ۳/۶۱ - دلیل الفالحین: ۳/۴۶۵)

دجال کے فتنے سے حفاظت کا ذریعہ

۱۰۲۱۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ

حَافِظَ عَشْرًا يَاتِ "مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَالِ"

وَفِي رَوَايَةٍ: "مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْكَهْفِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۲۱) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سورۃ الکہف کی پہلی دس

آیات حفظ کر لیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہو گیا اور ایک اور روایت میں سورۃ الکہف کی آخری دس آیات کے بارے میں یہی ارشاد ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۲۱): صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ الکہف .

کلمات حدیث: عصم: محفوظ کر دیا گیا، بچا لیا گیا۔ عصم عصما (باب ضرب) محفوظ ہونا۔

شرح حدیث: دجال قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور اس کا فتنہ قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والے فتنوں میں سب سے بڑا سب سے ہمہ گیر اور سب سے زیادہ دین و ایمان کی بربادی کا سبب ہوگا اور اسی لیے متعدد احادیث میں اس سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور فرماتے تھے:

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ ."

"اے اللہ! میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

اس کے فتنے کے اس قدر شدید ہونے کی ایک وجہ یہ ہوگی کہ اللہ کے حکم سے بعض خارق عادت قوتیں حاصل ہوں گی، وہ کہے گا کہ اے آسمان بارش برسا دے تو بارش ہو جائے گی اور زمین کو اگانے کا حکم دے گا تو زمین سے پیداوار ظاہر ہو جائے گی۔

صحیح مسلم میں مروی دو روایات میں فتنہ دجال سے محفوظ رہنے کے لیے سورۃ الکہف کی پہلی دس آیات اور سورۃ الکہف کی آخری دس آیات پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ جو شخص ان آیات کو پڑھنے کا اہتمام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنے سے محفوظ رکھے گا۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ۸۱/۶۔ روضة المتقين: ۶۳/۳۔ دليل الفالحين: ۴۶۷/۳)

سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت

۱۰۲۲. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَفِيضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فَتُحْتُ الْيَوْمَ وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَانْزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزَلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَاسَلَّمَ وَقَالَ أَبَشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيَهُمَا لَمْ يُؤْتِيَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَابْحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلَّا أُعْطِيَتهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ. "النَّفِيضُ": الصَّوْتُ.

(۱۰۲۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم

ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے اوپر سے ایک آواز سنی۔ حضرت جبریل نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا اور اس دروازے سے ایک فرشتہ اتر رہا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں اترتا تھا۔ اس فرشتے نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور کہا کہ آپ ﷺ کو دونوروں کی بشارت ہو جو آپ ﷺ کو عطا کیے گئے آپ سے پہلے یہ کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ فاتحہ الكتاب اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔ ان کا جو حرف بھی آپ ﷺ تلاوت کریں گے وہ آپ کو دے دیا جائے گا۔ (مسلم) نقیض کے معنی آواز کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۰۲۲): صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل الفاتحہ و خواتیم سورۃ البقرۃ۔

کلمات حدیث: أبشر بنورین أو تیتھما: ان دونوروں کی خوشخبری قبول کیجئے جو آپ کو دیے گئے ہیں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام پہلے سے موجود تھے کہ آسمانوں میں سے ایک آواز سنائی دی، حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آسمان کے ایک دروازے کی آواز ہے جو آج پہلی مرتبہ کھلا ہے اور اس سے جو فرشتہ اتر کر آ رہا ہے وہ بھی آج پہلی مرتبہ اتر کر آ رہا ہے۔ غرض وہ فرشتہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور کہا کہ آپ ﷺ کو بشارت ہو آپ کو دونور عطا ہوئے ہیں جو پہلے کبھی کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے تھے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات، آپ ان کا جو حرف پڑھیں گے وہ آپ ﷺ کو عطا کر دیا جائے گا۔

سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات نور بنی نور ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کو ایک نمایاں فضیلت اور مرتبہ عطا کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان آیات کا پڑھنا ان پر غور کرنا اور ان پر عمل کرنا بہت ہی باعث برکت اور سعادت ہے کہ جو ان کی مواظبت کے ساتھ تلاوت کرے گا اور ان سے اپنا قلبی اور عملی تعلق رکھے گا اللہ کے فضل و کرم سے وہ ان کے ساتھ ہوگا جن کو یہ دونور عطا ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت کی رسوائی اور شرمندگی سے محفوظ فرمادیں گے، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُزُّهُمْ يُسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَنِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾

”جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ، ان کی روشنی دوڑتی ہے ان کے آگے اور ان

کے دائیں، کہتے ہیں کہ اے رب، ہمارے! پوری کر دے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“ (الاحقریم: ۸)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سورۃ بقرۃ کی آخری آیات عرش کے نیچے خزانوں سے عطا کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔

غرض سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات کو اہتمام سے روزانہ تلاوت کرنا چاہیے ان کے معانی و مفاہیم کو سمجھنا چاہیے اور ان سے قلبی روحانی اور عملی تعلق رکھنا چاہیے کہ اللہ کی رحمت بے پایاں سے امید ہے کہ ان سے تعلق قائم رکھنے والا اور روز قیامت ان کے نور سے مستفید ہوگا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۸۰/۶۔ روضة المتقين: ۶۴/۳۔ نزہۃ المتقين: ۸۸/۳)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاجْتِمَاعِ عَلَى الْقِرَاءَةِ قرآن کریم کی اجتماعی تلاوت کا استحباب

۱۰۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
”وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ
السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ“، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۰۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر
میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا باہم درس کرتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی
ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں فرماتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۲۳): صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر .

کلمات حدیث: یتدارسون : آپس میں درس لیتے ہیں، ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔ تدارس (باب تفاعل) درس درساً
دراسة (باب نصر) سیکھنا، پڑھنا۔ تدارس : باہم مل کر پڑھنا۔

شرح حدیث: قرآن کریم کلام الہی ہے اور کلام الہی سے محبت و تعلق علامت ہے اللہ سے محبت و تعلق کی اس لیے اللہ کے گھر یعنی
مسجد میں جو اللہ کی زمین میں سب سے بہترین جگہ ہے جمع ہو کر قرآن سیکھنا اور سکھانا تلاوت کرنا اور ایک دوسرے کو سکھانا اس قدر فضیلت
کا اور اس قدر خیر کا باعث ہے کہ سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت ڈھانپ لیتی ہے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود
فرشتوں کی موجودگی میں ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب قضاء حوائج المسلمین میں گزر چکی ہے۔

(روضة السائقین: ۶۵/۳ - دلیل السائقین: ۴۷۰/۲)



بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وضوء کی فضیلت

۲۷۴۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾

إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو، اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھولو اور اگر تم جنبی ہو تو اچھی طرح پاکی حاصل کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا، یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو، پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو پاک مٹی سے، اللہ تعالیٰ تم پر تنگی کا ارادہ نہیں کرتا ہے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نصیحت کو تم پر پوری کرنے تاکہ تم شکر کرو۔“

(المائدہ: ۶)

تفسیری نکات: نماز پڑھنے کے لیے با وضوء ہونا ضروری ہے اور جسم کی اور اس جگہ کی جہاں نماز پڑھی جائے پاکی ضروری ہے، اگر پہلے سے وضوء ہو تو دوبارہ وضوء کرنا مستحب ہے۔ وضوء میں پہلے چہرے کو دھونا چاہیے، تمام اعضاء وضوء کو ایک ایک مرتبہ دھونا چاہیے اور تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔

پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، وارجلکم کا عطف اگر وجوہ حکم کی طرف ہے تو معنی یہ ہیں کہ پیروں کو ٹخنوں تک دھوؤں اور اگر اس کا عطف و امسوا پر ہے تو معنی ہوں گے کہ پاؤں میں موزے ہونے کی صورت میں پاؤں پر ٹخنوں تک مسح کرو چمڑے کے موزے پہننے کی صورت میں ان پر حالت اقامت میں ایک دن ایک رات مسح درست ہے اور حالت سفر میں تین دن تین رات مسح کیا جاسکتا ہے۔ ناپاکی کی حالت میں غسل کرنا چاہیے، پانی نہ ہونے کی صورت میں اور حالت عذر میں تیمم درست ہے۔ (معارف القرآن)

قیامت کے دن اعضاء وضوء چمک رہے ہوں گے

۱۰۲۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ: ”إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ، فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ“

فَلْيَفْعَلْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۰۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے لوگوں کو روز قیامت پکارا جائے گا اور وضوء کے آثار سے ان کے چہرے اور اعضاء وضوء چمک رہے ہوں گے تو تم سے جو چاہتا ہے کہ اس کی روشنی طویل ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔ (متفق علیہ)

خریج حدیث (۱۰۲۴): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء والغر المجلون من اثر الوضوء.

صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب الطہارۃ الغرة والتحصیل.

کلمات حدیث: اُمتی: میری امت یعنی امت محمدیہ ﷺ، نبی کے تمام ماننے والے، اس نبی کی امت کہلاتے ہیں، اور اصولوں کی اساس پر جو لوگ تیار ہوں اور وہ سب ان اصولوں کو مانتے ہوں تو وہ ملت کہلاتے ہیں جیسے: ﴿مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيْمَ﴾ (تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت) غرہ: گھوڑے کی پیشانی پر سفید بال، یہاں پر چہروں کی روشنی اور نور مراد ہے، روز قیامت مؤمنین کے چہرے نور ایمان سے دمک رہے ہوں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿سَيَمَاحُهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ اور صحاحین: تحویل سے ہے گھوڑے کی ٹانگوں پر پائی جانے والی سفیدی کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ نور اور روشنی مراد ہے جو روز قیامت مؤمنین کے ہاتھوں اور پیروں پر وضوء کے آثار سے پائی جائے گی۔ حاصل یہ ہے کہ روز قیامت مؤمنین کے چہرے اور ہاتھ پاؤں نور سے منور ہوں گے۔

شرح حدیث: روز قیامت جب امت محمدیہ ﷺ کے افراد کو پکارا جائے گا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں امت سے مراد امت اجابت ہے یعنی تا قیام قیامت جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان لا کر آپ ﷺ کی امت میں شامل ہوں گے تو ان کے چہرے اور ان کے ہاتھ پاؤں نور سے چمک رہے ہوں گے۔ جس قدر کثرت سے کوئی صاحب ایمان وضوء کرے گا اتنا ہی اس کے چہرے کی اور اس کے ہاتھوں اور پیروں کی روشنی اور نور بڑھتا جائے گا۔

(فتح الباری: ۱/۳۱۸۔ ارشاد الباری: ۱/۳۴۴۔ روضة المتقين: ۳/۶۷۔ دلیل الفالحین: ۳/۴۷۲)

وضوء کی برکت سے جنت کے زیورات

۱۰۲۵. وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۲۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ جہاں تک وضوء کا پانی پہنچتا ہے اس جگہ تک مؤمن کے زیورات ہوں گے۔ (مسلم)

خریج حدیث (۱۰۲۵): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب تبلغ الحلیۃ حیث یبلغ الوضوء.

کلمات حدیث: خلیلی: خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کی محبت دل میں اتر جائے اور پیوست ہو جائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر رسول اللہ ﷺ کا ذکر خلیلی (میرے دوست، میرے حبیب) کہہ کر فرماتے تھے۔

شرح حدیث: روز قیامت مؤمن کے ہاتھوں اور پیروں میں اس جگہ تک زیورات ہوں گے جہاں تک وضوء کا پانی پہنچتا ہے، امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حلیہ سے مراد تحجیل ہے کہ جہاں تک وضوء کا پانی پہنچے وہاں تک اعضاء وضوء منور اور روشن ہوں گے اور یہ امت محمد ﷺ کا اختصاص ہے کسی اور امت کے لوگوں کو یہ حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض کا فاصلہ اتنا ہے جتنا ایلہ سے عدن، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں اس حوض سے لوگوں کو اس طرح ہنار باہوں گا جس طرح آدمی اپنے حوض سے اجنبی اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم میرے پاس اس طرح آؤ گے کہ تمہارے اعضاء وضوء وضوء کے آثار سے دمک رہے ہوں گے اور یہ خوبی تمہارے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ ہوگی۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۰/۳ - روضہ المتقین: ۶۷/۳)



وضوء کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں

۱۰۲۶۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ."

(۱۰۲۶) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح

وضوء کیا اس کے جسم سے اس کے سارے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۲۶): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء۔

کلمات حدیث: حتی تخرج من تحت اظفارہ: یہاں تک کہ گناہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اظفار: ظفر کی جمع، ناخن: یعنی وضوء سے ظاہری طہارت بھی حاصل ہوتی ہے اور باطنی طہارت بھی اس درجہ حاصل ہوتی ہے کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ دھل کر نکل جاتے ہیں۔

شرح حدیث: جس نے وضوء کیا اور خوب اچھی طرح وضوء کیا یعنی اعضاء وضوء کو اچھی طرح اور تین تین مرتبہ حسن نیت اور خلوص قلب کے ساتھ دھویا تو اعضاء وضوء کے دھلنے کے ساتھ اس کے تمام گناہ دھل جائیں گے حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کا اخلاص قلبی اور حسن نیت انتہائی درجے کا ہو کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے اور اس کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف فرما دیے جائیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۴/۳ - دلیل الفالحین: ۴۷۳/۳)

وضوء سے پچھلے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں

۱۰۲۷۔ وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَوَتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۲۷) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اس طرح وضوء فرمایا جس طرح میں نے کیا اور فرمایا کہ جس نے اس طرح وضوء کیا اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے اور اب اس کا نماز پڑھنا اور چل کر مسجد جانا نفل ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۷۷): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلاة عقبہ.

کلمات حدیث: غفرلہ ما تقدم من ذنبہ: اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے، جو گناہ وہ اس وضوء سے پہلے کر چکا ہے وہ معاف کر دیئے گئے۔

شرح حدیث: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خود وضوء کر کے دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح وضوء فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے اس طرح وضوء کیا اس کے گزشتہ صغیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے یعنی وضوء کے پانی کے ساتھ تمام صغیرہ گناہ دھل جاتے ہیں اور کوئی گناہ باقی نہیں رہتا اور اس کے بعد جب وہ نماز کو جاتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کے اجر و ثواب میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۵/۳ - روضة المتقين: ۶۹/۳)

وضوء میں جس عضو کو دھویا جائے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

۱۰۲۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ الْخِرِّ قَطْرَ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشْتُهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ الْخِرِّ قَطْرَ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَسَّتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ الْخِرِّ قَطْرَ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان یا بندہ مومن وضوء کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں، جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھوں سے وہ گناہ نکل جاتے ہیں جن کو اس کے ہاتھوں نے پکڑا تھا اور جب وہ اپنے پیر دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے

ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس کے پیر چل کر گئے تھے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۲۸):

صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء .

کلمات حدیث:

نقیۃ صاف ستھرا۔ نقی نقاۃ (باب سمع) صاف ہونا، پاکیزہ ہونا۔ نقی پاک و صاف، جمع انقیاء۔

شرح حدیث:

مؤمن یا مسلم جب وضوء کرتا ہے تو اس کے صغیرہ گناہ اعضاء کے دھلنے کے ساتھ دھلتے جاتے ہیں اور آخری قطرے کے ٹپکنے کے ساتھ ہر عضو سے گناہ خارج ہوتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وضوء مکمل ہونے تک بندہ صغیرہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے، امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح طور پر پاؤں کے دھلنے اور ان کے دھلنے سے ان گناہوں کے نکل جانے کو بیان کیا جا رہا ہے جن کی طرف آدمی پیروں سے چل کر گیا ہو تو یہ دلیل واضح ہے کہ شیعوں کا پیروں پر مسح کا مسئلہ صحیح نہیں ہے۔ یہاں گناہوں کی معافی سے صغیرہ گناہوں کی معافی مراد ہے اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے اور حقوق العباد کی معافی کے لیے ان حقوق کی ادائیگی یا اصحاب حقوق سے معافی حاصل کرنا ضروری ہے۔ خود رسول کریم ﷺ نے ایک حدیث میں کبار کو متشقی فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں، جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان تک یہ عبادات درمیانی عرصہ کے لیے کفارہ ہیں جب تک آدمی کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۳/۳۔ تحفۃ الأجوذی: ۳۱/۱)

وضوء کرنے والوں کو رسول اللہ ﷺ پہچان لیں گے

۱۰۲۹۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِفْوَ، وَذُذْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا أَوْلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ "أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدَ" قَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدَ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ "أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا خَبِلَ غُرٌّ مُحَجَّلَةً بَيْنَ ظَهْرَيْنِ خَبِلَ ذُهُمِ بِهِمْ أَلَا يَعْرِفُ خَبْلَهُ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: "فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْخَوْضِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ سلام ہو تم پر اے اس گھر میں رہنے والے مؤمنو! ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے صحابہ ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جو لوگ آپ کی امت میں ابھی نہیں آئے انہیں آپ ﷺ کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر کالے سیاہ گھوڑوں میں کسی کے چمکلیاں گھوڑے ملے ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں!

آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ وضوء کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے اور میں خوش پران کا استقبال کروں گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۲۹): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب اطالۃ الغر و التحجیل۔

کلمات حدیث: اتنی المقبرۃ: آپ ﷺ قبرستان تشریف لائے۔ مدینہ منورہ کا قبرستان جنت البقیع مراد ہے۔ خیل غر محجلہ: گھوڑے جن کی پیشانی اور چاروں ٹانگوں پر سفیدی ہو۔ چچ کلیاں گھوڑے۔ دھم بہم: دھم ادھم کی جمع ہے بمعنی سیاہ بہم بہیم کی جمع ہے خوب سیاہ یعنی کالے سیاہ۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع تشریف لائے اور وہاں مردوں کو سلام کیا اور فرمایا کہ تمنا یہ تھی کہ ہم اپنے بعد آنے والے بھائیوں کو بھی دیکھ لیتے اور کسی نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ ہم روز قیامت آنے والے بھائیوں سے بھی ملاقات کریں اور بھائی سے مراد وہ سچے مومن ہیں جو ایمان کامل اور حب رسول ﷺ میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں گے جیسا کہ حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بھائی وہ ہیں جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا اور مجھ پر ایمان لائیں گے مجھ سے ملے نہ ہوں گے اور میری رسالت کی تصدیق کریں گے ان میں سے ہر ایک کی تمنا ہوگی کہ اگر اہل مال سب کچھ لٹا کر بھی مجھے دیکھ سکے تو دیکھ لے۔ امام باجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم میرے اصحاب ہو تو آپ کے فرمانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ کرام بھائی نہیں ہیں بلکہ وہ بھائی بھی ہیں اور اصحاب ہیں، جبکہ آئندہ آنے والے بھائی ہوں گے اصحاب نہ ہوں گے کیونکہ تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب روز قیامت آپ کی ملاقات ان اہل ایمان سے ہوگی جو بعد میں آئیں گے تو آپ ﷺ انہیں کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں اور وہ سیاہ گھوڑوں کے درمیان کھڑے ہوں کیا گھوڑوں کے مالک کو اپنے گھوڑوں کے پہچاننے میں دشواری پیش آسکتی ہے؟ میرے آئندہ آنے والے مومن بھائیوں کی پیشانیاں اور اعضا وضوء کے اثر سے دھک رہے ہوں گے اور میں حوض کوثر پران کا استقبال کروں گا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۸/۳ - روضہ المتقین: ۷۱/۳)

درجات بلند کرنے والے اعمال

۱۰۳۰. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَلَا أَدْلِكُكُمْ عَلَى مَا يُمْحُوا اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخَطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ" فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے سے اللہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ مشقت

کے وقت پوری طرح وضو کرنا مسجد کی طرف جاتے ہوئے قدموں کا زیادہ ہونا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۳۰): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب اسباغ الوضوء علی المکارہ۔

کلمات حدیث: اسباغ الوضوء علی المکارہ: ناگوار اور پر مشقت مواقع پر پورا اور مکمل وضوء کرنا یعنی جب وضوء کرنا طبیعت کے خلاف ہو مثلاً شدید سردی ہو۔ فذلکم الرباط: تمہارا رباط یہ ہے یعنی تمہارا اپنے آپ کو بندگی اور عبادات کے لیے وقف کر دینا یہی ہے۔

شرح حدیث: اقوام گزشتہ میں لوگ اپنی پوری زندگی عبادت اور بندگی کے لیے وقف کر دیتے تھے اور ترک دنیا اختیار کر کے رہبانیت اختیار کر لیا کرتے تھے۔ اب اس امت کے لیے رباط کا طریقہ یعنی اپنے آپ کو جہاد کے لیے وقف کرنا یا عبادت و بندگی کے لیے وقف کر دینا یہ ہے کہ ناگوار حالتوں میں وضوء کی تکمیل، مسجد کے لیے اٹھنے والے بکثرت قدم اور ایک نماز سے دوسری نماز کا انتظار، یہ ایسا عمل ہے کہ جس سے تمام خطائیں معاف ہو جاتی ہیں اور درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

یہ حدیث باب کثرة طرق الخیر میں گزر چکی ہے۔ حدیث (۱۳۱) (دلیل الفالحین: ۴۷۷/۳)

صفائی نصف ایمان ہے

۱۰۳۱۔ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الطَّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَقَدْ سَبَقَ بَطْوْلُهُ فِي بَابِ الصَّبْرِ، وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ السَّابِقُ فِي آخِرِ بَابِ الرَّجَاءِ وَهُوَ حَدِيثُ عَظِيمٌ مُشْتَمِلٌ عَلَى جَمَلٍ مِنَ الْخَيْرَاتِ!"

(۱۰۳۱) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پاکیزگی اور طہارت نصف

ایمان ہے۔ (مسلم) یہ حدیث مفصل باب الصبر میں گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۱۰۳۱): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء۔

اس موضوع سے متعلق عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بساں الرجاء میں گزر چکی ہے جو بڑی اہم حدیث ہے اور عمدہ مضامین پر مشتمل ہے۔

کلمات حدیث: الطہور: خوب پاکیزگی اور طہارت۔ البطہور: طاء کے زیر کے ساتھ پانی، یعنی وہ شے جس سے پاکی حاصل کی جائے۔ شطر: نصف۔

شرح حدیث: طہارت جسمانی نماز کے لیے ضروری ہے۔ اس طہارت کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے فرمایا کہ

طہارت نصف ایمان ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الصبر میں گزر چکی ہے۔

وضوء کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کی فضیلت

۱۰۳۲۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مَنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبَلِّغُ. أَوْ يَسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ، وَرَسُولُهُ، إِلَّا فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ، مِنَ التَّوَابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

(۱۰۳۲) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی وضوء کرتا ہے یا مکمل وضوء کرے پھر کہے:

”اشھد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.“

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

تو اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیے جائیں گے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مسلم) ترمذی نے یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں کہ یہ کہے کہ:

”اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين.“

”اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں بنادے اور مجھے خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنادے۔“

تخریج حدیث (۱۰۳۲): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء.

کلمات حدیث: یسبغ: وضوء کے واجبات اور مستحبات کو پوری طرح اداء کرنا ہے۔ التوابین: التوبہ کی جمع خوب توبہ کرنے والے۔ التواب: اللہ تعالیٰ کا نام، بہت توبہ قبول کرنے والا۔ المتطہرین: گناہوں سے خوب پاکی حاصل کرنے والے۔

شرح حدیث: نماز کے لیے وضوء لازم اور ضروری ہے اور وضوء کے لیے ضروری ہے کہ تمام سنن اور آداب کی رعایت ملحوظ رکھ کر مکمل وضوء کیا جائے کہ اعضاء وضوء پر خوب اچھی طرح پانی پہنچ جائے اور وضوء کے دوران وہ کلمات کہے جو مسنون اور ماثور ہیں اور کمال یقین اور کمال ایمان کے ساتھ اللہ کے ایک ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہونے کی شہادت دے تو اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے وہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(روضة المتقين: ۷۳/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۷۸/۳)



بَابُ فَضْلِ الْآذَانِ اذان کی فضیلت کا بیان

۱۰۳۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْبَدَآءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهْمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهَجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاتَوَهَّمَا وَلَوْ حَبَوًّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. "الِاسْتِهَامُ" الْاِقْتِرَاعُ: "وَالْتَهَجِيرُ" التَّبَكُّيرُ إِلَى الصَّلَاةِ.

(۱۰۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول میں کتنا ثواب ہے اور انہیں موقع نہ ملے سوائے اس کے کہ وہ قرعہ اندازی کریں تو وہ اس پر قرعہ اندازی کریں اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اول وقت آنے کا کس قدر ثواب ہے تو وہ دوڑ کر آئیں اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز میں حاضری کا کس قدر اجر ہے تو وہ ضرور آئیں اگرچہ انہیں گھٹ کر آنا پڑے۔ (متفق علیہ)

استہام کے معنی قرعہ اندازی کے ہیں اور تہجیر کے معنی نماز کی طرف جلد آنے کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۰۳۳): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاستہام فی الاذان، صحیح مسلم، کتاب

الصلاة، باب تسوية الصفوف.

کلمات حدیث: تہجیر: نماز کو جلدی جانا۔ لاستبقوا الیہ: اذان سے پہلے مسجد کی طرف سبقت کریں۔ عتمة: نماز عشاء، عتمہ کے معنی رات کی تاریکی کے ہیں اور مراد عشاء کی نماز ہے۔ حبوا: کے معنی گھنٹوں اور ہاتھوں کے بل چلنا، یعنی گھٹ کر آنا، مطلب یہ ہے کہ اگر انتہائی مشقت کے ساتھ آنا پڑے تب بھی آئے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ اذان دینے اور نماز کی پہلی صف میں نماز پڑھنے کا اس قدر عظیم اجر و ثواب ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی حقیقت کا ادراک اور پورا شعور حاصل ہو جائے تو لوگ اس کے لیے مسابقت کریں اور ہر ایک اس فضل و کمال کے حصول کا خواستگار ہو جائے اور ظاہر ہے کہ سب اس فضیلت کو حاصل نہ کر سکیں گے تو وہ آپس میں قرعہ اندازی کریں گے اور قرعہ اندازی میں جن کے نام آئیں گے وہ اذان دیں گے اور صف اول میں نماز پڑھیں گے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اول وقت میں یا اذان سے پہلے نماز کے لیے مسجد میں پہنچنے کا کس قدر اجر و ثواب ہے تو سب مسجد کی طرف دوڑ پڑیں اور اگر لوگوں کو صبح کی نماز اور عشاء کی نماز میں حاضری کی فضیلت اور اس کے اجر کا علم ہو جائے تو وہ گرتے پڑتے مسجد آئیں بلکہ ان کو گھٹ کر بھی آنا پڑے تو اس حالت میں بھی وہ مسجد میں پہنچ جائیں۔ (فتح الباری: ۱/۵۰۷۔ شرح مسلم للنووی: ۴/۱۳۲۔ تحفة الأحوذی: ۲۰/۲)

قیامت کے دن مؤذنین کی گردنیں سب سے اونچی ہوں گی

۱۰۳۴۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :

”الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۰۳۴) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ اذان دینے والوں کی گردنیں روز قیامت سب لوگوں سے لمبی ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۳۴): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان .

کلمات حدیث: اعناق : جمع عنق گردن۔

شرح حدیث: اذان دینے والے روز قیامت اپنے اعمال کے اجر و ثواب کی توقع میں گردنیں اٹھا کر دیکھ رہے ہوں گے اس بناء پر وہ سب سے نمایاں اور ممتاز ہوں گے اور ان کو یہ مقام اس لیے حاصل ہوگا کہ وہ دنیا میں لوگوں کو صلاح اور فلاح کی طرف بلاتے رہے۔

(دلیل الفالحین : ۳/ ۴۸۱)

اذان بلند آواز سے کہنی چاہیے

۱۰۳۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

قَالَ لَهُ : ”إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ . أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذْنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْبَلَدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جَنًّا ، وَلَا إِنْسًا ، وَلَا شَيْءًا إِلَّا شَهِدَ لَهُ ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ” رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۰۳۵) حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریاں اور جنگل پسند ہیں۔ تم جب جنگل میں اپنی بکریوں کے ساتھ ہو کر تو بلند آواز کے ساتھ نماز کے لیے اذان دیا کرو کہ مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور جن و انس اور جو شے اس آواز کو سنے گی وہ روز قیامت مؤذن کے حق میں

گواہی دے گی۔ ابوسعید نے فرمایا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۰۳۵): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالنداء .

کلمات حدیث: البادية : جنگل جمع بوادی . مدی صوت المؤذن : جس حد تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہو۔

شرح حدیث: اذان شعائر اسلام میں سے ہے اور اذان کا بہت اجر و ثواب ہے۔ مؤذن اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتا اس کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے اور تمام لوگوں کو صلاح اور فلاح کی طرف بلاتا ہے اس کی آواز جہاں تک پہنچے

گی تمام جن و انس اور تمام موجودات روز قیامت اس کے حق میں گواہ بن کر آئیں گے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرشتے بھی اس کے حق میں گواہی دیں گے۔

علامہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جنگل میں تنہا ہو تو وہ فضیلت اذان کے حصول کی نیت سے اذان دے تو اسے ضرور اذان کی خیر و برکت حاصل ہوگی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اذان میں رفع صوت (آواز بلند کرنا) مستحب ہے۔

(فتح الباری: ۱/۵۰۴۔ ارشاد الساری: ۲/۲۵۴۔ روضة المتقین: ۳/۷۶۔ نزہة المتقین: ۲/۹۶)

اذان کی آواز سن کر شیطان بھاگتا ہے

۱۰۳۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ الْبَدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوبَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ، أَذْكَرُ بَعْدًا، وَأَذْكَرُ كَذَا لِمَا لَمْ يَذْكَرْ مِنْ قَبْلُ. حَتَّى يَظُلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”التَّثْوِبُ“: الْإِقَامَةُ.

(۱۰۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پلٹ کر بھاگتا ہے اور ہوا خارج کرتا ہے تاکہ وہ اذان کو نہ سن سکے۔ جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے یہاں تک کہ جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے اور جب اقامت پوری ہو جاتی ہے پھر آ جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر یعنی وہ باتیں جو اسے اس سے پہلے یاد تھیں یہاں تک کہ اس آدمی کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اسے یہ پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی۔ (متفق علیہ) تنسیب کے معنی اقامت اور تکبیر کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۰۳۶): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فصل التأذین۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان وحرر: الشیطان عند سماعه.

کلمات حدیث: ادبر الشیطان: شیطان پریشان ہو کر تیز بھاگتا ہے یہاں تک کہ اس کے بھاگنے کی آواز پیدا ہوتی ہے مسلم کی ایک روایت میں حصاص کا لفظ ہے یعنی خوف کے ساتھ اور پریشانی کے ساتھ تیز دوڑنے سے اس کی آواز پیدا ہوتی ہے جسے ضراط اور حصاص سے تعبیر کیا گیا ہے۔

شرح حدیث: شیطان اذان کی آواز سن کر بھاگتا ہے اور بھاگتے ہوئے اس کی ہوا خارج ہوتی ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہری معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شیطان کی اذان سے شدت نفرت کا بیان مقصود ہو۔ چنانچہ صحیح مسلم کی روایت

میں حصاص کا لفظ وارد ہوا ہے جس کے معنی اس آواز کے ہیں جو تیز دوڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شیطان اذان سے اس قدر نفرت کرتا ہے کہ وہ اس کے نہ سننے کی یہ تدبیر کرتا ہے کہ آوازیں نکالتا ہے تاکہ اس کے کانوں میں اذان کی آواز کی بجائے یہ آوازیں جائیں۔ اس کے اس عمل کی برائی اور قباحت بیان کرنے کے لیے اس آواز کو ضراط سے تعبیر کیا گیا۔ ابن بطل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مسجد میں اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر نہ جانا چاہیے تاکہ ظاہری طور پر بھی شیطان کی مشابہت نہ ہو۔

اذان کے بعد جب اقامت ہوتی ہے تو شیطان پھر بھاگ جاتا ہے اور اقامت کے پورا ہونے کے بعد پھر آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالنا شروع کرتا حتیٰ کہ اسے وہ باتیں بھی یاد دلاتا ہے جو وہ بھول چکا تھا، ان شیطانی وسوسوں کی کثرت سے نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ (فتح الباری: ۵۰۲/۱۔ ارشاد الساری: ۲۵۳/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۸/۴)

اذان کا جواب دینا مسنون ہے

۱۰۳۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ. ثُمَّ صَلُّوا عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُوا أَنِ أَكُونُ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۳۷) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو یہ جنت کا درجہ ہے جو کسی کے لیے مناسب نہیں ہے سوائے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں جو میرے لیے وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (مسلم)

نثرین حدیث (۱۰۳۷): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القول بمثل قول المؤذن.

کلمات حدیث: الوسیلہ: وسیلہ کسی شے تک پہنچنے کے ذریعہ کو کہتے ہیں، روز قیامت الوسیلہ جنت کا بلند ترین مقام ہوگا جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو حاصل ہوگا۔

شرح حدیث: مؤذن جس طرح کلمات کہے سننے والا انہیں اسی طرح دہراتا جائے البتہ حی علی الصلاة حی علی الفلاح سن کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صراحتاً مذکور ہے کہ جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہو اور اسی طرح تمام کلمات اذان دہراؤ، یہاں تک کہ مؤذن حی علی الصلاة حی علی الفلاح

کہے تو تم لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہو اور جب وہ لا الہ الا اللہ کہے تم بھی لا الہ الا اللہ کہو جس نے اس طرح کلمات اذان صدق دل سے کہے جنت میں داخل ہوا، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی فرض یا نفل نماز پڑھ رہا ہو اس وقت اذان سنے تو نماز سے فارغ ہو کر کلمات اذان دہرائے۔

اذان کے کلمات دہرانے کے بعد درود شریف پڑھنا چاہیے کہ جو ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ ﷺ کے لیے وسیلہ طلب کرو یعنی وہ دعاء پڑھی جائے جس میں اللہ سے رسول اللہ ﷺ کے لیے وسیلہ کا سوال ہے۔ جو یہ دعاء پڑھے گا اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حلال ہو جائے گی۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۷۴/۴ - روضة المتقین : ۷۹/۳ - نزہة المتقین : ۹۸/۳)

اذان کے جواب دینے کا طریقہ

۱۰۳۷۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : إِذَا سَمِعْتُمُ الْبَدَاءَ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۳۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اذان کی آواز سنو تو اسی

طرح کہو جس طرح مؤذن کہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۳۸): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب ما یقول اذا سمع المنادی . صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن .

کلمات حدیث: النداء : کے معنی پکارا اور اعلان کے ہیں، یہاں اذان مراد ہے۔

شرح حدیث: علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اذان سننے والے کو اسی طرح کلمات اذان کہنا چاہیے جس طرح مؤذن کہے اور اس طرح کلمات اذان کہنا مستحب ہے اور اس کا بڑا اجر و ثواب ہے۔ حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ اسی طرح اذان فجر میں الصلوۃ خیر من النوم کے بعد کہے صدقت و بررت و بالحق نطق (تم نے سچ کہا نیک بات کہی اور حق زبان سے ادا کیا) اذان کا جواب ہر شخص کو دینا چاہیے چاہے با وضوء ہو یا نہ ہو اور چاہے جنبی اور حائض ہو، اور اگر نماز میں اذان سنے تو نماز پوری کر کے کلمات اذان کہہ لے۔

(فتح الباری : ۶۰۵/۱ - ارشاد الساری : ۲۵۷/۲ - شرح صحیح مسلم للنووی : ۷۳/۴)

اذان کے بعد کی دعاء

۱۰۳۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ”مَنْ قَالَ

حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْنَ مُحَمَّدَانَ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۰۳۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اذان سن کر یہ کلمات کہے اس کے لیے روز قیامت میری شفاعت حلال ہوگئی۔

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْنَ مُحَمَّدَانَ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ. (البخاری)

”اے اللہ! اس دعوت کامل اور اس قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد کو وسیلہ اور فضیل عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔“

تخریج حدیث (۱۰۳۹): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء.

کلمات حدیث: الدعوة: دعوت حق، حق کی جانب بلاوا، یعنی اذان۔ التامة: کامل جس میں قیامت تک رد و بدل نہیں ہو سکتا، یہ دعوت مکمل بھی ہے اور تام بھی ہے اس میں کسی لفظ کے اضافے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی لفظ کم کیا جاسکتا ہے۔

شرح حدیث: جو صاحب ایمان اذان سنے وہ اذان کے کلمات دہرائے اور پھر دعائے مذکور پڑھے اللہ کی رحمت سے وہ روز قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا مستحق ہوگا۔ اس دعاء میں ہے کہ اے اللہ! رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ عطا فرما۔ وسیلہ جنت کا ایک مقام بلند ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو ملے گا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا۔ اور اے اللہ! رسول اللہ ﷺ کو مقام محمود عطا فرما یعنی مقام حمد عطا فرما جس کا تو نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے اور کہا ہے کہ:

﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝﴾
”اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائیں گے۔“ (الاسراء: ۷۹)

علامہ طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں یہی مقام محمود مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے عسی کے لفظ کا استعمال یقین ہی کے معنی میں ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۱/۶۱۴۔ ارشاد الساری: ۲/۲۵۸۔ روضة المتقين: ۳/۸۲۔ تحفة الأحوذي: ۱/۶۴۷)

اذان کے بعد کی دوسری دعاء

۱۰۴۰. وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۴۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اذان سن کر یہ

کلمات کہے اس کے گناہ معاف کر دیے گئے۔ (مسلم)

أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له وأن محمد عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبمحمد رسولا وبالإسلام دينا .

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں میں راضی ہوں کہ اللہ میرا رب ہے محمد اس کے رسول ہیں اور اسلام میرا دین ہے۔“ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۳۰): صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب القول مثل قول المؤذن .

کلمات حدیث: ذنب : گناہ جمع ذنوب .

شرح حدیث: اذان سننے والے کے لیے اذان سن کر فارغ ہونے کے بعد ان کلمات کا کہنا مستحب ہے یعنی پہلے کلمات اذان مؤذن کے ساتھ دہرائے، پھر یہ کلمات کہے اور اس کے بعد وہ دعاء پڑھے جو اوپر مذکور ہوئی۔ (شرح صحیح مسلم للنووی : ۷۶/۴)

اذان وقامت کے درمیان دعاء قبول ہوتی ہے

۱۰۳۱ . وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْإِذَانِ وَالْإِقَامَةِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .
(۱۰۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعاء رد نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۱۰۴۱): سنن ابی داؤد، کتاب الصلوة، باب ما جاء في الدعاء بين الاذان والاقامة . الجامع

للترمذی، ابواب الصلوة، باب ما جاء في أن الدعاء لا يرد بين الاذان والاقامة .

کلمات حدیث: لا یرد : لوٹا یا نہیں جاتا۔ یعنی اذان اور تکبیر کے درمیان دعاء رد نہیں کی جاتی۔

شرح حدیث: ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعاء رد نہیں ہوتی بلکہ مقبول ہوتی ہے اس لیے کہ اس وقت دعاء مانگنے والے کی نیت میں خلوص ہوتا ہے اور ابواب رحمت مفتوح ہوتے ہیں۔ ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اذان اور اقامت کے درمیان کیا دعاء مانگیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے دنیا اور آخرت کی عافیت طلب کرو۔ ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو اوقات ایسے ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں نماز کے وقت اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے صفیں بناتے وقت۔

غرض اذان کے بعد نماز کی تکبیر کہے جانے تک دعائیں مقبول ہوتی ہیں، یہ وقت استجاب دعاء اور آسمانوں کے ابواب قبولیت کھولے جانے کا وقت ہے۔ (تحفة الأحوذی : ۱/۶۵۰۔ بروضة المتقين : ۸۴/۳)

بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ نمازوں کی فضیلت

نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے

۲۷۵. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

”بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ (العنکبوت: ۲۵)

تفسیری نکات: نماز اللہ اور بندے کے درمیان ایک خصوصی تعلق ہے، اسی لیے فرمایا کہ نماز مؤمنین کی معراج ہے یعنی اہل ایمان کو نماز میں وہ ترقی درجات اور وہ فضیلت و مرتبت حاصل ہوتی ہے جو اس کے لیے اللہ کی جانب اور ملا اعلیٰ کی جانب روحانی ارتقاء کا ذریعہ بن جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے یہ خصوصی تعلق قائم ہو جاتا ہے تو بندہ مؤمن پھر کسی معصیت یا گناہ یا برائی کی طرف کیسے جاسکتا ہے؟ وہ تو ہر بری بات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور ہر معصیت سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر نماز کی یہ تاثیر ظاہر نہ ہو تو سمجھنا یہی چاہیے کہ نماز کی نماز میں کمی ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کی نماز اسے بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی وہ نماز ہی نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس کو اس کی نماز برائیوں اور برے کاموں سے نہیں روکتی اس سے اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان اور فاصلہ بڑھ جاتا ہے۔

(معارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

پانچوں نمازوں سے پاکیزگی حاصل ہونے کی مثال

۱۰۴۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ "أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ؟ قَالَ :

فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ، يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۰۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ اگر تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو کیا اس پر کوئی میل باقی رہے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی میل نہیں باقی رہے گا، فرمایا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ پانچوں نمازوں کے ذریعے تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۴۲):

صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة. صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب المشی الی الصلاة لتمحی به الخطایا وترفع به الدرجات۔

کلمات حدیث:

هل یبقی من درنہ شی: کیا اس کا میل کچیل باقی رہ جائے گا۔ درن: میل کچیل۔ جمع ادران۔

شرح حدیث:

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص پر بہت میل کچیل ہو اور اس کا جسم بہت گندا ہو اور اس کے گھر کے دروازے کے سامنے ایک نہر بہہ رہی ہو اور وہ اپنے بدن پر اس میل کچیل کو دھونے اور صاف کرنے کے لیے دن میں روزانہ نہانا شروع کر دے تو اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہے گا جس طرح میل کچیل جسی ہوتا ہے اسی طرح معنوی میل کچیل اور گندگی ہوتی ہے اور یہ معنوی اور غیر حسی میل کچیل اللہ کی نافرمانیوں، معصیوں اور گناہوں کا میل ہوتا ہے یہ انسان کے وجود پر محیط ہو جاتا ہے اور اس کے نفس پر چھا جاتا ہے اور اس کے دل کو گھیر لیتا ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے اس غیر حسی میل کو دور کرنے کا طریقہ پانچ وقت نمازوں کے لیے وضوء ہے، وضوء سے تمام غیر محسوس میل دور ہو کر آدمی اسی طرح صاف ستھرا ہو جاتا ہے جس طرح نہر کے بہتے پانی میں روزانہ پانچ مرتبہ نہانے سے ظاہری اور محسوس میل کچیل دور ہو جاتا ہے، نفس پر چڑھے ہوئے میل کے پرت اترتے جاتے ہیں، دل کا رنگ دور ہو جاتا ہے، ناامیدی اور مایوسی کی جگہ امید اور رجاء ابھر آتی ہے، سینے سے بوجھ اتر جاتا ہے، پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں اور غم و آلام جاتے رہتے ہیں، کیونکہ غم گناہوں سے پیدا ہوتے ہیں، جس قدر گناہ دور ہوتے جائیں گے اسی قدر ہوم و افکار فاسدہ ختم ہوتے جائیں گے اور جب اس وضوء کے بعد نماز پڑھے تو نماز تو نور ہے اس سے دل منور ہو جائے گا، قلب مضطرب کو قرار آ جائے گا بے چین طبیعت مطمئن ہو جائے گی اور دنیا کی تاریکیوں اور گناہوں کی ظلمتوں سے گھبرایا ہوا آدمی عافیت پا جائے گا۔

﴿الَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (۲۸)

(روضة المتقين: ۸۵/۳۔ فتح الباری: ۴۷۲/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۴/۵)

گناہوں کو مٹانے میں پانچوں نمازوں کی مثال

۱۰۴۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ

الصلوات الخمس كمثل نهرٍ غمرٍ جارٍ على بابٍ أحدكم يغتسل منه كل يوم خمس مرات" رواه مسلم.

"الغمر": بفتح الغين المعجمة، الكثير.

(۱۰۴۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی مثال اس گہری نہر کی سی

ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے بہہ رہی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ (مسلم)

غمرہ کے معنی کثیر پانی کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۰۴۳): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشی الی الصلوة تمحی بہ الخطایا وترفع بہ الدرجات.

کلمات حدیث: نہر جار غمر: بہت پانی وہلی بہتی ہوئی نہر، نہر کا پانی جس قدر زیادہ ہوگا اور جس قدر بہاؤ تیز ہوگا اسی قدر وہ میل کو دور کرنے میں مؤثر ہوگا۔ غمر غمر (باب نصر) غمرہ الماء کثیر پانی نے اسے ڈھانپ لیا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ پانچ وقت کی نماز گناہوں کی معافی اور معصیتوں کے میل پچیل کے دور کرنے میں اس قدر مؤثر ہے جس طرح کسی گھر کے سامنے تیز اور گہرے پانی کی نہر بہہ رہی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ وقت نہاتا ہو تو اس کے جسم پر کوئی ظاہری میل باقی نہیں رہتا۔ یعنی ایمان اخلاص اور رضائے الہی کی نیت سے پانچ وقت کی نماز آدمی کو گناہوں کی گندگی کے میل اور نافرمانیوں کی گندگی سے بالکل پاک و صاف کر دیتی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۴/۵ - روضة المتقین: ۸۶/۳ - دلیل الفالحین: ۴۹۰/۳)

نماز گناہوں کو مٹاتی ہے

۱۰۴۴. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ: إِلَى هَذَا؟ قَالَ: "لِجَمِيعِ أُمْتِي كُلِّهِمْ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ،

(۱۰۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا وہ نبی کریم ﷺ

کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو یہ بات بتائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ﴾

”نماز قائم کرو، دن کے دونوں کناروں میں اور کچھ حصہ رات کو، بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔“

اس شخص نے عرض کیا کیا یہ حکم میرے لیے خاص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری ساری امت کے لیے ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۴۴): صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورة هود، صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قوله

تعالیٰ ان الحسنات يذهبن السيئات.

کلمات حدیث: طرفی النهار وزلفا من الليل: دن کے دونوں کناروں سے مراد فجر، ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں اور زلفا من الليل سے مغرب اور عشاء۔

شرح حدیث: پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی سے آدمی کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں گویا وضوء اور نماز کی پابندی سے آدمی روزانہ گناہوں اور معصیتوں سے پاک ہوتا رہتا ہے اور اس کے وجود سے نافرمانیوں کا میل دور ہوتا رہتا ہے۔

جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ ایک صاحب نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا۔ اور آپ ﷺ سے عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿إِنَّ الْحَسَنَتِ يُذْهِبُ الْسَّيِّئَاتِ﴾ اچھائیوں سے برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ یعنی نمازوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، صاحب نے دریافت کیا کہ یہ حکم صرف میرے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تمام امت کے لیے ہے۔

(نزهة المتقين: ۱۰۱/۲۔ روضة المتقين: ۸۶/۳۔ دلیل الفالحین: ۹۰/۳)

نماز کے درمیانی اوقات گناہوں کے لیے کفارہ ہیں

۱۰۴۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة، كفارة لما بينهن ما لم تغش الكبائر". رواه مسلم.

(۱۰۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے دوسرے

جمعہ تک درمیانی عرصے کے لیے کفارہ ہیں، جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۴۵): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان:

الی رمضان.

کلمات حدیث: ما لم تغش الكبائر: جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

شرح حدیث: پانچوں نمازیں اور دو جمعہ کے درمیان کا عرصہ آدمی کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے یعنی ہر دو نمازوں کے درمیان اور

دو جمعہ کے درمیان کی خطائیں، لغزشیں اور گناہ صغیرہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور ان کو درگزر کر دیا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَتِ يُذْهِبُ الْسَّيِّئَاتِ﴾

جب تک آدمی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے کیونکہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے بعد توبہ ضروری ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۰/۳)

خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کی فضیلت

۱۰۴۶۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ تَخَضُّعُهُ، صَلَوةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضْوءَهَا، وَخُشُوعَهَا، وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ تُؤْتِ كَبِيرَةٌ وَذَلِكَ الذَّبْهُرُ كُلُّهُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۴۶) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ جو مسلمان فرض نماز کا وقت آنے پر اچھی طرح وضوء کرے اور اچھی طرح خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھے تو وہ نماز اس

کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جائے گی جب تک کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کر لے اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا ہے۔ (مسلم)

رتج حدیث (۱۰۴۶): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلاة علیہ۔

مات حدیث: الدھر: طویل زمانہ، طویل عرصہ۔

رج حدیث: مسلمان آدمی ایمان کے ساتھ حسن نیت کے ساتھ اور رضائے الہی کی نیت کے ساتھ وضوء کرتا ہے اور اللہ کی بارگاہ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتا ہے کہ اس کا دل بھی خاشع ہوتا ہے اور اس کے جوارح بھی اس کے سامنے عاجزی اختیار کیے ہوتے ہیں اور اسی طرح خشوع و خضوع کے ساتھ وہ اللہ کے سامنے جھک جاتا اور رکوع میں چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف مادیتے ہیں، جب تک کہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کر لے اور اللہ تعالیٰ کا مسلمان بندے سے یہ معاملہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے۔ قاضی یاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل النیۃ والجماعۃ کے نزدیک اس حدیث میں گناہوں کی معافی سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، گناہ کبیرہ کے لیے بہ کرنا ضروری ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۶/۳ - روضة المتقین: ۸۷/۳ - دلیل الفالحین: ۴۹۱/۳)



بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ صبح اور عصر کی نمازوں کی فضیلت

۱۰۴۷۔ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

البردان: الصبح و العصر.

(۱۰۴۷) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے وہ

جنت میں جائے گا۔ (متفق علیہ) بردان صبح اور عصر کی نمازیں۔

تخریج حدیث (۱۰۴۷): صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب فضل صلاة الفجر. صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب فضل صلاتي العصر والصبح والمحافظة عليهما.

کلمات حدیث: البردان: تثنیہ ہے برد کا جس کے معنی ہیں ٹھنڈا اور سرد، مراد ہے دو ٹھنڈی نمازیں یعنی فجر اور عصر۔

شرح حدیث: جو مسلمان فجر اور عصر کی نمازوں کا اہتمام کرتا ہے اور ہر وقت ان میں حاضری کے بارے میں فکر مند رہتا ہے کہ صبح

کی نماز کا وقت نیند کا وقت ہے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں نیند غالب نہ آجائے اور عصر کی نماز کا وقت کاروبار اور عملی جدوجہد کا وقت ہوتا ہے تو ڈر

ہوتا ہے کہ مصروفیت کی بناء پر نماز نہ مؤخر ہو جائے۔ جو شخص ان دونوں نمازوں کو اہتمام کے ساتھ ادا کرتا ہے تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ

وہ تمام نمازوں کا اہتمام کرتا ہے۔ ایسا شخص اللہ کی رحمت سے جنت میں جائے گا، یہ اشارہ ہے کہ اس مسلمان کا خاتمہ اللہ کے فضل سے

ایمان و اسلام پر ہوگا۔ (فتح الباری: ۱/۴۸۹۔ ارشاد الساری: ۲/۲۲۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۵/۱۱۴)

نماز فجر و عصر کی پابندی کرنے والا جہنم سے محفوظ رہے گا

۱۰۴۸۔ وَعَنْ أَبِي زُهَيْرٍ عَمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ يَلْجِ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا، يَعْنِي الْفَجْرَ، وَالْعَصْرَ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۴۸) حضرت ابو زہیر عمارة بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہرگز جہنم میں نہ

جائے گا جو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھتا ہے۔ یعنی فجر اور عصر۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۴۸): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما

راوی حدیث: حضرت ابو بکر عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تہذیب میں فرماتے ہیں کہ یہ صحابی رسول ہیں کوفہ میں آکر بس گئے تھے اور مکے ھ کے بعد تک حیات رہے ان سے نوا حدیث مروی ہیں۔

(دلیل الفالحین: ۴/۹۲)

کلمات حدیث: لن یلج النار احد: کوئی شخص ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا۔ ولج ولوجاً (باب ضرب) داخل ہونا۔

شرح حدیث: جو مسلمان ان دونوں نمازوں یعنی فجر اور عصر کا اہتمام کرے اور ان کی حفاظت کرے وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

عبداللہ بن فضالہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں تعلیم دی اور اس تعلیم میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”پانچوں نمازوں کی حفاظت کرو“ میں نے عرض کیا کہ میں کافی کاموں میں مشغول رہتا ہوں آپ ﷺ مجھے کسی امر جامع کا حکم دیجئے جس پر عمل کرنا میرے لیے کافی ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عصرین کی حفاظت کرو۔ یہ لفظ ہمارے لہجے میں نہ تھا اس لیے میں نے عرض کیا عصرین کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا طلوع شمس سے پہلے کی نماز اور غروب شمس سے پہلے کی نماز۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فجر اور عصر کے زائد اہتمام کا اس لیے فرمایا کہ فجر کی نماز نیند کے غلبہ کے وقت ہے اور عصر کی نماز کاروباری مصروفیات کا وقت ہے۔ اور صبح کے وقت دن کے فرشتے اترتے ہیں اور عصر کے وقت رات کے فرشتے اترتے ہیں اور بندوں کے اعمال کا گوشوارہ لے کر اوپر جاتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں وقت کی نمازوں کی حفاظت اور ان کا زائد اہتمام دراصل پانچوں نمازوں کے اہتمام اور ان کی محافظت کی دلیل ہے۔ اور اس لیے ان کی حفاظت کرنے والا جنت میں جائے گا۔ (روضة المتقین: ۳/۹۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۹۲)

فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے

۱۰۴۹۔ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ لَا يَطْلُبَنَّكَ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۴۹) حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز صبح پڑھتا ہے وہ اللہ

کی امان میں رہتا ہے۔ اے ابن آدم! احتیاط کر کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تجھ سے اپنے ذمہ (امان) کے بارے میں سوال کرے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۴۹): ذمۃ اللہ: اللہ کی حفاظت اور اس کی امان۔ لا یطلبنک: اللہ تجھ سے مطالبہ نہ کرے؟ اللہ تم سے محاسبہ

نہ کرے کہ تم میری حفظ و امان میں تھے تم نے اس کو بھی توڑ ڈالا اور میرے ذمہ کی بھی خلاف ورزی کی۔

شرح حدیث: جس مسلمان نے فجر کی نماز پڑھی وہ اللہ کے حفظ و امان میں داخل ہو گیا اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے حفظ و امان ہی میں

رہے اور کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے وہ اس عہد اور ذمہ سے نکل جائے اور اللہ کے یہاں اس سے باز پرس کی جائے کہ اس نے اللہ کے

ذمہ کو کیوں توڑ دیا اور اس کی عطا کردہ حفظ و ایمان سے کیوں نکل گیا۔ اسی طرح ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اس شخص کے حفظ و امان میں خلل نہ

ڈالے کہ اس کے ساتھ کسی طرح کی کوئی زیادتی کرے اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسے اللہ کے حفظ و امان کو توڑنے پر اس کے مواخذے سے

ڈرنا چاہیے۔ (روضۃ المتقین: ۹۰/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۹۳/۳)

نماز فجر و عصر میں فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے

۱۰۵۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ. وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَا هُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَآتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس روز و شب کے فرشتے باری باری آتے رہتے ہیں، اور یہ رات دن کے فرشتے نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے درمیان رات گزاری اور پرچلے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم انہیں اس حال میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۵۰): صحیح البخاری، کتاب المواقیت، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی

الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

کلمات حدیث: يتعاقبون: باری باری آتے ہیں۔ يعرج: چڑھتے ہیں۔ عرج عروجاً (باب فتح وسمیع) چڑھنا۔ معراج: رسول اللہ ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے وہ فرشتے جو انسانوں کی نگرانی پر مامور ہیں، صبح و شام بدلتے رہتے ہیں۔ دن کے فرشتے صبح کی نماز میں پہنچ جاتے ہیں، اس وقت رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں، اسی طرح رات کے فرشتے عصر میں آتے ہیں اور اس وقت دن کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں یعنی فجر اور عصر ان دونوں کے دوران رات و دن کے دونوں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور جب اوپر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو وہ جواب دیں گے جب ہم گئے تھے تو جب بھی وہ نماز میں تھے اور جب ہم واپس آئے اس وقت بھی وہ نماز میں تھے۔ اس بناء پر ان دنوں اوقات کی نمازوں کے اہتمام اور ان کی محافظت کا حکم فرمایا گیا ہے۔ نیز ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد اوراق تقسیم ہوتے ہیں اور شام (عصر) کے وقت لوگوں کے اعمال کا حساب لے کر اوپر جاتے ہیں۔

(فتح الباری: ۴۸۲/۱۔ ارشاد الساری: ۲۰۵/۲۔ روضۃ المتقین: ۹۱/۳۔ شرح صحیح مسلم: ۱۱۲/۵)

جنت میں دیدارِ الہی نصیب ہوگا

۱۰۵۱۔ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَرُ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلِبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ فَظَنَرُ إِلَى الْقَمَرِ، لَيْلَةَ أَرْبَعِ عَشْرَةَ.

(۱۰۵۱) حضرت جریر بن عبد اللہ بجل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے چاند کی چودھویں رات تھی۔ آپ ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ بے شک تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہے اگر تمہیں طاقت ہے تو سورج کے نکلنے سے پہلے کی نماز اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کی نماز میں مغلوب نہ ہو جاؤ، بلکہ ان نمازوں میں ضرور حاضر ہو۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کو دیکھا۔

تخریج حدیث (۱۰۵۱): صحیح البخاری، کتاب المواقیت، باب فضل صلاة الفجر، صحیح مسلم، کتاب التوحید۔

کلمات حدیث: لیلۃ البدر: چودھویں شب، بدر کو بدر اس لیے کہتے ہیں کہ چودھویں شب میں چاند جلد طلوع ہوتا ہے۔ لا تضامون: تمہیں کوئی دقت اور مشقت پیش نہیں آتی۔

شرح حدیث: مؤمنین کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا وہ دیدار جو اللہ کی صفات کمال کے لائق ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ تم اپنے رب کو عیاناً دیکھو گے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا روز قیامت ہم اپنے رب کو دیکھیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں چودھویں کی شب چاند کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! فرمایا کہ اسی طرح تم اپنے رب کو بھی دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ ۚ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٢﴾﴾

”کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔“

فرمایا کہ نماز فجر اور عصر کا اہتمام اور ان کی زائد محافظت کرو۔ خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مقصود حدیث یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کی حفاظت اور ان کا زیادہ اہتمام اہل ایمان کو دیدارِ الہی کا استحقاق عطا ہونے کا سبب ہے، صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ نے اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۚ ﴿٣٩﴾﴾ (ن: ۳۹)

(فتح الباری: ۱/۴۸۱۔ ارشاد الساری: ۲/۲۵۴۔ روضة المتقین: ۳/۹۱۔ دلیل الفالحین: ۳/۴۹۵)

نماز عصر چھوڑنے کی نحوست

۱۰۵۲. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۰۵۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز عصر چھوڑ دی اس کے اعمال

برباد ہو گئے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۰۵۲):

صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب من ترك صلاة العصر.

کلمات حدیث: فقد حبط عمله: اس کا عمل برباد ہو گیا۔ اس کا عمل بے کار گیا۔ حبط حبطاً (باب سمع) ضائع ہونا، بے کار ہو جانا۔

شرح حدیث: جس نے نماز عصر عمداً ترک کر دی جیسا کہ حضرت ابوالدرداء سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عمداً نماز عصر ترک کی یہاں تک کہ وہ اس سے فوت ہو گئی (وقت نکل گیا) تو اس کا عمل حبط ہو گیا۔ نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عمداً نماز عصر چھوڑ دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اس کا گویا اہل اور مال سب کچھ برباد ہو گیا۔

ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حبط عمل سے مراد نقص عمل ہے یعنی جس وقت فرشتے عمل اوپر لے کر جاتے ہیں اس وقت اس کا عمل ناقص ہونے کی بناء پر وہ اسے اوپر نہیں لے جاتے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾

”نمازوں کی محافظت کرو اور نماز عصر کی محافظت کرو۔“ (البقرة: ۲۳۸)

چونکہ نماز عصر رفع عمل کا وقت ہے اور جس نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اس کا عمل ناقص ہو گیا اور نقصان عمل کی بناء پر وہ اس دن کی پیشی میں پیش نہ ہو سکا۔ واللہ اعلم

(فتح الباری: ۱/۴۸۱۔ ارشاد الساری: ۲/۲۵۳۔ روضة المتقين: ۳/۹۳۔ دلیل الغالحين: ۳/۴۹۶)



بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت

مسجد میں پابندی سے حاضری دینے والوں کے لیے خوشخبری

۱۰۵۳. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسَاجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۱۰۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو یا شام کو مسجد کی طرف چلا اللہ

تعالیٰ جنت میں اس کے لیے مہمانی تیار کرتے ہیں ہر صبح و شام اس کے جانے کے وقت۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۵۳): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل من غدا الى المسجد ومن راح. صحیح

مسلم، کتاب المساجد، باب المشی الى الصلاة لتمحی به الخطایا وترفع به الدرجات

کلمات حدیث: من غدا الى المسجد أوراخ: جو صبح کو یا شام کو مسجد گیا۔ غدا: صبح کے وقت کوئی کام کیا۔ راح: شام کے وقت کوئی کام کیا۔ غدوة: صبح کا وقت۔ راحة: شام کا وقت۔

شرح حدیث: مسجد اللہ کا گھر ہے جو اللہ کے گھر جائے گا اس کی مہمان نوازی ہوگی۔ یعنی ہر وقت جب مسجد میں نماز کے لیے جائے اس کے لیے جنت میں مہمان نوازی تیار کر کے رکھی جائے گی کہ جب وہ جنت میں پہنچے گا تو وہ اس مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوگا۔

(فتح الباری: ۱/۵۲۹۔ ارشاد الساری: ۲/۳۰۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۵/۵)

مسجد کی طرف اٹھنے والے ہر قدم پر گناہ معاف ہوتا ہے

۱۰۵۴. وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْتِ مَنْ يُؤْتِ اللَّهُ لِقْضَىٰ فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ كَانَتْ خُطْوَاتُهُ إِحْدَاهَا تُحِطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَىٰ تَرْفَعُ دَرَجَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ."

(۱۰۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح

وضوء کیا پھر وہ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف روانہ ہوا تا کہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضہ کو ادا کرے تو اس کے ہر قدم

رکھنے سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرا قدم رکھنے سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۵۴): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشی الى الصلاة لتمحی به الخطایا وترفع به الدرجات.

کلمات حدیث: خطواتہ: خطوات خطوة کی جمع، ایک قدم، جتنی مرتبہ وہ مسجد کو جانے کے لیے قدم اٹھاتا ہے ایک مرتبہ میں اس کا ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرا قدم اٹھانے پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

شرح حدیث: جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضوء کیا اور صرف نماز کے لیے مسجد کی طرف جاتا ہے تاکہ مسجد میں فرض نماز ادا کرے تو اس کے ہر پہلے قدم پر اس کی ایک خطا معاف ہو جاتی ہے اور ہر دوسرے قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر سے مروی حدیث میں ہے کہ اس کے ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۴/۵ - روضة المتقین: ۹۵/۳)

مسجد میں پیدل حاضری کا شوق

۱۰۵۵. عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَتْ لَا تَخْطُئُهُ صَلَوةٌ فَقِيلَ لَهُ: لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا لَتَمَّ كَبُهُ فِي الظُّلُمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ قَالَ: مَا يَسْرُنِي أَنْ مَنَزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي، مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۵۵) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انصاری صحابی تھے میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو ان سے زیادہ دور سے مسجد آتا ہو، اس کے باوجود کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ نماز میں نہ پہنچے ہوں۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ ایک گدھا خرید لیتے تاریکی اور گرمی کے وقت اس پر سوار ہو جاتے۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر مسجد کے قریب ہو میں تو چاہتا ہوں کہ میرا مسجد میں آنا لکھا جائے اور میرا واپس گھر جانا لکھا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اس کے لیے یہ سب اجر و ثواب جمع فرمادیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۵۵): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا الى المساجد.

کلمات حدیث: رمضاء: گرمی کی شدت۔ ظلماء: تاریکی، اندھیرا۔

شرح حدیث: ایک صحابی رسول ﷺ تھے جن کا گھر مسجد سے بہت دور تھا اور مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق وہ پانچوں نمازوں میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا کرتے تھے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھیں۔ کسی نے ان سے کہا کہ ایک گدھا خرید لیں تاکہ گرمی میں یعنی ظہر کی نماز کے وقت اور تاریکی میں یعنی فجر اور عشاء کی نمازوں کے لیے اس پر سوار ہو سکیں اور راستے میں سانپ وغیرہ کا بھی ڈر نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرا گھر مسجد کے ساتھ ہو جائے بلکہ یہی چاہتا ہوں کہ اسی طرح پیدل نمازوں کے لیے آتا اور واپس جاتا رہوں اور میرے مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم اور واپس جانے کے لیے اٹھنے والے قدم لکھے جاتے

رہیں اور ان کا اجر و ثواب مجھے ملتا رہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا یہ سب اجر و ثواب اللہ کے یہاں جمع ہو گیا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۳/۵۔ روضة المتقین: ۹۵/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۹۸/۳)

نمازیوں کے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں

۱۰۵۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: خَلَّتِ الْبَقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَلَبَّغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ بَلِّغْنِي أَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَرَدْنَا ذَلِكَ، فَقَالَ "بَنِي سَلَمَةَ دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ أَثَارُكُمْ دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ أَثَارُكُمْ فَقَالُوا مَا يَسُرُّنَا أَنْ نَكُنَّا تَحَوَّلْنَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ.

(۱۰۵۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد کے پاس کچھ زمین خالی ہوئی تو بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ہمارا یہی ارادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بنی سلمہ! اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے آثار قدم لکھے جاتے ہیں، اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے آثار قدم لکھے جاتے ہیں۔ یہ ارشاد سن کر بنو سلمہ نے کہا کہ اب ہمیں یہ پسند نہیں ہے کہ ہم مسجد کے قریب منتقل ہوں۔ (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے ہم معنی حدیث حضرت انس سے روایت کی ہے)

تخریج حدیث (۱۰۵۶): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الاحتساب من الآثار، صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب فضل كثرة الخطا الى المساجد.

کلمات حدیث: البقاع: جمع بقعة، جگہ، قطعہ زمین۔

شرح حدیث: بنو سلمہ مدینہ منورہ کے انصار کا خاندان ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے نواحی علاقے میں مسجد نبوی سے دور رہتے تھے۔ مسجد نبوی کے آس پاس کی کچھ زمین خالی ہوئی تو بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھر فروخت کر کے مسجد نبوی کے قریب آباد ہو جائیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں منتقل ہونے سے منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ مسجد کی طرف اٹھنے والے ہر قدم پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ کی نواحی بستیاں خالی ہو جائیں۔ بنو سلمہ نے کہا کہ اب ہمیں یہی پسند ہے کہ ہم اپنے سابق گھروں میں رہیں اور مسجد کو جانے میں اٹھنے والے اپنے قدموں کا اجر و ثواب حاصل کریں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۳/۵۔ فتح الباری: ۵۲۵/۱۔ ارشاد الساری: ۲۹۷/۲)

دور سے مسجد آنے والوں کو زیادہ ثواب ملتا ہے

۱۰۵۷. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَشْيًى فَأَبْعَدُهُمْ: وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَكْثَرَ أَجْرًا مَنِ الَّذِي يُصَلِّيَهَا ثُمَّ يَنَامُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۵۷) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کا ثواب سب سے زیادہ اس شخص کو ملے گا جو سب سے زیادہ فاصلہ سے چل کر آئے گا اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ وہ امام کے ساتھ نماز ادا کر لے اس شخص سے کہیں زیادہ ہے جو اکیلا نماز پڑھ کر سو جائے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۵۷): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاة الفجر فی جماعة، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا الى المساجد.

کلمات حدیث: أبعد هم إليها مشى. جو سب سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے۔

شرح حدیث: جو مسلمان نماز باجماعت کے لیے مسجد چل کر آئے اس کے ہر قدم پر نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو شخص زیادہ دور سے چل کر آئے اس کی زیادہ نیکیاں لکھی جائیں گی اور وہ زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور جو شخص مسجد میں آ کر نماز عشاء کا انتظار کرتا ہے اور نماز کو امام کے ساتھ باجماعت ادا کرتا ہے اس کا اجر و ثواب اس شخص سے بہت زیادہ ہے جو تنہا نماز پڑھ کر سو جائے۔

(فتح الباری: ۱/۵۲۴۔ ارشاد الساری: ۲/۲۹۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۵/۱۴۲)



اندھیروں میں مسجد آنے والوں کو قیامت کے دن نور ملے گا

۱۰۵۸. وَعَنْ بَرِيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَشَرُوا الْمَشَائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۱۰۵۸) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تاریکی میں مسجد کی طرف چل کر آنے والوں

کو بشارت دیدو کہ روز قیامت ان کو نور تام حاصل ہوگا۔ (ابوداؤد ترمذی)

تخریج حدیث (۱۰۵۸): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی المشی الى الصلاة فی الظلم، الجامع

للترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی فضل العشاء و الفجر فی جماعة.

کلمات حدیث: المشائین: پیدل چل کر آنے والے۔ مشی مشیا (باب ضرب) پیدل چلنا۔

شرح حدیث: روز قیامت انسانوں کو تاریکیاں اور اندھیرے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گے اور کسی کو راستہ بھائی نہ دے گا

اس عالم میں جس کو روشنی حاصل ہوگی وہ اس کے اعمال کی روشنی ہے۔ ان اعمالِ صالحہ میں سے ایک جن سے روزِ قیامت مؤمن کی راہیں روشن اور منور ہو جائیں گی تاریکی میں مسجد کی طرف پیدل چل کر جانا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو قیامت کی تاریکیوں میں مکمل روشنیوں کی خوش خبری سنا دو جو دنیا میں رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف پیدل چل کر آتے ہیں، یعنی فجر اور عشاء کی نمازیں مسجد میں ادا کرتے ہیں۔

روزِ قیامت مکمل اور پوری روشنی اسے حاصل ہوگی جس کا ایمان مکمل اور اسلام تام ہوگا جو یقین کی دولت سے سرفراز ہوگا اور جو اعمالِ صالحہ کا خوگر ہوگا اور جس کا ایمان جس قدر کمزور ہوگا اور جس کا اعمالِ صالحہ کا زور اہ جس قدر خفیف ہوگا اس کا نور اسی قدر کم اور ہلکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ سَعَىٰ تَوْرُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَنِهِمُ بُشْرَانُكُمُ الْيَوْمَ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۲﴾﴾

”جس دن تم دیکھو گے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو کہ دوڑتی ہوئی چلتی ہوگی ان کی روشنی ان کے آگے اور ان کے داہنے۔ خوش خبری ہے آج تم کو جنت کی جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ اس میں رہو، یہی ہے عظیم کامیابی۔“ (المائدہ: ۱۲)

حدیث میں رات کی تاریکی میں فجر اور عشاء کی باجماعت مسجدوں میں ادائیگی کے لیے چل کر جانے والوں کو نور تام کی خوش خبری دی گئی ہے۔ (تحفة الأحوذی: ۱۸/۲ - روضة المتقين: ۹۸/۳ - دلیل الفالحین: ۵۰۰/۳)

۱۰۵۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ”إِسْبَاغُ الْوُضْوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخَطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ قَدْ لَكُمْ الرِّبَاطُ، قَدْ لَكُمْ الرِّبَاطُ“. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں مٹا دیں اور درجات بلند فرمادیں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دشواریوں کے باوجود پوری طرح وضوء کرنا، مساجد کی طرف جانے میں زیادہ قدموں کا اٹھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہی رباط ہے یہی رباط ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۵۹): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الاسباغ الوضوء علی المکارہ .

کلمات حدیث: اسباغ الوضوء: وضوء کو اچھی طرح اور پوری طرح کرنا، کہ تمام اعضاء وضوء کا احاطہ ہو جائے اور وہ بخوبی دھل جائیں۔ مکارہ: مشقتیں، دشواریاں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ تین اعمال صالحہ ایسے ہیں جن سے خطائیں معاف ہو جاتی ہیں اور درجات بلند فرمادیے جاتے ہیں۔ پہلا عمل ہے حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ مسنون طریقے پر وضو کرنا اور وضو کے پانی کو اعضاء وضوء پر اچھی طرح پہنچانا اور اس بات کی احتیاط ملحوظ رکھنا کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے چنانچہ ایک حدیث مبارک میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرمایا ہے کہ

”وَبَلِّغْهُمُ الْغَاثَ مِنَ النَّارِ“

”پاؤں کی ایزیوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔“

کیونکہ پاؤں کی ایزیوں کو خشک ہوتی ہیں تو امکان ہوتا ہے کہ پانی اچھی طرح نہ پہنچ پائے اس لیے تنبیہ فرمائی کہ ایزیوں کا بطور خاص خیال رکھو کہ کہیں خشک نہ رہ جائیں۔

دوسرا عمل ہے مسجد کی جانب کثرت سے اٹھنے والے قدم، کہ ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ تیسرا عمل ہے، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار۔ فرمایا کہ یہ رباط حقیقی ہے یہ نفس کے ساتھ جہاد ہے اور نفس کے ساتھ جہاد جہاد اکبر ہے۔

رباط کے معنی ہیں جہاد میں سرحد پر مورچہ بند ہونا اور سرحدوں کی دشمنوں سے حفاظت کرنا اور اپنے آپ کو جہاد کے لیے تیار رکھنا ایک حدیث میں اسے جہاد اصغر اور نفس کے ساتھ جہاد اکبر کہا گیا ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد دائمی اور مستقل ہے یعنی اپنے آپ کو شیطانی وساوس سے محفوظ رکھنا اور نفسانی خواہشات سے بچنا اور ہر وقت اپنے آپ کو اعمال صالحہ کے لیے آمادہ اور تیار رکھنا۔ حدیث میں مذکور ان تین اعمال کو رباط حقیقی کہا گیا ہے۔

یہ حدیث (۱۳۵) اس سے پہلے بھی گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين: ۹۷/۳ - نزهة المتقين: ۱۰۸/۲ - دلیل الفالحین: ۵۰۰/۳)

جو مسجد میں کثرت کے ساتھ آتا ہے اس کے ایمان کی گواہی دو

۱۰۶۰. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَادَى الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ“ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ”إِنَّمَا يَغْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ“ الْآيَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۰۶۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو مسجد کی طرف سے

کثرت سے آتا دیکھو تو اس کے صاحب ایمان ہونے کی گواہی دو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

﴿إِنَّمَا يَغْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾

”اللہ کی مساجد کو وہ آباد رکھتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۱۰۶۰): الجامع للترمذی، باب التفسیر، باب من سورة التوبة .

کلمات حدیث: یعتاد المساجد : مساجد کثرت سے آتا ہے۔ مسجد میں حاضری کا اہتمام کرتا ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ جو شخص مسجد میں کثرت سے آتا ہو، اور مسجد میں زیادہ وقت گزارتا ہو، مسجد سے اس

کا تعلق زیادہ ہو۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ سات افراد ہیں جن کو اللہ اپنے سایہ رحمت میں لے گا جب کوئی اور سایہ نہ ہوگا سوائے اس کے سائے کے۔ ان سات میں ایک فرد وہ ہے جس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: ”قلیہ

معلق بالمساجد۔“ اس کا دل مسجدوں میں اٹکا ہوا ہو علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں یعتاد المساجد کی جگہ یتعاهد

المساجد آیا ہے جس کا مفہوم زیادہ عام ہے اور جس میں مسجد سے ہر نوع کا تعلق داخل ہے یعنی مسجد بنانا، مسجد کی مرمت و اصلاح اور مسجد

کا انتظام و انصرام اور مسجد میں اعتکاف و عبادت اور کثرت سے مسجد کی طرف آنا وغیرہ۔ ان میں سے ہر کام عبادت ہے اور ہر کام اس

حدیث کے مفہوم میں داخل ہے۔ (دلیل الفالحین: ۵۰۱/۳۔ تحفة الأحوذی: ۴۰۲/۷)



بَابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلَاةِ انتظارِ صلاۃ کی فضیلت

انتظار کرنے والے کو نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے

۱۰۶۱. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحِلُّهُ، لَا يَمْنَعُهُ، أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی نماز ہی میں رہتا ہے جب تک نماز

اس کو روکے رکھے اور کوئی شے اس کو اپنے گھر جانے میں مانع نہ ہو سوائے نماز کے۔ (متفق علیہ)

خریج حدیث (۱۰۶۱): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة. صحیح

مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة.

کلمات حدیث: ما دامت الصلاة تحبسه: جب تک نماز روکے رکھے۔ حبس حبسا (باب ضرب) روکنا۔

شرح حدیث: جو شخص مسجد میں بیٹھا ہو نماز کا انتظار کرتا ہے وہ مستقل نماز ہی میں ہے یعنی اس کو نماز ہی کا اجر و ثواب ملتا رہے گا

جب تک نماز نے اسے روکا ہوا ہو اور اسے گھر جانے میں کوئی اور امر مانع نہ ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ نماز کے انتظار میں ہے۔ ایک اور

حدیث میں ہے کہ بعض صحابہ کرام نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور

ارشاد فرمایا کہ اے معشر المسلمین تمہیں بشارت ہو تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا اور فرشتوں کے

ہاتھ تمہاری ثنا فرمائی اور فرمایا کہ دیکھو یہ میرے بندے ہیں ایک فرض ادا کر کے دوسرے فرض کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ غرض جو شخص

ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہے اسے اس طرح اجر و ثواب ملتا رہے گا جیسے وہ یہ سارا وقت نماز میں رہا ہو۔

(فتح الباری: ۵۲۶/۱۔ ارشاد الساری: ۳۰۰/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۱/۵)

نماز کے انتظار کرنے والوں کے حق میں فرشتے دعا کرتے ہیں

۱۰۶۲. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ

فِي مَصَلَاةٍ الَّتِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۰۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس آدمی کے حق میں دعا کرتے

رہتے ہیں جو نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کی

مغفرت فرمادے اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ (بخاری)

ترجیح حدیث (۱۰۶۲): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة .

ماتو حدیث: مالم یحدث : جب تک حدیث نہ کرے، یعنی جب تک بے وضوء نہ ہو جائے۔ یا ہاتھ یا زبان سے کسی کو تکلیف نہ پائے۔

برج حدیث: مسلمان جب ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے اور اللہ کی تسبیح اور تحمید میں اور ذکر الہی میں غفلت رہے تو فرشتے مستقل اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں اے اللہ اس کو معاف فرمادے اے اللہ اس پر رحم فرما۔ (فتح الباری : ۱/۵۲۶۔ ارشاد الساری : ۲/۳۰۰)

جماعت کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت

۱۰۶۳. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ لَيْلَةَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجْهِهِ بَعْدَ مَا صَلَّى فَقَالَ : ”صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَلَمْ تَرَوْا فِي صَلَاةٍ مُنْذُ أَنْتَظَرُ تُمُوهَا“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۰۶۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز نصف شب تک مؤخر فرمادی نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جس وقت سے نماز کا انتظار کر رہے ہو نماز ہی میں ہو۔ (بخاری)

خرج حدیث (۱۰۶۳): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب وقت العشاء الى نصف الليل .

ثمات حدیث: شطر اللیل : آدھی رات۔ ثم أقبل علينا بوجهه : پھر اپنے چہرہ ہماری طرف فرمایا اور ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

ترجیح حدیث: ایک شب رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں نصف شب تک تاخیر فرمائی۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں نصف لیل کی وضاحت موجود ہے اور نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم جس وقت سے نماز کا انتظار کر رہے ہو اس وقت سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک تم نماز ہی میں تھے اور نماز کا اجر و ثواب مستقل تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہا۔

(فتح الباری : ۱/۵۲۲۔ ارشاد الساری : ۲/۲۹۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۵/۱۹۱)



البَابُ (۱۹۱)

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ نماز باجماعت کی فضیلت

۱۰۶۳. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرَيْنَ دَرَجَةً" "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".
(۱۰۶۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت سے پڑھی جانے والی نماز تنہا نماز سے ستائیس درجہ افضل ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۶۳): صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

کلمات حدیث: الفذ: تنہا، اکیلا۔ صلاة الفذ: تنہا نماز، اکیلے بغیر جماعت کے نماز۔

شرح حدیث: باجماعت نماز کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب تنہا (منفرد) کی نماز سے ستائیس گنا زیادہ ہے۔ مقصود حدیث یہ ہے کہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ باجماعت نماز کا اہتمام کر لے اور فرض کو منفرداً اور تنہا ادا نہ کرے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ جماعت کی نماز فرد کی نماز سے ۲۵ درجہ زیادہ ہے، ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی پہلے ۲۵ درجات زائد ہونے کی اطلاع دی گئی ہو اور بعد ازاں امت مسلمہ پر فضل فرماتے ہوئے ستائیس درجہ فرمادیا گیا۔

(فتح الباری: ۵۲۲/۱۔ ارشاد الساری: ۲۸۹/۲)

جماعت کی نماز کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہوتا ہے

۱۰۶۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَضَعُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرَيْنَ ضِعْفًا، وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطِّبَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحَدِّثْ تَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظِرَ الصَّلَاةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

(۱۰۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی وہ نماز جو اس نے جماعت میں

پڑھی ہو اس نماز سے جو اس نے اپنے گھر میں یا بازار میں پڑھی ہو پچیس گنا زیادہ ہے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ اس نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف روانہ ہوا اور سوائے نماز کے مسجد کی طرف جانے کی اور کوئی غرض نہ ہو اس حال میں وہ جو قدم اٹھائے گا اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک خطا معاف کر دی جائے گی اور نماز پڑھنے کے بعد وہ جب تک اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہے گا تو جب تک حدیث لاحق نہ ہو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے اور کہتے رہیں گے اے اللہ! اس پر رحم فرما اے اللہ! اس پر مہربان ہو جا اور جب تک وہ دوسری نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز ہی میں رہتا ہے۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

غرض حدیث (۱۰۶۵): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل الفجر فی جماعة . صحیح مسلم، کتاب

مساجد، باب فضل صلاة الجماعة .

ظلمات حدیث: تضعف : دو گنا کر دی جاتی ہے۔ ضعف تضعیفاً (باب تفعلیل) دو گنا کرنا۔

شرح حدیث: باجماعت نماز تنہا نماز سے پچیس درجہ زیادہ ہے اور یہ اس لیے کہ آدمی اچھی طرح سنن کے مطابق وضوء کر کے صرف دائے نماز کے لیے گھر سے نکلتا ہے اس کے ہر ہر قدم پر دس نیکیاں ملتی ہیں پھر ملائکہ اس کے لیے دعاء اور استغفار کرتے ہیں اور پھر جب تک وہ نماز کی جگہ بیٹھا تسبیح و استغفار کرتا ہے اور دوسری نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو اسے اس تمام وقت میں نماز ہی کا اجر و ثواب ملتا ہے۔

غرض حدیث مبارک باجماعت مسجد میں نماز کی ادائیگی کی فضیلت کے بیان پر مشتمل ہے۔ اور ان سب امور کی بناء پر جو حدیث میں بیان ہوئے ہیں مسلمان کو چاہیے کہ وہ مسجد میں باجماعت نماز کا اہتمام کرے اور اس کی پابند کرے۔ باجماعت نماز احناف کے نزدیک واجب ہے۔ فتح القدیر میں ہے کہ اکثر احناف کے نزدیک باجماعت نماز واجب ہے۔

(فتح الباری : ۱/۳۳۹۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۵/۱۲۸۔ فتح القدیر شرح الہدایہ)

ناپینا کو بھی جماعت کے ساتھ نماز کی تاکید

۱۰۶۶۔ وَعَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي اِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرَخَّصَ لَهُ، فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلِيَ دَعَاَهُ فَقَالَ لَهُ: "هَلْ تَسْمَعُ الْبَدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟" قَالَ نَعَمْ قَالَ: "فَاجِبٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (۱۰۶۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو مجھے مسجد تک لے جائے اور رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے، آپ ﷺ نے اولاً انہیں اجازت دیدی۔ جب وہ واپس جانے لگے تو انہیں بلایا اور پوچھا کہ کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو اس نے کہا کہ ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اذان کا جواب دو۔ (یعنی مسجد میں نماز ادا کرو) (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۶۶):

صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب يجب ایتان المسجد علی من سمع النداء .

کلمات حدیث: لیس لی قائد یقودنی : میرے پاس کوئی آدمی نہیں ہے جو مجھے لے کر مسجد آئے۔ قاد قیادۃ (باب نصر) کہ

آگے چلنا اور دوسرے کا اس کے پیچھے چلنا۔ قائد : رہنما جمع قواد .

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا صاحب آئے، ابو داؤد کی روایت میں وضاحت ہے کہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے عرض کیا کہ نابینا ہوں اور نماز کے لیے لے جانے والا بھی کوئی نہیں ہے آپ ﷺ نے اولاً انہیں رخصت عطا فرمائی

پھر آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ وہ کیا اذان کی آواز سنتے ہیں انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں

مسجد میں آکر نماز پڑھنا چاہیے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلے اجازت مرحمت فرمائی لیکن بعد میں آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ

آسکتے ہیں تو آپ ﷺ نے رخصت واپس لے لی۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ اجازت واپس لینے کے بارے میں آپ

ﷺ کو وحی آگئی ہو اس لیے آپ ﷺ نے اجازت واپس لے لی یا آپ ﷺ نے ان کے حق میں اس بات کو بہتر خیال فرمایا کہ

رخصت پر عمل کرنے کی بجائے عزیمت پر عمل کریں یعنی مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کریں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳۲/۵ - روضة المتقین: ۱۰۵/۳ - دلیل الفالحین: ۵۰۷/۳)

جماعت میں حاضری کی تاکید

۱۰۶۷. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَقَيْلٍ عَمْرُو بْنِ قَيْسٍ الْمَعْرُوفِ بِابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ

قَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهُوَامِ وَالسَّبَاعِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَسْمَعُ

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَحَيَّهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ .

وَمَعْنَى "حَيَّهَا" : تَعَال .

(۱۰۶۷) حضرت عبداللہ اور کہا گیا عمرو بن قیس جو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہیں نے بیان کیا کہ انہوں نے

عرض کیا کہ یا رسول اللہ مدینہ منورہ میں سانپ اور درندے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ حی علی الصلاۃ حی علی

الصلاح سنتے ہو تو پھر مسجد میں آؤ۔ (ابوداؤد نے بلند آن روایت کیا) تعال کے معنی ہیں آجاؤ۔

تخریج حدیث (۱۰۶۷): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی التشدید فی ترک الجماعة .

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور نابینا تھے۔ مکہ میں مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

۱۳ مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں مازوں کے امام رہے۔ دو یا تین روایات منقول ہیں۔ خلافت فاروقی میں انتقال فرمایا۔

(الاضابة)

کلمات حدیث: حیہلا : آؤ، جلدی کرو، یہ دلفظ ہیں۔ حی : بمعنی آؤ۔ ہلا : جلدی کرو۔

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ نے عرض کیا کہ میں نابینا ہوں اور مسجد آتا ہوا ڈرتا ہوں کہ کوئی موذی جانور مجھے نقصان نہ پہنچائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم حسی علی الصلاۃ سنتے ہو پھر ضرور مسجد میں آؤ۔ یعنی جو شخص اذان کی آواز سنے تو باوجود عذر کے بھی مسجد میں آ کر جماعت نماز میں شرکت کرے۔ (روضة المتقین: ۱۰۶/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۰۸/۳)

جماعت چھوڑنے پر وعید

۱۰۶۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ ثُمَّ أُمَرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ أُمَرَ رَجُلًا فَيُؤَمُّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالَفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحْرِقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتُهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں اور لکڑیاں جمع کر لی جائیں پھر میں نماز کا حکم دوں اور اذان دی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز سے پیچھے رہ گئے اور ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۶۸): صحیح البخاری، کتاب الاذان، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

کلمات حدیث: ہمست: میں نے پکارا ارادہ کیا۔ ہم ہما (باب نصر) ارادہ کرنا۔ اخالف: نماز میں شرکت نہ کروں اور ان کے گھروں کی طرف جاؤں جو نماز میں نہیں آئے۔

شرح حدیث: نماز باجماعت کی اہمیت کس قدر ہے اس کا اندازہ اس حدیث مبارک سے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے لیے مسجد میں نہیں آتے۔ آپ ﷺ نے اس امر کا اظہار ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جو بلا کسی عذر کے جماعت کے ساتھ نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے اور یہ ان منافقین کے بارے میں ہے جو فجر اور عشاء میں حاضر نہ ہوتے تھے چنانچہ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ منافقین پر فجر اور عشاء کی نماز زیادہ گراں ہے۔ نیز اس کی تصریح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جو نماز میں نہ آتا تھا وہ وہی ہوتا تھا جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا تھا۔ نماز باجماعت کی احادیث میں اس قدر تاکید کی گئی ہے اور اس حاضری پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ بعض فقہاء نے نماز باجماعت کو فرض کہا ہے، الایہ کہ کوئی عذر ہو، احتاف کے نزدیک واجب ہے۔

(فتح الباری: ۵۲۰/۱۔ ارشاد الساری: ۲۸۶/۲۔ دلیل الفالحین: ۵۰۹/۳)

جماعت کے ساتھ نماز اداء کرنا سنن ہدی میں سے ہے

۱۰۶۹۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى غَدًا مُسْلِمًا فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادِي بِهِنَّ، فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَلَقَدْ رَأَيْتَنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتِي بِهِ يَهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ: "إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤْذَنُ فِيهِ."

(۱۰۶۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ مسلمان ہو، وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جب ان کے لیے اذان دی جائے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنن ہدی مقرر فرمائی ہیں اور یہ نمازیں سنن ہدی میں سے ہیں۔ اگر تم اس طرح گھروں میں نماز پڑھو جس طرح کوئی پیچھے رہ جانے والا پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت ترک کر کے گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہم نے اپنے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا سوائے اس کے کہ جو منافق ہوتا تھا اور اس کا نفاق معلوم و مشہور ہوتا تھا۔ حد تو یہ کہ کسی کو اس حال میں لایا جاتا کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیے ہوئے ہوتا اور اسے لاکر صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سنن ہدی کی تعلیم دی اور ان سنن ہدی میں سے ایک یہ ہے کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جس میں اذان دی جاتی ہو۔

تخریج حدیث (۱۰۶۹): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى.

کلمات حدیث: المتخلف: پیچھے رہ جانے والا۔ تخلف تخلفا (باب تفعل) پیچھے رہ جانا۔

شرح حدیث: نماز باجماعت کی انتہائی مبلغ انداز میں تاکید کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ نماز باجماعت کا اہتمام ہر اس مسلمان پر لازم ہے جو حالت اسلام میں اللہ کے حضور میں حاضر ہونا چاہتا ہو وہ ہر حال میں باجماعت نماز میں حاضری کی سعی کرے کہ یہ باجماعت نماز کی حاضری سنن ہدی میں سے ہے اور اگر سب لوگ بغیر جماعت گھروں میں نماز پڑھنے لگیں تو یہ گمراہی ہے اور سنت رسول ﷺ کا ترک ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ دو صحابہ میں تو باجماعت نماز سے وہی پیچھے رہتا تھا جس کا منافق ہونا معلوم و مشہور ہوتا تھا۔

سنن ہدی: ہدی کے معنی ہدایت کے ہیں اور سنن سنت کی جمع ہے جس کے معنی ہیں رسول اللہ ﷺ کا مقرر فرمایا ہوا طریقہ، اس طرح سنن ہدی کے معنی ہوئے وہ طریقے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائے اور جن کو اختیار کرنا امت کے لیے لازم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو اعمال و افعال اس طور پر فرمائے کہ بعد میں امت کے لوگ ان پر عمل کریں وہ تمام اعمال و افعال سنن ہدی ہیں، ان میں سے جن اعمال کی تاکید کی گئی ہے وہ سنن مؤکدہ ہیں اور جن کی تاکید نہیں کی گئی وہ سنن غیر مؤکدہ ہیں۔ اصولی طور پر رسول اللہ ﷺ کے تمام اعمال و افعال کی اتباع اور پیروی لازم ہے کہ قرآن کریم نے آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳۳/۵ - روضة المتقین: ۱۰۸/۳ - دلیل الفالحین: ۵۱۰/۳)

جنگل میں بھی جماعت کے ساتھ نماز کا اہتمام کریں

۱۰۷۰. وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَامِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تَقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ. فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذَّنْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةَ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۱۰۷۰) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان کے درمیان نماز قائم نہ ہوئی ہو تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے۔ اس لیے تم پر جماعت لازم ہے۔ بھیڑ یا اس بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے دور ہوتی ہے۔ (ابوداؤد نے سند حسن روایت کیا)

تخریج حدیث (۱۰۷۰): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی التشدید فی ترک الجماعة.

کلمات حدیث: قریۃ: بستی جمع قری، بدو: جنگل۔ استحوذ علیہ الشیطان: شیطان ان پر غالب آگیا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں نماز باجماعت کی تاکید ہے کہ جہاں جس بستی میں یا جنگل میں تین مسلمان موجود ہوں انہیں چاہیے کہ وہ باجماعت نماز ادا کریں، اگر انہوں نے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لی تو وہ گویا اسلامی نظم اور اجتماعیت سے نکل گئے، نماز باجماعت مسلمانوں کی اخوت اور اجتماعیت کا ایک اعلیٰ ترین مظہر ہے۔ اس اجتماعیت سے علیحدہ ہو کر شیطان کو غلبہ پانے اور تسلط جمانے کا موقع مل جاتا ہے کہ بھیڑ یا اس بکری کو شکار کرتا ہے جو گلے سے علیحدہ ہو گئی ہو۔

(روضۃ المتقین: ۱۰۹/۳ - دلیل الفالحین: ۵۱۱/۳ - نزہۃ المتقین: ۱۱۴/۲)



المَبَایِی (۱۹۲)

بَابُ الْحَثِّ عَلَى حُضُورِ الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فجر اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب

۱۰۷۱. عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : "مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ وَمَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ" قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۰۷۱) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھ لی اس نے گویا تمام رات نماز پڑھی۔ (مسلم)

ترمذی کی روایت جو حضرت عثمان بن عفان سے مروی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی عشاء کی نماز میں حاضر ہوا تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی اسکے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ روایت حسن صحیح ہے)

خُرُوجُ حَدِيثِ (۱۰۷۱): صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة. الجامع

للترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل العشاء والفجر في جماعة.

کلمات حدیث: قیام اللیل : رات کو کھڑا ہونا یعنی رات کو نماز پڑھنا، نماز شب، تہجد۔

شرح حدیث: عشاء اور فجر کی نماز میں باجماعت مسجد میں ادا ہونے کا اس قدر اجر و ثواب ہے جیسے کوئی شخص ساری رات نماز میں اور

تہجد میں رہے۔ حدیث مبارک میں فجر اور عشاء کی نماز کو مسجد میں باجماعت پڑھنے کی فضیلت اور اس کا اعلیٰ ترین مرتبہ بیان ہوا اور اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ مسلمان کو صبح اور عشاء کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنا چاہیے۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو عشاء اور فجر کی نمازوں کا اجر و ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ضرور آئیں چاہے انہیں گھسٹ کر آنا پڑے اور ایک اور روایت میں ہے جسے طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کی اور پھر مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں تو اس کی یہ رات لیلۃ القدر کے برابر ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳۴/۵ - تحفة الأحوذی: ۱۶/۲)

۱۰۷۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاتَوَهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَقَدْ سَبَقَ بِطَوْلِهِ.

(۱۰۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز میں کتنا اجر ہے تو وہ ضرور آئیں خواہ وہ گھسٹ کر ہی آئیں۔ (متفق علیہ)
اس سے پہلے یہ حدیث مفصل گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۱۰۷۲): صحیح البخاری، کتاب صلاة الجماعة، باب فی فضل التہجد . صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التسوية الصفوف و اقامتها .

کلمات حدیث: لا توہما ولو حبواً: وہ ضرور ان دونوں نمازوں میں آتے خواہ انہیں گھسٹوں کے بل آنا پڑتا یا گھسٹ کر آنا پڑتا، یعنی اگر بیمار اور معذور بھی ہوتے تو بھی مسجد میں ان دونوں نمازوں کے لیے حاضر ہو جاتے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں نماز عشاء اور نماز فجر میں باجماعت مسجد میں حاضری کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب فضل الاذان میں (۱۰۲۵) میں گزر چکی ہے۔ (روضة المتقین: ۱۱۱/۳ - دلیل الفالحین: ۵۱۳/۳)

۱۰۷۳. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ صَلَوةٌ اَثَقَلَ عَلَى الْمَنَافِقِينَ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَاتَوَهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافقین پر کوئی نماز فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر انہیں علم ہو جائے کہ ان نمازوں میں کس قدر اجر و ثواب ہے تو وہ ضرور آئیں اگرچہ گھسٹ کر آئیں۔
(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۷۳): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعة . صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة .

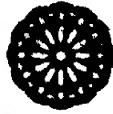
کلمات حدیث: اَثَقَلَ: زیادہ بوجھل، زیادہ وزنی۔ ثَقُلَ: بوجھ وزن، جمع اَثْقَالُ.
شرح حدیث: جس کا دل ایمان و یقین سے خالی اور جس کا قلب اللہ کی یاد سے معمور نہ ہو اس کے لیے ہر نماز بھاری اور دشوار ہے

اور نماز عشاء اور نماز فجر تو اور بھی دشوار ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:
﴿وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى﴾

”نمازوں میں منافقین سستی اور کابلی کے ساتھ آتے ہیں۔“

اہل اسلام کو چاہیے کہ مساجد میں باجماعت نمازوں کا اہتمام کریں اور ذوق و شوق کے ساتھ اور جذبہ ایمانی کے ساتھ مساجد میں حاضر ہوں تاکہ کوئی ظاہری سی اور معمولی سی مشابہت بھی منافقین کے ساتھ نہ ہو اور نماز فجر اور نماز عشاء کی مسجد میں باجماعت ادائیگی تو کمال ایمان کی علامت ہے بنا بریں ان دونوں نمازوں کے لیے مسجد میں حاضری اور باجماعت ادائیگی بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔

(فتح الباری : ۵۲۶/۱۔ ارشاد الساری ء ۲۹۸/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۳۱/۵)



الْبَابُ (۱۹۳)

بَابُ الْأَمْرِ بِالمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ
وَالنَّهْيِ الْأَكِيدِ وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي تَرْكِهِنَّ
فَرَضِ نَمَازُوں کی محافظت اور ان کے ترک کی ممانعت اور شدید وعید

۲۷۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :

”تم نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی۔“ (البقرة: ۲۳۸)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں فرمایا کہ نماز پنجگانہ کی حفاظت کرو یعنی انہیں وقت پر تمام آداب و سنن کی رعایت کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کرو اور خاص طور پر درمیانی نماز کا خیال رکھو۔ درمیانی نماز عصر کی نماز ہے، یہ وقت دنیاوی کاموں کی مصروفیات کا ہوتا ہے اس لیے زیادہ اہتمام سے ذکر فرمایا کہ کہیں غفلت نہ ہو جائے۔ (تفسیر عثمانی)

۲۷۷. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ﴾

اور فرمایا کہ :

”اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔“ (التوبة: ۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ جو کافر ایمان لے آئے اور توبہ کر لے اور نماز قائم کر لے اور زکوٰۃ ادا کرے ان سے کوئی تعرض نہ کرو۔ اب وہ تمہارے دینی بھائی بن چکے ہیں یعنی مسلمان اور غیر مسلم میں وجہ امتیاز نماز ہے اور ایمان اور کفر میں حد فاصل نماز ہے۔ کسی غیر مسلم کے مسلمان ہو جانے پر اس کے اسلام پر اعتماد تین باتوں پر موقوف ہے ایک توبہ دوسرے اقامت الصلاة اور تیسرے اداء زکوٰۃ جب تک ان باتوں پر عمل نہ ہو محض کلمہ پڑھ لینے سے ان کا اسلام قابل اعتماد تصور نہ ہوگا۔ مانعین زکوٰۃ کے بارے میں قتال پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا تھا۔ (تفسیر عثمانی - معارف القرآن)

.....

نماز کو اس کے وقت پر اداء کرنا افضل عمل ہے

۱۰۷۴. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَىَّ

الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : ”الْصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَىَّ؟ قَالَ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ. قُلْتُ ثُمَّ أَىَّ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۰۷۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت پر نماز کی ادائیگی میں نے کہا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے کہا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۷۴): صحیح البخاری، کتاب المواعیت، باب فضل الصلاة لوقتها. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الایمان.

کلمات حدیث: أحب الى الله: اللہ کو زیادہ پسند، اللہ کو زیادہ محبوب، اللہ کے یہاں زیادہ مقبول۔

شرح حدیث: نمازوں کو اپنے تمام سنن آداب کے ساتھ باجماعت مسجد میں ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ اور مقبول عمل ہے۔ نماز کے بعد درجہ فضیلت کا والدین کے حسن سلوک ان کی تابعداری اور ان کی خدمت ہے اور اس کے بعد درجہ فضیلت جہاد فی سبیل اللہ کو حاصل ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب بر الوالدین (۳۱۲) میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين: ۱۱۲/۳ - دليل الفالحين: ۵۱۴/۳ - نزهة المتقين: ۱۱۵/۲)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

۱۰۷۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ، وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۷۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوہ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۷۵): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس.

کلمات حدیث: بنی الاسلام علی خمس: اسلام پانچ باتوں پر قائم ہے۔ پانچ باتیں اسلام کی اساس ہیں۔ اسلام پانچ امور پر مبنی ہے۔

شرح حدیث: اسلام کو ایک مضبوط اور عظیم الشان عمارت سے تشبیہ دی گئی جس کے پانچ ستون ہیں، ان میں سے ہر ستون اس عمارت کی استواری قیام اور بقاء کے لیے اہم ہے، یہ پانچ بنیادی ستون ہیں جن پر یہ عمارت قائم ہے۔ شہادتین کا اقرار، نماز کا قیام،

ادائے زکوٰۃ، حج اور روزے۔ کسی کا ایمان اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک وہ ان پانچ باتوں کو نہ مانے اور ان پر دل سے عمل نہ کرے ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کفر ہے۔

یہ حدیث مبارک جوامع الکلم میں سے ہے اور اس میں بڑی خوبصورتی اور بڑی عمدگی اور انتہائی حسن کے ساتھ ارکانِ خمسہ کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اہل عرب کے خیمے پانچ ستونوں پر نصب ہوا کرتے تھے ایک درمیان میں اور چار کناروں پر، درمیانی ستون اور اصل ستون اقربا شہادتین ہے اور باقی چار ستون ارکانِ اربعہ ہیں۔

(فتح الباری: ۱/۲۴۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱/۱۵۷۔ نزہۃ المتقین: ۲/۱۱۷)

کفر سے توبہ کر کے ایمان قبول کرنے سے جان و مال محفوظ ہو جاتا ہے

۱۰۷۶۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ، وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۷۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ وہ یہ سب کام کریں تو ان کی جانیں اور ان کے مال مجھ سے محفوظ کیے گئے ہیں سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۷۶): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله. صحیح

بخاری، کتاب الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلوة.

کلمات حدیث: الناس: کافر مراد ہیں۔

شرح حدیث: بت پرست اور کافروں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ اسلام میں داخل نہ ہو جائیں اور ان کے اسلام کی دلیل زبان سے شہادتین کا اقرار، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور اسلام کے احکام و فرائض کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ اسی طرح اسلام میں داخل ہو کر ان کے جان و مال کو تحفظ حاصل ہو جائے گا سوائے ان حقوق و فرائض کے جو اسلام نے مقرر کیے ہیں۔

یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۳۹۱) میں بھی آئی ہے۔

دین کی تعلیم میں ترتیب و حکمت اختیار کی جائے

۱۰۷۷۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ

”إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَعْيَانِهِمْ فُتَرَدُّ عَلَى فُقَرَاءِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ ”مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ“

(۱۰۷۷) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو انہیں سب سے پہلے شہادتین کی طرف بلانا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ نے دن و رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو تسلیم کر لیں تو ان کو دعوت دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اور اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو ان کے عمدہ مال زکوٰۃ میں لینے سے احتراز کرنا اور مظلوم کی بدعاء سے بچنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۷۷): صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس

حتى يقولوا لا اله الا الله .

کلمات حدیث: اہل الکتاب : وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی، یعنی یہود و نصاریٰ

شرح حدیث: کفار کو اسلام کی دعوت دینا اور انہیں حق کی جانب بلانا فرض ہے اور تمام امت مسلمہ پر فرض کفایہ ہے اور ضروری ہے کہ ہر دور میں ایک جماعت ایسی ہو جو دین کی طرف دعوت دے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے، نماز کی ادائیگی زکوٰۃ دینا ہر مسلمان پر فرض ہے اور غیر مسلم اسلام کے قبول کرنے کے بعد اس امر کا پابند ہو جائے گا کہ نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے۔ زکوٰۃ جس شہر کے مالداروں سے لی جائے اسی شہر کے فقراء میں تقسیم کی جائے اور جب تک اس شہر کے مستحقین کی ضرورت سے زائد نہ ہو دوسری جگہ منتقل نہ کی جائے۔ عامل زکوٰۃ کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ لوگوں کا عمدہ مال زکوٰۃ میں لے اور کسی پر ظلم کرے کہ مظلوم کی بدعاء قبول ہوتی ہے۔ اس حدیث کی شرح باب تحریم الظلم (حدیث ۲۱۰) میں گزر چکی ہے۔

(نزهة المتقين: ۱۱۸/۲ . دلیل الفالحین: ۵۱۷/۳)

ایمان و کفر کے درمیان حد فاصل نماز ہے

۱۰۷۸ . وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ”إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۰۷۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

آدی کے درمیان اور اس کے شرک اور کفر کے درمیان فاصل نماز کا چھوڑنا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۷۸):

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة .

شرح حدیث: اسلام اور کفر کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کرنے والی نماز ہے جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس نے کفر کیا۔ اکثر علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی مسلمان نماز کے ترک کو جائز اور روا سمجھ کر چھوڑ دے تو گویا وہ کافر ہو گیا، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر عدا کا بلی اختیار کرے اور نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ وقت نکل جائے تو اسے توبہ کرائی جائے گی اور اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ بعض علماء نے کہا کہ تارکِ صلاۃ کو مارا جائے تا آنکہ وہ نماز پڑھنے لگے۔ بعض حضرات نے اس موضوع کی احادیث کو ظاہر پر محمول کر کے تارکِ صلاۃ کو مطلقاً کافر کہا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تارکِ صلاۃ کو قید کیا جائے اور تعزیری سزا دی جائے۔

صحیح رائے یہ ہے کہ تارکِ صلاۃ کافر نہیں ہے کیونکہ کافروہ ہے جو انکار کرے اور ترکِ صلاۃ انکار نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے پانچوں وقت نماز ادا کی اور کوئی نماز ضائع نہیں کی تو اس کے لیے اللہ کے یہاں وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو ان نمازوں کو ادا نہ کرے تو پھر اللہ پر کوئی عہد نہیں ہے وہ چاہے معاف کر دے اور چاہے عذاب دے۔ یہ حدیث نص ہے کہ ترکِ صلاۃ کفر نہیں ہے اور شرک سے کمتر گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف فرما دے گا۔

غرض حدیث میں بہت شدید سرزنش اور تنبیہ ہے کہ ترکِ صلاۃ کو کوئی مسلمان معمولی بات نہ سمجھے بلکہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس کا اہتمام کرے اور ہر حالت میں نماز باجماعت مسجد میں ادا کرے۔ مزید تفصیل آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۶۲/۲ - روضة المتقین: ۱۱۴/۳ - نزہة المتقین: ۱۱۸/۳)

نماز چھوڑنے سے کافر ہو جاتا ہے

۱۰۷۹. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۰۷۹) حضرت بريدة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان

امتیاز پیدا کرتا ہے وہ نماز ہے جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۰۷۹):

الجامع للترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة .

کلمات حدیث: العهد: وعہد، پیمان، معاہدہ۔

شرح حدیث: العهد الذی بیننا و بینہم . علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "ہم" بنی ضمیمہ منافقین کی طرف اشارہ ہے اور یہاں ان کے جان و مال کے تحفظ کو اس امر سے تشبیہ دی ہے جس سے معاہدہ باقی رہتا ہے مقصد یہ ہے کہ احکام ظاہری کے ان پر جاری

ہونے میں مسلمانوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور یہ مشابہت اسی صورت میں برقرار رہ سکتی ہے جب کہ وہ جماعت کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ نمازیں ادا کریں اور ظاہری احکام کی اسی طرح پیروی کریں جس طرح مسلمان کرتے ہیں اور اگر وہ نماز کو چھوڑ دیں تو ان کا حکم دیگر کفار کی طرح ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ ضمیر ہم عام ہو اور مسلمان اس میں داخل ہوں۔

اس موضوع سے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عمداً نماز چھوڑی اس نے علانیہ کفر کیا۔ اور ابو یعلیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی کڑیاں اور دین کے قواعد تین ہیں، انہی پر اسلام کی بنیادیں قائم ہیں، جس نے ان میں سے کسی ایک کو ترک کیا وہ کافر ہے اور حلال الدم ہے۔ لا الہ الا اللہ کی شہادت، فرض نماز اور رمضان کے روزے۔

علاوہ بریں حضرت عبداللہ بن شفیق عقیلی سے مروی ہے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کسی عمل کا ترک کفر نہیں سمجھا جاتا تھا، سوائے نماز کے اس اثر کے ظاہر معنی یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ترک صلاۃ کو کفر سمجھتے تھے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب نیل الاوطار میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے باب حجة من کفر تارك الصلاة اور ترک صلاۃ کے موضوع پر تفصیل سے کلام کیا ہے جس کی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل اسلام کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر کوئی تارک صلاۃ نماز کے وجوب کا بھی منکر ہو تو وہ کافر ہے۔ اور اگر سستی اور کاہلی سے ترک صلاۃ کا مرتکب ہوتا ہے لیکن اس کی فرضیت کا قائل ہے تو اس کے بارے میں فقہاء کی آراء میں اختلاف ہے۔ جمہور سلف اور خلف اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ کافر نہیں ہے بلکہ فاسق ہے اگر توبہ کر لے تو درست ورنہ حداً قتل کیا جائے اور ایک جماعت کی رائے میں یہ کافر ہے اور یہ رائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور امام احمد بن حنبلؒ کے دو اقوال میں سے بھی ایک قول ہے۔ یہی رائے عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ کی ہے اور بعض اصحاب شافعی رحمہ اللہ کے یہاں بھی یہ رائے مقبول ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور جماعت اہل کوفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب میں مزنی کی رائے یہ ہے کہ کافر نہیں ہے اور قتل نہیں کیا جائے بلکہ قید کیا جائے اور تعزیری سزا دی جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔

(تحفة الأحوذی: ۴۰۵/۷۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۶۰/۲۔ روضة المتقین: ۱۱۵/۳۔ نزہة المتقین: ۱۱۹/۲)

صحابہ کرام نماز کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے

۱۰۸۰. وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّائِبِيِّ الْمُتَّفِقِ عَلَى جَلَالَتِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكُّهُ، كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ: رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي

كِتَابِ الْإِيمَانِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۰۸۰) شفیق بن عبد اللہ جلیل القدر تابعی کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے اصحاب کسی عمل کا ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے

سوائے نماز کے۔ (ترمذی نے کتاب الایمان میں سند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۰۸۰): الجامع للترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة.

شرح حدیث: صحابہ کرام کے زمانے میں یہ تصور نہیں تھا کہ مسلمان ہوتے ہوئے کوئی نماز نہ پڑھے اگر کوئی نماز کے لیے مسجد میں حاضر نہ ہوتا تو وہی ہوتا جس کا نفاق معلوم و مشہور ہوتا۔ متعدد احادیث سے نماز کا اسلام اور کفر میں فرق و امتیاز ہونا واضح ہے کہ نماز ہی بتلاتی ہے کہ یہ آدمی مسلم ہے۔

تارک صلوٰۃ کے بارے میں تفصیلی احکام گزشتہ احادیث کی شرح میں بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں ان کا مختصر سا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان تارک صلوٰۃ ہونے کے ساتھ فرضیت نماز کا منکر ہو تو وہ باجماع امت کافر ہے اور ملت اسلام سے خارج ہے۔ لیکن اگر تارک صلوٰۃ اس کی فرضیت کا قائل ہو اور سستی کی بناء پر نہ پڑھتا ہو تو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک وہ کافر نہیں ہے بلکہ فاسق ہے اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر توبہ نہ کرے تو حد اُقتل کیا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہے اور یہی ایک رائے امام احمد بن حنبل سے منقول ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نہ اسے کافر قرار دیا جائے گا اور نہ قتل کیا جائے گا بلکہ سزائے قید ہوگی اور تعزیری سزا ہوگی، یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۶۱/۲۔ تحفۃ الأحوذی: ۴۰۶/۷)

سب سے پہلے نماز کا حساب

۱۰۸۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ"، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ! انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ تَكُونُ سَائِرُ أَعْمَالِهِ عَلَى هَذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۰۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلا عمل جس کا روز قیامت

حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام و نامراد ہوا۔ اگر اس کے فرائض میں سے کوئی چیز کم ہوئی تو اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ دیکھو میرے اس بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں کہ ان سے فرض کی کمی تلافی کر دی جائے۔ پھر اس کے تمام اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ (ترمذی)

تخریج حدیث (۱۰۸۱): الجامع للترمذی، باب ما جاء عن اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلوٰۃ.

کلمات حدیث: اول ما يحاسبه عليه: اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے جس حق کا سب سے پہلے حساب ہوگا۔

شرح حدیث: اسلام میں داخل ہونے کے بعد نماز اول ترین اور اہم ترین فریضہ ہے اور اس امر کی علامت ہے کہ آدمی اسلام لا کر

اللہ کی بندگی میں اور اس کی عبادیت میں داخل ہو گیا کہ اللہ کو ایک معبود ماننے کا مطلب یہ ہے کہ ماننے والے نے اللہ واحد کی عبادیت قبول کر لی اور عبادیت کا نمایاں ترین اظہار اور سب سے پہلا اور سب سے بے ساختہ اظہار معبود کے سامنے سر جھکا دینا ہے۔ اسی لیے روز قیامت سب سے پہلے جس عمل کا حساب ہوگا وہ نماز ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ روز قیامت سب سے پہلے حساب انسانی جان کے تلف کرنے کا ہوگا۔ الحجری فرماتے ہیں کہ ان دونوں احادیث میں جمع کی صورت یہ ہے کہ نماز حق اللہ ہے اور قتل نفس حق العبد ہے، حق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حق العبد میں سب سے پہلے قتل نفس کا حساب ہوگا۔

جس کی نماز صحیح ہوگی اور نقص سے پاک ہوگی یعنی جس کی نماز سنت کے مطابق اور آداب صلوٰۃ کے موافق ہوگی وہ مقبول ہوگی اور اگر کوئی نقص ہوگا تو وہ اس کی نوافل سے پورا کیا جائے گا اور اس شخص کو کامیاب اور سرفراز قرار دیا جائے گا۔

﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

حدیث مبارک سے نماز کی فضیلت اور اللہ کے یہاں اور یوم الحساب میں اس کی اہمیت کی وضاحت ہوتی ہے اور اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ نوافل کی کثرت اور ازدیاد چاہیے تاکہ اللہ کے یہاں حساب کے وقت نمازوں کی کمی اور نقص کی تلافی نوافل سے ہو سکے اور اس کے ساتھ ہی نوافل درجات کی بلندی کا سبب بن جائیں۔

(تحفة الأحوذی: ۲/۴۷۶ - روضة المتقین: ۳/۱۱۶ - دلیل الفالحین: ۳/۵۱۹)



الْبَابُ (۱۹۴)

بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْأَمْرِ بِاتِّمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ وَتَسْوِيَّتِهَا وَالتَّرَاصُّ فِيهَا
صفِ اَوَّل میں نماز کی فضیلت پہلی صفوں کے اتمام، صفوں کے برابر کرنے اور مل کر کھڑے ہونیکا حکم

۱۰۸۲. عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَلَا تَصْغُونَ كَمَا تَصْغُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ " فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصْغُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ : "يَتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۸۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے بناتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! فرشتے اپنے رب کے سامنے کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۸۲): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامر بالسكون في الصلاة.

کلمات حدیث: تصفون: تم صفیں بناتے ہو۔ يتراصون في الصف: صف میں مل کر قریب قریب کھڑے ہوتے ہیں اور درمیان میں جگہ نہیں چھوڑتے۔ رص رصاً (باب نصر) باہم جوڑنا، ملانا، پیوستہ ہونا۔

شرح حدیث: فرشتے بارگاہ الہی میں صفیں بنا کر کھڑے ہوتے ہیں اور باہم ایک دوسرے سے مل کر اس طرح کھڑے ہوتے ہیں کہ درمیان میں جگہ اور خلا باقی نہ رہے۔ اسی طرح نمازوں کی صفوں میں چاہیے کہ تمام نمازی باہم مل کر کھڑے ہوں اور درمیان میں خلا نہ چھوڑیں۔ سب برابر ہوں آگے پیچھے نہ ہوں اور پہلے پہلی صف کو مکمل کریں اور پھر دوسری اور اسی طرح تمام صفیں درست، سیدھی اور باہم ملی ہوئی ہونی چاہئیں۔ (شرح صحیح مسلم للنووي: ۱۲۷/۴۔ روضة المتقين: ۱۱۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۲۱/۳)

صفِ اَوَّل میں نماز کی فضیلت

۱۰۸۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْبَدَأِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَأَسْتَهْمُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صفِ اَوَّل کا کیا ثواب ہے پھر اگر انہیں صفِ اَوَّل میں کھڑے ہونے کا موقع اس کے سوا نہ ملے کہ وہ قرعہ اندازی کریں تو وہ ضرور قرعہ اندازی بھی کریں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۸۳): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاستهام في الاذان. صحیح مسلم، کتاب

الصلاة، باب تسوية الصفوف .

کلمات حدیث: النداء : اذان - ثم لم يحدوا إلا أن يستهموا : پھر اگر وہ کوئی طریقہ نہ پائیں سوائے اس کے کہ قرعہ اندازی کریں - استفہام : قرعہ اندازی -

شرح حدیث: اذان دینے اور صفِ اول میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کا اس قدر عظیم ثواب اور اس قدر بڑا اجر ہے کہ اگر لوگوں کو اس اجر و ثواب کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو جائے تو وہ اس فضیلت کے حصول میں باہم مقابلہ اور مسابقت کریں اور اگر اس فضیلت کے حصول کا مساو قرعہ اندازی کے کوئی طریقہ باقی نہ رہے تو قرعہ اندازی کر کے اذان دینے اور صفِ اول میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا موقع حاصل کریں - (دلیل الفالحین : ۲۲/۳ - نزہۃ المتقین : ۱۲۱/۲) اس سے پہلے بھی یہ حدیث (۱۰۳۳) گزر چکی ہے۔

مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے

۱۰۸۴ . وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا . وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۰۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر سب سے پہلی صف اور سب سے بری سب سے آخری ہے اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بہتر آخری ہے اور سب سے بری سب سے پہلی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۸۴): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ مردوں کے لیے سب سے زیادہ اجر و ثواب اور خیر و برکت پہلی صف میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا ہے اور اس کے بعد درجہ بدرجہ صفیں ہیں اور مردوں کے لیے سب سے کم اجر و ثواب والی صف سب سے آخری صف ہے اور عورتوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ سب سے پچھلی صف میں ان کا کھڑا ہونا زیادہ بہتر ہے اور زیادہ باعثِ خیر ہے یعنی ان میں اور مردوں میں جس قدر فاصلہ ہو وہ خوب تر ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ احادیث میں صفِ اول کی جو فضیلت آئی ہے وہ اس صف کے بارے میں ہے جو امام سے متصل اور اس کے فوراً پیچھے ہوتی ہے خواہ اس صف میں کھڑا ہونے والا کوئی نمازی پہلے آیا ہو یا بعد میں۔ غرض حدیث مبارک میں مسجد میں جلد آنے اور صفِ اول میں جگہ پانے کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے اور اس فضیلت کے حصول کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ (نزہۃ المتقین : ۱۲۱/۲ - شرح صحیح مسلم : ۱۳۳/۴)

مسلل پچھلی صف میں نماز پڑھنے والوں کے لیے وعید

۱۰۸۵ . وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى

فِي أَصْحَابِهِ تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُمْ: "تَقَدَّمُوا فَأَتَمُّوا أَبِي وَلَيَّا تَمَّ بِكُمْ مِّنْ بَعْدِكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۸۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ کچھ صحابہ پیچھے ہٹ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو تمہارے بعد آنے والے تمہاری اقتداء کریں گے اور لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ انہیں پیچھے ہٹا دے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۸۵): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها.

کلمات حدیث: تأخراً: نماز کی صفوں میں پیچھے ہو جانا۔ فاتموا ابی: میری اقتداء میں نماز پڑھو۔

شرح حدیث: صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مسجد کے ایک گوشے میں کچھ اصحاب دیکھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے قریب آ جاؤ اور نماز میں اور حصول علم میں میری اقتداء کرو، تاکہ تمہارے بعد والے تمہاری اقتداء کریں اور اسی طرح دین اور نماز کا طریقہ اور علم اگلوں سے پچھلوں تک پہنچے اور پچھلے اپنے اگلوں کی اقتداء اور پیروی کریں۔

نماز کی صفیں امام کے ساتھ شروع ہوں اور پہلی صف میں اور تمام صفوں کے درمیان تین ذراع سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اہل فضل و صلاح امام کے پیچھے کھڑے ہوں، پہلی صف کے لوگ حرکات و انقالات نماز میں امام کی اقتداء کریں اور پچھلی صفوں کے لوگ اگلی صفوں کے لوگوں کی اقتداء کریں۔

لوگ اگر صف اول کے اجر و ثواب سے اور اس کی فضیلت سے پیچھے رہیں گے اور علم دین اور نور نبوت ﷺ سے پیچھے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں پیچھے ہٹا دے گا۔ یعنی نمازوں کی صف اول میں شرکت کے لیے سبقت کرنے والے اور علم دین کے حصول اور اس پر عمل میں سبقت کرنے والے ہی اللہ کے یہاں اجر کثیر اور ثواب عظیم حاصل کریں گے اور اس کی رحمت و فضل کے مستحق ہوں گے اور جنت کے درجات حاصل کریں گے اور جو یہاں پیچھے رہ گئے وہ اللہ کے یہاں بھی پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوں گے۔

صف سیدہانہ کرنے پر وعیدیں

۱۰۸۶. وَعَنْ أَبِي مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: "اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلْبِسَنِي مِنْكُمْ أَوْلُؤَالِ الْأَخْلَامِ وَالنَّهْيُ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۸۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت ہمارے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرماتے کہ برابر ہو جاؤ آگے پیچھے نہ ہو کہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو عقل و سمجھ والے ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں اور پھر جو ان کے قریب ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۸۶): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها.

کلمات حدیث: یسمح منا کبنا: ہمارے کاندھوں پر دست مبارک رکھ کر صفوں کو برابر فرماتے کہ کوئی آگے پیچھے نہ ہو۔ منا کب جمع منکب: شانہ کاندھا۔ لیلینی مجھ سے مل جائے۔ میرے قریب ہو جائے۔ اولوا الاحلام والنہی: تدبر اور بردباری کے حامل افراد اور وہ لوگ جو سمجھدار اور عقل والے ہوں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو صفوں کو درست فرماتے اور صحابہ کرام کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر ان کی صفوں کو برابر فرماتے کہ کوئی آگے پیچھے نہ ہو جائے اور فرماتے کہ آگے پیچھے ہو کر نہ کھڑے ہو کہ کہیں یہ ظاہری اختلاف دلوں کے بدل جانے اور قلوب میں اختلاف پیدا ہو جانے کا سبب نہ بن جائے۔

نیز فرمایا کہ میرے قریب اصحاب علم و فضل کھڑے ہوں وہ لوگ جو حلم و تدبر والے اور عقل و فہم رکھنے والے ہیں علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس لیے فرمایا تاکہ اصحاب علم و عقل نماز میں آپ ﷺ کے ہر عمل کو دیکھ کر اسے محفوظ کریں اور اس کو دوسروں تک پہنچائیں۔ امام کے قریب اگر اہل علم و عقل ہوں اور اس قابل ہوں کہ امام کی جگہ لے سکیں تو اگر امام کو کوئی بات پیش آجائے جس کی بناء پر اسے امامت کی جگہ سے ہٹنا پڑے تو ان میں سے کوئی امام کی جگہ لے سکے اور اگر امام کو سہواً لاحق ہو تو وہ اس پر متنبہ ہو سکیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۴/۱۳۰۔ روضة المتقین: ۳/۱۲۱۔ دلیل الفالحین: ۳/۵۲۳)

صف سیدھا کرنا نماز کے اتمام میں داخل ہے

۱۰۸۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةِ اللَّيْثِيِّ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ.

(۱۰۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو درست کرو کہ صف کی درستی

اتمام صلوٰۃ میں سے ہے۔ (متفق علیہ) اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ صفوں کی درستی اقامت صلوٰۃ میں سے ہے۔

تخریج حدیث (۱۰۸۷): صحیح البخاری، کتاب صلاة الجماعة، باب تسوية الصفوف عند الاقامة. صحیح

مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها.

کلمات حدیث: سوا صفوفکم: اپنی صفوں کو برابر کرو۔ سوی تسویۃ: (باب تفعلیل) برابر کرنا۔ تسویۃ الصفوف سے مراد

ہے کہ تمام نمازی سیدھے اور برابر کھڑے ہوں آگے پیچھے نہ ہوں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں صفوں کے سیدھا رکھنے اور ان کو درست رکھنے کی تاکید ہے کہ صفوں کی درستی اور برابری اتمام

صلوٰۃ میں سے ہے یعنی اتمام نماز کا ذریعہ ہے اور صحیح بخاری کی روایت میں فرمایا کہ اقامت صلوٰۃ میں سے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس

فرمان میں داخل ہے: ﴿وَأَقِمْوْا الصَّلَاةَ﴾ تو جس طرح نماز کے قائم کرنے میں تعدیل ارکان اور نماز کا اس کی تمام سنتوں اور جملہ آداب کے ساتھ ادا کرنا ہے اسی طرح اقامتِ صلوٰۃ میں صفوں کی درستگی، برابری اور ان کا سیدھا ہونا بھی داخل ہے۔

(فتح الباری: ۱/۵۵۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۴/۱۳۲)

صف سیدھا کرنے کی تاکید

۱۰۸۸۔ وَعَنْهُ قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ:

”أَقِمْوْا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاوُا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: ”وَكَانَ أَحَدُنَا يَلْزَقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكَبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ!

(۱۰۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب نماز کی اقامت ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ ہماری طرف

متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اپنی صفوں کو درست کرلو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ، میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ اور مسلم نے اسے معنی روایت کیا ہے)

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کندھے سے کندھا ملا کر اور قدم سے قدم ملا کر کھڑا ہوتا تھا۔

تخریج حدیث (۱۰۸۸): صحیح البخاری، کتاب صلاة الجماعة، باب الزاقي المنكب بالمنكب والقدم بالقدم.

صحیح مسلم، کتاب صلاة الجماعة، باب تسوية الصفوف واقامتها.

کلمات حدیث: فانی اراکم من وراء ظهري: میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں یعنی بطور معجزہ۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نماز کی اقامت کے بعد صحابہ کرام کی جانب متوجہ ہوئے اور صفوں کی درستگی کی تاکید فرمائی اور فرمایا

کہ صفیں سیدھی کرو اور مل کر کھڑے ہو کہ میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں اور صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات اور آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔

(فتح الباری: ۱/۵۵۳۔ روضة المتقين: ۳/۱۲۲۔ دلیل الفالحین: ۳/۵۲۴)

صف سیدھا نہ کرنے سے دلوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے

۱۰۸۹۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَتَسَوْنَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيَخَالَفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَانَمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ: ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ، يُكَبِّرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنْ الصَّفِّ فَقَالَ "عِبَادَ اللَّهِ! لَتَسَوْنَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيَخَالَفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ."

(۱۰۸۹) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ تم ضرور اپنی صفوں کو برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔ (مشفق علیہ)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرماتے تھے کہ گویا کہ آپ ﷺ ان صفوں کی سیدھ سے تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اندازہ فرمایا کہ اب ہم اس بات کی اہمیت کو سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک روز آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے اور آپ تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنا سیدھ صف سے باہر نکالا ہوا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بندو تم صفیں ضرور سیدھی کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔

تخریج حدیث (۱۰۸۹): صحیح البخاری، کتاب صلاة الجماعة، باب تسوية الصفوف عند الاقامة. صحيح

مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها.

کلمات حدیث: القِدَاح: جمع قدح، ایسا تیر جس میں سامنے نوک ہو۔ تیر جب تک بالکل سیدھا نہ ہو تو وہ بدف تک نہیں جاتا۔ رسول اللہ ﷺ صفوں کو اس قدر سیدھا فرماتے کہ جیسے ان پر رکھ کر تیر کو سیدھا کیا جانا مقصود ہو، یعنی صفیں تیر سے بھی زیادہ سیدھی اور مستقیم ہوتی تھیں اور اس قدر راست ہوتی تھیں کہ اگر کوئی ان پر تیر کو سیدھا کرنا چاہے تو وہ تیر کو سیدھا کر سکتا ہے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا اور فی الحقیقت خطاب پوری امت کو ہے کہ تم ضرور اور حقیقتاً اپنی صفوں کو درست اور سیدھا رکھو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بدل دے گا اور فتنے پھیل جائیں گے اور باہمی اختلاف اور افتراق پیدا ہو جائے گا اور مسلمانوں کی شوکت اور عظمت جاتی رہے گی اور اس طرح دشمن کو مسلط ہونے کا موقع مل جائے گا۔ یعنی نماز کی صفوں میں مسلمان کا اتحاد اور اتفاق دلوں کے اتفاق اور قلوب کے اتحاد کی علامت اور نشانی ہے اور اسی لیے اس کا اہتمام بہت ضروری ہے کہ صفیں سیدھی ہوں اور مل کر کھڑے ہوں کہ درمیان میں خلل باقی نہ رہے۔

(فتح الباری: ۱/۵۵۳ - ارشاد الساری: ۲/۲۶۲ - روضة المتقين: ۳/۱۲۳ - دلیل الفالحین: ۳/۵۲۵)

پہلی صف میں نماز پڑھنے والوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے

۱۰۹۰. وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةِ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَا كِبْنَا وَيَقُولُ: "لَا تَخْتَلِفُوا لَتَخْتَلِفُوا لَتَخْتَلِفُوا"

قُلُوبُكُمْ” وَكَانَ يَقُولُ: ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنِ.

(۱۰۹۰) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے ہمارے سینوں اور شانوں کو دست مبارک سے سیدھا فرماتے اور کہتے کہ فرق نہ پیدا کرو کہ تمہارے دلوں میں فرق آجائے گا اور آپ ﷺ فرماتے کہ اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں میں کھڑے ہوئے لوگوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ (ابوداؤد نے اسے حسن روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۰۹۰): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

کلمات حدیث: يتخلل الصف: صف کے درمیان میں گزرتے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ صفوں کے درمیان میں سے گزرتے اور شانوں پر اور سینوں پر ہاتھ لگا کر نمازیوں کو برابر کرتے اور دیکھتے کہ کسی کا سینہ یا شانہ تو نہیں نکلا ہوا اور صف کی سیدھی ہونے میں اور اس کے باہم ملے ہوئے ہونے میں کوئی فرق تو نہیں ہے اور فرماتے کہ صفوں میں کسی طرح کا فرق و اختلاف نہ پیدا ہونے دو کہیں تمہارے دلوں میں فرق و اختلاف نہ پیدا ہو جائے۔ یعنی ادب ظاہری علامت ہے ادب باطنی کی کہ جس قدر دلوں میں نماز کی عظمت اور اس کی فضیلت اور اس سے متعلق سنن و آداب کے پورا کرنے کا جذبہ اور شوق ہوگا اتنا ہی وہ صفوں کے سیدھا اور درست ہونے اور شانے سے شانہ اور قدم سے قدم ملے بھٹے ہونے میں ظاہر ہوگا اور ظاہری اختلاف اور فرق دلوں کے اختلاف اور فرق کا ذریعہ بن جائے گا۔

اور فرمایا کہ پہلی صفوں میں کھڑے ہوئے نمازیوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمتیں بھیجتے ہیں۔

(روضة المتقين: ۱۲۴/۳ - دليل الفالحين: ۵۲۶/۳)

صف کے درمیان خالی جگہ نہ چھوڑیں

۱۰۹۱. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاقِبِ، وَسَلُُّوا الْخَلَلَ وَلْيَنْوُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَدْرُوا فُرْجَاتِ الشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًا قَطَعَهُ اللَّهُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۰۹۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اور کانہے برابر کرو اور صفوں کے درمیان خلل نہ چھوڑو اور اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لیے خالی جگہ نہ چھوڑو اور جس نے صف کو ملایا اللہ اس کو ملانے کا اور جس نے صف کو توڑا اللہ تعالیٰ اسے کاٹیں گے۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث (۱۰۹۱): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

کلمات حدیث: اقيموا الصفوف: صفیں قائم کرو۔ حاذوا بين المناكب: شانے برابر کرو۔ سلوا الخلل: صفوں کے

درمیان خلل کو بند کرو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں نماز کی صفوں کو برابر کرنے، سیدھا کرنے اور پیوست کرنے کا حکم ہے کہ شانے شانے سے ملے ہوں اور قدم سے قدم ملے ہوں اور درمیان میں کوئی خلا باقی نہ رہے بلکہ سب ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور جڑ کر کھڑے ہوں اور اگر کوئی صف کے درمیان میں آنا چاہے اس کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو نرم کر کے اسے موقع دیا جائے کہ وہ صف میں شامل ہو جائے اور رکوع اور سجود میں جاتے ہوئے اپنے برابر کھڑے ہوئے لوگوں کا خیال رکھا جائے کہ انہیں زحمت نہ ہو اور صفوں کے درمیان جگہ نہ رہے کہ شیطان اس سے اندر داخل ہو جائے اور جو شخص صف کو ملائے اور اسے متصل کرے اللہ اس پر اپنی رحمت فرمائے گا اور جو صف کو منقطع کرے اور اس میں فاصلہ پیدا کرے اللہ اسے اپنی رحمت سے دور فرمادیں گے۔

(روضة المتقين: ۱۲۵/۳ - دلیل الفالحین: ۵۲۶/۳)

صف کے درمیان خالی جگہ میں شیطان گھستا ہے

۱۰۹۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رَضُوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَخَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلْلِ الصَّفِّ كَأَنَّهُا الْحَذَفُ"، حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

"الْحَذَفُ" بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ وَذَالٍ مُعْجَمَةٍ مُفْتَوَحَتَيْنِ ثُمَّ فَاءٌ وَهْيٌ : غَنَمٌ سُودٌ صِغَارٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ.

(۱۰۹۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو خوب اچھی طرح ملاؤ اور پیوست کرو اور قریب قریب ہو کر کھڑے ہو کر گردنوں کو برابر کرلو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صف کے خلا میں گھستا ہوا دیکھتا ہوں جیسے وہ سیاہ بکری کا بچہ ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ابو داؤد نے مسلم کی شرط کے مطابق سند سے روایت کیا ہے)

حذف: چھوٹی سیاہ بکری جو یمن میں ہوتی ہے۔

تخریج حدیث (۱۰۹۲): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف .

کلمات حدیث: خاذوا بالاعناق: گردنیں برابر کرلو۔ یعنی سب کی گردنیں ایک سیدھ میں ہوں۔

شرح حدیث: صفیں سیدھی اور درست ہونا اور نمازیوں کا باہم مل کر اور پیوست ہو کر کھڑا ہونا کہ سب کے شانے اور قدم باہم ملے ہوئے ہوں اتمام صلوٰۃ میں سے ہے۔ اسی طرح صفیں آگے پیچھے ہوں کہ سب باہم متصل ہوں یعنی دو صفوں کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہو اس سے زیادہ فاصلہ مکروہ ہے۔ شیطان صفوں کے درمیان گھس کر نمازیوں میں خلل ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ایک صف کے درمیان خلا نہ ہو اور نہ صفوں کی ترتیب میں فاصلہ ہو۔ (روضة المتقين: ۱۲۶/۳ - دلیل الفالحین: ۵۲۷/۳)

پہلی صف پہلے مکمل کریں

۱۰۹۳۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اتَّمُوا الصَّفَّ الْمَقْدَمَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيُكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۱۰۹۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اگلی صف کو مکمل کرو پھر اس کے بعد والی صف کو اور جو کمی ہو وہ بچھلی صف میں ہونی چاہیے۔ (ابوداؤد، بسند حسن)

تخریج حدیث (۱۰۹۳): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف .

کلمات حدیث: اتَّمُوا الصَّفَّ الْمَقْدَمَ: پہلی صف کو مکمل کرو، اگلی صف کو پورا کرو۔

شرح حدیث: پہلے صف اول کو مکمل کیا جائے یعنی اگر پہلی صف میں جگہ ہو تو پہلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے، پہلی صف کے مکمل ہونے کے بعد دوسری صف کو مکمل کرنا چاہیے۔ اگلی صف مکمل ہونے سے پہلے ہی دوسری صف میں کھڑا ہو جانا درست نہیں ہے۔

(روضة المتقين: ۱۲۶/۳ - نزهة المتقين: ۱۲۶/۲)



امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت

۱۰۹۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَّامِنِ الصُّفُوفِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِيهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِي تَوْثِيقِهِ.

(۱۰۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمتیں بھیجتے ہیں ان دوں پر جو سنوں کے دائیں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ (اس حدیث کو ابوداؤد نے ایسی سند سے جو مسلم کی شرط کے مطابق ہے روایت کیا، مگر اس سند میں ایک راوی جس کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے)

تخریج حدیث (۱۰۹۴): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الصف بين السواری.

کلمات حدیث: یصلون: صلوٰۃ کی نسبت اگر اللہ سبحانہ کی جانب ہو تو اس کے معنی رحمت کے ہیں اور فرشتوں کی جانب ہو تو استغفار کے ہوتے ہیں۔

شرح حدیث: سنت یہ ہے کہ امام درمیان میں ہو اور اس کے دونوں جانب نمازیوں کی تعداد مساوی ہو، اور جب کوئی نمازی آئے تو یہ دیکھے کہ صف کے دائیں بائیں دونوں طرف جگہ موجود ہے تو افضل یہ ہے کہ وہ دائیں جانب کھڑا ہو۔ بہر حال صف کے دائیں جانب کھڑا ہونا افضل ہے اور اللہ تعالیٰ صف کے دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں اور فرشتے ان کے حق میں دعاء

کرتے ہیں۔ (روضة المتقین: ۱۲۷/۳ - دلیل الفالحین: ۵۲۸/۳)

صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے دائیں جانب کھڑا ہونے کو پسند فرماتے تھے

۱۰۹۵۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونُ عَنْ يَمِينِهِ، يُقْبَلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: "رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعُثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۹۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہمیں یہ بات پسند ہوتی تھی کہ ہم آپ ﷺ کے دائیں طرف کھڑے ہوں تاکہ آپ ﷺ اپنا چہرہ ہماری طرف کریں۔ ایک مرتبہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”رب قننی عذابک يوم تبعث عبادک۔“

”اے میرے رب جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے تو مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا۔“ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۹۵): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب یمن الامام۔

شرح حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے عمل صحابہ بیان فرمایا ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات محبوب تھی کہ صف کے دائیں جانب نماز میں شریک ہوں کہ جیسے ہی رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیریں تو چہرہ انور پر نظر پڑے۔ غرض نماز کی صفوں میں صف کے دائیں جانب کھڑا ہونا افضل ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۸۶/۵ - روضة المتقین: ۱۲۷/۳)

صف کے درمیان خالی جگہ پُر کرنے کی تاکید

۱۰۹۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَسَطُوا الْإِمَامَ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۱۰۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امام کو درمیان میں رکھو اور خلا کو بند

کرو۔ (ابوداؤد)

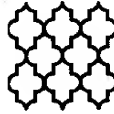
تخریج حدیث (۱۰۹۶): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی تسوية الصفوف۔

کلمات حدیث: وسطوا الامام: امام کو درمیان میں رکھو۔ یعنی امام کے دائیں بائیں نمازی ہوں اور امام سامنے صف کے درمیان میں کھڑا ہو۔

شرح حدیث: امام کو سامنے اس طرح کھڑا ہونا چاہیے کہ اس کے پیچھے صفوں میں دونوں جانب لوگ برابر ہوں ایسا نہ ہو کہ صف

کے ایک حصہ میں زیادہ لوگ ہو جائیں اور ایک حصہ میں کم ہو جائیں۔ صف کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی افضلیت بھی سابقہ احادیث میں گزری ہے وہ بھی اس بات کے پیش نظر ہے کہ دائیں جانب جگہ ہو اور بائیں جانب بھی لوگ موجود ہوں۔ اگر صف کے بائیں جانب لوگ کم کھڑے ہوں تو بائیں جانب کھڑے ہونے والے کے بارے میں ایک حدیث میں اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے تاکہ یہ صورت نہ ہو کہ صف کی بائیں جانب نمازی نہ ہوں اور تمام نمازی دائیں جانب کھڑے ہو جائیں۔

(روضۃ المتقین: ۳/۱۲۸ - نزہۃ المتقین: ۲/۱۲۷)



(الباب ۱۹۵)

بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَبَيَانِ أَقْلِهَا وَاكْمَلِهَا وَمَا بَيْنَهُمَا
فرض نمازوں کے ساتھ سنن موکدہ کی فضیلت کم سے کم، زیادہ کامل اور ان دونوں کے درمیان صورت کا بیان

بارہ رکعت سنتوں کی فضیلت

۱۰۹۷. عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ حَبِيبَةَ رَمَلَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ عَمِدَ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ تَعَالَى فِي كُلِّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيضَةِ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَوْ إِلَّا بَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۰۹۷) حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے فرض نمازوں کے علاوہ روزانہ بارہ رکعتیں نفل پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے یا اسی طرح فرمایا کہ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۰۹۷): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان

عددھن.

کلمات حدیث: تطوع: فرائض کے علاوہ نوافل پڑھنا۔

شرح حدیث: جو بندہ ہر روز فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعت نفل پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیں گے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جو شخص شب و روز میں بارہ رکعت پڑھے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان نمازوں کو کبھی ترک نہیں کیا ان رکعات کی تعداد اوقات اور تفصیل اس حدیث میں آئی ہے جو ترمذی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شب و روز میں بارہ رکعتیں پڑھیں اس کے لیے جنت میں گھر بن گیا۔ چار ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد۔ دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ ابن حبان نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن انہوں نے کہا کہ دو رکعت قبل عصر اور دو رکعت بعد عشاء کا ذکر نہیں ہے۔

سنن ابی داؤد میں سند صحیح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر سے قبل دو رکعت پڑھتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے دو رکعت پڑھے اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس نے چار رکعت قبل ظہر اور چار رکعت بعد ظہر کی محافظت کی اللہ تعالیٰ اس پر جہنم حرام کر دے گا۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ۸/۶ - تحفة الاحوذی: ۴۸۲/۲ - روضة المتقين: ۱۲۸/۳)

ظہر سے پہلے کی سنتیں

۱۰۹۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۰۹۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد پڑھیں اور دو رکعت جمعہ کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد پڑھیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۰۹۸): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب ما جاء فی التطوع مشی مشی. صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب سنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن.

شرح حدیث: فرض نمازوں کے علاوہ ہر نماز سے پہلے یا بعد میں نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ نماز ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے مداومت فرمائی۔ جیسے اس حدیث میں ان کی تعداد دس رکعت بیان ہوئی ہے، بعض احادیث میں ان کی تعداد بارہ یا پچودہ بیان ہوئی ہے۔ یہ سنن مؤکدہ یا سنن رواتب کہلاتی ہیں یعنی ایسی رکعتیں جو نبی کریم ﷺ کے طریق عمل اور فرمان سے ثابت ہیں اور جن پر آپ ﷺ نے ہمیشہ عمل فرمایا۔ نوافل کی دوسری قسم وہ ہے جن پر آپ ﷺ کا عمل دائمی نہیں تھا انہیں نوافل یا غیر مؤکدہ کہتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ نوافل کی بہت اہمیت ہے اور ان کا بہت اجر و ثواب ہے اور جس قدر زیادہ نوافل کوئی اللہ کا بندہ پڑھ سکتا ہو اسے چاہیے کہ وہ پڑھ لے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے جنت میں آپ ﷺ کی مرافقت مطلوب ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم کثرتِ سجود سے میری مدد کرو یعنی نوافل کثرت سے پڑھو۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک ظہر کی فرض نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت ہیں مگر احناف کے نزدیک چار ہیں۔ احناف کی دلیل وہ احادیث ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام میں سے اکثر کا عمل وہی تھا جو احناف کا مسلک ہے۔ نیز امام شافعی اور امام احمد کا بھی ایک قول چار رکعتوں کا منقول ہے لیکن اس طرح کہ چار رکعتیں دو سلام سے پڑھی جائیں۔ نیز جمعہ میں احناف کے نزدیک چار رکعت قبل الجمعہ اور چار رکعت بعد جمعہ سنت ہیں کیونکہ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو جمعہ میں حاضر ہو تو چار رکعت جمعہ سے پہلے اور چار رکعت جمعہ کے بعد پڑھے۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک تمام نمازوں کی سنتوں کی تفصیل و تعداد ذکر کر دی جائے۔ فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان کی تاکید تمام سنتوں سے زیادہ ہے۔ بعض روایات میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ان کے واجب ہونے کا قول منقول ہے۔ ظہر کے وقت چار رکعت فرض سے پہلے ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ

ہیں۔ جمعہ کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں اور فرض کے بعد چار رکعت ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں۔ عصر کے وقت کوئی سنت مؤکدہ نہیں ہے البتہ فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے مستحب ہیں۔ مغرب کے فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے مستحب ہیں۔ وتر کے بعد دو رکعت مستحب ہیں۔

(فتح الباری: ۱/۶۴۳۔ ارشاد الساری: ۲/۶۱۷۔ مظاہر حق: ۱/۷۳۸، ۷۵۲۔ عمدۃ القاری: ۷/۳۶۰)

ہر اذان و اقامت کے درمیان نماز ہے

۱۰۹۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَيْنَ كُلِّ أَذَانٍ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانٍ صَلَاةٌ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. الْأَمْرَادُ بِالْأَذَانَيْنِ: الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ.

(۱۰۹۹) حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر دواذانوں کے درمیان نماز ہے ہر دواذانوں کے درمیان نماز ہے تیسری مرتبہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے۔ (متفق علیہ)

اذانین: دواذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

خریج حدیث (۱۰۹۹): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب بین کل اذانین صلاة لمن شاء. صحیح مسلم،

کتاب الصلاة، باب بین کل اذانین صلاة.

شرح حدیث: ہر اذان اور اقامت کے نماز درمیان ہے، مقصود حدیث یہ ہے کہ اذان سن کر فوراً مسجد جانا چاہیے اور اذان اور اقامت کے درمیان نفل نماز پڑھنی چاہیے۔ زین الدین بن المنیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اذان کے بعد مسجد میں جلد پہنچنے کی ترغیب ہے کیونکہ نماز کے انتظار میں بیٹھنا بھی نماز ہی کے حکم میں ہے۔ بہر حال حدیث مبارک میں نفل نمازوں کی ترغیب ہے کہ نوافل بلندی درجات اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں اور ان سے فرض کے نقصان کی بھی تلافی ہوتی ہے۔ صحیح بخاری میں مروی حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: میرا بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور صحیح ابن حبان میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز سے پہلے دو رکعتیں ہیں۔

(فتح الباری: ۱/۵۱۱۔ ارشاد الساری: ۲/۲۲۷۔ روضة المتقین: ۳/۱۳۰)



الْبَتَّان (۱۹۶)

بَابُ تَاكِيدِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ صبح کی سنتوں کی تاکید

ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت کی پابندی

۱۱۰۰. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۱۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت

ترک نہیں فرماتے تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۰۰): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الركعتين قبل الظهر.

کلمات حدیث: قبل الغداة: صبح سے پہلے یعنی نماز فجر سے پہلے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو سنتوں اور ظہر سے قبل چار رکعت کا التزام فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔

اس حدیث میں اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی اس حدیث میں جس میں آپ نے ظہر سے پہلے دو سنتیں ذکر کی ہیں تعارض نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں پڑھتے تو چار پڑھتے اور مسجد میں پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جو عمل نبوت دیکھا وہ بیان کیا۔ یا ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ بعد زوال چار رکعتیں پڑھتے ہوں اور یہ آپ ﷺ کا معمول ہو کیونکہ ثوبان سے مروی ایک حدیث میں ہے جسے بزار نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نصف نماز کے بعد نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے اور آپ ﷺ ارشاد فرماتے کہ اس وقت آسمانوں کے دروازے کھلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو بہ نظر رحمت دیکھتے ہیں۔ (فتح الباری: ۷۳۲/۱ - ارشاد الساری: ۲۳۲/۳ - عمدۃ القاری: ۷/۳۵۵)

فجر کی سنتوں کا اہتمام

۱۱۰۱. وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُداً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۰۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نوافل میں کسی نفل کا اتنا اہتمام نہیں فرماتے تھے جتنا

صبح سے پہلے کی دو سنتوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۰۱): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب التعاہد لرکعتی الفجر . صحیح مسلم، کتاب

الصلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی الفجر .

کلمات حدیث: تعاہد: التزام، پابندی، محافظت.

شرح حدیث: مقصود حدیث مبارک یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ فجر سے پہلے کی دو سنتوں کا بہت اہتمام فرماتے اور سفر میں اور حضر میں ہر حال میں ان سنتوں کو ادا فرماتے تھے۔ مسلم میں ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر سے پہلے کی دو سنتوں کی شدید محافظت فرماتے تھے۔ یعنی احتیاط کے ساتھ ان کی پابندی فرماتے تھے۔

(فتح الباری: ۱/۷۲۸۔ ارشاد الساری: ۳/۳۲۲۔ عبدة القاری: ۷/۳۳۱)

فجر کی سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر

۱۱۰۲۔ وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رُكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي زَوَايَةٍ لَهُ: "أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا."

(۱۱۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

تخریج حدیث (۱۱۰۲): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب رکعتی الفجر .

شرح حدیث: فجر کی سنتیں تمام دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے افضل ہیں، یعنی اگر کسی کو ساری دنیا کی دولت حاصل ہو جائے اور وہ اس ساری دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تب بھی فجر سے پہلے کی دو رکعتیں افضل ہیں۔ دنیا کی اور دنیا کی نعمتوں کی اللہ کے یہاں اسی وقت کوئی قدر و قیمت ہوتی ہے جب اس مال و دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے ورنہ بذات خود دنیا اور متاع دنیا کی تو حیثیت اللہ کے یہاں ایک مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ (مظاہر حق: ۱/۷۴۱)

طلوع فجر کے بعد سنت و فجر کی ادائیگی

۱۱۰۳۔ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مُؤَدِّنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ

عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا، فَقَامَ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ، وَتَابَعَ أَذَانَهُ فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى النَّاسَ، فَأَخْبَرَهُ أَنْ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ، فَقَالَ: يَغْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي كُنْتُ رَكَعْتُ رَكَعَتِي الْفَجْرِ" فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جِدًّا؟ فَقَالَ: "لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا وَأَحْسَنْتُهُمَا، وَأَجْمَلْتُهُمَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ!!

(۱۱۰۳) مؤذن رسول ﷺ حضرت ابو عبد اللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ آپ ﷺ صبح کی اطلاع دیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کسی کام کے بارے میں پوچھنے لگیں جو انہوں نے ان سے کہا تھا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ بلال کھڑے رہے اور آپ ﷺ کو اذان کی اطلاع دی اور آپ کو بار بار اطلاع دی مگر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہ لائے۔ پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی کام کے بارے میں پوچھنے لگی تھیں جو انہوں نے ان سے کہا تھا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ دیر سے تشریف لائے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دو رکعت فجر پڑھ رہا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صبح کر دی اور آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس سے بھی زیادہ صبح کر دیتا تب بھی میں ان دو رکعتوں کو پڑھتا خوب اچھی طرح پڑھتا اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔ (ابوداؤد نے بسند حسن روایت کیا)

تخریج حدیث (۱۱۰۳): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب رکعتی الفجر.

کلمات حدیث: لبؤذنه: تاکہ آپ کو اطلاع کر دیں، یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ فجر کی اذان ہو گئی ہے۔ تابع اذانه: بار بار آپ کو اطلاع دی کہ اذان ہو گئی ہے۔ لو اصبحنا اکثر: اگر اس سے زیادہ صبح ہو جاتی تب بھی میں فجر کی سنتیں ضرور ادا کرتا۔

راوی حدیث: حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ غلام تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ مؤذن رسول اللہ ﷺ تھے، آپ کے ساتھ متعدد غزوات میں شرکت کی۔ سابقین اسلام میں سے ہیں اور قبول اسلام پر کافروں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور ثابت قدم رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کے لیے شام چلے گئے اور وہیں مقیم رہے۔ آپ سے ۴۴ احادیث مروی ہیں۔ ۲۷ھ میں انتقال کیا۔ (الاصابه فی تمییز الصحابه)

شرح حدیث: حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان فجر دی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لے گئے تاکہ آپ کو اطلاع دیں کہ اذان فجر ہو گئی ہے نماز کے لیے تشریف لائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بلال سے کوئی بات کرنی تھی اور کسی کام کے بارے میں پوچھنا تھا اس گفتگو میں حضرت بلال کو تاخیر ہوئی بہر کیف انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی اور کئی بار اطلاع دی لیکن آپ قدرے تاخیر سے باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد حضرت

بلال رضی اللہ عنہ نے بطور معذرت آپ سے گزارش احوال کی اور فرمایا کہ آپ ﷺ بھی دیر سے باہر تشریف لائے اور خوب صبح ہو گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں فجر سے پہلے کی دو سنتیں پڑھ رہا تھا اگر اس سے بھی زیادہ صبح ہو جاتی تب بھی میں ان دو رکعتوں کو خوب اچھی طرح اور خوب ترین طریقے پر پڑھتا۔

حدیث مبارک سے فجر کی دو سنتوں کی اہمیت و فضیلت اور ان کی تاکید کی وضاحت ہوتی ہے۔

(روضۃ المتقین: ۱۳۳/۳ - دلیل الفالحین: ۵۳۵/۳)



(المبتانی (۱۹۷)

بَابُ تَخْفِيفِ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهَا، وَبَيَانِ وَقْتِهِمَا فجر کی سنتوں میں تخفیف اور ان کی قراءت اور وقت کا بیان

۱۱۰۴. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ الْبَدَآءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتَّى أَقُولَ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ .
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْإِذَاْنَ وَيُخَفِّفُهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ .

(۱۱۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعت پڑھتے تھے۔ (متفق علیہ)

بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے اور خفیف پڑھتے یہاں تک کہ میں سوچتی کہ آپ ﷺ نے سورۃ فاتحہ بھی پڑھ لی ہے۔

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے مگر جب اذان کی آواز سنتے تو ان میں تخفیف فرما لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب فجر طلوع ہو جاتی۔

تخریج حدیث (۱۱۰۴): صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر . صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب رکعتی الفجر .

کلمات حدیث: خفیفتین: تثنیہ، واحد خفیف: ہلکی، خفیف دو خفیف رکعتیں۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ صلاۃ التجدد میں اور دیگر نوافل میں طویل قراءت فرماتے اور طویل رکوع و سجود فرماتے۔ مگر صبح کی دو رکعتوں میں بعض اوقات تخفیف فرماتے خاص طور پر جب فجر کی اذان ہو جاتی یا آپ ﷺ کو اذان فجر کی اطلاع دی جاتی تو آپ ﷺ ان رکعتوں میں تخفیف فرماتے تاکہ فجر کی نماز میں قراءت طویل ہو سکے۔ (دلیل الفالحین: ۵۳۸/۳۔ روضة المتقین: ۱۳۴/۳)

فجر کی سنتیں ہلکی پھلکی ادا فرماتے تھے

۱۱۰۵. وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَدَّى الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَأَ الصُّبْحُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

(۱۱۰۵) حضرت حصہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب مؤذن صبح کی اذان دیتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو آپ ﷺ دو خفیف رکعت پڑھتے۔ (متفق علیہ)
اور مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر طلوع ہو جانے کے بعد کوئی نماز سوائے دو ہلکی رکعتوں کے نہ پڑھتے۔

تخریج حدیث (۱۱۰۵): صحیح البخاری، کتاب الصلاة والاذان، باب الاذان بعد الفجر . صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي الفجر .

کلمات حدیث: بدا الصبح : صبح رونما ہوگئی، صبح ظاہر ہوگئی، صبح صادق طلوع ہوگئی۔

شرح حدیث: صبح کی دو سنتوں کا وقت طلوع صبح صادق کا یقین ہو جانے کے بعد ہوتا ہے طلوع صبح صادق کے بعد دو سنتوں پر اکتفاء کرنا چاہیے، ان رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ اس لیے تخفیف فرماتے تھے تاکہ فجر کی نماز کے وقت میں وسعت باقی رہے اور اس میں طویل قراءت کی جاسکے۔ (نزهة المتقين: ۱۳۱/۲)

طلوع فجر کے بعد سنت کی ادائیگی

۱۱۰۶. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، وَيُصَلِّي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعَدَاةِ، وَكَانَ الْإِذَاانَ بِأُذُنِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۰۶) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دو رکعت پڑھتے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت سے وتر بناتے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے گویا کہ آپ ﷺ کے کانوں میں اقامت کی آواز آرہی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۰۶): صحیح البخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر، والتهجد والمساجد . صحیح مسلم، کتاب الصلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى .

کلمات حدیث: مثنى مثنى : دو دو، یعنی دو دو رکعتیں۔ كان الاذان في اذنيه : گویا کانوں میں اقامت کی آواز آرہی ہے۔ یہاں اذان سے اقامت مراد ہے۔

شرح حدیث: رات کی نماز دو دو رکعت پڑھنی چاہیے، اس حدیث میں وتر کی ایک رکعت ذکر کی گئی ہے جو شافعی، حنبلی اور مالکی فقہاء کا مسلک ہے یعنی تہجد کی دو دو رکعت پڑھ کر پھر ایک رکعت پڑھ کر ان تمام رکعتوں کو وتر بنا لے۔ احناف کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ہیں

کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ تم او تر بثلاث کہ پھر آپ ﷺ نے تین رکعت وتر پڑھے۔ آپ ﷺ فجر کی دو سنتیں خفیف پڑھتے جیسے آپ ﷺ کے کانوں میں اقامت کی آواز آرہی ہے یعنی آپ ﷺ فجر کی سنتوں میں جلدی فرماتے اور ان رکعتوں میں قراءت کم فرماتے کہ فارغ ہو کر مسجد میں فرض نماز کی ادائیگی کے لیے تشریف لے جائیں۔

(فتح الباری: ۱/۶۶۷۔ اوشاد الساری: ۸/۳۔ عمدۃ القاری: ۱۲/۷)

فجر کی سنتوں میں قراءت

۱۱۰۷. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا "أَمَّا بِاللَّهِ وَأَشْهَدُ بَأَنَّا مُسْلِمُونَ".

وَفِي رِوَايَةٍ: وَفِي الْآخِرَةِ النَّبِيُّ فِي آلِ عِمْرَانَ "تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ".

(۱۱۰۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو سنتوں میں پہلی رکعت میں پڑھتے تھے:

﴿قُولُوا أَمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ سورة البقرة کی آیات ﴿أَمَّا بِاللَّهِ وَأَشْهَدُ بَأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دوسری رکعت میں آل عمران کی یہ آیت پڑھتے:

﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۰۷): صحیح مسلم. کتاب صلاة المسافرين. باب استحباب رکعتی سنة الفجر.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ فجر کی سنتوں میں سورۃ البقرۃ کی یہ آیات قولوا آمنا باللہ ونحن مسلمون تک پہلی رکعت میں تلاوت فرماتے اور دوسری رکعت میں آل عمران کی یہ آیات واشہد باننا مسلمون تک پڑھتے اور بعض اوقات دوسری رکعت میں یہ آیات پڑھتے قل یا اهل الكتاب تعالوا سے فقولوا اشهدوا باننا مسلمون تک تلاوت فرماتے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۶۔ روضة المتقین: ۱۳۶/۳)

فجر کی سنتوں میں سورۃ الکافرون اور اخلاص پڑھنا

۱۱۰۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيْ

الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ!! رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۱۰۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو

رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت فرمائی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۰۸):

صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی الفجر.

شرح حدیث: ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے فجر کی دو رکعتیں پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ پڑھی جب ان کی تلاوت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بندہ ہے جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پھر انہوں نے دوسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی یہاں تک کہ مکمل ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بندہ ہے جو اپنے رب پر ایمان لایا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے محبوب ہے کہ میں فجر کی دو رکعتوں میں یہ سورتیں پڑھوں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۶ - روضہ المتقین: ۱۳۶/۳)

فجر کی سنتوں میں سورۃ کافرون اور اخلاص پڑھنا بہتر ہے

۱۱۰۹. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَقْرَأُ

فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۱۰۹) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مہینہ تک دیکھا کہ آپ فجر

سے پہلے کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے رہے۔ (ترمذی

نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۱۰۹):

الجامع للترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی تخفیف رکعتی الفجر.

کلمات حدیث: رمقت: میں دیکھتا رہا، میں بغور دیکھتا رہا۔ رمق، رمقاً (باب نصر) دیر تک دیکھنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں قراءت میں تخفیف فرماتے اور سورۃ کافرون اور سورۃ الاخلاص

پڑھتے اور اس تخفیف کی حکمت یہ تھی کہ اول وقت میں نماز فجر ادا کریں یا اس لیے کہ فجر کی فرض نماز میں زیادہ طویل قراءت فرمائیں اور

فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہلکی ادا فرما کر پوری ہمت اور استعداد تام کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائیں۔ یہ بات حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح

الباری اور العرقی نے شرح الترمذی میں فرمائی ہے۔

سنت یہ ہے کہ ان تینوں روایات کو جمع کیا جائے کہ فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۃ البقرۃ کی آیت اور

الکافرون تلاوت کرے اور دوسری رکعت میں آیات البقرۃ وآل عمران اور سورۃ اخلاص پڑھے اور یہ تخفیف کے خلاف نہیں ہے کہ تخفیف

امور نسبیہ میں سے ہے۔ (تحفة الأحوذی: ۴۸۶/۲ - روضۃ المتقین: ۱۳۷/۳ - دلیل الفالحین: ۵۴۰/۳)



المَبَازِیْتُ (۱۹۸)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، عَلَى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ،
وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَاءً كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا
فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنے کا استحباب خواہ تہجد پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو

۱۱۱۰. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ !!
(۱۱۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب دو رکعت فجر پڑھ لیتے تو آپ ﷺ اپنی دائیں جانب لیٹ جاتے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۱۰): صحیح البخاری، کتاب التہجد باللیل، باب الضجعة علی الشق الايمن۔
کلمات حدیث: اضطجع: آپ ﷺ لیٹ گئے۔ اضطجاع (باب القعال) لیٹنا۔ ضجع ضجعا (باب فتح) پہلو کے بل لیٹنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ فجر سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ لیٹتے اور قدرے استراحت فرماتے دائیں جانب کو بائیں جانب پر شرف و فضل حاصل ہے اور یہ بھی ہے کہ مردہ قبر میں دائیں کروٹ پر لٹایا جاتا ہے تو دائیں کروٹ لیٹنا تذکیر بالموت کا سبب بھی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دائیں کروٹ لیٹنے میں مصلحت یہ ہے کہ قلب لٹکا ہوا رہتا ہے اس لیے نیند گہری نہیں ہوتی بلکہ خفیف آتی ہے جبکہ بائیں کروٹ لیٹنے میں قلب دب جاتا ہے اور آدمی کی نیند گہری ہو جاتی ہے۔

(فتح الباری: ۱/۶۶۴ - ارشاد الساری: ۶/۳)

فجر کی سنتوں کے بعد استراحت

۱۱۱۱. وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَقْرُعَ مِنْ صَلَوةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ هَكَذَا حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهَا: "يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ هَكَذَا هُوَ فِي مُسْلِمٍ وَمَعْنَاهُ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ !

(۱۱۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز عشاء سے فراغت کے بعد اور فجر سے پہلے گیارہ

رکعت پڑھتے ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت سے وتر بناتے۔ جب مؤذن اذان فجر سے فارغ ہو جاتا اور فجر وادھ ہو جاتی اور مؤذن آپ ﷺ کے پاس آتا تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر دو خفیف رکعتیں پڑھتے پھر دائیں کروٹ لیٹتے کہ پھر مؤذن اقامت کی اطلاع دینے آتا۔ (مسلم)

مسلم کی روایت میں مسلم بن کل رکعتیں کے الفاظ کے معنی ہیں ہر دو رکعت کے بعد۔

تخریج حدیث (۱۱۱۱): تبین له الفجر: صبح صادق ظاہر ہو جاتی۔

شرح حدیث: نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے نماز فجر تک رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتیں پڑھتے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے۔ صبح کی اذان کے بعد آپ ﷺ دو رکعت قبل فجر پڑھتے پھر قدرے دائیں کروٹ لے کر استراحت فرماتے اتنی دیر کہ پھر آپ ﷺ کو نماز صبح کی اقامت کے قریب آجانے کی اطلاع دی جاتی۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام میں استراحت کا عمل بطور سنت جاری نہیں رہا ہے۔

حدیث مبارک میں یہ الفاظ کہ ویؤتر بواحدہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ گیارہ رکعتیں اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ آخری دونوں رکعتوں یعنی نویں اور دسویں کے ساتھ ایک رکعت ملا کر وتر بنالیا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک یہ کہ وتر ایک رکعت پڑھی جا سکتی ہے دوسرے یہ کہ نماز تہجد میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا چاہیے ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵/۶)

فجر کی سنتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنا

۱۱۱۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۱۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعت

پڑھ لے وہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو باسانید صحیحہ روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ

حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۱۱۲): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاضطجاع بعد رکعتی الفجر. الجامع للترمذی،

کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الاضطجاع بعد رکعتی الفجر.

شرح حدیث: فجر کی سنتوں کے بعد دائیں کروٹ لیٹنا مستحب ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا ہے کہ

بعض علماء نے فرمایا کہ فجر سے پہلے کی دو رکعتوں کے بعد لیٹنا گھر میں مستحب ہے، مسجد میں نہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کا مسجد میں استراحت فرمانا منقول نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی دو رکعتوں کے بعد لیٹنا مختار قول ہے اور جو روایات ترک استراحت کے بارے میں آئی ہیں وہ بیان جواز کے لیے ہیں۔

(تحفة الأحوذی : ۲/ ۴۹۰)



باب سنۃ الظهر ظہر کی سنتوں کا بیان

۱۱۱۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۱۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد پڑھیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۱۳): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب سنن الرواتب قبل الفرائض وبعدهن.

شرح حدیث: حنفی فقہاء کے نزدیک نماز ظہر سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت بعد نماز ظہر اس سے قبل (۱۰۹۸) میں تفصیل گزر چکی ہے۔ (روضة المتقين: ۱۴۰/۳۔ دليل الفالحين: ۵۴۴/۳)

ظہر سے پہلے آپ ﷺ چار رکعتوں کا بہت اہتمام فرماتے تھے

۱۱۱۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۱۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت ترک نہ فرماتے تھے۔

تخریج حدیث (۱۱۱۴): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب الركعتين قبل الظهر.

شرح حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت پر مداومت فرماتے تھے۔ اس لیے ظہر سے قبل چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔

آپ ﷺ ظہر کی سنتیں گھر میں پڑھا کرتے تھے

۱۱۱۵۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ: وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ: وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۱۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے، پھر تشریف لاتے اور دو رکعت ادا فرماتے۔ آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے پھر میرے گھر آتے اور دو رکعت پڑھتے اور آپ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۱۵): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما وقاعداً۔

شرح حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت اور بعد ظہر دو رکعت گھر میں ادا فرماتے اور دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت بعد عشاء ادا فرماتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوافل راتہ گھر میں ادا کرنی چاہئیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھ چکے تو اپنی نماز کا اپنے گھر میں بھی حصر رکھے کہ اللہ اس کی گھر کی نماز سے اس کے گھر میں برکت عطا فرمائے گا۔ غرض سنن روا تب اور نفلوں کا گھر میں پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ مسجد سے آکر فوراً پڑھے تاکہ کسی اور کام میں مشغول نہ ہو جائے۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ۹/۶۔ مظاہر حق: ۷۴۸/۱۔ تحفة الأحمدي: ۵۲۵/۲)

ظہر کی سنتوں کا اہتمام جہنم سے خلاصی کا ذریعہ ہے

۱۱۱۶۔ وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۱۱۶) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قبل ظہر چار رکعت اور بعد ظہر چار رکعت کی محافظت کی اسے اللہ تعالیٰ آگ پر حرام فرمادے گا۔

تخریج حدیث (۱۱۱۶): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاربع قبل الظهر وبعدها۔ الجامع للترمذی، کتاب الصلاة۔

کلمات حدیث: حرمة الله على النار: اسے اللہ آگ پر حرام فرمادیں گے۔ یعنی آگ میں ہمیشہ رہنا حرام فرمادیں گے۔

شرح حدیث: چار رکعت قبل ظہر اور چار رکعت بعد ظہر کی پابندی کرنے والا اور ان کی محافظت کرنے والا جہنم پر حرام کر دیا جائے گا یعنی وہ کافر کی طرح ابدی جہنم کا سزاوار نہیں ہو گا یا اسے مطلقاً دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظہر کے بعد ان مذکورہ چار رکعت میں دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت مستحب اور اولیٰ یہ ہے کہ یہ چار رکعت دو دو کر کے دو سلام کے ساتھ ادا کی جائیں۔ (تحفة الأحمدي: ۵۱۴/۲۔ مظاہر حق: ۷۴۲/۱)

زوال کے بعد چار رکعت نفل

۱۱۱۷. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ: "إِنَّهَا سَاعَةٌ تَفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَاحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۱۱۷) حضرت عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زوال شمس کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ ایسا وقت ہے جس میں آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس وقت میرا کوئی عمل صالح اوپر جائے۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۱۱۱۷): الجامع للترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند الزوال.

کلمات حدیث: بعد أن تزل الشمس: زوال شمس کے بعد، اس کے بعد کہ سورج زوال پذیر ہو جائے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ بعد اذان ظہر چار رکعات پڑھتے کہ وقت ظہر زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ ظہر سے پہلے کی چار سنتیں ہیں۔ حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے، ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ یہ نماز ہمیشہ پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ یہ رکعات پڑھتے اور فرماتے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس وقت میرا عمل صالح اوپر جائے، آپ ﷺ کا یہ فرمانا اس آیت کی جانب اشارہ ہے:

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾

”اسی کی جانب چڑھتا ہے پاکیزہ کلمہ اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے۔“ (فاطر: ۱۰)

(تحفة الأحوذی ۶۰۰/۲ - مظاہر حق: ۱/۲۴۷)

ظہر کے فرض سے پہلے سنتیں رہ جائیں تو بعد میں پڑھ لے

۱۱۱۸. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۱۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اگر کسی روز ظہر سے پہلے کی چار رکعت نہ پڑھتے تو ظہر کے بعد پڑھ لیتے۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۱۱۱۸): الجامع للترمذی، ابواب الصلاة.

شرح حدیث: اس حدیث مبارک میں بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ ظہر سے قبل کی چار رکعتوں کا بہت اہتمام فرماتے اور اگر کسی

روز آپ ظہر سے پہلے نہ پڑھ پاتے تو پھر ظہر کے بعد پڑھتے۔ ظہر سے پہلے کی چار رکعات کی فضیلت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ ظہر سے قبل چار رکعات پڑھنے والے پر رحم فرماتا ہے“ اور اس رحمت کا نتیجہ وہ ہے جو اس سے قبل حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں بیان ہوا کہ یہ چار رکعات اس کے لیے جہنم سے نجات کا سبب بن جاتی ہیں اور اس بات کی علامت بن جاتی ہیں کہ اس کا خاتمہ اسلام پر ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔

(دلیل الفالحین: ۵۴۶/۳۔ روضة المتقین: ۱۴۲/۳)



الْبَيِّنَات (۲۰۰)

بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ عصر کی سنتوں کا بیان

عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کا معمول تھا

۱۱۱۹. عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ

(۱۱۱۹) حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور ان کے درمیان ملائکہ مقربین اور ان کے تبعین مسلمانوں اور مؤمنوں پر سلام کے ساتھ فصل فرماتے۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۱۱۹): الجامع للترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الاربع قبل العصر.

کلمات حدیث: یفصل بینہن: ان کے درمیان سلام سے فصل فرماتے، یا ان کے درمیان التحیات سے فصل فرماتے جس میں یہ الفاظ ہیں۔

”السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين.“

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے اور ان چار رکعتوں کے درمیان فصل فرماتے یعنی دو رکعت پر سلام پھیر کر پھر دو رکعت پڑھتے، یا التمشید کے ذریعہ فصل فرماتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنا مستحب ہے، اور چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں وارد لفظ تسلیم سے مراد تشہد ہے۔

(تحفة الأحوذی: ۵۱۶/۲ - روضة المتقين: ۱۴۲/۳)

۱۱۲۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۱۲۰) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عصر سے پہلے چار سنتیں

پڑھنے والے پر رحم فرمائے۔ (اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۱۲۰): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر. الجامع للترمذی، کتاب الصلاة،

باب ما جاء فی الاربع قبل العصر .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے اور ان پر مداومت اختیار کرے۔ اس معنی کی صورت میں یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دعاء ہے۔ مگر یہ جملہ خبریہ بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماتے ہیں اس بندے پر جو دعائے عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتا ہے اور جس کو اللہ کی رحمت حاصل ہو جائے اس کے گناہ بھی معاف کر دیے جائیں گے اور وہ جنت میں جائے گا۔ (تحفة الأحوذی: ۵۱۸/۲۔ روضة المتقین: ۱۴۳/۳)

عصر سے پہلے دو رکعتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں

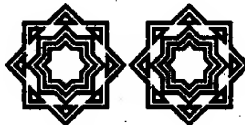
۱۱۲۱۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۱۲۱) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے۔

(ابوداؤد سند صحیح)

ترجمہ حدیث (۱۱۲۱): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ بعض اوقات عصر سے پہلے دو رکعت بھی پڑھتے اور اکثر اوقات چار رکعات پڑھتے تھے اس بناء پر اس روایت میں دو اور اس روایت میں چار رکعات کا ذکر ہے کوئی تعارض نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر بیہقی فتح الالہ میں فرماتے ہیں کہ عصر سے قبل چار رکعات والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ چار رکعات پر دوام فرمایا کرتے تھے اور بعض ایام کسی مشغولیت کی بنا پر دو رکعت پڑھ لیا کرتے تھے۔ (روضۃ المتقین: ۱۴۴/۳)



بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا مغرب سے پہلے اور مغرب کے بعد کی سنتیں

تَقَدَّمَ فِي هَذِهِ الْأَبْوَابِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيثُ عَائِشَةَ وَهُمَا صَحِيحَانِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ.

گزشتہ ابواب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث گزر چکی ہیں اور یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

مغرب کے فرض سے پہلے نفل پڑھنا چاہے تو اجازت ہے

۱۱۲۲. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالٌ فِي الثَّالِثَةِ: لِمَنْ شَاءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۱۲۲) حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔

تیسری مرتبہ میں فرمایا کہ جو چاہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۲۲): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب الصلاة قبل المغرب.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے پہلے دو مرتبہ فرمایا کہ مغرب سے پہلے نماز پڑھو اور تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو چاہے اور اس سے مراد مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت نماز پڑھنا ہے جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی تصریح ہے لیکن چونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے اس لیے یہ رکعات مستحب ہیں اور ان کی ترغیب اس لیے فرمائی کہ اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے جو چاہے کے الفاظ اس لیے فرمائے کہ لوگ اس کو سنت نہ بنالیں۔

(فتح الباری: ۷۲۹/۱۔ ارشاد الساری: ۲/۲۳۴)

صحابہ مغرب میں فرض سے پہلے نفل پڑھا کرتے تھے

۱۱۲۳. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَدَّرُونَ السَّوَارِي عِنْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۱۲۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کبار کو دیکھا

کہ مغرب کے وقت جلدی جلدی سنتوں کی طرف جارہے ہوتے تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۲۳):

صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة الى الاسطوانة .

کلمات حدیث: یستدرون: جلدی کرتے ہیں، جلدی سے جاتے ہیں۔ ابتدار (باب افعال) جلدی کرنا۔ السواری جمع ساریہ: ستون۔

شرح حدیث: اصحاب رسول اللہ ﷺ اذان مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنے کے لیے ستونوں کی طرف جاتے تھے تاکہ ان کو سترہ بنا کر دو رکعت ادا کریں۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جب مؤذن اذان دیتا تو کچھ لوگ جلدی سے اٹھ کر ستونوں کی طرف چلے جاتے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے آتے اور یہ حضرات مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھ رہے ہوتے اور مغرب کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان کم وقت ہوتا تھا۔ (فتح الباری: ۱/۴۶۱)

مغرب سے پہلے نفل پڑھنے والوں کو منع نہیں فرمایا

۱۱۲۳. وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقِيلَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهَا؟ قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۱۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قبل مغرب غروب آفتاب کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ بھی پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ہمیں نماز پڑھتے دیکھتے تھے نہ آپ حکم فرماتے اور نہ منع کرتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۲۳): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل المغرب .

کلمات حدیث: فلم يأمرنا: آپ نے ہمیں حکم نہیں کیا۔ ولم ينهنا: آپ ﷺ نے ہمیں منع نہیں کیا۔

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام غروب آفتاب کے بعد اور مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھتے ہوئے دیکھا اور منع نہیں فرمایا جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دو رکعت آپ ﷺ کی سنت تقریری سے ثابت ہیں اور مستحب ہیں۔ خصوصاً جبکہ یہ حدیث مبارک بھی موجود ہے کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ سلف میں سے بہت سے لوگ مثلاً احمد اور اسحاق ایں کے جواز کے قائل ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اذان مغرب اور نماز مغرب کے درمیان دو رکعت پڑھنا مستحب ہے کیونکہ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مغرب سے پہلے نماز پڑھو، مغرب سے پہلے نماز پڑھو، مغرب سے پہلے نماز پڑھو، تیسری مرتبہ فرمایا جو چاہے۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دو رکعت مستحب ہیں۔ اب اس مسئلہ میں دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ یہ مستحب نہیں ہیں۔ اور صحیح رائے یہ ہے کہ یہ مستحب ہیں۔ سلف کے یہاں بھی یہی دو آراء ہیں صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے انہیں مستحب کہا ہے جن میں

احمد اور اسحاق بھی ہیں اور صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور امام مالک اور اکثر فقہاء نے کہا ہے کہ مستحب نہیں ہے۔ حتیٰ کہ امام فحشی رحمہ اللہ نے تو بدعت کہا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۸/۶۔ روضة المتقین: ۱۴۵/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۵۰/۳)

مغرب کی نماز سے قبل نفل پڑھنے کا معمول

۱۱۲۵. وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِبُصْلَةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِي فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ حَتَّىٰ إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتُ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۲۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا تو صحابہ کرام جلدی سے مسجد کے ستونوں کی طرف جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے یہاں تک کہ اجنبی آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے کیونکہ کثرت سے لوگ یہ دو رکعت پڑھ رہے ہوتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۲۵): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتین قبل المغرب.

کلمات حدیث: الرجل الغریب: اجنبی آدمی، ناواقف آدمی، وہ شخص جو باہر سے آیا ہو۔

شرح حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں بعد اذان مغرب بکثرت صحابہ کرام دو رکعت پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی باہر سے اجنبی آتا تو وہ سب کو نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھتا کہ نماز ہو چکی ہے اور یہ لوگ مغرب کے بعد کی سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۸/۶۔ روضة المتقین: ۱۴۶/۳)

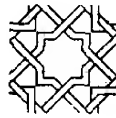


المبانی (۲۰۲)

بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا عشاء کے بعد اور اس سے پہلے کی سنتیں

اس باب سے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث گزر چکی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ اسی طرح اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن مغفل کی حدیث سے گزر چکی ہے کہ ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے، جو حدیث متفق علیہ ہے۔

یہ دونوں احادیث (۱۰۹۸ اور ۱۰۹۹) میں گزر چکی ہیں۔



بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ جمعہ کی سنتیں

فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اس باب میں بھی ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی گزر چکی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھیں

۱۱۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا".

(۱۱۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔ (مسلم)

شرح حدیث: قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کہ اگر جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعت پڑھو کے معنی ہیں اگر تم نفل پڑھو اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دو رکعت پر اکتفا نہ کرو تا کہ جمعہ اور ظہر کی نماز میں التباس نہ ہو جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں جمعہ کے بعد سنتوں کی ترغیب ہے اور یہ کہ یہ سنتیں کم از کم دو ہیں اور ان کی مکمل صورت چار رکعات ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر چار رکعات ادا فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے چار رکعت ہی کی ترغیب دی۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۰/۶۔ روضة المتقين: ۱۴۷/۳)

جمعہ کے بعد گھر آ کر دو رکعتیں پڑھنا

۱۱۲۷۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۲۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ واپس لوٹتے اور دو رکعت اپنے گھر میں ادا فرماتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۲۷): صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة.

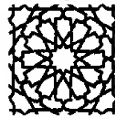
کلمات حدیث: حتیٰ ینصرف : یہاں تک کہ واپس تشریف لے جاتے۔ انصراف (باب انفعال) لوٹنا، پلٹنا، واپس ہونا۔ صرف صرفا (باب ضرب) پلٹنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نماز جمعہ کے بعد گھر جا کر دو رکعت پڑھتے تھے۔ صحیحین میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو مسجد میں جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا جو اسی جگہ یہ دو رکعتیں پڑھ رہا تھا جہاں اس نے جمعہ پڑھا تھا اسے سرزنش کی اور فرمایا کہ کیا تم جمعہ چار رکعت پڑھ رہے ہو؟ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر میں دو رکعت پڑھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا جمعہ کے بعد کی سنتوں میں اختلاف ہے، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک دو رکعتیں ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے چار رکعت اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے۔ ابن المبارک سفیان ثوری اور حنفی فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ اسحاق کہتے ہیں کہ اگر مسجد میں پڑھے تو چار پڑھے اور گھر آ کر پڑھے تو دو پڑھے تاکہ دونوں احادیث پر عمل ہو جائے۔

طحاوی رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سند صحیح روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھے اور امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنۃ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حکم دیا کہ جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت پڑھی جائیں اور پھر چار رکعت پڑھی جائیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴۱/۶۔ روضة المتقین: ۱۴۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۵۳/۳)



المَبَیِّنَات (۲۰۴)

بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِي الْبَيْتِ سِوَاءَ الرَّائِيَةِ وَغَيْرِهَا وَالْأَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ
لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْفَرِيضَةِ أَوْ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ
سَنَنَ رَاتِبَهُ أَوْ غَيْرِ رَاتِبِهِ كِي گھر میں ادا کیے کا استحباب
اور نوافل کو فرائض سے جدا کرنے کے لیے جگہ بدلنا یا کلام کرنا

۱۱۲۸. عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلُّوا أَيُّهَا
النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا مَكْتُوبَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ"

(۱۱۲۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو
بے شک افضل ترین نماز وہ ہے جو آدمی اپنے گھر میں پڑھے ماسوا فرض کے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۲۸): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب صلاة الليل . صحیح مسلم، کتاب صلاة
المسافرین، باب استحباب صلاة الفاضلة فی بیتہ.

کلمات حدیث: صلوا ایہا الناس: اے لوگو! نماز پڑھو، خطاب عام ہے۔ المکتوبہ: لکھی ہو، یعنی فرض نماز۔

شرح حدیث: نوافل اور سنن کا گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث عام ہے اور سنن رواتب
اور غیر رواتب سب کو شامل ہے سوائے ان نوافل کے جو شعار اسلام میں داخل ہیں جیسے عیدین اور صلاۃ کسوف اور استسقاء اور اسی طرح
صلاۃ التراويح کہ صحیح یہ ہے کہ مسجد میں باجماعت پڑھی جائیں اور صلاۃ استسقاء کھلمیدان میں پڑھی جائے۔ واللہ اعلم۔

(فتح الباری: ۱/۵۵۷۔ ارشاد الساری: ۲/۳۷۲)

گھروں کو قبرستان نہ بنایا جائے

۱۱۲۹. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْعَلُوا مِنْ
صَلَوَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا قُبُورًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۱۱۲۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نمازوں کا کچھ حصہ گھر میں بھی
پڑھا کرو۔ اور اپنے گھر کو قبرستان نہ بناؤ۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۲۹): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر . صحیح مسلم، کتاب
صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة الفاضلة فی بیتہ.

کلمات حدیث: من صلاتکم: تمہاری نماز کا کچھ حصہ، یعنی نفلی نمازوں کی کچھ مقدار۔ لا تتخذوها قبوراً: اپنے گھروں کو قبروں کی طرح عمل سے خالی نہ رکھو، یا قبرستان کی طرح غیر آباد نہ چھوڑ دو۔

شرح حدیث: ایسے گھر جو اللہ کی یاد سے خالی ہوں قبروں کی طرح ہیں کہ قبریں بھی اعمال صالحہ سے خالی ہوتی ہیں۔ نماز ذکر الہی کا اعلیٰ ترین مظہر ہے اس لیے فرمایا کہ گھروں کو نمازوں سے آباد رکھو۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں اللہ کا ذکر ہو اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہو اس کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ یعنی زندہ آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے اور مردہ نہیں کرتا۔

جمہور فقہاء کے نزدیک ان نمازوں سے مراد نفل نمازیں ہیں کیونکہ گھر میں نفل نماز میں اخفاء ہے اور اسی طرح ریا سے خالی ہے اور مصلحت یہ ہے کہ گھر میں خیر و برکت نازل ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔

(فتح الباری: ۱/۴۴۱۔ ارشاد الساری: ۲/۴۳۲۔ شرح مسلم للنووی: ۶/۶۰)

گھر میں بھی کچھ نوافل پڑھا کریں

۱۱۳۰: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِنَيْتِهِ نَصِيْبًا مِنْ صَلَاتِهِ! فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَوَاتِهِ خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۱۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز ادا کرے

تو وہ اپنے گھر کے لیے اپنی نفل نماز کا حصہ رکھے اللہ تعالیٰ اس نماز کے سبب اس کے گھر میں خیر و برکت نازل فرمائیں گے۔ (مسلم)

تحریج حدیث (۱۱۳۰): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الفاضلة في بيته.

کلمات حدیث: نصيباً من صلاته: اپنی نماز کا کچھ حصہ۔

شرح حدیث: نفلی نمازوں سے اپنے گھروں کو آباد رکھنا انہیں خیر و برکت سے بھر دینے والا ہے اور یہ خیر و برکت اللہ کی رحمت سے اس کے تمام گھر والوں کو شامل ہوگی۔ اس سے ایک جانب اہل خانہ کو نماز کی توفیق اور رغبت ہوگی دوسری جانب ان کی عمر میں صحت میں اور رزق میں برکت ہوگی۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۶۰۔ روضة المتقين: ۳/۱۵۰)

فرض کے بعد جگہ بدل کر سنتیں پڑھنا

۱۱۳۱: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ ابْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نَيْمٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَاهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ

فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ: إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تُصَلِّهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا نُؤْصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتَّى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۳۱) حضرت عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ نافع بن جبیر نے مجھے سائب بن اخت نمر کے پاس کسی ایسی بات کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز میں دیکھی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان کے ساتھ مقصورہ میں جمعہ کی نماز ادا کی جب امام نے سلام پھیرا میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی۔ جب وہ اندر گئے تو مجھے بلوایا اور کہا کہ جو تم نے کیا دوبارہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ کی نماز پڑھ لو تو اسے کسی اور نماز کے ساتھ نہ ملاؤ۔ یہاں تک کہ تم کوئی بات کر لو یا باہر چلے جاؤ۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم جب تک کوئی بات نہ کر لیں یا باہر نہ چلے جائیں جمعہ کی نماز سے ملا کر کوئی نماز نہ پڑھیں۔

تخریج حدیث (۱۱۳۱): صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة.

کلمات حدیث: لا تعد: دوبارہ نہ کرنا۔ جو کام تم نے کیا ہے اسے دوبارہ نہ کرنا۔

شرح حدیث: السائب بن اخت نمر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ میں نماز پڑھی، مقصورہ امام کے ساتھ مخصوص جگہ جو امراء اور احکام کے لیے مخصوص تھی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت بنوائی تھی جب ان پر حملہ کیا گیا تا کہ آئندہ اس طرح کے حملے سے بچا جاسکے۔ السائب جب دو رکعت جمعہ کی نماز پڑھ چکے تو اسی جگہ سنتیں پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور انہیں بتایا کہ آئندہ اس طرح نہ کرنا کہ نماز جمعہ سے متصل اسی جگہ پر سنتیں پڑھو بلکہ نماز جمعہ میں اور بعد میں سنتیں اور نوافل پڑھنے میں فصل کرنا چاہیے خواہ وہ فصل کلام سے ہو یا اس طرح ہو کہ اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ نماز پڑھ لی جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی طرح حکم فرمایا کہ ہم نماز جمعہ کے ساتھ کوئی اور نماز نہ ملائیں یہاں تک کہ ہم کلام کر لیں یا اس جگہ سے ہٹ جائیں، یعنی مستحب یہ ہے کہ فرض نماز کی جگہ سے ہٹ کر نوافل و سنن ادا کیے جائیں۔ تاکہ سجدے کے مواضع مختلف ہو جائیں اور نفل کی صورت فرض سے مختلف ہو جائے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی ۱۴۸/۶ - روضة المتقین: ۱۵۱/۳)



المبانی (۲۰۵)

بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَوةِ الْوُتْرِ وَبَيَانِ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهِ نماز وتر کی ترغیب وتر کے سنت مؤکدہ ہونے اور اس کے وقت کا بیان

۱۱۳۲. عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ! الْوُتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ وَتَرِيحُ الْوُتْرَ، فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۱۳۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ وتر فرض نماز کی طرح حتمی نہیں ہے لیکن یہ رسول اللہ ﷺ کی مقرر کردہ سنت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے اے اہل قرآن وتر پڑھا کرو۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

نخروج حدیث (۱۱۳۲): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الوتر، الجامع للترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء

ان الوتر لیس بحتم.

کلمات حدیث: لیس بحتم: حتمی نہیں، قطعی نہیں ہے، جس طرح کہ فرض نماز قطعی ہے۔

شرح حدیث: اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات اور اپنی صفات میں یکتا اور بے مثال ہے اور وہ اعداد میں وتر کو پسند فرماتا ہے، مثلاً طواف کے سات ٹوٹ، رمی جمار میں سات کنکریاں، نماز میں تسبیحات کی تعداد طاق ہونا اور اسی طرح نماز وتر بھی طاق ہے۔

وتر اس نماز کو کہتے ہیں جس کا وقت مشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور جو عام طور پر بعد عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے اور اس کا وقت اذان فجر (صبح صادق) سے پہلے تک رہتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز وتر واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ نیز حنفی فقہاء کے نزدیک وتر کی تین رکعات ہیں جبکہ دیگر ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ وتر کی ایک ہی رکعت ہے لیکن ان کے نزدیک بھی صرف ایک رکعت پڑھنا مکروہ ہے اور صحیح طریقہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے اور پھر ایک رکعت وتر پڑھی جائے۔

(تحفة الأحوذی: ۵۵۱/۲ - روضة المتقین: ۱۵۱/۳ - دلیل الفالحین: ۵۵۹/۳ - مظاہر حق: ۷۹۲/۱)

وتر کی نمازرات کے بالکل آخری حصہ میں پڑھنا

۱۱۳۳. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَمِنْ أَوْسَطِهِ وَمِنْ آخِرِهِ وَانْتَهَى وَتَرَهُ إِلَى السَّحَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۱۱۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں نماز

پڑھی، رات کے پہلے حصے میں درمیانی حصے میں اور آخری حصے میں آپ ﷺ کی وتر نماز حرکت تک پہنچی۔

تخریج حدیث (۱۱۳۳): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الوتر۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة

المسافرین، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ۔

کلمات حدیث: انتهى وتره الى السحر: آپ ﷺ کا وتر حرکت تک پہنچا۔ انتهاء: نہایت اختتام۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر رات کے ہر حصہ میں ادا فرمائی اور رات کے شروع حصے میں درمیانی میں بھی اور آخر میں

بھی اور کبھی بالکل آخر شب میں یعنی نماز صبح سے کچھ پہلے۔ ماوردی رحمہ اللہ نے کہا کہ سحر سے پہلے مراد رات کا آخری چھٹا حصہ ہے اور

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتر کی نماز کی ادائیگی کا یہ فرق واختلاف مواقع اور مناسبات کے اختلاف کی بناء پر تھا کہ اگر رسول کریم

ﷺ بیمار ہوتے تو آغاز شب ہی میں وتر پڑھ لیتے سفر میں ہوتے تو نصف شب میں پڑھ لیتے اور عام حالات میں آخر شب میں نماز تہجد

کے بعد پڑھتے۔ (شرح صحیح مسلم للنووي: ۲۲/۶۔ روضة المتقين: ۱۵۲/۳۔ تحفة الأحوذی: ۵۵۷/۲)

رات کی نمازوں میں وتر کو آخر میں پڑھو

۱۱۳۴۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اجْعَلُوا

اٰخِرَ صَلَواتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۱۳۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نماز میں تم اپنی آخر نماز وتر کو

بناؤ۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۳۴): صحیح البخاری، کتاب الوتر، باب لیجعل آخر صلاته وترًا۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة

المسافرین، باب صلاة اللیل مثنی مثنی والوتر رکعة۔

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جو نماز شب پڑھے تو اپنی آخری نماز صبح سے

پہلے وتر کو بنائے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح حکم فرماتے تھے۔ وتر کو آخری نماز بنانے میں حکمت یہ ہے کہ وتر ان تمام رات والی نمازوں

سے افضل ہے اس لیے اس کو آخر میں رکھا گیا تاکہ اس عمل کا اختتام افضل ہو۔

(روضة المتقين: ۱۵۳/۳۔ نزہة المتقين: ۱۴۲/۲)

صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو

۱۱۳۵۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

أَوْتَرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا "رَوَاهُ مُسْلِمٌ"

(۱۱۳۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۳۵): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنی مثنی .

کلمات حدیث: اوتروا: وتر کی نماز پڑھو، نماز کو وتر بناؤ۔ قبل أن تصبحوا: اس سے پہلے کہ تم صبح کرو۔

شرح حدیث: یعنی اذان صبح سے پہلے وتر پڑھ لو۔ وتر کا وقت نمازِ عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آخر

شب میں فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ یعنی فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس بات کو دیکھتے ہیں کہ اللہ کا بندہ نماز وتر ادا کر رہا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ۳۰/۶۔ تحفة الأحوذی: ۵۸۴/۲)

وتر کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیدار فرماتے تھے

۱۱۳۶. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي صَلَوَاتَهُ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَقِيَ الْوُتْرُ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ، فَإِذَا بَقِيَ الْوُتْرُ قَالَ: قُومِي فَأَوْتِرِي يَا عَائِشَةُ!

(۱۱۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ شب ادا فرماتے اور وہ آپ

ﷺ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتیں، جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ ﷺ انہیں اٹھا دیتے اور میں وتر پڑھ لیتی۔ (مسلم) اور ایک اور روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتے تب آپ ﷺ فرماتے کہ اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھ لو۔

تخریج حدیث (۱۱۳۶): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل .

کلمات حدیث: معترضة بين يديه: آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نمازِ شب ادا فرماتے اور اس دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سو رہی ہوتیں صحیح بخاری میں

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور وہ آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان اسی طرح لیٹی ہوئی ہوتیں جیسے جنازہ رکھا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سو رہی ہوتی اور میرے پیر آپ ﷺ کے قبلہ کے سامنے ہوتے جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو آپ ﷺ میرا پیر دباتے جس سے میں اپنا پاؤں سیکڑ لیتی پھر جب آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو میں پھر ناگ لبی کر لیتی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے اور گھر چھوٹے ہوتے تھے۔

حدیث سے ثابت ہوا کہ وتر آخر شب میں افضل ہے خواہ انسان نے تہجد نہ پڑھا ہو، بشرطیکہ اسے یقین ہو کہ وہ اٹھ جائے گا یا کوئی

اسے اٹھا دے گا۔ (شرح صحیح مسلم للنووي: ۲۱/۶۔ روضة المتقين: ۱۵۴/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۶۰/۳)

صبح سے پہلے جلدی وتر پڑھ لیا کرو

۱۱۳۷. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بَادِرُوا

الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ "رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ! وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۱۳۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جلدی سے وتر پڑھ لو اس سے پہلے کہ

صبح ہو۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۱۳۷): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب وقت الوتر . الجامع للترمذی، ابواب الصلاة، باب

ما جاء فی مبادرة الصبح بالوتر .

شرح حدیث: یعنی صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے وتر کی ادائیگی میں جلدی کرو۔ یعنی جو شخص یقین رکھتا ہو کہ وہ آخر شب میں بیدار ہو جائے گا یا کوئی اسے بیدار کر دے گا تو وہ وتر آخر شب میں پڑھے لیکن طلوع صبح صادق سے پہلے ادا کرے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۲۸ - تحفة الأحوذی: ۲/۵۸۴)

وتر کی نماز عشاء کے بعد متصل پڑھنا

۱۱۳۸. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ خَافَ

أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ

وَذَلِكَ أَفْضَلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۱۳۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے یہ اندیشہ ہو کہ وہ آخر شب میں نہ اٹھ

سکے گا تو وہ پہلے ہی وتر پڑھ لے اور جو آخر شب میں پڑھنا چاہے تو وہ رات کے آخری حصے میں پڑھے کہ رات کے آخری حصے میں نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ زیادہ افضل ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۳۸): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب من خاف ان لا يقوم .

کلمات حدیث: مشہودہ: آخر شب کی نماز میں فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے جو خیر و برکت کے لیے آتے ہیں۔

شرح حدیث: جس کو یہ خیال ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہ اٹھ سکے گا تو وہ رات کے اوّل حصے میں وتر پڑھ لے اور جسے یہ

یقین ہو کہ وہ آخر شب میں قیام لیل کے لیے اٹھ جائے گا وہ آخر شب میں وتر پڑھے کہ اس حصے میں رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور

اس حصے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحب استطاعت کے لیے وتر کی

تاخیر افضل ہے، ورنہ حزم و احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لے۔ امام خطابی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب سے

روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں وتر کی بات کرنے لگے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو وتر پڑھ کر سوتا ہوں، پھر اگر میں تہجد کے لیے اٹھتا ہوں تو صبح صادق تک دو دو رکعت پڑھتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بغیر وتر پڑھے سو جاتا ہوں اور سحر سے پہلے وتر پڑھتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمایا کہ انہوں نے احتیاط پر عمل کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے ہمت کا مظاہرہ کیا۔ حدیث مبارک میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عمل سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اول شب میں وتر پڑھ لے اور پھر آخر شب میں دو دو رکعت کر کے نماز پڑھے تو اس پر دوبارہ وتر لازم نہیں ہے۔ بلکہ وتر ایک رات میں ایک ہی ہے خواہ وہ اول شب میں پڑھے یا آخر شب میں پڑھے۔ چنانچہ ابوداؤد میں طلق بن علی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

بہر حال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اول شب میں وتر افضل ہے اس شخص کے لیے جو آخر شب میں اٹھ سکتا ہو ورنہ وہ اول شب میں وتر پڑھ لے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۰/۶۔ تحفة الأحوذی: ۵۵۵/۲۔ روضة المتقین: ۱۵۵/۳)



(الباب ۲۰۶)

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحَىٰ وَبَيَانِ أَقْلِهَا وَأَكْثَرِهَا وَأَوْسَطِهَا وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا صلاة الضحیٰ کی فضیلت و ترغیب، صلاة الضحیٰ کی رکعتوں کا بیان

۱۱۳۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكَعَتَيْ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ !
(۱۱۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ ہر ماہ تین روزے رکھوں اور دو رکعت ضحیٰ پڑھوں اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔ (متفق علیہ)

سونے سے پہلے وتر پڑھنا اس شخص کے لیے مستحب ہے جسے آخر شب میں اٹھنے پر اعتماد نہ ہو اگر یہ اعتماد یقین حاصل ہو تو شب کے آخری حصہ میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

تخریج حدیث (۱۱۳۹): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب صلاة الضحیٰ والصوم. صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب الضحیٰ.

کلمات حدیث: ضحی: سورج کے اچھی طرح نکل جانے کے بعد کا وقت ضحیٰ ہے۔ ضحوة: دن کے پہلے حصہ کا بلند ہونا۔ اضحی النہار: کے معنی ہیں کہ دن کی روشنی اچھی طرح پھیل گئی۔

شرح حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر رسول اللہ ﷺ کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میرے خلیل ﷺ نے فرمایا۔ خلیل اس دوست اور حبیب کو کہتے ہیں کہ جس کی محبت دل میں اتر گئی ہو۔ غرض حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین کاموں کی نصیحت فرمائی کہ میں ہر ماہ تین دن کے روزے رکھوں تاکہ صیام دہر کے قائم مقام ہو جائے۔ تین دنوں سے یا تو مہینہ کے کوئی سے بھی دن مراد ہیں یا ایام بیض مراد ہیں ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخیں ہیں۔ رسول کریم ﷺ ایام بیض میں روزے رکھتے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہر ماہ کے شروع میں تین دن کے روزے رکھ لے اور بعض دیگر کی رائے یہ ہے کہ ہر دس دن میں ایک دن کا روزہ رکھ لے۔

صلاة الضحیٰ جب آفتاب بلند ہو جائے اس وقت پڑھی جانے والی نماز کو صلاة الضحیٰ کہا جاتا ہے۔ سورج کے طلوع ہو جانے اور آفتاب کے بلند ہو جانے کے بعد دراصل دو نمازیں ہیں۔ ایک صلاة الاشراق اور دوسری صلاة الضحیٰ۔ بقدر ایک یا دو نیزہ آفتاب کے بلند ہو جانے اور وقت مکروہ ختم ہو جانے کے بعد جو نماز پڑھی جائے اسے اصطلاحاً صلاة الاشراق کہتے ہیں اور جب آفتاب اچھی طرح بلند ہو جائے اور دھوپ اتنی پھیل جائے کہ دوسرا پہر شروع ہو جائے تو زوال سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ صلاة الضحیٰ ہے۔ صلاة الاشراق کی کم از کم دو

رکعات ہیں اور زیادہ سے زیادہ چھ اور صلاۃ الضحیٰ کی کم از کم دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں۔ لیکن علماء کے نزدیک مختار امر چار رکعات پڑھنا ہے۔ کیونکہ احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کا چار رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ نماز ضحیٰ کی بہت فضیلت ہے اور اکثر علماء کے قول کے مطابق یہ نماز مستحب ہے۔ شیخ ولی الدین بن العراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صلاۃ الضحیٰ کے بارے میں بکثرت احادیث صحیحہ منقول ہیں یہاں تک کہ محمد بن جریر طبرانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ احادیث تو اتر معنوی کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔ نماز وتر کا بیان ہو چکا ہے کہ اگر کسی کو آخر شب میں اٹھنے پر اعتماد و وثوق ہو تو آخر شب میں وتر پڑھنا افضل ہے بصورت دیگر اول شب میں پڑھنا مستحب ہے۔

(فتح الباری: ۱/۷۳۲۔ ارشاد الساری: ۳/۲۳۰۔ روضة المتقین: ۳/۱۵۶۔ مظاہر حق: ۱/۸۲۶)

جسم کے ہر جوڑ کے بدلہ میں صدقہ کرنا

۱۱۴۰۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يُضْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ! فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَتُجْزَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۴۰) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے، ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے امر بالمعروف صدقہ ہے نہی عن المنکر صدقہ ہے اور اگر آدمی صلوۃ الضحیٰ پڑھ لے تو وہ ان سب سے کافی ہے۔

تخریج حدیث (۱۱۴۰): صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب الضحیٰ.

کلمات حدیث: تسبیحہ: ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا۔ تحمیدہ: ایک مرتبہ الحمد للہ کہنا۔ تکبیرہ: ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ تہلیلہ: ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا۔

شرح حدیث: صلاۃ الضحیٰ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ آدمی جب صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے جب وہ سبحان اللہ الحمد للہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس سے یہ صدقہ ادا ہوتا ہے اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے یہ صدقہ ادا ہوتا اور اگر آدمی دو رکعت صلاۃ الضحیٰ پڑھ لے تو ان سب کی طرف سے صلاۃ الضحیٰ کافی ہو جاتی ہے۔ (ذیل الفالحین: ۳/۵۶۴)

چاشت کی چار رکعتیں ہیں

۱۱۴۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

الضَّحَىٰ أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۱۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعات صلاۃ الضحیٰ ادا فرمایا

کرتے تھے، اور پھر جتنا اللہ چاہتا اضافہ فرماتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۴۱): صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرين، باب استحباب صلاۃ الضحیٰ .

شرح حدیث: صلاۃ الضحیٰ کی فضیلت اور اس کی ترغیب میں متعدد احادیث مروی ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صلاۃ الضحیٰ کی محافظت کرنے والا اواب ہے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں صلاۃ

الضحیٰ کی فضیلت پر مفصل کلام فرمایا ہے۔ آپ ﷺ اکثر چار رکعات پڑھتے اور کبھی اس پر اضافہ بھی فرماتے تھے۔ صلاۃ الضحیٰ کی کم سے کم

رکعات دو ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے بھی آچکی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۹۴/۶۔ دلیل الفالحین: ۵۶۴/۳)

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائی ہیں

۱۱۴۲۔ وَعَنْ أُمِّ هَانِيٍّ فَاخْتَبَتْ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ! ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، صَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ وَذَلِكَ

ضَحَى“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا مُخْتَصَرُ لَفْظِ أَحَدَى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ !

(۱۱۴۲) حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال

خدمت اقدس میں حاضر ہوئی آپ اس وقت غسل فرما رہے تھے، جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے آٹھ رکعات

پڑھیں اور یہ صلاۃ الضحیٰ کی نماز تھی۔ (متفق علیہ) یہ مسلم کی ایک روایت کے مختصر الفاظ ہیں۔

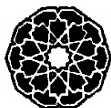
تخریج حدیث (۱۱۴۲): صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ والتهجد، باب صلاۃ الضحیٰ فی السفر۔ صحیح مسلم،

کتاب صلاۃ المسافرين، باب استحباب صلاۃ الضحیٰ .

کلمات حدیث: عام الفتح: یعنی فتح مکہ مکرر ۸ ہا سال۔

شرح حدیث: اس حدیث میں اور اس سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے صلاۃ

الضحیٰ چار رکعت پڑھیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے بھی آچکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۵۶۵/۳۔ روضة المتقین: ۱۵۸/۳)



الباب (۲۰۷)

بَابُ تَجَوُّزِ صَلَوةِ الضُّحَى مِنْ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلَى زَوَالِهَا،
وَالْأَفْضَلُ أَنْ تُصَلِّيَ عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحَى
صلاة الضحیٰ سورج کے بلند ہونے کے وقت سے لیکر زوال سے پہلے تک جائز ہے، افضل یہ ہے کہ دن
قدرے گرم ہو جائے اور سورج بلند ہونے کے بعد پڑھی جائے

۱۱۴۳۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى فَقَالَ : أَمَا لَقَدْ
عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْآوَابِينَ
حِينَ تَرْمَضُ الْفَصَالُ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ !
"تَرْمَضُ" بِفَتْحِ الشَّاءِ وَالْيَمِيمِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ يَعْنِي شِدَّةَ الْحَرِّ "وَالْفَصَالُ" جَمْعُ فَصِيلٍ وَهُوَ
الصَّغِيرُ مِنَ الْإِبِلِ !

(۱۱۴۳) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بعض اصحاب کو صلوٰۃ الضحیٰ پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا
کہ انہیں معلوم ہے کہ نماز اس وقت کے علاوہ افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت افضل
ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔ (مسلم)
ترمض میم پر زبر ہے، سخت گرمی ہونا۔ فصال: فصیل کی جمع ہے اونٹ کا بچہ۔

تخریج حدیث (۱۱۴۳): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الاوابین حين ترمض الفصال.

کلمات حدیث: آوَابِین: جمع آوَاب، توبہ اور استغفار کے ساتھ اللہ کی جانب پلٹنے والا۔

شرح حدیث: صلوٰۃ الضحیٰ کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج بلند ہو جائے اور اس میں تیزی آجائے، صلوٰۃ الاوابین
سے یہاں مراد صلوٰۃ الضحیٰ ہے یعنی ان لوگوں کی نماز جو اللہ کی جانب توبہ اور استغفار سے بہت رجوع کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم میں
حضرت داؤد علیہ السلام کو اواب کہا گیا ہے کہ وہ بہت توبہ اور استغفار کرنے والے تھے۔ غرض حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
صلوٰۃ الضحیٰ کا افضل وقت وہ ہے جو سورج کی دھوپ اتنی ہو جائے کہ اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۲۶۔ روضة المتقین: ۳/۱۵۹)



(الباب ۲۰۸)

بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ!
 قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ بَنِيَّةِ التَّحِيَّةِ أَوْ صَلَاةِ فَرِيضَةٍ أَوْ سُنَّةِ رَاتِبَةٍ أَوْ غَيْرِهَا
 تحیۃ المسجد کی ترغیب، مسجد میں دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے خواہ کسی بھی وقت مسجد میں جائے اور
 خواہ یہ دو رکعت فرض یا سنت راتبہ ہوں یا نفل ہوں یا تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھی گئی ہوں

۱۱۴۳۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا
 دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۱۴۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو
 اس وقت تک نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعت پڑھ لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۴۳): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين. صحيح مسلم،
 كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ جب بھی آدمی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے۔
 قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ عام فقہاء کے نزدیک یہ امر ترغیب اور استحباب کے لیے ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے یہ وضاحت بھی کی
 کہ اوقات منوعہ میں اگر مسجد میں جائے تو یہ دو رکعت نہ پڑھے اور امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں پہلے طواف
 کرے پھر تحیۃ المسجد پڑھے اور مسجد نبوی ﷺ میں پہلے تحیۃ المسجد پڑھے پھر درود و سلام پڑھے۔

(فتح الباری: ۱/۴۴۵۔ ارشاد الساری: ۲/۱۰۳۔ روضة المتقين: ۳/۱۶۱۔ شرح صحيح مسلم: ۶/۱۹۱)

مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھنا

۱۱۴۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي
 الْمَسْجِدِ فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۱۴۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ اس
 وقت مسجد میں تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھ لو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۴۵): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين. صحيح مسلم،
 كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد.

شرح حدیث: جو شخص مسجد میں داخل ہو وہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، اس میں تحیۃ المسجد کی نیت سے ہی دو رکعت پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر فرض یا سنت یا نفل پڑھ لیے تب بھی درست ہے۔ جو شخص مسجد میں سے گزر رہا ہو وہ بھی تحیۃ المسجد پڑھے اور اگر کوئی مسجد میں سویا ہوا ہو اور بیدار ہو جائے تو وہ بھی پڑھے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا آپ ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا ابو ذر تم نے نماز پڑھ لی میں نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو اور دو رکعتیں پڑھ لو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ جائے تب بھی وہ اٹھ کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

(فتح الباری: ۴۴۴/۱ - ارشاد الساری: ۱۰۳/۲ - شرح صحیح مسلم: ۱۹۱/۶ - روضة المتقین: ۱۶۱/۳)



بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوءِ تحیۃ الوضوء کا مستحب ہونا

۱۱۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: يَا بِلَالُ! حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ ذَكَرَ نَعْلِكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أَنِّي لَمْ أَطْهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

”اللَّفْ“ بِالْفَاءِ: صَوْتُ النَّعْلِ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الْأَرْضِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(۱۱۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال! مجھے تم اپنا ایسا عمل بتاؤ جو تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہو اور تمہیں اس کے بہت اجر کی توقع ہو کہ میں نے جنت میں تمہارے چوتوں کی آواز اپنے آگے آگے سنی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کے بہت اجر کی توقع ہو سوائے اس کے کہ رات میں یا دن میں جب بھی وضوء کیا اس کے بعد جتنی نماز اللہ نے میرے مقدر میں لکھی تھی میں نے ضرور ادا کی۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

ذَف: جوتے کی آواز اور اس کی زمین پر حرکت۔

تخریج حدیث (۱۱۳۶): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب فضل الوضوء باللیل والنہار۔ صحیح مسلم،

کتاب فضائل الصحابة.

کلمات حدیث: بارجی عمل عملتہ فی الإسلام: اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی ایسا عمل جس کے اجر و ثواب کی بہت توقع ہو۔ ارجی: زیادہ امید والا۔ ایسا عمل جس کے اجر و ثواب کی زیادہ امید ہو۔ رجاء (باب نصر) امید رکھنا۔ توقع رکھنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کون سا ایسا عمل کرتے ہو جس کے بہت اجر و ثواب کی تمہیں زیادہ امید ہو، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے قدموں کی آواز سنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات خواب میں دیکھی کیونکہ حدیث میں عند الفجر کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ بات فجر کے وقت بیان فرمائی اور آپ ﷺ کی عادت و شریفہ یہ تھی کہ جو آپ ﷺ خواب دیکھتے وہ آپ صحابہ کے سامنے بیان فرماتے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی ایسا خاص عمل تو نہیں جس پر اللہ سے بہت زیادہ اجر و ثواب کی توقع ہو البتہ یہ کہ دن و رات میں جب بھی وضوء کرتا ہوں حسب توفیق الہی نماز ضرور پڑھتا ہوں۔ یعنی ہر وضوء کے ساتھ نوافل پڑھنے کا عمل اللہ کے یہاں اس قدر

مقبول ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے پھرنے کی آواز سنی۔

اس حدیث سے ہر وضوء کے بعد دو رکعت یا زیادہ نوافل پڑھنے کا استحباب معلوم ہوا اور اسی نماز کو تحیۃ الوضوء کہا جاتا ہے۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وضوء کا مقصود نماز ہے اس لیے وضوء کے بعد نماز پڑھنی چاہیے تاکہ وضوء اپنی غرض و غایت سے خالی نہ ہوں۔

(فتح الباری : ۱/۷۲۳۔ ارشاد الساری : ۳/۲۰۵۔ عمدۃ القاری : ۶/۲۹۹۔ شرح صحیح مسلم : ۱۶/۱۱)



(الباب ۲۱۰)

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوبِهَا وَالْإِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطَيُّبِ وَالتَّبَكُّيرِ إِلَيْهَا وَالِدُعَاءِ
يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَبَيَانِ سَاعَةِ الْإِجَابَةِ
وَأَسْتِحْبَابِ أَكْثَرِ ذِكْرِ اللَّهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کا وجوب اس کے لیے غسل کرنا، خوشبو لگانا اور نماز جمعہ کے لیے جلدی جانا، جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا اور بعد جمعہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا اور روز جمعہ ساعتِ اجابت کا بیان

قال الله تعالى :

﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :

”جب نماز جمعہ پوری ہو جائے تو زمین پر پھیل جاؤ اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

(الجمعة: ۱۰)

تفسیری نکات: نماز جمعہ سے پہلے علم ہوا تھا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی کاروبار چھوڑ کر اور خرید و فروخت بند کر کے اللہ کی یاد کی طرف
دوڑ یعنی خطبہ جمعہ سنو اور اللہ کے احکام کا فہم حاصل کر کے ان پر عمل کرو اور پھر نماز جمعہ ادا کرو اور جب جمعہ کی نماز ہو جائے تو پھر تمہیں
اجازت ہے کہ اللہ کی زمین میں پھیل کر اللہ کے فضل اس کی مہربانی اور اس کے رزق کی تلاش ہو اور اس دوران خوب کثرت سے اللہ کا ذکر
ہو کہ کامیابی اللہ کی یاد سے وابستہ ہے۔

جمعہ کے دن کی فضیلت

۱۱۳۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”خَيْرُ
يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے

جمعہ کا دن ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی روز جنت سے نکالے گئے۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۳۷):

صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں روز جمعہ کی فضیلت اور اس دن کی خیر اور برکت بیان ہوئی ہے کہ یہ ایسا بہترین دن ہے جس

میں ابوالانبیاء اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی روز وہ جنت میں داخل ہوئے اسی روز ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی روز وہ جنت سے نکالے گئے جو دنیا میں خیر کا اعمال صالح کا اور انبیاء کرام کے آنے کا سبب بنا۔ اس اعتبار سے حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے زمین پر آنا جیسے کسی مسافر کا کسی کام پر جانا اور پھر اپنے گھر واپس آ جانا۔ حضرت آدم علیہ السلام حکمت الہی کے تحت اور اس کے پردے کے ہوئے کام کے انجام دینے کے لیے جنت سے دنیا میں آئے اور اس فرض کی تکمیل کے بعد پھر واپس جنت میں چلے گئے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۴/۶۔ روضة المتقین: ۱۶۴/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۷۳/۳)

نماز جمعہ کی ادائیگی گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہے

۱۱۳۸. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضوء کیا اور خوب اچھی طرح وضوء کیا پھر جمعہ کی نماز کے لیے حاضر ہوا غور سے خطبہ سنا اور خاموش رہا تو اس کے پچھلے گناہ جو اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہوئے معاف کر دیے جاتے ہیں اور مزید تین دن کے بھی اور جو خطبہ کے دوران کنکریوں کو ادھر ادھر کرتا رہا اس نے لغو حرکت کی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۳۸): صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت.

کلمات حدیث: أحسن الوضوء: خوب اچھی طرح سنن و آداب کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے وضوء کیا۔ فاستمع وأنصت: ارادے اور توجہ کے ساتھ خطبہ کو سنا اور اس کے دوران خاموشی اختیار کی۔ مس الحصی: کنکریوں کو چھو یا انہیں ادھر ادھر کیا۔ فقد لغا: اس نے فضول اور بے مقصد حرکت کی، لغو ہر وہ کام ہے جس کا کوئی مقصد یا نتیجہ نہ ہو جو فضول اور باطل ہو۔ مقصد یہ ہے کہ دوران استماع خطبہ کوئی فضول حرکت نہیں کرنی چاہئے جس سے توجہ خطبہ سے ہٹ جائے جیسے اپنے کپڑوں سے کھیلنا وغیرہ۔

شرح حدیث: جس شخص نے روز جمعہ جملہ سنتوں اور اس کے تمام آداب کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے وضوء کیا، پھر جمعہ کو گیا اور اچھی طرح خطبہ سنا اور دوران خطبہ سکوت اختیار کیا تو اس کے اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک تمام گناہ صغیرہ معاف کر دیے جائیں گے بلکہ اگلے تین دن کے بھی معاف کر دیے جائیں گے اور تین دن کا اضافہ اس لیے کہ الحسنہ بعشر امثالها ہر نیکی کا اجر اس کا دس گنا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۷/۶۔ روضة المتقین: ۱۶۵/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۷۴/۳)

نمازیں گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہیں

۱۱۳۹. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ،

وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكْفِرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنِبْتَ الْكِبَائِرَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جو ان کے درمیان سرزد ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۴۹):

صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة.
کلمات حدیث: مکفرات ما بینہن: ان کے درمیان گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ ما اجتنبت الکبائر: بشرطیکہ کبائر سے بچتا رہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر رحمت بہت وسیع ہے اس کے فضل و کرم سے پانچوں نمازوں کے درمیان کے تمام صغیرہ گناہوں کو معاف فرما دیا جاتا ہے اور نماز اگلی نماز تک کے لیے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اسی طرح جمعہ سے اگلے جمعہ تک اور رمضان سے اگلے رمضان تک گناہ صغیرہ معاف کر دیے جاتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے کہ کبیرہ گناہ کے لیے اللہ کے حضور میں توبہ کرنا اور آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا عہد کرنا ضروری ہے۔

(روضة المتقين: ۱۶۴/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۷۴۳)

جمعہ ترک کرنے پر سخت وعید

۱۱۵۰. وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ مِنْبَرِهِ: ”لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ جمعہ چھوڑ دیتے ہیں وہ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ضرور ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے پھر ان کا شمار غافلوں میں ہوگا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۵۰):

صحیح مسلم، ابواب الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة.
کلمات حدیث: وهو على أعواد منبره: آپ ﷺ اپنے منبر کی لکڑیوں پر تھے، آپ ﷺ اپنے منبر کی سیڑھیوں پر تھے۔ اقوام: جمع قوم یہاں مراد منافقین ہیں۔

شرح حدیث: نماز جمعہ کے چھوڑنے پر سخت ترین وعید بیان کی گئی کہ یا تو یہ لوگ جمعہ کی حاضری کا اہتمام کریں اور جمعہ کی نماز میں عدم حاضری سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور ان کا شمار غافلین میں فرما دے گا یعنی جو لوگ جمعہ کی نماز کی

حاضری میں سستی کرتے ہیں ان کا وہ انجام ہوگا کہ جو منافقین کا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ جائے گی اور غفلت شعاروں میں داخل ہو جائیں گے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳۳/۶۔ روضة المتقین: ۱۶۵/۳)

جمعہ سے پہلے غسل کرنے کا حکم

۱۱۵۱. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۵۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے

لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۵۱): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة. صحیح مسلم، اول

کتاب يوم الجمعة.

کلمات حدیث: فليغتسل: اسے چاہیے کہ غسل کرے، یعنی غسل مسنون کرے۔

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یوم جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے اور یہی اہل ظاہر کی رائے ہے خطابی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کا بھی ایک قول اسی طرح نقل کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک غسل جمعہ سنت ہے اور یہی تمام اہل فتویٰ کا قول ہے۔ متعدد احادیث میں نماز جمعہ کے لیے وضو کر کے آنا مذکور ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور جمعہ کے لیے جامع مسجد آیا اور خاموشی اور توجہ سے خطبہ سنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ لوگ اذان کے بعد مسجد میں آتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین میں نے اذان سنتے ہی وضو کیا اور مسجد میں آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صرف وضو کیا؟ تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا اس امر پر اجماع ہے کہ غسل نماز جمعہ کے لیے شرط نہیں۔

حضرت حسن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے لئے وضو کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل ہے۔

حدیث مذکور دلیل ہے کہ جمعہ کے روز غسل سنت اور افضل ہے۔

(فتح الباری: ۱/۶۱۴۔ ارشاد الساری: ۲/۵۴۲۔ روضة المتقین: ۳/۱۶۶۔ دلیل الفالحین: ۳/۵۷۵)

جمعہ سے پہلے غسل کا اہتمام کریں

۱۱۵۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
"الْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ: الْبَالِغُ وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ: وَجُوبُ اخْتِيَارِ كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ حَقِّكَ وَاجِبٌ عَلَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ."

(۱۱۵۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔ (متفق علیہ)

محتمل سے بالغ مراد ہے اور وجوب سے مراد وجوب اختیار ہے جیسے کوئی کہے کہ تیرا حق مجھ پر واجب ہے۔ واللہ اعلم

تخریج حدیث (۱۱۵۲): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب هل علی من لم يشهد الجمعة الغسل من النساء

والصبيان. صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب وجوب الغسل يوم الجمعة، علی کل بالغ من الرجال.

شرح حدیث: غسل یوم واجب ہے یعنی بطور اختیار اور بطور نفاذ، تاکہ جمعہ کے روز حاضرین میں سے کسی کو پسینہ کی بو محسوس نہ ہو، نیز یہ کہ غسل سے طبیعت میں نشاط پیدا ہو جائے اور آدمی خطبہ جمعہ کے سننے کے لیے اور اس کے سمجھنے کے لیے تیار ہو جائے۔

(فتح الباری: ۶۱۴/۱۔ ارشاد السباوی: ۵۴۳/۲۔ شرح صحیح مسلم للنوی: ۱۱۶/۶)

عذر کی وجہ سے جمعہ کا غسل چھوڑا جاسکتا ہے

۱۱۵۳۔ وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهَا وَنَعِمَتْ وَمَنْ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۱۵۳) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن وضوء کیا اس نے اچھا

کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔ (اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن

ہے)

کلمات حدیث (۱۱۵۳): فيها ونعمت: یہ کافی ہے اور خوب ہے۔ اسی طرح درست ہے اور اچھا ہے۔ یعنی جمعہ کے روز وضو پر

اکتفاء میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ بھی بہتر اور عمدہ ہے۔

شرح حدیث: جمہور فقہاء کے نزدیک جمعہ کے روز غسل سنت مؤکدہ ہے، بعض حضرات نے واجب بھی کہا ہے یعنی ان احادیث

کے پیش نظر جن میں وجوب کا لفظ آیا ہے۔ مگر جمہور کے نزدیک استحباب مراد ہے اور لفظ واجب سے تاکید اور ترغیب مقصود ہے شرعی

وجوب مقصود نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضوء کیا اس نے بھی اچھا کیا اور وضوء کافی ہے۔ نیز فرمایا کہ غسل افضل ہے

یعنی مندوب اور مستحب ہے اور وضوء سے افضل ہے۔ جمعہ کا غسل ان لوگوں کے لیے ضروری ہے جن پر جمعہ کی حاضری واجب ہے یا جو

جمعہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کریں، طلوع فجر سے لے کر نماز جمعہ کے لیے جانے تک جمعہ کے غسل کا وقت ہے البتہ جمعہ کے قریب غسل کرنا زیادہ افضل ہے۔ (تحفة الأحوذی: ۲۱/۳۔ نزہة المتقین: ۱۵۱/۲)

نماز جمعہ کے آداب

۱۱۵۴۔ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدْهْنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْنَهُ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يَصَلِّي مَا كَتَبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، الْأَغْفَرُ لَهُ، مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْآخَرَى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۱۵۴) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور جس حد تک ہو سکے پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور تیل لگاتا ہے اور اپنے گھر میں موجود خوشبو استعمال کرتا ہے پھر جمعہ کو جاتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان زبردستی جگہ نہیں کرتا اور جو اللہ نے اس کے حق میں لکھ دیا ہے وہ نماز پڑھتا ہے اور خاموشی اور سکوت کے ساتھ خطبہ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک اس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۵۴): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب لا یفرق بین اثین یوم الجمعة.

کلمات حدیث: ما استطاع من طهر: جس قدر بھی وضوء سے یا غسل سے طہارت اور پاکیزگی حاصل کر سکے۔ لا یفرق بین اثین: دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کرے، دو آدمیوں کے درمیان جگہ کر کے خود نہ بیٹھے، یا دو آدمیوں کے درمیان سے پھلانگ کر آگے نہ جائے بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ فرق تفریقاً (باب تفعلیل) تفریق کرنا۔ جدا کرنا، علیحدہ کرنا۔

شرح حدیث: نماز جمعہ کا اہتمام اور اس کے لیے خوب اچھی طرح طہارت و پاکیزگی حاصل کرنا کہ جسم اور کپڑے خوب صاف ہوں، ان میں کوئی بو نہ ہو اور اسی طرح تیل اور خوشبو لگانا جو خوشبو بھی گھر میں میسر ہو اور نماز جمعہ کے لیے جلد مسجد میں آجانا یہ تمام امور مستحبات میں سے ہیں، پھر جب آدمی مسجد میں داخل ہو جائے تو آداب مسجد کا خیال رکھے لوگوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائے اور نہ دو آدمیوں کے درمیان جگہ بنا کر خود بیٹھ جائے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔ پھر اللہ جس قدر توفیق دے اتنی نوافل ادا کرے اور جب خطبہ جمعہ شروع ہو تو اس کو سکوت کے ساتھ اور توجہ کے ساتھ سنے، ان جملہ آداب کی جو شخص رعایت ملحوظ رکھے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگلے جمعہ تک اس کے گناہ و صغیرہ معاف فرمادیں گے۔ (دلیل الفالحین: ۵۷۷/۳۔ نزہة المتقین: ۱۵۲/۲)

۱۱۵۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولَى فَكَانَ مَقَرَّبَ بُدْنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ

الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ، "غُسْلُ الْجَنَابَةِ" أَيْ غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِي الصِّفَةِ.

(۱۱۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کیا پھر اوّل وقت (پہلی ساعت) میں جمعہ کے لیے گیا اس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا۔ جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا گائے کی قربانی دی، جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا سینگوں والے دنبہ کی قربانی دی اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا مرغی کی قربانی دی اور جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے گویا اٹھ قربانی میں دیا جب امام خطبے کے لیے نکل آئے تو فرشتے مسجد میں آکر خطبہ سنتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تحریر حدیث (۱۱۵۵): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الجمعة. صحیح مسلم، کتاب الجمعة،

باب الطیب والسواک يوم الجمعة.

کلمات حدیث: بدنة: قربانی کا اونٹ۔ کبشا اقرن: سینگوں والا دنبہ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں نماز جمعہ کو جلدی جانے کی ترغیب و تاکید بیان فرمائی گئی ہے کہ جو شخص خوب اچھی طرح غسل کر کے اوّل ساعت میں یا دن کے آغاز میں نماز جمعہ کے لیے مسجد پہنچ گیا تاکہ وہاں نوافل پڑھے اور ذکر و تسبیح میں مشغول رہے، وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تقرب کے لیے ایک اونٹ قربان کر دیا ہو، یعنی اول ساعت میں جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد پہنچنے والے کا اجر و ثواب بہت عظیم ہے اور پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ ثواب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز فرشتے مسجد میں آنے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں پہلے آنے والوں کے پہلے نام لکھے جاتے ہیں۔ پھر جب امام خطبے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے مسجد میں آتے ہیں۔ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے لیے مسجد میں جس قدر جلد ممکن ہو پہنچنا چاہیے اور جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جانا چاہیے کیونکہ خطبہ جب شروع ہوتا ہے تو فرشتے نام لکھنا بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے مسجد میں چلے جاتے ہیں۔ گویا جو شخص خطبہ جمعہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں گیا فرشتوں کے یہاں اس کا نام نہیں لکھا گیا۔

(فتح الباری: ۱/۶۱۸۔ ارشاد الساری: ۲/۵۴۸۔ دلیل الفالحین: ۳/۵۷۸۔ روضة المتقین: ۳/۱۶۹)

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی

۱۱۵۶. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ "فِيهَا سَاعَةٌ لَا يَوَاقُهَا

عَبْدُ مُسْلِمٍ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ يَقْلَلُهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے جو مسلمان بندہ اس کو اس حال میں پائے کہ وہ کھڑا ہو نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرمادیتے ہیں جس کا اس نے سوال کیا ہو اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس ساعت کے قلیل ہونے کا اشارہ فرمایا۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۵۶):

صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة.

کلمات حدیث: ذکر یوم الجمعة: آپ جمعہ کا ذکر فرماتے رہے تھے یعنی جمعہ کے فضائل بیان فرما رہے تھے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ جمعہ کے محاسن اور اس کے فضائل بیان فرما رہے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے روز ایک مختصر سی ایسی ساعت ہے، جس میں اللہ کا بندہ اللہ سے جو سوال کرے اللہ اسے عطا فرمادیتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ یہ ساعت امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ کے اختتام تک ہے۔ غرض مقصود حدیث یہ ہے کہ جمعہ کے دن اللہ کی عبادت اور اس کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے کہ اس روز ایک ساعت جو بہت مختصر ہوتی ہے ایسی آتی ہے کہ اللہ کا بندہ اللہ سے جو سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادیتے ہیں۔ جس طرح رمضان المبارک میں لیلة القدر کا تعین نہیں کیا گیا اسی طرح جمعہ کے روز کی ساعت کا تعین نہیں فرمایا گیا تاکہ اہل ایمان اس ساعت کی فضیلت کے حصول کے لیے سعی و کوشش کریں۔

(فتح الباری: ۱/۶۳۸ - عمدة القاری: ۶/۲۶۰ - روضة المتقين: ۳/۱۷۲)

قبولیت کی گھڑی کا وقت

۱۱۵۷. وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَسَمِعْتُ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۵۷) حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اپنے والد سے وہ حدیث سنی ہے جو وہ جمعہ کی ایک ساعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، میں نے کہا کہ جی ہاں میں نے سنی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ ساعت امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے نماز جمعہ کے اختتام تک ہے۔ (مسلم)

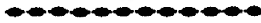
تخریج حدیث (۱۱۵۷):

صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة.

کلمات حدیث: فی شأن ساعة الجمعة: جمع کی ساعت کے بارے میں۔ شأن: بارے میں، حالت، کیفیت، جمع شئون۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے روز ایک مختصر سی ساعت قبولیت دعاء کی ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ یہ ساعت باقی ہے یا نہیں اور یہ کہ یہ ساعت ہر جمعہ کو ہوتی ہے یا سال میں کسی ایک جمعہ کے دن آتی ہے اور جمعہ کے دن کس وقت ہوتی ہے کب شروع ہوتی ہے اور کب ختم ہوتی ہے اور اسی طرح مختلف پہلوؤں سے متعلق علماء کے تقریباً پینتالیس اقوال ہیں جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ذکر کیے ہیں۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سطوع البدر فی فضائل ليلة القدر میں بیان کیے ہیں۔

صحیح ترین رائے یہی ہے کہ یہ ساعت ہر جمعہ کو اور امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ کے ختم ہونے تک ہے جیسا کہ اس حدیث میں وضاحت ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۲/۶۔ روضة المتقین: ۱۷۲/۳)



جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کی تاکید

۱۱۵۸۔ وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَاكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَوَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۱۵۸) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ افضل جمعہ کا دن ہے۔ اس دن میرے اوپر کثرت سے درود بھیجو! تمہارا یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۱۵۸): سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فضل یوم الجمعة۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنا باعث خیر و برکت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ درود ہر وقت اور بکثرت پڑھنا چاہیے اور جمعہ کے روز زیادہ کثرت سے پڑھنا چاہیے وہ درود جو نماز میں پڑھا جاتا ہے جسے دور و ابراہیمی کہتے ہیں پڑھنا زیادہ فضیلت کی بات ہے۔

(دلیل الفالحین: ۵۸۱/۳)



الباب (۲۱۱)

بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُودِ الشُّكْرِ عِنْدَ حُصُولِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ أَوْ اِنْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ
سجود شکر کا استحباب اس وقت جب کوئی ظاہری نعمت ملے یا کوئی بلا مل جائے

۱۱۵۹. عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَتْ طَوِيلًا ، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا . فَعَلَهُ ثَلَاثًا . وَقَالَ : " إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمِّي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمْتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمِّي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمْتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمِّي فَأَعْطَانِي الثَّلَاثَ الْآخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي . " رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

(۱۱۵۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے نکلے ہمارا ارادہ مدینہ منورہ کا تھا جب ہم مقام عزراء پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے دست مبارک بلند فرمائے کچھ وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور دیر تک سجدے کی حالت میں رہے۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے پھر دست مبارک بلند کیے پھر سجدے میں چلے گئے۔ تین مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لیے شفاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول کی اور مجھے میری امت کا ایک تہائی دے دیا۔ اس پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا، پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرمادی تو میں نے سجدہ کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کا باقی تہائی بھی دیدیا اس پر میں نے رب کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۱۵۹): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب سجود الشکر .

کلمات حدیث: عزراء: مکہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ خر ساجداً: جلدی سے سجدے میں چلے گئے۔

شرح حدیث: سجدہ شکر کا ایک سجدہ ہے اور اس سجدے کے لیے ان تمام امور کی رعایت لازمی ہے جو نماز میں لازم ہیں۔ یعنی نماز

کی طرح تکبیر کہی جائے نیت ہو اور سجدہ اور سجود کے بعد سلام پھیرا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے امت کے حق میں دعاء فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور آپ ﷺ نے سجدہ شکر ادا فرمایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم نعمت

عطا ہونے کے وقت سجدہ شکر کرنا مستحب ہے۔ (روضۃ المتقین: ۱۷۴/۳ - دلیل الفالحین: ۵۸۳/۳)

المبتانی (۲۱۲)

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ رات کے قیام کی فضیلت

۲۷۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

”اور رات کو تہجد ادا کرو یہ زائد ہے آپ ﷺ کے لیے امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔“ (الاسراء: ۷۹)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں رسول کریم ﷺ کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رات کے حصے میں نیند سے بیدار ہو کر نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کیجئے، شب کی تاریکی میں یہ نماز اور تلاوت قرآن آپ کے لیے ہمارے یہاں ایک مزید مرتبہ اور ایک مزید مقام کا باعث بنے گی۔ مقام محمود شفاعت عظمیٰ کا مقام ہے جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں کسی کو بولنے کا یا راندہ ہوگا اس وقت رسول اللہ ﷺ اس مقام پر فائز ہوں گے ہر شخص کی زبان پر آپ کی حمد اور تعریف ہوگی اور حق تعالیٰ بھی آپ ﷺ کی تعریف فرمائیں گے۔ گویا شانِ محمدیت کا قہر ظہور ہوگا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے خلقت کو تکلیف سے چھڑائیں گے۔ مقام محمود کی یہ تفسیر صحیح حدیثوں میں آئی ہے اور صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب حدیث میں شفاعتِ کبریٰ کا نہایت مفصل بیان موجود ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۲۷۹. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿نَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ الْآيَةُ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

”ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔“ (السجدة: ۱۶)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں اہل ایمان کا ذکر ہے کہ وہ پیٹھی نیند اور آرامِ دہ بستر چھوڑ کر راحت و آرام سے کنارہ کش اللہ کے حضور میں اس کی بندگی کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مراد نماز تہجد ہے۔ (معارف القرآن، تفسیر عثمانی)

۲۸۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

”وہ رات میں تھوڑا آرام کرتے ہیں۔“ (الذاریات: ۱۷)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں بھی اہل ایمان کا بیان ہے کہ رات کے خواب اور آرام کو ترک کر کے اللہ کے حضور میں بندگی کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور رات کا اکثر حصہ عبادتِ الہی میں گزارتے ہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت کے

طالب ہوتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

آپ ﷺ رات کو اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک پرورم آجاتا تھا

۱۱۶۰. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ : لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقْدِمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخِرُ؟ قَالَ : أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا، "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ نَحْوُهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ !

(۱۱۶۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ کھڑے کھڑے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (متفق علیہ) حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۶۰): صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله لیغفر لک ما تقدم من ذنبک. صحیح مسلم،

کتاب المنافقین، باب اکثر الاعمال والاحتیاج فی العبادۃ.

کلمات حدیث: تنفطر قدماء: آپ ﷺ کے قدم مبارک کثرت قیام کی وجہ سے پھٹ جاتے تھے۔ افلا اکون عبدا شکورا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔ شکور: بروزن فعل بہت شکر کرنے والا۔ شکر کے معنی ہیں اللہ کی دی ہوئی نعمت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی حمد و ثناء کرنا اور اس کی بندگی بجالانا۔

شرح حدیث: سونے کے بعد رات کے کسی حصے میں اٹھ کر خصوصاً آخر شب میں اٹھ کر صبح صادق ہونے سے پہلے نماز پڑھنا نماز تہجد ہے۔ قیام اللیل (رات کا قیام) کا مطلب ہے رات میں اللہ کی عبادت اور نماز شب جسے تہجد کہتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ رات کو اٹھ کر نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اس قدر طویل قیام ہوتا کہ قدم مبارک پھٹ جاتے اور ان پرورم آجاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے ہی خوشخبری سنا چکے ہیں کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ اور خطائیں معاف کی جا چکی ہیں تو آپ ﷺ اس قدر زحمت کیوں فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں؟

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سب خطائیں درگزر فرمادی ہیں اور مجھے دنیا میں اور آخرت میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمادیا ہے تو کیا میرے لیے یہ موزوں نہیں ہے کہ میں رات کو اس کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی بندگی کروں اور اس کا شکر بجالاؤں؟ جن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے اور اس قدر مقامات بلند سے سرفراز فرمایا ہے تو میں بھی چاہتا ہوں کہ اس کی بندگی کروں اور زیادہ سے زیادہ بندگی کروں اور اس کا شکر ادا کرنے والا بندہ بن جاؤں۔

(فتح الباری: ۱/۸۶۰۔ ارشاد الساری: ۱۱/۷۳۔ عمدة القاری: ۱۹/۲۵۴۔ مظاهر حق: ۱/۷۵۷)

تہجد کی تاکید

۱۱۶۱. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَهُ، وَفَاطِمَةَ لَيْلًا فَقَالَ: أَلَا تَصَلِّيَانِ؟“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. طَرَفَهُ: أَتَاهُ لَيْلًا

(۱۱۶۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم دونوں تہجد نہیں پڑھتے؟ (متفق علیہ) طرفہ: کے معنی ہیں رات کے وقت تشریف لائے۔

تخریج حدیث (۱۱۶۱): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل والنوافل من

غیر ایجاب. صحیح مسلم. کتاب صلاة المسافرين، باب ما روي فيمن نام الليل اجمع حتى أصبح. شرح حدیث: رسول کریم ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے گھر رات کے وقت تشریف لے گئے اور انہیں نماز تہجد کے لیے بیدار فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کے لیے کسی اور کو بیدار کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے اور اجر و ثواب کا کام ہے۔ امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کو تہجد کی نماز کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب اور اس کی خیر و برکات کا علم تھا اس لیے آپ ﷺ نے اپنی بیٹی اور داماد کو اس نماز کے لیے بیدار فرمایا اور آیت پر عمل فرمایا:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ﴾

”اپنے گھر والوں کو نماز کا علم کیجئے۔“ (فتح الباری: ۷۱۳/۱۔ ارشاد الساری: ۱۷۶/۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تہجد کی پابندی

۱۱۶۲. وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعَمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ“ قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ،

(۱۱۶۲) حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بہت اچھے آدمی ہیں مگر کاش وہ رات کو نماز بھی پڑھا کرتے۔ سالم کہتے ہیں کہ اس فرمان نبوی ﷺ کے بعد عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۶۲): صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبد الله بن عمر. صحیح مسلم،

کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما.

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں اصحاب رسول خواب دیکھتے اور اپنے خواب خدمت اقدس میں بیان کرتے۔ میں نے بھی تمنا کی کہ میں خواب دیکھوں اور آپ ﷺ سے بیان کروں میں اس وقت تنہا نوجوان تھا اور مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے اور وہ مجھے جہنم کی طرف لے گئے، جہنم کنویں کی طرح گہرا تھا اور اس کے دونوں طرف اس طرح قرن بنے ہوئے تھے (کنویں کے دونوں طرف پانی کی چرخی) جیسے کنویں پر بنے ہوتے ہیں۔ میں نے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ کہا شروع کیا۔ تو ایک اور فرشتہ آیا اس نے مجھ سے کہا کہ خوف زدہ مت ہو۔ میں بیدار ہوا تو میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر فرمایا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر وہ نماز شب ادا کرے۔

سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رات کو بہت کم سوتے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ اللیل اور نماز تہجد اللہ کے یہاں بے حد مقبول عبادت ہے۔

(فتح الباری: ۷۱۱/۱ - ارشاد الساری: ۱۷۰/۳)

تہجد کی عادت چھوڑنے کی مذمت

۱۱۶۳. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ! كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۶۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ تم فلاں

شخص کی طرح نہ ہو جانا وہ رات کا قیام کرتا تھا پھر اس نے ترک کر دیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۶۳): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل، صحیح مسلم، کتاب

الصیام، باب النہی عن صیام الدھر.

شرح حدیث: احادیث مبارکہ سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی کوئی نیک عمل کرے تو اس پر مداومت کر لے یعنی اسے ہمیشہ کرتے رہے کوئی بھی عمل صالح شروع کرے اسے چھوڑ دینا اچھا نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ قیام لیل کی پابندی کرو اور اسے شروع کر کے چھوڑ نہ دو۔ بلکہ اس پر مواظبت اختیار کرو۔

(فتح الباری: ۷۲۴/۱ - روضة المتقین: ۱۷۸/۳ - دلیل الفالحین: ۵۸۸/۳)

صبح تک سونے والے کے کام میں شیطان پیشاب کرتا ہے

۱۱۶۴. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ: "ذَاكَ رَجُلٌ بَالُ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۶۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ رات کو

سویا اور صبح تک سوتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایسا آدمی جس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۶۴): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب إذا قام ولم یصل بال الشیطان فی اذنه . صحیح

مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب ما روي فيمن نام الليل اجمع حتى اصبح

شرح حدیث: قیام لیل ایک ایسا عمل ہے جس کی حد درجہ فضیلت بیان ہوئی ہے اور جس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے، ساری رات

سونا اور صبح تک سوتے رہنا کہ آدمی نماز شب کے لیے بیدار نہ ہو اس طرح ہے جیسے شیطان نے اپنا تسلط جمایا ہو اور اس پر ایسا غلبہ کر لیا ہو

کہ وہ اللہ کی بندگی اور اس کی عبادت سے غافل ہو گیا۔ خواہ شیطان نے حقیقتاً پیشاب کر دیا ہو اور اس کے کانوں کو اذان کی آواز سننے سے

محروم کر دیا ہو یا اس نے اپنے غلبہ اور تسلط سے اللہ کی عبادت سے محروم کر دیا ہو۔

(فتح الباری: ۱/۷۲۰۔ عمدۃ القاری: ۷/۲۸۳۔ ارشاد الساری: ۳/۱۹۷)

شیطان کی طرف سے غفلت کے گرہیں

۱۱۶۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَعْقُدُ

الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ: يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ،

فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ كُلُّهَا

فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَالْأُصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. "قَافِيَةُ الرَّأْسِ": آخِرُهُ.

(۱۱۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر

رات کو سوتے وقت تین گرہیں لگاتا ہے ہر گرہ پر یہ کہہ کر دم کرتا ہے کہ بڑی لمبی رات ہے خوب سو لے۔ جب وہ بیدار ہو کر اللہ کو یاد کرتا

ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضوء کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھ لی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ

خوش باش اور شیطاں صبح کرتا ہے ورنہ وہ خبیث نفس اور سستی اور کمالی کے ساتھ صبح کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

قافیۃ الرأس: سر کا پچھلا حصہ، گدی۔

تخریج حدیث (۱۱۶۵): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الرأس . صحیح مسلم،

کتاب صلاة المسافرين، باب ما روي فيمن نام الليل اجمع .

کلمات حدیث: یعقد الشیطان: شیطان گرہیں لگاتا ہے۔ عقد عقداً (باب ضرب) گرہ لگانا۔ عقدۃ: گرہ جمع عقد۔

النفاثات فی العقد: گرہوں میں پھونکیں مار کر دم کرنے والیاں۔ قافیۃ: گردن کا پچھلا حصہ، یعنی گدی۔

شرح حدیث: شیطان آدمی کا دشمن ہے اور نہیں چاہتا کہ وہ اللہ کی بندگی اور عبادت کرے اس لیے جب سونے لیٹتا ہے تو وہ اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر ایک گرہ پر دم کر دیتا ہے کہ رات طویل ہے خوب سوتا رہ۔ اب اگر صبح کو آدمی اٹھ کر اللہ کا نام لیتا ہے تو پہلی گرہ کھل جاتی ہے وضوء کرتا ہے دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور آدمی خوش باش اور عظیم اعتماد ہے ورنہ سست اور کسلمند ہوتا ہے اور اسی حال میں اس کی صبح ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی یاد دینے میں انشراح پیدا کرتی ہے اور اس سے دل مطمئن ہو جاتا ہے اور دکھ اور رنج اور پریشانی دور ہو جاتی ہے کیونکہ بندہ ہر حال میں اور ہر وقت اپنے خالق و مالک کا محتاج ہے، وہ جب تک اس کو نہ پکارے وہ تنگ دلی، بیزاری، سستی اور ضیق نفس کا شکار رہتا ہے اور اس کی سہاری دنیا کی مال و دولت بھی طبیعت کی آزر دگی کو دور نہیں کر سکتی سوائے یاد الہی کے کہ یہی اطمینان قلب کا اکسیر نسخہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی میں ایک طبعی اور ذاتی پہلو انبساط خوشی مسرت اور طمانیت کا موجود ہے اور اللہ سے دوری اور اس سے بغاوت و سرکشی اور غفلت کا نتیجہ خود بخود آزر دگی اور افسردگی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ایسی کھلی حقیقت ہے کہ اس کا جو چاہے اور جب چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے۔

(فتح الباری: ۷۱۸/۱ - ارشاد الساری: ۱۹۴/۳ - نزہۃ المتقین: ۱۵۹/۲ - عمدۃ القاری: ۲۸۳/۷)

تہجد کی پابندی بھی دخول جنت کا ذریعہ ہے

۱۱۶۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَاطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۱۶۶) حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات کو اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۱۶۶): الجامع للترمذی، ابواب صفة القیام، باب افشوا السلام واطعموا الطعام.

کلمات حدیث: افشوا السلام: سلام کو پھیلاؤ، یعنی کثرت سے سلام کرو۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین باتوں کی پابندی اور ان کا اہتمام سلامتی کے ساتھ جنت میں دخول کا سبب ہیں۔ کثرت سے سلام کرنا اور ہر ایک کو سلام کرنا خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو، کثرت سے مساکین اور مستحقین کو کھانا کھانا اور جب لوگ رات کو سو رہے ہوں تو نماز پڑھنا۔ یعنی نماز تہجد قیامت کے دن اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ذریعہ نجات بن جائے گی، کیونکہ تہجد گزار اللہ کی یاد میں اور اس کے اجر و ثواب کے حصول کی امید میں اپنی نیند اور اپنا آرام ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتے

ہیں اور اسے جنت کا آرام اور راحت عطا فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب فضل السلام میں گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۵۹۰/۳ - نزہۃ المتقین: ۱۵۹/۲)

فرض کے بعد سب سے زیادہ اہمیت تہجد کی ہے

۱۱۶۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے بعد اللہ کے یہاں

افضل روزے ماہ محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۶۷): صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم.

کلمات حدیث: شہر اللہ المحرم: اللہ کا وہ مہینہ جس نے اسے حرام قرار دیا ہے یعنی محترم بنایا ہے۔ افضل الصیام: یعنی نفلی روزوں میں سب سے افضل۔

شرح حدیث: محرم کے مہینے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے جس سے اس ماہ محرم کا شرف و امتیاز واضح ہو گیا۔ اس ماہ میں روزے رکھنا تمام نفلی روزوں سے افضل ہے۔ اسی طرح نفلی نمازوں میں سب سے افضل نماز تہجد ہے کہ آدمی اللہ کی یاد اور اس کی بندگی کے لیے اپنی راحت اور آرام ترک کرتا ہے اور رات کی تاریکی میں اپنے گھر میں اور سب کی نظروں سے چھپ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اس طرح اس نماز میں خشوع و خضوع زیادہ ہوتا ہے اور یہ ریاء سے پاک ہوتی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۴۴/۸ - تحفة الأحوذی: ۵۲۸/۲)

تہجد کی نماز دو دو رکعتیں بھی پڑھ سکتے ہیں

۱۱۶۸۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”صَلَاةُ اللَّيْلِ

مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتُ الصُّبْحَ فَأَوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۶۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں جب

تمہیں صبح کا خطرہ ہو تو ایک تیسری رکعت ملا کر وتر بنا لو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۶۸): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب صلاة النبي ﷺ. صحیح مسلم، کتاب صلاة

النسائي، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل.

شرح حدیث: رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز دو دو رکعت پڑھنی چاہیے اور جسے اپنے بارے میں رات کو اٹھ جانے کا یقین ہو وہ وتر کی

نماز تہجد کے بعد ادا کرے ورنہ بعد عشاء وتر پڑھ لے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب تخفیف رکعتی الفجر میں گزر چکی ہے۔

(نزهة المتقين: ۱۶۰/۲)

۱۱۶۹۔ وَعَنْهُ قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، وَيُؤْتِرُ

بِرُكْعَةٍ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۶۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کی نماز دو دو رکعت ادا فرماتے اور ایک

رکعت سے وتر بنا لیتے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۶۹): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب صلاة النبي ﷺ. صحیح مسلم، کتاب صلاة

المسافرین، باب صلاة الليل مثنی مثنی.

شرح حدیث: نماز تہجد دو دو رکعتوں کی صورت میں پڑھی جائے اور نماز تہجد کے بعد وتر پڑھے جائیں، اگر نماز تہجد کے لیے اٹھنے کا

یقین نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ وتر بعد عشاء پڑھ لیے جائیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب تخفیف رکعتی الفجر میں گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۵۹۱/۳)

رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں تہجد پڑھی ہے

۱۱۷۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ

الشَّهْرِ حَتَّى نَظْنَ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظْنَ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ

اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ." رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۱۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی ماہ روزے نہ رکھتے، یہاں تک کہ یہ خیال ہوتا کہ

اس ماہ روزے نہیں رکھیں گے اور کبھی اس طرح مسلسل روزے رکھتے کہ خیال ہوتا کہ اس ماہ کا کوئی روزہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور اگر تم

چاہتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات نماز پڑھتا ہوا دیکھو تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور اگر تم نہ چاہتے کہ آپ ﷺ کو سوتا ہوا

دیکھیں مگر سوتا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۷۰): صحیح البخاری، کتاب التہجد والصیام، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وافتطاره.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ روزے بھی رکھتے اور افطار بھی فرماتے اور رات کو نماز شب بھی پڑھتے اور آرام بھی فرماتے۔

حدیث مبارک میں نفلی روزوں اور نماز شب کی ترغیب ہے مگر اس کے ساتھ اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم بھی ہے کہ نفلی روزے اس طرح

ہوں کہ کچھ روزے رکھ کر پھر افطار کر لیا جائے اور رات میں کچھ وقت نماز پڑھ لی جائے اور کچھ وقت آرام کیا جائے تاکہ طبیعت میں ملال

پیدا نہ ہو بلکہ جس قدر عبادت ہو وہ شوق اور رغبت کے ساتھ ہو۔

(فتح الباری: ۷۱۷/۱ - ارشاد الساری: ۱۹۳/۳ - عمدۃ القاری: ۲۷۸/۷)

تہجد میں پچاس آیات کے برابر طویل سجدہ فرماتے تھے

۱۱۷۱. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، تَعْنِي فِي اللَّيْلِ. يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ"، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۱۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے اور اس میں اتنا طویل سجدہ فرماتے جتنی دیر میں سے کوئی پچاس آیتیں تلاوت کرتا ہے اس سے پہلے کہ آپ سجدے سے سر اٹھائیں اور آپ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے اس کے بعد آپ ﷺ دائیں کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ نماز کی اطلاع دینے والا آجاتا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۷۱): صحیح البخاری، باب صلاة النبي ﷺ.

کلمات حدیث: شقہ الأیمان: آپ ﷺ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹتے۔ شق: پہلو، جانب۔ ایمن: دائیں جانب، دائیں طرف۔
شرح حدیث: رسول کریم ﷺ گیارہ رکعت نماز تہجد ادا فرماتے اور سجدہ اتنا طویل ہوتا کہ کوئی اگر قرآن کی تلاوت کرے تو اس عرصے میں پچاس آیات تلاوت کر لے۔ کیونکہ نماز کا سب سے اعلیٰ رکن سجدہ ہے اور سجدے میں مومن اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لیے آپ طویل سجدہ فرماتے تھے اور فجر سے پہلے کی دو رکعت پڑھ کر استراحت فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو نماز فجر کی اطلاع دی جاتی تو آپ نماز فجر کے لیے تشریف لے جاتے۔ (فتح الباری: ۵۱۳/۱ - ارشاد الساری: ۲۶۹/۳)

نبی کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے

۱۱۷۲. وَعَنْهَا قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً: يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُولِهِنَّ. ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ، وَطُولِهِنَّ. ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُؤَيَّرَ؟ فَقَالَ، "يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی نماز میں گیارہ

رکعت پر اضافہ نہ فرماتے۔ چار رکعت پڑھتے ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعت پڑھتے۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۷۲): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب صلاة النبی ﷺ و عدد رکعاتہ ﷺ.

کلمات حدیث: فلا تسال عن حسنہن و طولہن: یہ چار رکعت اس قدر عمدہ اور اس قدر طویل ہوتیں کہ ان کے بارے میں سوال کرنے یا پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یعنی ان رکعات کی خوبی اور ان کی طوالت اس قدر ظاہر اور نمایاں تھی کہ یہ محتاج بیان ہی نہیں ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نماز تہجد گیارہ رکعت پڑھتے اور رمضان یا غیر رمضان میں فرق نہ ہوتا اور چار رکعت درمیان میں ایک سلام کے ساتھ یعنی دو دو رکعات کر کے ایسی پڑھتے کہ ان کا حسن اور ان کی خوبی بڑی نمایاں اور بڑی واضح ہوتی اور یہ رکعت خوب طویل ہوتیں اور اس کے بعد وتر کی تین رکعت پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ رات کو وتر پڑھے بغیر سو جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے خصائص اور آپ کے معجزات میں سے ہے۔

(فتح الباری: ۷۲۲/۱۔ ارشاد الساری: ۲۰۲/۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۹/۶)

آپ ﷺ کا عام معمول آخری رات میں تہجد کا تھا

۱۱۷۳۔ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۷۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کے شروع حصے میں سوتے اور آخر میں اٹھ جاتے

اور نماز پڑھتے۔ (متفق علیہ)

شرح حدیث (۱۱۷۳): رسول اللہ ﷺ رات کے اول حصے میں سو جاتے اور رات کے آخری حصے میں اٹھ کر نماز پڑھتے اگرچہ اس سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی گزر چکا ہے کہ آپ نے وتر کی نماز شب کے اول حصے میں بھی پڑھی، وسط میں بھی پڑھی اور آخر میں بھی۔ لیکن زیادہ تر آپ ﷺ کا طریقہ یہی تھا کہ آپ ٹٹ اخیر میں نماز تہجد پڑھا کرتے تھے کیونکہ یہ وقت بہت خیر و برکت کا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب جب رات کا آخری تہائی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی مجھے پکارنے والا ہے کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اس کو دوں اور کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے معاف کر دوں۔

(فتح الباری: ۷۲۲/۱۔ ارشاد الساری: ۲۰۱/۳۔ عمدۃ القاری: ۲۹۳/۷)

رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز بہت طویل ہوتی تھی

۱۱۷۴۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قِيلَ: مَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدْعُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۷۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے طویل قیام فرمایا یہاں تک کہ میرے دل میں ایک غلط خیال آگیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا خیال؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں آپ ﷺ کو کھڑا رہنے دوں اور خود بیٹھ جاؤں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۷۴): صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب طول القيام فی صلوۃ اللیل۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرين، باب استحباب تطویل القراءة فی صلاۃ اللیل۔

کلمات حدیث: ہمت بامر سوء: میں نے ایک بری بات کا ارادہ کیا، میرے دل میں ایک برا خیال آیا، میں نے ایک غلط بات سوچی۔ ہم بہم ہما (باب نصر) ارادہ کرنا۔

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز تہجد پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے حسب عادت شریفہ طویل قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کو حالت قیامت میں چھوڑ کر خود بیٹھ جائیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوافل میں طویل قیام مستحب ہے اور نوافل میں امام کی اقتداء بھی جائز ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس ارادہ کے باوجود کہ بیٹھ جائیں آپ کے ساتھ کھڑے رہے کہ نبی کریم ﷺ کے ادب اور آپ کی عظمت و شان کے منافی کام نہ ہو۔

(ارشاد الساری: ۱۸۵/۳۔ فتح الباری: ۷۲۹/۱۔ روضة المتقین: ۱۸۶/۳۔ دلیل الفالحین: ۵۹۴/۳)

سورہ بقرہ، آل عمران، نساء ایک رکعت میں تلاوت فرمائی

۱۱۷۵۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبُقْرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضَى فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي رُكْعَةٍ، فَمَضَى فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتْرَبِلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ، تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، فَكَانَ رَكَعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۷۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی، آپ ﷺ نے سورۃ البقرۃ کی تلاوت شروع کی میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ ﷺ سو آیات پڑھ کر رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی، میں نے سوچا کہ سورۃ البقرۃ پوری ایک رکعت میں پڑھیں گے مگر آپ ﷺ نے تلاوت جاری رکھی اور سورۃ النساء شروع کر دی وہ بھی ختم کر لی اور آل عمران شروع کر دی آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے رہے جب آیت تسبیح پڑھتے تو سبحان اللہ کہتے، جب سوال پر آتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ پر آتے تو تعوذ فرماتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے رکوع فرمایا اور آپ سبحان ربی العظیم کہتے رہے، آپ ﷺ کا رکوع آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہا اور تومہ کیا اور تومہ میں کھڑے رہے آپ کا یہ قیام بھی رکوع کے قریب تھا پھر سجدہ فرمایا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہنا شروع کیا اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۷۵): صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءة فی صلاۃ اللیل.

کلمات حدیث: مترسلاً: ٹھہر ٹھہر کر، حروف کی مکمل ادائیگی اور ترتیل کے ساتھ پڑھتے ہوئے۔

شرح حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز تہجد میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کی آپ ﷺ نے طویل قیام فرمایا اور سورۃ البقرۃ، النساء اور آل عمران کی تلاوت فرمائی۔ ممکن ہے کہ اولاً سورتوں کی ترتیب اسی طرح ہو اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے آل عمران کو النساء پر مقدم فرمادیا ہو اور مصحف عثمانی اسی ترتیب پر ہے۔

رسول کریم ﷺ نے طویل قراءت ترتیل کے ساتھ فرمائی اور جس مقام پر تسبیح کا حکم دیا وہاں تسبیح فرمائی، جہاں حکم ہوا اللہ سے مانگنے کا اور سوال کرنے کا وہاں سوال فرمایا اور جہاں عذاب اور احوال قیامت کا ذکر آیا وہ اللہ کی پناہ طلب فرمائی۔

یہ حدیث اس سے قبل باب المحاہدۃ میں گزر چکی ہے۔ (روضة المتقین: ۱۸۷/۳ - دلیل الفالحین: ۵۹۴/۳)

لمبے قیام والی نماز افضل ہے

۱۱۷۶. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَى الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "طُولُ الْقُنُوتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. الْمُرَادُ بِالْقُنُوتِ: الْقِيَامُ.

(۱۱۷۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ آپ

ﷺ نے فرمایا کہ طول قنوت۔ (مسلم) قنوت سے مراد قیام ہے۔

تخریج حدیث (۱۱۷۶): صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب افضل الصلاۃ طول القنوت.

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قنوت سے مراد طول قیام ہے اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نوافل شب میں طویل قیام فرمایا کرتے تھے اور قرآن کی تلاوت حالت قیام میں ہوتی

ہے اس لیے قیام کا لمبا کرنا افضل ہے اور اس کے بعد سجدہ کو لمبا کرنا افضل ہے اور اس کے بعد رکوع۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بندہ اپنے رب سے قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۰/۶۔ تحفة الأحوذی: ۴۱۰/۲)

صلوٰۃ داؤد اور صوم داؤد اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

۱۱۷۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ يَصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۷۷) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں

نمازوں میں سب سے محبوب نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور روزوں میں سب سے محبوب روزے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ نصف شب سوتے تھے، ایک تہائی قیام کرتے اور پھر چھٹا حصہ سوتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۷۷): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم داؤد علیہ السلام۔ صحیح مسلم، کتاب

الصیام، باب النہی عن صوم الدهر لمن تضربہ۔

کلمات حدیث: احب الصلاة: سب سے اچھی نماز، سب سے محبوب نماز، اللہ کے یہاں زیادہ مقبول نماز۔

شرح حدیث: احادیث طیبہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ نفلی عبادات اور اعمال صالحہ میں اعتدال اور میانہ روی مطلوب ہے اور دوسری اہم بات احادیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ آدمی جو عمل خیر شروع کرے اس کی پابندی کرے اور اس پر مداومت اختیار کرے ایسا نہ ہو کہ کچھ دن مسلسل روزے رکھے اور پھر تہک کر دیے اور چند راتیں پوری رات نماز پڑھ لی اور پھر قیام لیل ترک کر دیا۔ قیام لیل شروع کر کے ترک کر دینے کے بارے میں حدیث مبارکہ اس سے پہلے گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے فرمایا کہ اے عبد اللہ تم فلاں کی طرح نہ ہو جانا اس نے نماز شروع کی اور پھر چھوڑ دی۔ غرض مسلسل روزے رکھنا اور ساری رات نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے بلکہ وہ عمل کرے جو اس حدیث مبارکہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کا عمل بیان ہوا ہے۔

(فتح الباری: ۷۱۵/۱۔ ارشاد الساری: ۱۸۱/۳۔ عمدة القاری: ۲۶۲/۷)

ہر رات قبولیت کی ایک گھڑی ہے

۱۱۷۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ: "إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۷۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رات میں ایک ساعت ایسی آتی ہے کہ جو مسلمان اس کو پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جو خیر بھی مانگے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادیتے ہیں اور یہ ساعت ہر رات میں آتی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۷۸): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فی اللیل ساعة مستجاب فیہا الدعاء.

کلمات حدیث: یوافقہا: وہ ساعت موافق ہو جائے، مطابق ہو جائے۔ یعنی وہ ساعت بندہ مسلم کو مل جائے۔

شرح حدیث: ہر رات ایک ساعت ایسی آتی ہے کہ اگر بندہ مسلم اس کو پالے تو وہ اللہ سے جو خیر دنیا یا آخرت کی طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادیں گے۔ یہ ساعت اسی طرح جس طرح جمعہ کے روز قبولیت کی ایک ساعت ہے اسے اگرچہ غیر متعین کیا گیا لیکن اغلباً یہ آخر شب ہوتی ہے جس کے بارے میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ کیا کوئی پکارنے والا ہے کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو بیدوں اور کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں اور اسی لیے یہ وقت عبادت کا افضل وقت ہے اور اس کے ابہام میں بھی حکمت ہے جو لیلۃ القدر کے ابہام میں ہے کہ بندہ مومن زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی یاد اور اس کی بندگی میں گزارے۔

(روضة المتقين: ۱۸۹/۳ - دليل الفالحين: ۵۹۷/۳ - شرح صحيح مسلم للنووي: ۳۲/۶)

تہجد کے شروع میں دو مختصر رکعتیں پڑھیں

۱۱۷۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَحِ الصَّلَاةَ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز شب کے لیے کھڑا ہو تو نماز کا افتتاح دو خفیف رکعتوں سے کرے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۷۹): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامہ.

شرح حدیث: نماز شب کے لیے جب آدمی اٹھے تو پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھے تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے اور طبیعت میں نشاط پیدا ہو جائے اور عبادت کے لیے طبیعت تیار ہو جائے۔ (روضة المتقين: ۱۸۹/۳)

۱۱۸۰. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ

مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَوَتَهُ، بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۸۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شب کے لیے اٹھتے تو

پہلے دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۸۰): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامہ.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ جب تہجد کے لیے اٹھتے تو پہلے دو خفیف رکعت پڑھتے تاکہ بعد میں نماز کے لیے طبیعت پوری طرح

تیار ہو جائے اور نشاط پیدا ہو جائے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۴۷/۶ - روضة المتقین: ۱۹۰/۳)

آپ ﷺ تہجد کی بھی قضاء فرماتے تھے

۱۱۸۱. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَاتَتْهُ

الصَّلَاةُ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر کسی بیماری یا عذر کی بناء پر رسول اللہ ﷺ کی

نماز شب رہ جاتی تو آپ ﷺ دن کے وقت بارہ رکعت پڑھتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۸۱): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة اللیل ومن نام عنه او مرض.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوتی یا کوئی اہم کام درپیش ہوتا جس کی وجہ سے نماز شب ادا نہ کر پاتے تو آپ

ﷺ دن کے وقت بارہ رکعتیں پڑھتے یا بطور قضاء پڑھتے۔ اس صورت میں اس حدیث سے یہ دلیل اخذ ہوگی کہ نفل کی قضاء مستحب ہے، یا

مستقل نوافل ادا فرماتے تاکہ جو رات کی نماز کا ثواب ہے یہ دن کی نماز اس کی جگہ ہو جائے اور اس کا اجر و ثواب مل جائے۔ ابن حجر رحمہ

اللہ نے شرح المشکاۃ میں یہی رائے ظاہر کی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۵۹۸/۳)

رات کے فوت شدہ معمولات دن میں قضاء کیے جاسکتے ہیں

۱۱۸۲. وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ، فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ: كَأَنَّمَا قَرَأَهُ

مِنَ اللَّيْلِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۸۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کا رات کا کوئی وظیفہ یا معمول رہ جائے اور وہ اگلے دن فجر سے

لے کر ظہر تک پڑھ لے تو وہ اسی طرح لکھ لیا جاتا ہے کہ گویا اس نے رات ہی میں پڑھا ہے۔

تخریج حدیث (۱۱۸۲): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة اللیل ومن نام عنه او مرض.

کلمات حدیث: من نام عن حزبه: جو سو گیا اور وہ حصہ جو اسے پڑھنا تھا نہیں پڑھا۔ حزب: وہ حصہ یا معمول جو انسان نے رات کو پڑھنے کا مقرر کر رکھا ہو۔ یعنی قرآن کریم کی تلاوت یا ادعیہ ماثورہ وغیرہ۔

شرح حدیث: جو عمل خیر انسان نے اپنے لیے بطور نفل مقرر کیا ہوا ہو اور وہ کسی عذر کی بنا پر رہ جائے تو اس کو دوسرے وقت کر لینا چاہیے تاکہ اس کا اجر و ثواب بھی مل جائے اور آدمی کی عادت بھی برقرار رہے۔ سواگر کسی نے رات کا کوئی معمول تلاوت و قرأت کا یا درود کا یا ادعیہ ماثورہ کا مقرر کیا ہوا ہے تو اگر وہ کسی رات رہ جائے تو اگلے دن اسے کر لینا چاہیے۔ اور فجر کے بعد سے نماز ظہر سے پہلے تک کر لے تو وہ اس کے حق میں ایسا ہوگا جیسے اس نے رات ہی کو کیا ہو۔ اس حدیث سے بغض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ نوافل کی قضاء مستحب ہے۔ (دلیل الفالحین: ۵۹۹/۳۔ نزہۃ المتقین: ۱۶۶/۲۔ روضۃ المتقین: ۱۹۱/۳)

میاں بیوی کا ایک دوسرے کو تہجد کے لیے اٹھانا باعثِ رحمت ہے

۱۱۸۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَانْقَضَ امْرَأَتُهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَصَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَانْقَضَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَصَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۱۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرماتا ہے جو رات کو اٹھا اور نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا اگر وہ نہ اٹھی تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کو بیدار ہوئی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا اور اگر وہ نہ اٹھا تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۱۸۳): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب قیام اللیل.

کلمات حدیث: فإن أبت: اگر اس نے انکار کیا یعنی نہ اٹھی۔ أبى أباء (باب تخ) انکار کرنا۔

شرح حدیث: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون باہمی سب سے زیادہ مطلوب اور مستحسن وہ تعاون ہے جو میاں بیوی کے درمیان ہو، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمتیں ہوں اس شخص پر جو نماز تہجد کے لیے اٹھا اور بیوی کو بھی اٹھایا اور وہ نیند کے غلبے سے نہ اٹھی تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکا اور دونوں اللہ کی بندگی اور اس کے نیاز میں اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اللہ کی رحمتیں ہوں اس بیوی پر جس نے ایسا ہی عمل کیا۔

طبرانی نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی رات کو بیدار ہو کر اپنی بیوی کو اٹھاتا ہے اور اگر اس پر نیند کا غلبہ ہو تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے۔ پھر دونوں اپنے گھر میں کھڑے ہو کر کچھ دیر اللہ کو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۵۹۹/۳۔ روضۃ المتقین: ۱۹۱/۳)

میاں بیوی دونوں کا ذکرین میں شامل ہونا

۱۱۸۳. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۱۸۳) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر والوں کو بیدار کرے اور وہ دونوں نماز پڑھیں یا وہ اکٹھے دو رکعتیں پڑھیں تو ان کو ذاکرین اور ذاکرات میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابو داؤد نے سند صحیح روایت کیا)

مخرج حدیث (۱۱۸۳): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب قیام اللیل.

کلمات حدیث: الذاکرین: ذاکر کی جمع، ذکر کرنے والا۔ اللہ کو یاد کرنے والا۔ الذاکرات: ذاکرة کی جمع، ذکر کرنے والی، اللہ کو یاد کرنے والی۔

شرح حدیث: میاں بیوی میں سے کوئی رات کو اٹھ کر اپنے دوسرے ساتھی کو بیدار کرے پھر دونوں مل کر نماز شب ادا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کا نام ذاکرین اور ذاکرات میں لکھ دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (۳۵)

”اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے تیار کر رکھی ہے مغفرت اور اجر عظیم۔“

(الاحزاب: ۳۵)

اس حدیث میں صلی جمیعاً کے الفاظ آئے ہیں جس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ میاں بیوی نفل نماز باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔ مگر یہاں جمیعاً کے معنی دونوں کے ہیں، جماعت کے نہیں ہیں یعنی مفہوم یہ ہے کہ دونوں بیک وقت نوافل ادا کریں۔

(روضة المتقين: ۱۹۲/۳ - دلیل الفالحین: ۶۰۰/۳)

جب نیند کا غلبہ ہو تو تہجد کو مؤخر کر دے

۱۱۸۵. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَبْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسْبُ نَفْسَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۱۸۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو اٹکھ آجائے اسے چاہیے کہ وہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے۔ کیونکہ اگر نیند کے غلبہ میں کوئی نماز پڑھے اور استغفار کرے تو بجائے استغفار

کے اپنے آپ کو برا کہنے لگے۔

تخریج حدیث (۱۱۸۵): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب امر من نفس فی صلاتہ بان یرقد۔

کلمات حدیث: نعس : اوٹھ آگئی، نیند غالب آگئی۔ نعاس : اوٹھ، نیند کا غلبہ۔ ناعس : جس پر نیند کا غلبہ، جو نیند سے اوٹھ رہا ہو۔ فیسب نفسه : اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔ سب سباً (باب نفیر) برا بھلا کہنا گالی دینا۔ سباب : گالی دینا، برا کہنا۔ ساب : برا بھلا کہنے والا۔

شرح حدیث: نماز کے لیے حضور قلب اور خشوع اور خضوع ضروری ہے، نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب آدمی شیطاں اور تازہ دم ہو اور بہت تھکا ہوا اور مست نہ ہو۔ اسی لیے حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ اگر نیند کا ایسا غلبہ ہو کہ آدمی کو یہ پتہ نہ چلے کہ استغفار کر رہا ہے یا اپنے آپ کو برا کہہ رہا ہے تو بہتر یہ ہے کہ سو جائے کیونکہ اس حالت میں اللہ کے حضور عاجز و نیاز کا پورا اظہار نہیں ہو سکتا جو نماز کی اصل روح ہے۔ بناء بریں ایسی حالت میں انسان کو سوسا کر اپنی نیند پوری کر لینی چاہیے اور اس کے بعد نماز، تلاوت قرآن اور یاد الہی میں مشغول ہونا چاہیے۔ (فتح الباری : ۱/۳۵۲۔ دلیل الفالحین : ۳/۶۰۰۔ ریاض الصالحین (اردو) ترجمہ صلاح الدین یوسف : ۱۹۶/۲)

تہجد پڑھتے ہوئے نیند کا غلبہ ہو تو کچھ دیر آرام کرنا چاہیے

۱۱۸۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَذَرِ مَا يَقُولُ فَلْيُضْطَجِعْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۱۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیدار ہو اور اسے

نیند کے غلبہ سے قرآن کریم کی تلاوت دشوار ہو جائے اور پتہ نہ چلے کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۸۶): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب امر من نفس فی صلاتہ واستعجم علیہ القرآن۔

کلمات حدیث: فاستعجم القرآن : قرآن کریم کی تلاوت دشوار محسوس ہو اور قراءت مشکل ہو جائے۔

شرح حدیث: ہر عمل خیر کے لیے موزوں یہ ہے کہ نیت صالحہ اور اخلاص اور اشتیاق و رغبت کے ساتھ انجام دیا جائے اور جو کام شروع کیا جائے اس پر مداومت اختیار کی جائے اگر نیند کے غلبہ کی بناء پر خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا نہ ہو اور تلاوت قرآن میں دشواری پیش آئے تو بہتر یہ ہے کہ کچھ دیر آرام کر لے اور جب طبیعت میں نشاط اور عبادت کی جانب رغبت و شوق پیدا ہو تو اس وقت اٹھ کر صلاۃ اللیل پڑھے۔ رات کے آخری حصے میں تہجد کے لیے اٹھنا مستحب ہے اور یہ وقت اللہ کی رحمتوں کے نازل ہونے کا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۶/۶۴۔ روضة المتقین : ۳/۱۹۳۔ دلیل الفالحین : ۳/۶۰۱)

بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ قیام رمضان یعنی تراویح کا استحباب

رمضان میں روزے اور تراویح دونوں مغفرت کا ذریعہ ہیں

۱۱۸۷. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ قَامَ

رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۱۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور اجر و ثواب کی نیت

سے قیام رمضان کیا اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۸۷): صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، صلاۃ التراویح، باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا.

صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان و هو التراویح.

کلمات حدیث: تراویح: ترویج کی جمع ہے جس کے معنی ہے ایک مرتبہ راحت، چونکہ نماز تراویح میں ہر چار رکعت بعد جلسہ

استراحت ہوتا ہے اس لیے اسے صلاۃ التراویح کہتے ہیں اور اسی کو قیام رمضان کہتے ہیں۔ ایمانا: یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر

ایمان کے ساتھ اور اس بات پر ایمان کہ اللہ کے یہاں نیک اعمال کی جزا اور ثواب ہے۔ احتساباً: اللہ تعالیٰ کے یہاں جزا اور ثواب کی

نیت کے ساتھ۔

شرح حدیث: جس نے ایمان و یقین کے ساتھ اور اللہ کے یہاں اجر و ثواب کی امید کے ساتھ قیام رمضان کیا اس کے گزشتہ گناہ

معاف کر دیئے جائیں گے۔ قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اور کرمانی نے کہا ہے کہ اس

امر پر اتفاق ہے کہ قیام رمضان سے مراد صلاۃ التراویح ہے اور یہ بیس رکعات ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور بعض

اصحاب کے ساتھ نماز ادا فرمائی پھر اگلی رات بھی نماز پڑھی تو لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی اسی طرح لوگ تیسری اور چوتھی رات کو جمع ہوئے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے باہر تشریف نہ لائے اور پھر جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے اکٹھے ہونے کی خبر ہے

مگر میں اس لیے باہر نہیں آیا کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ بات رمضان میں پیش آئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب ضرور دلاتے تھے لیکن آپ ﷺ نے بتا کید حکم

نہیں فرمایا، بلکہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جو رمضان المبارک میں ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ قیام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے

گزشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات فرما گئے اور قیام رمضان کی یہی صورت رہی، یہی

صورت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے اوّل دور تک اسی طرح رہی۔

یعنی صلاۃ التراويح اور قیام رمضان کی جو صورت عہد نبوت میں تھی وہی باقی رہی۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے دوسرے سال ۱۲ھ میں مسئلہ تراویح باقاعدہ اور منضبط ہو گیا۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رمضان میں مسجد میں تشریف لائے تو لوگ مسجد میں متعدد جماعتوں کی صورت میں نماز تراویح پڑھ رہے تھے کوئی تنہا پڑھ رہا تھا اور کسی کی امامت میں ایک جماعت نماز پڑھ رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری کی امامت میں جمع کر دوں تو یہ زیادہ عمدہ اور زیادہ اچھی بات ہوگی اور آپ نے سب کو حضرت ابی بن کعب کی امامت میں جمع فرمادیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نئی بات بہت اچھی ہوگی۔ یعنی حضرت عمر نے تراویح قائم نہیں فرمائی بلکہ تراویح رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے ہو رہی تھی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوتی رہی، لیکن صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ متعدد صحابہ کرام نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے اور سب کے پیچھے لوگ جمع ہو جاتے اور اس طرح صحابہ کرام متعدد جماعتوں کی صورت میں نماز تراویح پڑھتے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ اگر سب مل کر ایک جماعت کے ساتھ پڑھیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمان نبوت ﷺ ”اقروہم ابی بن کعب“ کہ قرآن کے سب سے بہتر پڑھنے والے ابی بن کعب ہیں۔ کے تحت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمادیا اور صحابہ کرام کو ان کی امامت میں جمع فرمادیا۔ صحابہ کرام سے لیکر بعد کے زمانوں تک ہر دور میں مسلمانوں کا عمل اسی طرح قائم رہا اور تراویح شعار ظاہر میں سے بن گئی۔

صلاۃ التراويح سنت مؤکدہ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک باجماعت افضل ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز تراویح باجماعت پڑھنا واجب علی الکفایۃ ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۶۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۳۵۔ عمدۃ القاری: ۱۱/۱۷۶۔ کشف المغطاء عن وجہ الموطأ: ۹۵)

قیام اللیل کی خصوصی ترغیب

۱۱۸۸۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۱۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قیام رمضان کی ترغیب دلاتے تھے مگر آپ لازمی حکم نہ دیتے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ فرماتے جس نے ایمان و یقین اور اللہ کے یہاں اجر و ثواب کی امید کے ساتھ قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے۔ (مسلم)

خریج حدیث (۱۱۸۸): صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التروایح.

کلمات حدیث: من غیر أن یأمرهم فیہ بعزیمۃ: بغیر اس کے کہ آپ ﷺ انہیں تاکید کے ساتھ اور لزوم کے ساتھ حکم دیں۔

شرح حدیث: رمضان المبارک میں رات کو قیام کی ترغیب دی گئی اور فرمایا گیا کہ اس سے گزشتہ تمام گناہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے جو بیس رکعت ہیں اور دس سلام کے ساتھ دو دو رکعت کر کے ادا کی جاتی ہیں تین رکعت و تران کے علاوہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود یہ نماز پڑھی اور صحابہ کرام نے بھی پڑھی لیکن چند راتیں صحابہ کرام کے ساتھ یہ نماز پڑھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے اس کے بعد صحابہ کرام مسجد نبوی میں متعدد جماعتوں کی صورت میں علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر فرما کر سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دیا اور تمام صحابہ کرام نے ان کے اس اقدام کو قبول فرمایا اور کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا تو اس طرح صحابہ کرام کا اس امر پر اجماع ہو گیا اور اس کے بعد سے مسلمان صلاۃ التراویح پر متفق چلے آ رہے ہیں اور روافض کے سوا کسی نے بھی انکار نہیں کیا اور اس طرح صلاۃ التراویح امت مسلمہ کے شعائر ظاہرہ میں سے بن چکی ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۶۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۵/۶۔ عمدة القاری: ۱۱/۱۷۶۔ کشف المغطاء عن وجه المؤطا: ص ۹۵)



الباب (۲۱۴)

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ أَرْجَىٰ لَيْلِهَا قیام لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کی متوقع راتیں

۲۸۱۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ :

﴿ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ إِلَىٰ آخِرِ السُّورَةِ ۝

اللَّهُ تَعَالَىٰ نَے فرمایا کہ :

”ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا۔“ (القدر)

تفسیری نکات: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں بیت العزت کی طرف لیلۃ القدر میں اتارا پھر آسمان دنیا سے واقعات اور حالات کی مناسبت کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آتے رہے۔ لیلۃ القدر کی رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ روایت ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عازمی تھا جو اللہ کے راستے میں مسلسل ایک ہزار مہینوں تک اسلحہ بند رہا، صحابہ کرام نے اس عمل کے بالمقابل اپنے اعمال کو قلیل جانا تو رحمت الہی سے لیلۃ القدر امت مسلمہ کو دی گئی، جس میں ایک شب کی عبادت ایک ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اس رات اللہ کے حکم سے اللہ کے فرشتے اور حضرت جبریل امین علیہ السلام اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں لے کر اترتے ہیں اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس رات زمین پر آنے والے فرشتوں کی تعداد کنکریوں سے بھی زائد ہوتی ہے۔ رحمت و برکات کے نزول کا سلسلہ اور سلامتی کا نزول صبح تک جاری رہتا ہے اور یہ ایسی سلامتی ہوتی ہے جس میں کوئی شر اور برائی نہیں ہوتی اور نہ شیطان اس میں کوئی بری بات داخل کر سکتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ روح المعانی)

۲۸۲۔ وَقَالَ تَعَالَىٰ :

﴿ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ ۝ الْآيَاتِ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :

”ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا۔“ (الدخان: ۳)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم شب مبارک میں اتارا۔ یہ ایسی شب ہے جس پر ہر محکم بات کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور تمام اہم امور پورے سال کے لیے طے کر لیے جاتے ہیں یعنی سال بھر کے متعلق قضاء و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں لوح محفوظ سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کیے جاتے ہیں جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعبان کی چند راتیں ہیں جسے شب برأت کہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

شب قدر میں عبادت مغفرت کا ذریعہ ہے

۱۱۸۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۱۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ

اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۸۹): صحیح البخاری، کتاب صلاة التراويح، باب من صام رمضان ایمانا و احتسابا۔ صحیح

مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام اللیل وهو التراويح۔

کلمات حدیث: قام لیلۃ القدر: یعنی رات کو نماز پڑھی۔ لیلۃ القدر: میں قیام اللیل کیا۔

شرح حدیث: اللہ سبحانہ کا اس امر پر احسان عظیم ہے کہ اس نے اس امت کے لوگوں کے تھوڑے عمل پر اجر کثیر عطا فرمانے کا وعدہ

فرمایا اور ایسے اوقات اور ایام مقرر فرمائے جس میں مؤمن تھوڑی سی بندگی سے خیر کثیر حاصل کر سکتا ہے مثلاً جمعہ کو باقی ایام پر فضیلت تمام

ایام پر رمضان المبارک کو فضیلت عطا فرمائی اور رمضان المبارک میں آخری دس ایام کو افضل قرار دیا اور ان آخری دنوں میں ایک ایسی

رات رکھی جس کی فضیلت ایک ہزار مہینوں سے زیادہ ہے اس لیے جو شخص اس رات میں ایمان اور احتساب کے ساتھ اللہ کی بندگی کرے

اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۶/۶۔ روضة المتقین: ۱۹۶/۳۔ دلیل الفالحین: ۶۰۵/۳)

لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرنا

۱۱۹۰۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَرَوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْآوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَرَىٰ رُؤْيَاكُمْ قَدْ

تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْآوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّبَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْآوَاخِرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۱۹۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام کو خواب میں آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر

دکھائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم سب کے خواب آخری سات راتوں پر متفق ہو گئے اب اگر کوئی جستجو کرے تو

آخری سات راتوں میں کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۹۰): صحیح البخاری، کتاب الصیام باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر۔ صحیح

مسلم، کتاب الصیام، باب لیلۃ القدر۔

کلمات حدیث: أروا: دکھائے گئے۔ رأى روية: دیکھا۔ أروا: جمع غائب مجہول دکھائے گئے۔ یعنی متعدد صحابہ کرام خواب میں

لیلۃ القدر پر مطلع کیا گیا کہ یہ رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں ہے۔ فمن كان متحريها: اب اگر کوئی اس کی جستجو کرنے والا ہو۔ فليتحريها: تو وہ اس کی جستجو اور تلاش کرے۔

شرح حدیث: متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خواب میں دکھلایا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان اصحاب کے اسمائے گرامی کا علم نہ ہو سکا۔ ان سب صحابہ کرام نے اپنے اپنے خواب رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سب کے خواب متفق ہیں تو پھر جسے لیلۃ القدر کی جستجو ہو وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

حدیث مبارک میں صحابہ کرام کی فضیلت اور ان کے مراتب ہائے بلند کی جانب بھی اشارہ ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر کی جستجو اور تلاش بذات خود ایک عمل صالح اور خیر کثیر ہے اور اس کی تلاش کا طریقہ یہی ہے کہ رمضان کے آخری عشرے میں خوب عبادت کرے اور اللہ کی بندگی اور اس کے سامنے عجز و نیاز کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دے۔

(فتح الباری: ۱/۷۲۴۔ ارشاد الساری: ۳/۲۰۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۳۶۔ دلیل الفالحین: ۳/۶۰۵)

آخری عشرہ کا اعتکاف

۱۱۹۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ: "تَحَرُّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ". متفق عليه.

(۱۱۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حدیث (۱۱۹۱): صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب تحری لیلۃ القدر فی العشر الاواخر۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر۔

کلمات حدیث: کان رسول اللہ ﷺ یجاور: یعنی رسول اللہ ﷺ اعتکاف فرماتے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے اور آپ ﷺ ارشاد فرماتے کہ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۷۲۔ ارشاد الساری: ۴/۵۸۹۔ عمدة القاری: ۱۱/۱۹۱)

طاق راتوں میں شب قدر کی تلاش

۱۱۹۲۔ وَعَنْهَا (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَحَرُّوا لَيْلَةَ

الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْوَاحِدِ مِنْ رَمَضَانَ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۱۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری دس

دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۹۲): صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر.

کلمات حدیث: فی الوتر: یعنی طاق راتوں میں۔

شرح حدیث: لیلۃ القدر رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں ہوتی ہے یعنی اکیس، تیس، پچیس،

ستائیس اور اکتیس۔ گویا آخری دس راتوں میں سے پانچ راتیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے شب قدر کے بارے میں صحابہ کرام اور سلف صالح کی آراء مفصل درج فرمائی ہیں۔ (فتح الباری: ۱/۱۰۷۴)

شب بیداری کے لیے گھروالوں کو بیدار کرنا

۱۱۹۳. وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا دَخَلَ

الْعَشْرُ الْوَاحِدُ مِنْ رَمَضَانَ أَحْيَا اللَّيْلَ كُلَّهُ، وَأَيَقِظُ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمُنَزَّرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۱۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں تمام رات بیدار رہتے

اور اہل خانہ کو بھی بیدار کر دیتے اور خوب کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۹۳): صحیح البخاری، کتاب صلاة التراويح، باب العمل فی عشر الاواخر من رمضان.

صحیح مسلم، الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر والاواخر من شهر رمضان.

کلمات حدیث: جد: بہت کوشش فرماتے، اللہ کی عبادت کے لیے بڑی ہمت فرماتے۔ شد المنزر: ازار کس کر باندھ لیتے یعنی

کمر ہمت کس لیتے اور عبادت کے لیے خوب تیار ہو جاتے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں تمام رات بیدار رہتے اور اہل خانہ کو اٹھاتے اور عبادت

کی خوب سعی و ہمت فرماتے۔ حدیث مبارک کا مقصود یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری راتوں میں بیدار رہنا اور تمام رات عبادت اور ذکر و فکر میں مشغول رہنا مستحب ہے اور اس کی خیر و برکت سارا سال باقی رہتی ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۷۶۔ ارشاد الساری: ۴/۵۹۶)

رسول اللہ ﷺ کا آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام

۱۱۹۴. وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي

غَيْرِهِ وَفِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۱۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور مہینہ میں نہ

کرتے اور اس کے آخری دس دنوں میں اس قدر محنت کرتے جو ان کے علاوہ دنوں میں نہ کرتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۹۴): صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر والواخر من من شهر رمضان

کلمات حدیث: یجتہد: کوشش کرتے، محنت کرتے، زیادہ عمل کرتے۔ اجتہاد (باب افتعال) کوشش کرنا، جدوجہد کرنا۔

رسول کریم ﷺ عبادت اور اعمال صالحہ کی انجام دہی کے لیے بہت سعی و کوشش فرماتے۔

شرح حدیث: رمضان المبارک میں ہر مسلمان کو چاہیے کہ اعمال صالحہ کی انجام دہی کی خوب کوشش کرے اور زیادہ وقت یاد الہی

میں تلاوت قرآن میں اور نوافل کی ادائیگی میں صرف کرے۔ عام دنوں کے علاوہ رمضان المبارک میں ان اعمال کی کثرت ہونا بہت

زیادہ باعث خیر و برکت ہے اور رمضان المبارک میں بھی آخری دس دنوں میں اللہ کی یاد تلاوت اور نوافل کی زیادہ کثرت ہونی چاہیے۔

انہی دنوں میں اعتکاف بھی ایک بہت فضیلت والی عبادت ہے اور اس کا بہت اجر و ثواب ہے اور لیلۃ القدر کی جستجو میں رمضان المبارک کی

آخری طاق راتوں میں کثرت نوافل اور تلاوت قرآن کی کثرت کا اہتمام اور دعاء و استغفار میں سعی و کوشش کرنی چاہیے۔

(نہجۃ المتقین: ۱۷۱/۲ - روضة المتقین: ۳/۲۰۰)

شب قدر میں پڑھنے کی دعاء

۱۱۹۵. وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيْ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ

الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيْهَا؟ قَالَ : ”قُولِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ : وَقَالَ

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ !

(۱۱۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے علم ہو

جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعاء کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعاء کرو:

”اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ“

”اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف فرما دے۔“

ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۱۱۹۵): صحیح البخاری، کتاب الذکر و الدعاء، باب ای الدعاء افضل .

کلمات حدیث: أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ: آپ کیا فرماتے ہیں اگر مجھے علم ہو جائے۔ رَأَى رَأْيًا: دیکھنا رائے ہونا، خیال ہونا: ا

ہمزہ استفہام۔ اَرَأَيْتَ: تو نے دیکھا۔ اَرَأَيْتَ: کیا تو نے دیکھا، یعنی نہیں، کی کیا رائے ہے یا تمہارا کیا خیال ہے؟

شرح حدیث: مؤمن کی شان یہ ہے کہ اس کی زبان پر ہر وقت اللہم اغفر لی ہو کیونکہ معلوم نہیں کہ کوئی ساعت قبولیت کسی بھی وقت آجائے اور مانگنے والے کی مراد پوری ہو جائے۔ غرض دعاء واستغفار مؤمن کی شان ہے جس میں وہ ہر وقت اور ہر گھڑی مصروف رہتا ہے اور خاص طور پر رمضان المبارک میں دعاء واستغفار بہت کثرت سے چاہیے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ اگر میں لیلة القدر پالوں تو میں کیا دعاء کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے معافی مانگو وہ معاف کرنے والا بھی اور معاف کر دینے کو پسند بھی فرماتا ہے۔

لیلة القدر کی متعدد علامات بیان کی گئی ہیں ان میں سے نمایاں علامت یہ ہے کہ یہ رات معتدل ہوتی ہے اور صبح کو سورج سفید نکلتا ہے اور اس کی شعاعوں میں تیزی نہیں ہوتی۔ وابتداء سلم (تحفة الاحوذی : ۹/۶۰ - دلیل الفالحین : ۳/۶۰۸)۔



بَابُ فَضْلِ السَّوَاكِ وَحِصَالِ الْفِطْرَةِ مسواک کی فضیلت اور خصالِ فطرت

مسواک کی اہمیت

۱۱۹۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَوْلَا أَنِّي أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ . لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ !
(۱۱۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر یا لوگوں پر دشواری ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۱۹۶): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة . صحیح مسلم، کتاب الطہارة، باب السواک .

کلمات حدیث: لو لا ان اشق: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ مشقت اور دشواری پیش آئے گی۔ اگر مجھے مشقت پیش آنے کا خیال نہ ہوتا۔ لا امرتهم بالسواک: تو میں انہیں حکم دیدیتا، یعنی ان پر لازم کر دیتا کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کریں۔ ساک سوکاً (باب نصر) مسواک کرنا۔

شرح حدیث: اسلام میں انسان کی باطنی طہارت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے اس کے لیے اخلاق حسنہ اختیار کرنے نفس کو رذائل سے اور بری باتوں سے پاک کرنے اور تزکیہ نفس کا حکم دیا ہے اور اسی طرح ظاہری صفائی طہارت اور نظافت کی بھی تاکید کی گئی ہے اور فرمایا:

﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾

”اور اللہ تعالیٰ طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔“

پورے جسم کی صفائی اور طہارت اور لباس کی پاکی اور پاکیزگی کے ساتھ منہ کی صفائی اور نظافت کی تاکید متعدد احادیث میں وارد ہوئی ہے تاکہ منہ کے اندر کسی قسم کی بوباقی نہ رہے ظاہری اور محسوس بوبھی نہ ہو جس سے انسانوں کو تکلیف ہو اور غیر محسوس بوبھی منہ میں نہ ہو جس سے فرشتے تکلیف محسوس کریں۔

منہ کی اور دانتوں کی صفائی میں سب سے اہم حکم مسواک کا ہے۔ متعدد احادیث میں مسواک کی تاکید آئی ہے اور اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کو فرض اور لازم قرار دینے میں کہیں امت زحمت میں نہ پڑ جائے تو میں اسے ہر نماز کے ساتھ لازم کر دیتا۔

ہر نماز کے ساتھ خواہ فرض ہو یا نفل مسواک کرنا افضل اور سنت ہے۔ مسواک میں بہتر وہ ہے جس کی خوشبو اچھی ہو اور رسول اللہ ﷺ

کی اتباع میں پیلو کے درخت کی لکڑی سے مسواک کرنا زیادہ افضل ہے کیونکہ اس کی خوشبو عمدہ اور اس کا ریشہ نرم ہوتا ہے۔ مسواک بہ نیت تقرب کرنا چاہیے اور اس طرح کرنا چاہیے کہ منہ سے بو کا ازالہ ہو جائے بندہ وضوء اور مسواک کر کے اللہ کے حضور حاضر ہوتا اور اس کی بندگی کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے نازل کردہ کلام کو اپنی زبان سے ادا کرتا ہے اس لیے منہ کی طہارت و نظافت ضروری ہے۔

(فتح الباری: ۱/۶۲۲۔ روضة المتقین: ۳/۲۰۰۔ دلیل الفالحین: ۳/۶۱۰)

آپ ﷺ نیند سے بیدار ہو کر مسواک فرماتے تھے

۱۱۹۷. وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَامَ مِنَ

النُّومِ يَشْوُصُ فَاهُ بِالْمِسْوَاكِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ! "الشَّوْصُ": الدَّلْكُ!

(۱۱۹۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے

صاف کرتے۔ (متفق علیہ) شوص کے معنی ہیں ملنا۔

تخریج حدیث (۱۱۹۷): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة، صحیح مسلم، کتاب

الطهارة، باب السواک

کلمات حدیث: یشو ص فاه: آپ ﷺ اپنے منہ کو مل کر صاف فرماتے، شوص کے معنی ملنے اور صاف کرنے کے ہیں۔ ابن درید کہتے ہیں کہ شوص کے معنی ہیں دانتوں کو نیچے سے اوپر کی طرف صاف کرنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے کی ترغیب ہے کیونکہ سونے میں انسان کا منہ بند رہتا ہے اس لیے اس میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اس لیے سو کر جب آدمی اٹھے تو دانت اچھی طرح صاف کرے مسواک کرے اور منہ کو اچھی طرح دھوئے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسواک ہر وقت مستحب ہے لیکن پانچ اوقات میں اس کے استحباب میں اضافہ ہو جاتا ہے وہ پانچ اوقات یہ ہیں۔ نماز کے وقت، وضوء کے وقت، تلاوت قرآن کے وقت، نیند سے اٹھ کر اور منہ میں تغیر پیدا ہو جانے کے وقت، جو منہ بند رہنے سے یا روزہ سے یا زیادہ بولنے سے ہو جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ دار کے لیے زوال کے بعد مسواک مکروہ ہے، کہ اس وقت مسواک سے منہ کی وہ بوزائل ہو جائے گی جو مستحب ہے۔ مسواک دائیں جانب سے اور عرضاً کرنا چاہیے تاکہ مسوڑھوں کو نقصان نہ پہنچے۔

(فتح الباری: ۱/۳۶۹۔ روضة المتقین: ۳/۲۰۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۳/۱۲۲)

تہجد میں بھی آپ ﷺ مسواک کا اہتمام فرماتے تھے

۱۱۹۸. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نَعِدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سِوَاكَهُ وَطَهْوَرَهُ، فَيَبْعَثُهُ، اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ، مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۱۹۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مسواک اور وضوء کا پانی رکھ دیا کرتی تھیں پھر جب اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھانا چاہتا تو اٹھا دیتا اور آپ ﷺ مسواک کرتے اور وضوء کرتے اور نماز پڑھتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۱۹۸): صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل.

کلمات حدیث: کنا نعد: ہم تیار کیا کرتی تھیں، ہم رکھ دیا کرتی تھیں، طہورہ آپ کے وضوء کا پانی۔ طہور: طاء کے پیش کے ساتھ پاکی، پاکی حاصل کرنا۔ طہور: طاء کے زبر کے ساتھ پانی، وضوء کا پانی۔

شرح حدیث: از واج مطہرات رسول اللہ ﷺ کے معمولات زندگی کا اہتمام فرمایا کرتی تھیں اور آپ کی راحت و آرام کا ہر طرح خیال رکھتیں، چنانچہ آپ کی نماز تہجد کے لیے مسواک اور وضوء کا پانی پہلے سے رکھ دیتیں تاکہ آپ بات میں کسی بھی وقت انھیں تو آپ کو زحمت نہ ہو۔ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ عبادت کی پہلے سے تیاری افضل ہے اور سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا افضل ہے۔

(روضة المتقين: ۲۰۲/۳ - دليل الفالحين: ۶۱۱/۳)

مسواک کا تاکید حکم

۱۱۹۹. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَكْثَرُثُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۱۹۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے مسواک کے بارے میں تمہیں

بکثرت تاکید کی ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۱۹۹): صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة.

کلمات حدیث: أكثرت علیکم: تمہیں بکثرت تاکید کی ہے، متعدد مرتبہ تم سے کہا ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے بار بار متعدد احادیث میں مسواک کی فضیلت بیان فرمائی اور اس کی تاکید فرمائی۔ اس لیے اس

تاکید کے پیش نظر ضروری ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ (فتح الباری: ۶۲۳/۱ - رشاد الساری: ۵۵۸/۲)

گھر میں داخل ہو کر مسواک فرماتے تھے

۱۲۰۰. وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا، بَايَ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ، قَالَتْ: بِالسَّوَاكِ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۰۰) حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب نبی کریم

ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے کون سا کام کرتے؟ انہوں نے بتایا کہ سب سے پہلے مسواک فرماتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۰۰): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ؟ باب السواک .

کلمات حدیث: بای شنی کان ییدا: کس کام سے ابتداء کرتے، کون سا کام پہلے کرتے؟

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نظافت و طہارت کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور گھر میں داخل ہوتے ہی پہلا کام یہ ہوتا کہ مسواک فرماتے تاکہ باہر رہنے اور گفتگو کرنے کے بعد وہ بہن مبارک صاف ہو جائے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۲/۳۔ دلیل الفالحین: ۶۱۲/۳)

آپ ﷺ زبان مبارک پر بھی مسواک فرماتے تھے

۱۲۰۱۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمْتُ وَطَرَفْتُ السِّوَاكَ عَلَى لِسَانِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ الْمُسْلِمِ!

(۱۲۰۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوا میں نے دیکھا کہ مسواک کا کنارہ آپ کی زبان پر تھا۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۲۰۱): صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب السواک . صحیح مسلم کتاب الطہارۃ، باب

السواک .

شرح حدیث: زبان پر مسواک پھیرنا مستحب ہے، تاکہ زبان پر غذا وغیرہ جمی ہوئی ہو تو وہ صاف ہو جائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ

مسواک کو نیچے آدھے دانتوں کے درمیان رکھے پھر اس کو دائیں جانب پھیرے پھر اس کو اپنے بالائی دانتوں کی طرف لوٹائے پھر دوسری جانب والے آدھے دانتوں کی طرف لے جائے پھر نیچے دانتوں کے کناروں پر گزارے پھر اوپر والے دانتوں کی طرف لے جائے جس طرح کہ پہلے گزرا۔ اس طرح مسواک کو اندر کی جانب بھی پھیرے پھر اپنے حلق کے اوپر اور پھر اپنے دانتوں پر۔

(فتح الباری: ۳۶۹/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۳/۳۔ نزہۃ المتقین: ۱۷۴/۲)

مسواک پاکی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے

۱۲۰۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "السِّوَاكُ

مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ بِأَسَانِيدٍ صَحِيحَةٍ.

(۱۲۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسواک منہ کو پاک کرنے والی ہے اور رب

کی رضامندی کا باعث ہے۔ (نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث (۱۲۰۲): سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب الترغیب فی السواک۔ صحیح ابن خزیمہ .

کلمات حدیث: مطہرہ: پاک کرنے والی۔ مرضۃ للرب: رب کی رضا کا سبب بننے والی۔

شرح حدیث: مسواک سے منہ پاک و صاف ہو جاتا ہے اور وضوء سے اعضاء وضوء دھل جاتے ہیں پھر بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور رب کی بارگاہ میں رب کا نازل کردہ کلام اپنی زبان سے ادا کرتا ہے۔ یہ ہمارا عمل رب کی رضا کے حصول اور اس کی خوشنودی ہی کے لیے ہوتا ہے۔ اسی لیے نماز کو معراج مومن کہا گیا اور فرمایا گیا کہ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب سے قریب تر ہوتا ہے۔ (دلیل الفالحین: ۶۱۲/۳)

پانچ باتیں فطرت انسانی میں داخل ہیں

۱۲۰۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْفِطْرَةُ خَمْسٌ. أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِثَانُ، وَالْإِسْتِحْدَاذُ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَتَنْفُثُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ! الْإِسْتِحْدَاذُ: حَلْقُ الْعَانَةِ وَهُوَ حَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِي حَوْلَ الْفَرْجِ!

(۱۲۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فطرت پانچ امور ہیں، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ امور فطرت پانچ ہیں: ختنہ، زیر ناف بال کاٹنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال اکھیرنا، اور مونچھوں کے بال کٹوانا۔ (متفق علیہ)

استحدا کے معنی ہیں زیر ناف بال صاف کرنا، یہ وہ بال ہیں جو شرمگاہ کے ارد گرد ہوتے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۲۰۳): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ،

باب خصال الفطرة.

کلمات حدیث: الفطرة: فطرت وہ خلقی امور ہیں جن پر اللہ نے انسان کو پیدا فرمایا۔ فطرة الله التي فطر الناس عليها: جن میں کوئی رد و بدل نہیں ہوتا۔ یا فطرت سے مراد وہ طریقے ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام نے اختیار فرمائے اور ہمیشہ سے چلے آتے ہیں اور تمام قدیم شریعتیں ان پر متفق ہیں اور انسان کی اصل فطرت سے ہم آہنگ ہیں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ امور فطرت پانچ ہیں: یعنی وہ امور جو دین نے مقرر کیے ہیں اور ہر شریعت میں موجود ہے ہیں اور تمام انبیاء کرام کی سنت رہی ہیں امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ وہ پانچ امور وہ باتیں ہیں جن کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کی گئی اور آپ ان پر پورا اترے اور آپ امام بنائے گئے۔ یہ ساری خصلتیں مجموعی طور پر پاکی اور پاکیزگی کی حفاظت کرنے والی ہیں اور انسان کو حسن بیعت عطا کرنے والی ہیں۔ (فتح الباری: ۱۳۸/۱۔ ارشاد الساری: ۵۸۶/۱۲)

دس باتیں فطرت میں داخل ہیں

۱۲۰۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَاعْتِاقُ اللَّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنَاشِقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاكِيمِ، وَتَنْفُ الْإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ“ قَالَ الرَّاَوِيُّ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنَّ تَكُونُ الْمُضْمَضَةُ قَالَ وَكَيْفَ وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْإِسْتِنَجَاءَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

”الْبَرَاكِيمُ“ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيمِ: وَهِيَ: عُقْدَةُ الْأَصَابِعِ! ”وَاعْتِاقُ اللَّحْيَةِ“ مَعْنَاهُ: لَا يَقْصُ مِنْهَا شَيْئًا.

(۱۲۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں: مونچھوں کا تراشنا، ڈاڑھی کا بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کا دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا، استنجا کرنا۔ راوی نے کہا کہ یہ دسویں بات میں بھول گیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کلی کرنا ہو اور کچ جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں انہوں نے کہا کہ انتقاص الماء کے معنی ہیں پانی سے استنجا کرنا۔ (مسلم)

البراجم کے معنی انگلیوں کے جوڑوں کے ہیں۔ اعفاء اللحية کے معنی ہیں کہ ڈاڑھی نہ کاٹے۔

مخرج حدیث (۱۲۰۴): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حصال الفطرۃ.

کلمات حدیث: اعفاء اللحية: ڈاڑھی کو چھوڑ دینا اور اسے نہ تراشنا۔

شرح حدیث: حدیث سابق میں پانچ امور فطرت کا بیان ہوا تھا اس حدیث میں دس امور بیان ہوئے ہیں۔ اور فرمایا کہ عشر من الفطرۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ امور فطرت میں سے یہاں دس باتیں بیان کی گئی ہیں تمام باتوں کا بیان نہیں ہوا اور ان کے علاوہ اور بھی باتیں امور فطرت ہیں۔ ابن العربی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جن عادات اور عبادات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا تھا وہ تیس احکام تھے جن کو انہوں نے بکمال پورا کیا اور اللہ نے ان کو امام بنایا۔ بہر حال سورۃ بقرۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں جن کلمات کا ذکر ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام پورے کیے تو کلمات کی تفسیر و تعبیر میں متعدد اقوال مروی ہیں جن میں سے طاؤس نے انہی امور فطرت کو ذکر کیا جو اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲۶/۳۔ فتح الباری: ۱/۱۳۸۔ تفسیر مظہری)

مونچھیں کاٹنے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم

۱۲۰۵. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”أَحْفُوا

الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۰۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کٹو اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۰۵): صحیح بخاری، کتاب اللباس باب اعفاء اللحی . صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فعال الفطرۃ .

شرح حدیث: احادیث سابقہ میں جن امور فطرت یا افعال فطرت کا ذکر آیا ہے۔ ان سب کی تفصیل اس طرح ہے:

۱۔ مسواک: مسواک مستحب ہے اور سنت ہے۔ اور اس کی بہت فضیلت اور اجر ثواب ہے یہاں تک کہ اسے رضا الہی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

۲/۳۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا: کلی خوب اچھی طرح کرنا چاہیے تاکہ منہ اچھی طرح دھل جائے اور اسی طرح ناک میں پانی ڈال کر ناک میں سے اس پانی کو ہوا کے ذریعہ صاف کر دینا چاہیے۔ ان دونوں کو وضو میں تین تین مرتبہ کرنا مسنون ہے۔ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل میں دونوں مطلوب ہیں اور ضرورت کے وقت نظافت کا تقاضا ہے۔

۴۔ انگلیوں کی گرہوں کو دھونا، یعنی ہاتھوں کے دھوتے وقت صرف پانی بہانے پر اکتفاء کرنے کے بجائے انہیں اچھی طرح دھونا چاہیے اور انگلیوں کے درمیان خلاء اور جوڑوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے تاکہ انگلیوں کے جوڑ کی جگہ میل باقی نہ رہے۔ اسی طرح بدن کے وہ تمام جوڑ جہاں میل جمع ہو جاتا ہے جیسے کانوں کے موڑ ان کے اندرونی حصے بغلوں، کہنیوں اور گھٹنوں کے جوڑ وغیرہ ان سب جگہوں کی نظافت اور پاکیزگی کا اہتمام ضروری ہے۔

۵۔ استنجاء: یعنی ان مقامات کو جہاں سے نجاست خارج ہوتی ہے پانی سے خوب اچھی طرح دھونا اور اگر ڈھیلا استعمال کیا جائے تو اس کے بعد بھی بہتر ہے کہ پانی سے خوب اچھی طرح دھولیا جائے۔ حصول طہارت کے لیے استنجاء واجب ہے کہ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۶۔ ختنہ: امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک ختنہ واجب ہے اور امام مالک کے نزدیک سنت ہے۔ ولادت کے ساتویں روز ختنہ مستحب ہے۔

۷۔ زیر ناف اور زیر بغل بالوں کا ازالہ: چالیس دن سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

۸۔ ناخنوں کا کاٹنا: ناخنوں کے نیچے میل جمع ہو جاتا ہے اس لیے جوں ہی ناخن اٹگی کے پوروں سے باہر نکلے انہیں تراشنا چاہیے۔ وضو اور غسل میں ناخنوں کے نیچے کے گوشت تک پانی پہنچنا ضروری ہے اگر ناخنوں کے نیچے میل جمع ہو جائے تو پانی نہیں پہنچے گا، جو کہ فرض ہے۔

۹۔ مونچھیں تراشنا سنت ہے۔

۱۰۔ داڑھی رکھنا علماء کے نزدیک واجب ہے۔ حنفی فقہاء کے نزدیک ایک مشت کے برابر داڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے بڑھ جانے کی صورت میں تراشنا جائز ہے۔

المبانی (۲۱۶)

بَابُ تَاكِيدِ وُجُوبِ الزَّكَاةِ وَبَيَانِ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا
وجوب زکوٰۃ کی تاکید اور اس کی فضیلت

۲۸۳۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ :

”نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔“ (البقرہ: ۲۳)

تفسیری نکات: زکوٰۃ کے معنی نشوونما افزائش اور بڑھنے کے ہیں اور اسی طرح اس کے معنی پاک کرنے کے ہیں، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے مال گھٹتا نہیں بڑھتا ہے اور نشوونما پاتا ہے اور اسی طرح اس کا اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے یہاں تک اگر کسی نے کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر و ثواب میں اضافہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ زکوٰۃ دینے والے اور اس کے مال کو میل کچیل سے پاک کر دیتی ہے۔

پہلی آیت کریمہ میں نماز کا حکم ہوا نماز سے انسان کو انفرادی، اخلاقی اور روحانی زندگی استوار ہوتی ہے اور زکوٰۃ سے انسان کی اجتماعی معاشی زندگی درست ہوتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اخلاص کے ساتھ عبادت کی جائے

۲۸۴۔ وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَمَا أَمْرُو إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينٌ

الْقَيِّمَةُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :

”اور نہیں ان کو حکم دیا گیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس کے لیے پکا کر خواص کریں، یکسو ہو کر نماز قائم کریں اور

زکوٰۃ ادا کریں یہی مضبوط دین ہے۔“ (البینہ: ۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں فرمایا کہ ان کو صرف ایک ہی حکم ہوا کہ صرف ایک اللہ کی بندگی کریں اور ہر قسم کے باطل جھوٹ اور ریا سے علیحدہ ہو کر خالصتاً خدائے واحد کی عبادت کریں اور براہیم علیہ السلام کی طرح سب سے ٹوٹ کر اسی ایک مالک کے غلام بن جائیں اور شریعت ہو یا نوا میں قدرت اور کائنات کے امور میں سے کسی میں بھی اللہ کے سوا کسی کو با اختیار نہ تصور کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی کمال بندگی ہے یہی دین ہے اور یہی شریعت ہے۔ (تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

۲۸۵۔ وَقَالَ تَعَالَى :

﴿حَذِّمْنَ أَمْوَالَهُمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لو اور ان کو پاک کرو اور اس کے ذریعہ ان کا تزکیہ کرو۔“ (التوبہ: ۱۰۳)

تفسیری نکات: تیسری آیت کریمہ میں فرمایا کہ ان کے اموال کو صدقہ میں قبول فرمالیجئے، اس آیت کریمہ کے سبب نزول میں بیان ہوا ہے کہ بعض صحابہ کرام جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور پھر نام نہ ہو کر اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ لیا تھا پھر جب ان کی توبہ قبول کر لی گئی اور وہ قید سے کھول دیئے گئے تو انہوں نے اپنا سارا مال بطور شکرانہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مال لینے کا حکم نہیں ہے۔ اس لیے ارشاد ہوا کہ ان کے اموال میں سے کچھ لے لیجئے اور ان کو پاک کر دیجئے اور اس کو ان کی پاکیزگی طہارت اور تزکیہ کا ذریعہ بنا دیجئے۔ آیت کریمہ میں اگرچہ سبب نزول بھی خاص ہے اور خطاب بھی رسول کریم ﷺ کو ہے لیکن آیت عام ہے ہر دور اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ (تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے

۱۲۰۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۰۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں، اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۰۶): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ارکان الاسلام.

کلمات حدیث: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی اسلام کو پانچ امور پر استوار کیا گیا ہے۔ بُنِيَ، بنی بناء (باب ضرب) بنانا، کا ماضی مجہول صیغہ واحد غائب بنایا گیا۔

شرح حدیث: ارکان اسلام پانچ ہیں جن میں سے ایک زکوٰۃ ہے، اہل اسلام میں سے زکوٰۃ ہر اس شخص پر عائد ہوتی ہے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کے برابر رقم اس کی ضرورت سے زائد موجود ہو یا اس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا اس سے زائد موجود ہو۔ کم از کم اس قدر مالیت جس کے پاس موجود ہو وہ ہر سال ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔ یہ فرض ہے اور حد درجہ ضروری ہے۔ قرآن کریم میں جا بجا زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ:

﴿وَأَقِمْوُا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾

”نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔“

زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ہے اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر واجب ہے۔ اس فرض اور واجب زکوٰۃ کے علاوہ مسلمان جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ نفلی صدقات کے دائرے میں آتا ہے۔ صدقات نافلہ کا بہت اجر و ثواب ہے اور متعدد احادیث میں اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ صدقات صدقہ کی جمع ہے۔ اس کو صدقہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دینے والے کی دعویٰ ایمان کی صحت و صداقت پر دلیل ہوتا ہے یعنی صاحب ایمان جس دین پر ایمان لایا ہے اس نے اپنا مال دے کر اس دین کے سچا ہونے کی تصدیق کی ہے۔ جیسے شہید اپنی جان دے کر اس دین کے حق ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے الامر بالمعروف والنہی علی الصلوٰۃ والاعتقاد المکتوبہ میں گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۳/۴۔ ریاض الصالحین: (اردو ترجمہ صلاح الدین یوسف) ۲/۲۰۶۔ مظاہر حق ۲/۱۶۴)

ایک دیہاتی کو بنیادی ارکان کی تعلیم

۱۲۰۷۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرِ الرَّأْسِ نَسَمِعُ دَوَى صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ“ قَالَ: هَلْ عَلَى غَيْرِ هُنَّ؟ قَالَ: ”لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ“ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ“ قَالَ: هَلْ عَلَى غَيْرِهِ؟ قَالَ: ”لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ“ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَى غَيْرِهَا؟ قَالَ: ”لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ“ فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۰۷) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل نجد کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس کے

بال پر اگندہ تھے ہم اس کی آواز کی گونج تو سن رہے تھے لیکن سمجھ نہیں رہے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گیا وہ آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب و روز میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا میرے اوپر ان کے علاوہ بھی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں سوائے اس کے کہ تم نفل پڑھو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اور رمضان کے مہینے کے روزے۔ پھر اس نے پوچھا کہ میرے اوپر اس کے علاوہ بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفلی روزے رکھو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا کہ نہیں مگر یہ کہ تم نفلی صدقہ کرے۔ وہ آدمی یہ کہتے ہوئے مڑا اللہ کی قسم میں اس میں نہ اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ کامیاب ہوگا۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۰۷): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الزکوۃ من الاسلام و الصوم باب وجوب صوم رمضان .

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الصلوات التھی ہی احد ارکان الاسلام .

کلمات حدیث: نائر الراس : سر کے بال بکھرے ہوئے۔ دوی صوتہ : اس کی آواز کی گونج۔ دوی۔ ایسی آواز جو تکرار سنائی دے رہی ہو لیکن سمجھ میں نہ آئے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کے پاس یمن کا ایک شخص آیا، علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا آپ ﷺ نے بہت حکمانہ انداز میں انہیں ارکان اسلام کی تعلیم دی۔ اسلام کی تعلیمات اس قدر سادہ اور دلنشین ہیں کہ ایسی تعلیم سے انسانوں کے کان کبھی آگاہ نہیں ہوتے پھر رسول کریم ﷺ جس محبت و شفقت اور جس وضاحت اور تفصیل سے تعلیم دیتے تھے اس نے اشاعت اسلام کو اس قدر سہل اور آسان بنا دیا تھا کہ دور دور سے آنے والے جاہل عرب بات سمجھ بھی لیتے تھے اور مان بھی لیتے تھے اور اس قدر چٹنگی اور مضبوطی سے اس تعلیم کو اختیار کرتے تھے کہ یہ کہتے ہوئے پلٹتے تھے کہ نہ کوئی کمی کروں گا اور نہ زیادتی۔ اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اپنے قول میں سچا ہے تو کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا۔ (فتح الباری : ۱/۲۶۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۱/۱۵۰)

اسلام کی تعلیمات کو یکے بعد دیگرے سکھانا

۱۲۰۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ : "أَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُواكَ لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَاءِهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۱۲۰۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ تم انہیں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی دعوت دینا۔ اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر شب و روز میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے غرباء کو لوٹائی جائے گی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۰۸): صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب وجوب الزکوۃ . صحیح مسلم، کتاب الایمان،

باب الدعاء الى الشهادتين و شرائع الاسلام .

کلمات حدیث: بعث : بھیجا، روانہ کیا۔ بعث بعثاً (باب فتح) بھیجنا۔ کسی کام پر روانہ کرنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہاں جا کر سب سے

پہلے ان لوگوں کو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی تعلیم دیں اور شہادتین کا اقرار کرائیں، کیونکہ ایمان اصل اور بنیاد ہے اور ایمان کے بغیر اعمال مقبول نہیں ہے اور پھر انہیں بالتدریج ارکان اسلام کی تعلیم دیں۔ اور انہیں تعلیم دیں کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔ اگر ان کی ضروریات پوری ہو جانے کے بعد کچھ بچ رہے تو دوسرے علاقوں میں بھیجی جاسکتی ہے۔ زکوٰۃ اسلام میں عبادت ہے اور فرض ہے اور اسلام کی معاشی تعلیمات کا ایک اساسی حکم ہے۔ زکوٰۃ اسلام کی منفرد یگانہ اور بہت اعلیٰ خصوصیت ہے جس کی مثال دنیا کے کسی نظام میں نہیں ملتی اس لیے زکوٰۃ کو ٹیکس یا دیلتھ ٹیکس کہنا یا اس کے مماثل کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ صرف صاحب نصاب مالداروں سے ڈھائی فیصد کے حساب سے لی جاتی ہے اور آٹھ مصارف میں صرف کی جاتی ہے جو قرآن کریم میں سورہ توبہ میں بیان ہوئے ہیں۔ زکوٰۃ کی جملہ تفصیلات اسلامی شریعت میں مقرر اور متعین ہیں اور ان میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الحافظ علی الصلوٰۃ المکتوبات میں آچکی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۶/۴ - نزہۃ المتقین: ۱۸۰/۲ - ریاض الصالحین (ترجمہ اردو صلاح الذین یوسف) ۲۰۷/۲)

اسلام میں پورے داخل ہونے تک قتال جاری رکھا جائے

۱۲۰۹. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!" (۱۲۰۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اگر وہ ان باتوں کو تسلیم کر لیں تو ان کی جان اور اموال مجھ سے محفوظ ہو جائیگے سوائے حق اسلام کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۰۹): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلہم۔

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله
کلمات حدیث: لا بحق الاسلام: یعنی اسلام کے احکام نافذ کرنے کے لیے ان لوگوں پر جنہوں نے حدود اللہ میں سے کسی حد کا ارتکاب کیا ہو یا کسی کو قتل کیا ہو یا مرتد ہو گیا ہو۔

شرح حدیث: دشمن کے ساتھ اس وقت تک جہاد کیا جائے گا جب تک کہ وہ اسلام کے شعائر اور اس کے اساسی ارکان کو تسلیم کر لیں اور ان کو مان لیں اگر وہ ان سب باتوں کو مان لیں تو وہ مسلمان کے دینی بھائی ہیں۔ اور ان کے جان و مال محفوظ ہیں سوائے حق اسلام کے۔ یعنی اگر قبول اسلام کے بعد کسی نے کوئی ایسا جرم کیا، نابل حد ہو تو وہ حد اس پر نافذ ہوگی اور اگر کسی کو ناحق قتل کیا تو اسے قتل کی

سزا میں قتل کیا جائے گا۔ اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہیں یعنی اگر قبول اسلام میں مخلص نہ ہوں اور منافقانہ اسلام کا اظہار کریں تو ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۴۹) میں گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۴/۴ - نزہۃ المتقین: ۱۸۰/۲)

اسلام کے کسی ایک فرض کو چھوڑنے والے کے خلاف بھی جہاد ہوگا

۱۲۱۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مَنِيَّ مَالَهُ وَنَفْسَهُ الْأَبْحَقَّ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ! وَاللَّهِ لَا قَاتِلَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ. وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَقْلًا يُوَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبائل کافر ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کیسے ان لوگوں سے لڑیں گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں جس نے یہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، کیونکہ زکوٰۃ ایک مالی حق ہے۔ تم بخدا اگر یہ مجھے اونٹ باندھنے کی وہ رسی بھی نہیں دینگے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں وہ دیتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے جہاد کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم بہت جلد میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدہ قتال کے لیے کھول دیا ہے اور میں نے سمجھ لیا کہ یہی حق ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۱۰): صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب

الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کلمات حدیث: کفر من کفر: جسے کفر اختیار کرنا تھا وہ کافر ہو گیا، جسے کافر ہونا تھا وہ کافر ہو گیا۔ عقلا: وہ رسی جس سے اونٹ کو باندھا جاتا ہے۔

شرح حدیث: یہ ایک معلوم اور معروف حقیقت ہے کہ توحید و رسالت کی شہادت اور اقامت صلاۃ کے بعد زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن

ہے۔ قرآن کریم میں ستر سے زیادہ مقامات پر اقامت صلاۃ اور ادا زکوٰۃ کا ذکر اس طرح ساتھ ساتھ کیا گیا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں نماز اور زکوٰۃ کا مقام مرتبہ اور اہمیت قریب قریب ایک ہی ہے کہ نماز جسمانی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور دونوں ہی عبادتیں اللہ نے فرض اور لازم قرار دی ہیں۔ دراصل عبادت بندے کے اس عمل کو کہا جاتا ہے جس کا مقصود اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عبدیت اور بندگی کے تعلق کو ظاہر کرنا اور اس کی رضا کا حصول اور اس کے رحم و کرم کی طلب و جستجو ہو، یہ غرض و غایت جس طرح نماز میں مطلوب ہے اسی طرح زکوٰۃ میں بھی مطلوب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد متعدد قبائل عرب مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے قتال کیا اور یہ مشہور جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اونٹ کی ایک رسی زکوٰۃ میں دیدیتے اور اب نہ دیں تو میں ان سے قتال کروں گا اور ارشاد فرمایا کہ جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے قتال کروں گا کہ زکوٰۃ مالی حق ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا مقصود یہ ہے کہ اسلام وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ لے کر مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ کی رحلت کے بعد وہ تمام امور تسلیم کرنا ہوں گے اور وہ تمام باتیں ماننی ہوں گی جن کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے امت کو دی۔ چنانچہ یہی حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو زیادہ مفصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ بنائیں، ہمارا ذبح کیا ہوا کھائیں اور جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اس طرح نماز پڑھیں۔ جب وہ یہ سب کام کر لیں تو ان کے جان و مال ہمارے اوپر حرام ہوں گے سوائے حق کے ان کے لیے وہی ہوگا جو مسلمان کے لیے اور ان پر وہ تمام امور لازم ہوں گے جو تمام مسلمانوں پر لازم ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حقیقت کے پیش نظر اس بات کو سمجھا اور اللہ نے ان کا سینہ کھول دیا کہ نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح نماز جسمانی عبادت ہے اسی طرح زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور دونوں ہی عبادت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرض قرار دیا ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ نے مانعین زکوٰۃ کے بارے میں تفصیل سے کلام کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

مرتدین کی تفصیلات

رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد جو قبائل مرتد ہو گئے تھے ان کی تفصیل یہ ہے کہ یہ لوگ دو قسم کے گروہ تھے ان میں سے ایک گروہ تو بالکل اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو گیا تھا۔ حدیث مذکور میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کفر من کفر (اور جسے کافر ہونا تھا وہ کافر ہو گیا) یہی گروہ مراد ہے۔ پھر اس گروہ کے مزید دو فرقے تھے، ایک فرقہ ان لوگوں کا تھا جو میلہ کے ساتھ ہو گئے تھے اور اس کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی تھی اور اسی طرح یمن کے لوگوں نے اسود غسی کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کر لیا تھا۔ یہ سارے لوگ رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے منکر ہو کر بالکل دین اسلام سے خارج ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مرتدین سے قتال کیا یہاں تک

کہ یمامہ میں میلہ کذاب قتل ہو گیا اور صنعاء میں اسود عسی مارا گیا۔ دوسرا فرقہ وہ تھا جس نے شریعت کا بالکل انکار کر کے ارتداد اختیار کیا اور نماز اور زکوٰۃ اور دیگر امور دین سب ترک کر دیئے اور اپنے جاہلی طریقوں پر لوٹ آئے۔ اور یہ حال ہو گیا کہ روئے زمین پر صرف تین مسجدوں میں اللہ کو سجدہ کیا جا رہا تھا، مسجد مکہ، مسجد مدینہ اور بحرین میں مسجد عبدالقیس جو جو اٹا کی ہستی میں تھی، جو اٹا میں بنوازد کے لوگ اللہ کے دین پر قائم رہے اور جو اٹا میں محصور رہے یہاں تک کہ اللہ کی رحمت سے مسلمانوں نے یمامہ فتح کر لیا۔

دوسرا گروہ ان مذکورہ فرقوں کے علاوہ ان لوگوں کا تھا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کی کہ نماز کو تسلیم کیا اور زکوٰۃ سے انکار کیا اور اس بات سے انکار کیا کہ زکوٰۃ امام کو دی جائے۔ اس گروہ میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو زکوٰۃ دینے کے لئے تیار تھے مگر جن سرداروں کا ان پر غلبہ تھا انہوں نے ان کو زکوٰۃ ادا کرنے سے روک دیا جیسے بنی ربیع کہ ان لوگوں نے اپنی زکوٰۃ جمع کر لی اور اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تو مالک بن نویرہ نے ان کو اس سے باز رکھا اور زکوٰۃ کو دوبارہ انہی میں تقسیم کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنکے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تائل کا اظہار کیا اور اس معاملہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی اور اس حدیث کے ظاہر کو مد نظر رکھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ لیں جب وہ لا الہ الا اللہ کہہ لیں تو ان کے جان و مال مجھ سے محفوظ ہیں۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ مالی حق ہے اور جان و مال کے تحفظ کی بات تمام شرائط اور جملہ لوازم کے ساتھ ہے۔ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تمام لوازم ماننا ضروری ہے اور ان لوازم میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ بھی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث اختصار کے ساتھ روایت کی گئی ہے، جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے۔

بہر حال حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گروہ کے بارے میں جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا اور زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اسی طرح حکم اور مضبوط فیصلہ فرمایا جیسا کہ آپ نے مرتدین کے بارے میں فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس بات کے لیے اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا اس پر مجھے بھی شرح صدر ہو گیا کہ یہی حق اور صحیح ہے اور میں نے سمجھ لیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتال کا فیصلہ صحیح اور درست ہے۔

(فتح الباری: ۱/۸۱۵۔ ارشاد الساری: ۳/۵۱۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱/۱۷۸۔ معارف الحدیث: ۱/۳۰۱)

جنت میں داخل کروانے والے اعمال

۱۲۱۱۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ : "تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۲۱۱) حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل

بتلا دیجیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۱۱): صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان باب بیان الایمان الذی یدخل الجنة۔

کلمات حدیث: تصل السریم: تم صلہ رحمی کرو۔ یعنی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو ان کی مدد کرو اور صدقات سے ان کی اعانت کرو۔ وصل وصلا (باب ضرب) ملانا۔

شرح حدیث: اللہ کی عبادت اور اس کی بندگی اور اس کے دیئے ہوئے احکام کو ماننا اور ان پر عمل کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، نماز اپنے جملہ آداب و سنن اور شروط و لوازم کے ساتھ ادا کرنا، زکوٰۃ دینا اور صلہ رحمی کرنا ایسے اعمال ہیں جو جنت میں لے جانے والے ہیں۔ (فتح الباری: ۱/۸۱۶۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱/۱۵۴۔ دلیل الفالحین ۱۰/۴)

اسلام پر مکمل عمل کی وجہ سے دنیا میں جنت کی بشارت

۱۲۱۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتَقِيُمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَرَّهُ" أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (۱۲۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلائیے جسے کر کے میں جنت میں پہنچ جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس نے یہ سنا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ جب وہ واپس پلٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ کسی جنتی کو دیکھے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۱۲): صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل الجنة۔

کلمات حدیث: والذی نفسی بیدہ: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس جملہ میں "و" قسم کا ہے۔ الذی: وہ ذات عظیم مراد ہے اللہ تعالیٰ۔ نفسی بیدہ: جس کے قبضہ قدرت میں میرا سرا وجود ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ **شرح حدیث:** رسول اللہ ﷺ کا طریقہ دعوت یہ تھا کہ اسلام قبول کرنے والے اعراب کو توحید کی تعلیم دیتے اور ارکان اسلام بتاتے

جب وہ اسلام قبول کر کے ان بنیادی ارکان کے پابند ہو جاتے پھر ان کو مزید تعلیم دیتے۔ اسلام قبول کرتے ہی تمام تفصیلات بتانے سے ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ بوجھ محسوس کرتے اس لیے بالترتیب تعلیم کا سلسلہ جاری رہتا جو حیات طیبہ کے ہر لمحے اور ہر وقت مسلسل جاری رہا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ یہ تھا کہ وہ آپ کے ہر قول اور عمل کی پیروی کرتے تھے، وہ جو کچھ آپ ﷺ فرماتے اس پر بھی عمل کرتے اور جو کچھ آپ ﷺ کو کرتا ہوا دیکھتے اس پر بھی عمل کرتے تھے اور جو لوگ اسلام قبول کرتے وہ بھی اس طریقہ پر عمل پیرا ہو جاتے۔ اسلئے رسول اللہ ﷺ اولا اسلام کے بنیادی ارکان کی تعلیم دیتے پھر جب وہ اسلام میں داخل ہوتے پھر وہ تفصیلات سیکھتے رہتے تھے اور یہ سلسلہ تعلیم مستقل جاری رہتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اپنے دس اصحاب کو جنت کی بشارت دی جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض لوگوں کے بارے میں جنت کی بشارت دی جیسا کہ اس حدیث میں مذکور اعرابی کے بارے میں ہے اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنت کے سردار فرمایا اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی جنت کی خوش خبری دی۔

یہ حدیث اس سے قبل باب النصحہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح الباری: ۱/۸۱۵۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱/۱۵۶)

ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی پر بیعت

۱۲۱۳۔ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۱۳) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت

کی نماز قائم کرنے زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلم کی خیر خواہی پر۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۱۳): صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب البيعة على ايتاء الزكوة. صحیح مسلم، کتاب

الایمان، باب بيان ان الدين النصيحة.

کلمات حدیث: بایعت: میں نے بیعت کی، میں نے عہد کیا، میں نے وعدہ کیا کہ میں ان کاموں کو انجام دوں گا اور ان پر عمل کروں گا۔ النصح لکل مسلم: ہر مسلمان کا بھلا چاہنا اس کی خیر خواہی کرنا دنیا اور آخرت کی جو بات اس کی بھلائی کی ہو وہ اسے بتلانا جس بات میں اس کا دنیا اور آخرت کا کوئی نقصان ہو اس سے اسے باز رکھنا۔

شرح حدیث: بعض احادیث میں آیا ہے کہ جب اسلام قبول کرنے والے قبول اسلام کے لیے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرتے تو ان کی بیعت ایسے الفاظ پر ہوتی تھی جس میں دین کے تمام پہلو آ جاتے تھے۔ مثلاً بیعت کرنے والے کہتے کہ میں نے مع و طاعت پر بیعت کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بات آپ ارشاد فرمائیں گے اور جو حکم آپ ﷺ دینگے میں اسے تابعداری سے سنوں گا اور اس کی تعمیل کروں گا۔ ازاں بعد آپ ﷺ بعض باتیں ارشاد فرمادیتے وہ اس پر عمل کرنا شروع کر دیتا پھر اس کے بعد بالترتیب سلسلہ تعلیم جاری رہتا۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب فی النصحہ میں آچکی ہے۔ (نزهة المتقين: ۲/۱۸۳۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۰)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر سخت وعیدیں

۱۳۱۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ مَنَ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِي عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيَكْوَى بِهَا جَنْبَهُ وَجَبِينَهُ وَظَهْرَهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَلَا بَل؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمَنْ حَقَّهَا حُلْبُهَا يَوْمَ وَرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرَ أَوْ قَرَمَا كَانَتْ لَا يَفْقَدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطْوُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَعْصُهُ بِأَقْوَاهِمَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرَ لَا يَفْقَدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءٌ وَلَا جُلْحَاءٌ وَلَا عُصْبَاءٌ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطْوُهُ بِظُلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: "الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: هِيَ لِرَجُلٍ وَرَزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ: وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وَرَزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِبَاءً وَفَخَّرًا وَنَوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ، وَرَزْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي ظَهْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ، سِتْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا، فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ، عَدَدُ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ، عَدَدُ أَرْوَائِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا تَقْطَعُ طَوْلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ، عَدَدُ أَثَارِهَا وَأَرْوَائِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرْبَهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ، عَدَدُ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْحُمْرُ؟ قَالَ: "مَا أَنْزَلَ عَلَى فِي الْحُمْرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَادَةُ الْجَامِعَةُ "فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ" وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ

(۱۲۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو سونے اور چاندی کا مالک ہے

اور اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن (سونے چاندی کے) اس کے لیے آگ کے تختے بنائے جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر اس کے ساتھ اس کے پہلو اس کی پیشانی اور اس کی پشت کو داغا جائے گا۔ جب بھی وہ تختیاں ٹھنڈی ہوں گی انہیں

دوبارہ آگ میں تپایا جائے گا اور پھر داغا جائے گا اور اس روز یہ عذاب مسلسل جاری رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا جنت کی طرف یا جہنم کی جانب۔ کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اونٹوں کی زکوٰۃ کا کیا معاملہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اونٹوں کا مالک ہے اور ان کا حق ادا نہیں کرتا اور ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ پانی پلانے کی باری والے روز ان کا دودھ ضرورت مندوں کے لیے دوا جائے، روز قیامت ان اونٹوں کے مالک کو ایک چٹیل میدان میں ان اونٹوں کے سامنے منہ کے بل ڈال دیا جائے گا اور یہ اونٹ اس وقت اتنے نومند ہوں گے جتنے کبھی وہ دنیا میں رہے تھے ان میں سے وہ ایک بچے کو بھی گم نہ پائے گا وہ اسے اپنے پیروں تلے روندیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے اور اول سے آخر تک سارے اونٹ برابر اسے روندتے برینگے اور اپنے منہ سے کاٹتے رینگے۔ اس روز جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی جانب دیکھ لے گا۔

عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول گائے اور بکریوں کا کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی گائے اور بکریوں کا مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا روز قیامت اسے ایک چٹیل میدان میں ڈال دیا جائے گا وہ ان جانوروں میں سے کسی کو بھی گم نہ پائے گا ان میں سے کوئی بھی نہ مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی اور نہ ایسی ہوگی کہ اسکے سینگ ٹوٹے ہوئے یا مڑے ہوئے ہوں وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی جب ان کا پہلا گروہ گزر جائے گا تو اس کو لوٹایا جائے گا اور یہ اس دن بار بار ہوتا رہے گا جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا، پھر وہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ گھوڑوں کے بارے میں فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں، ایک وہ جو آدمی کے لیے بوجھ ہیں، ایک وہ جو آدمی کے لیے پردہ ہیں، اور وہ جو آدمی کے لیے اجر ہیں۔ جو آدمی پر بوجھ ہیں اور گناہ ہیں وہ وہ ہیں جنہیں اس نے ریا اور فخر کے طور پر اور اہل اسلام کو تکلیف پہنچانے کے لیے باندھا ہے۔ وہ گھوڑے جو اس کے لیے پردہ ہیں وہ ہیں جن کو اس نے اللہ کی راہ میں باندھا پھر ان سے متعلق اللہ کے حق کو فراموش نہیں کیا تو وہ اس کے لیے پردہ ہیں، اور جو گھوڑے اس کے لیے اجر ہیں وہ وہ ہیں جو اس نے اہل اسلام کے اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے کسی باغ یا چراگاہ میں باندھ رکھے ہیں۔ وہ اس باغ یا چراگاہ میں سے جو چیز بھی کھاتے ہیں تو ان کے کھانے کی تعداد کے برابر اور اس کے لیے ان کے گوبر اور پھینکے کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی رسی نہیں تڑاتے کہ کوئی ایک نیلے یا دو نیلے پر چڑھ جائیں تو اس کے بدلے بھی اللہ ان کے قدموں کے نشانات اور گوبر کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ اور ان کا مالک ان کو جس نہر کے پاس سے لے کر گزرتا ہے اور وہ اس سے پانی پیتے ہیں خواہ ان کا مالک ان کو پلانا بھی نہ چاہے مگر اللہ ان کے پانی پینے کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔

کسی نے عرض کیا اور یا رسول اللہ ﷺ گدھوں کے بارے میں فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گدھوں کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نہیں اتارا گیا۔ سوائے اس منفرد اور جامع آیت کے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ﴾

ترجمہ: ”جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اسے دیکھ لے گا۔“ (متفق علیہ)

یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۲۱۴): صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ، صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ،

باب اثم مانع الزکوٰۃ۔

کلمات حدیث: لا یودی منها حقها: جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ اس میں سے اللہ کا مقرر کیا ہوا حق ادا نہ کرے یعنی زکوٰۃ نہ دے۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآمَانَتِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ﴾ ”وہ جن کے مال میں حق مقرر ہے۔“ صفحہ ۱۰ صفحہ ۱۱
صفائح: سونا اور چاندی کا مالک اگر زکوٰۃ نہیں دیتا تو روز قیامت اس کے لیے اس کے سونے اور چاندی کو تختیوں کی صورت میں ڈالا جائے گا اور انہیں جہنم کی آگ میں تپا کر اس نادہندہ کے پہلو کو پیشانی کو اور پشت کو داغا جائے گا اور جب یہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی انہیں پھر تپایا جائے گا اور پھر یہ عمل اس سارے دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی دہرایا جاتا رہے گا۔ صفائح صلیحہ: کی جمع وہ چادر یا تختی جو لوہے یا کسی دھات سے بنائی جائے۔ فاحمی علیہا: یہ تختیاں جہنم کی دھکتی آگ پر دھکائی جائیں گی یہاں تک وہ خود آگ میں بدل جائیں گی۔ یوم وردھا: ان کے گھاٹ پر آنے کا دن وہ دن جب انہیں گھاٹ پر پانی پلانے لایا جاتا ہے۔ قاع قرقر: چٹیل وسیع میدان۔ عقصاء: گائے، بکری جس کے سینکڑے ہوئے ہوں۔ جلعاء: گائے، بکری جس کے سینکڑے ہوں۔ عضباء: وہ جانور جس کے سینکڑے ہوئے ہوں۔ تنطحہ بقرونها: اسے اپنے سینکڑے ماریں گی۔ وتطشودہ باظلا فھا: اسے اپنے کھروں سے روندیں گی۔

شرح حدیث: سونے اور چاندی، اونٹوں اور گائے بکریوں پر زکوٰۃ فرض ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک سائے گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ ہے، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صریح طور پر سونے اور چاندی پر زکوٰۃ واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس وجوب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اسی طرح اونٹوں، گائیوں اور بکریوں میں بھی بلا اختلاف زکوٰۃ واجب ہے۔

حدیث مبارک میں علاوہ زکوٰۃ کے اونٹوں کا یہ حق بھی بتایا گیا ہے کہ پانی پینے کے باری والے دن ان کو دودھ دوھ کر ضرور تمندوں کو دیا جائے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے کا حکم ہے اور بعض دیگر علماء کے نزدیک یہ علاوہ زکوٰۃ کے نقلی صدقہ کا حکم ہے کیونکہ انسان کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

حدیث مبارک میں مال کا حق ادا نہ کرنے کی جو سزا بیان ہوئی ہے وہ میدان حشر کی ہے جس کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا اس سزا سے گزر کر اللہ کی رحمت سے اگر اللہ کے مومن بندوں کو معافی دیدی گئی تو وہ جنت میں جائیں گے ورنہ جہنم میں مومن وہاں سزا سے گزر کر بالآخر جنت میں پہنچ جائے گا اور کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۵/۷۔ عمدۃ القاری: ۱۲/۳۰۱۔ روضة المتقین: ۲۱۷/۳۔ نزہۃ المتقین: ۱۸۳/۲)



النبات (۲۱۷)

بَابُ وَجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ
صيام رمضان کا وجوب، اس کی فضیلت اور متعلقات کا بیان

رمضان میں قرآن نازل ہوا ہے

۲۸۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح کہ ان لوگوں پر فرض ہوئے جو تم سے پہلے ہوئے۔“

إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى
وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ
أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ الْآيَةُ.

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَقَدْ تَقَدَّمَ فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَهُ!

یہاں تک کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ:

”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت کے دلائل اور معجزات پس جو شخص تم

میں سے رمضان پالے اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے اور جو بیماری اور سفر کی حالت میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔“

(البقرة: ۱۸۳)

تفسیری نکات: صوم (روزہ) کے لفظی معنی رکنے کے ہیں اس کی جمع صیام ہے۔ اور اس کے شرعی معنی ہیں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور بیوی کی قربت سے باز رہنا ہے۔ روزہ ان عبادات میں سے ایک ہے جو اسلام کے عمود اور ارکان ہیں۔ روزے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام امتوں میں فرض رہے ہیں اور روزہ کی غرض و غایت اور اس کا مقصد و تقویٰ ہے۔

تمام آسمانی صحیفے رمضان میں نازل ہوتے

روزے رمضان المبارک کے مہینے میں فرض قرار دیئے گئے ہیں کہ اس ماہ کی نمایاں فضیلت یہ ہے کہ اللہ نے اس ماہ کو اپنی وحی اور آسمانی کتابوں کے نزول کے لیے خاص کر رکھا ہے یعنی صرف یہی نہیں کہ قرآن کریم اس ماہ میں نازل ہوا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے، تورات، انجیل اور زبور سب کتابیں رمضان میں نازل ہوئیں جیسا کہ ابن کثیر نے بعض مروایات کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

رمضان المبارک کی وہ رات جس میں قرآن کریم نازل ہوا خود قرآن ہی کی تصدیق کے مطابق شب قدر تھی، جو رمضان المبارک کی ۲۴ رمضان کی شب تھی۔ اب جو شخص ماہ رمضان میں موجود ہو اس پر لازم ہے کہ اس پر رے مہینے کے روزے رکھے۔ اس میں مریض اور مسافر کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اس وقت روزہ نہ رکھیں تندرستی حاصل ہونے پر اور سفر کے ختم ہونے پر اتنے دنوں کی قضاء کر لیں (معارف القرآن) رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا بیان اس سے پہلے بھی احادیث مبارکہ میں آچکا ہے۔

رمضان المبارک میں گناہوں سے بچنے کا خالص اہتمام کیا جائے

۱۲۱۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزَى بِهِ. وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرِفُ وَلَا يَصْحَبُ فَإِنْ سَابَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيمَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ، يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ، فَرِحَ بِصَوْمِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ، وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ، مَنْ أَجْلَى، الصِّيَامُ لِيْ وَأَنَا أَجْزَى بِهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ: الْحَسَنَاتُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزَى بِهِ: يَدْعُ شَهْوَتَهُ، وَطَعَامَهُ، مَنْ أَجْلَى. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرَحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرَحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفٌ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ."

(۱۲۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزے ڈھال ہیں، جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ نہ کوئی بری بات کرے اور نہ شور مچائے اگر کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے لڑے تو اسے کہے میں روزے میں ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے روزے دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو وہ خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک روزہ کے افطار کے وقت دوسرا جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے پر خوش ہوگا (متفق علیہ) یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو صحیح بخاری کی ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور خواہش میری خاطر چھوڑ دیتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ ہر نیکی کی جزا دس گنا ہے اور سات سو گنا تک ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار نے اپنی شہوت اور کھانا میری خاطر چھوڑا۔ روزہ دار کو وہ خوشیاں میسر ہوتی ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بوا اللہ کے یہاں مشک کی

خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ اور لطیف ہے۔

خرق حدیث (۱۳۱۵): صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان۔ صحیح مسلم، کتاب انصیام باب فضل الصیام۔

کلمات حدیث: انا اجزی بہ: میں بذات خود اس کا اجر دوں گا۔ جُنَّة: ڈھال جس سے جنگ میں تیروں اور نیزوں اور تلواروں سے بچا جاتا ہے۔ گویا روزہ جہنم کی آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔ فلا یر فت: بری اور گندی بات زبان پر نہ لائے۔ فحش گوئی سے اجتناب کرے۔ ولا یضرب: شور نہ مچائے اور فضول باتیں نہ کرے۔ خلوف: روزہ دار کے منہ کی بوجھ منہ بند رہنے اور معدہ خالی رہنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کچھ اس طرح فرمائی ہے کہ اس کا وجود روحانیت اور حیوانیت یا ملکوتیت اور نہایت کا جامع بن گیا ہے اس کی طبیعت میں وہ سارے مادی اور سفلی تقاضے بھی ہیں جو حیوان میں ہوتے ہیں اور اس کی فطرت میں روحانیت اور ملکوتیت کا وہ نورانی جوہر بھی موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق یعنی فرشتوں کی خاص دولت ہے۔ انسان کی سعادت کا مدار اسی پر ہے کہ اس کا یہ روحانی عنصر اس کے حیوانی عنصر پر غالب آجائے۔ روزہ کی ریاضت کا مقصد یہی غرض خاص ہے کہ روزہ سے حیوانیت دب جاتی ہے اور ستر جاتی ہے اور روحانیت اور ملکوتیت کا غلبہ اور اس کا فیضان ہو جاتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

وجہ یہ ہے کہ جملہ اعمال حسنہ میں سے ہر ایک کی جزا اور اس کا اجر و ثواب بیان کر دیا گیا ہے سوائے روزے کہ اس کے بارے میں کہا گیا کہ اللہ ہی اس کا اجر دے گا۔ چنانچہ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ابن آدم کے ہر عمل میں اضافہ کیا جاتا ہے کہ ہر نیکی کی جزا اس سے سات سو گنا تک دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔“ اور قرآن کریم میں ہے ”انما یوفی الصابرون اجر ہم بغیر حساب“ (صابرین کا اجر بلا حساب دیا جائے گا) اور مفسرین کے قول کے مطابق اس آیت میں صابروں سے مراد روزے دار ہیں۔ روزہ مومن کے لیے گناہوں سے بچنے کی، بدگوئی اور بد زبانی سے احتراز کی اور ہر بری بات سے اجتناب کی اور جہنم کی آگ سے بچنے کی ڈھال ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جس کا روزہ ہو وہ کوئی بری بات منہ سے نہ نکالے بلکہ اگر کوئی اس کو برا بھلا بھی کہے اور اس سے لڑنے کو آمادہ ہو جائے تو صرف اتنا کہے کہ میں روزے سے ہوں۔

جب قیامت قائم ہو جائے گی اس دنیا کے سارے پینے بدل جائیں گے اور چیز کی ماہیت، کیفیت اور حالت مختلف ہو جائے گی۔ یوم تبطل الارض غیر الارض وہاں ان خوشبوؤں کا اعتبار باقی نہیں رہے گا جو دنیا میں انسان کی قوت شامہ کے لیے مرغوب و محبوب ہیں، وہاں روزہ دار کے منہ کی بو کی لطافت و پاکیزگی مشک سے بھی درچند ہو جائے گی۔

روز دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک دنیوی اور دوسری اخروی جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا اور روزے کا اجر و ثواب اور اس کے صلے میں ملنے والے درجات بلند اور مقامات رفیع تو اس وقت وہ اپنے روزے پر خوش ہوگا۔ (فتح الباری: ۱/۱۰۰۸۔ ارشاد الساری: ۴/۴۴۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۸/۲۴۔ روضۃ

البتتین: ۲۳۴/۳ - معارف الحديث: ۱/۳۴۳

روزہ داروں کے لیے باب الریان ہے

۱۲۱۶۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَنْفَقَ رَوْحَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَاعْبَدُ اللَّهُ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ وَمِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ، مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ" قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا بَنِي آدَمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَيَّ مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ: "نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اس کو جنت کے دروازوں میں سے آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے جو نماز والوں میں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا جو اہل جہاد میں سے ہوگا اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا اور جو اہل صیام میں سے ہوگا اسے باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ جس کو ان دروازوں میں کسی سے پکارا جائے گا وہ تو درست ہے تو کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے پکارا جائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۱۶): دیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان، صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب من

جمع الصدقہ و اعمال البر۔

کلمات حدیث: زوجین: کسی چیز کا جوڑا، کسی نے دو گھوڑے صدقے میں دیئے، دو جوڑے کپڑے دیدیئے وغیرہ۔ ممکن ہے اعمال میں بھی ہو کہ دو روزے رکھ لیے یا ایک صدقہ کو دوسرے صدقہ کے ساتھ ملا لیا۔ باب الریان: سیرابی کا دروازہ، چونکہ روزہ دار پیاسا ہوتا ہے اس لیے وہ باب الریان سے داخل ہوگا۔ رقی: کے خنی سیراب ہونے کے ہیں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں جنت کے چار دروازوں کا ذکر: زنا۔ امام سیوطی رحمہ اللہ ایک بیان میں فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جنت کے دیگر ابواب کا ذکر دیگر احادیث میں آیا ہے جو یہ ہیں۔ باب التوبہ، باب الکاظمین الغیظ والعافین الناس، باب الراضین اور الباب الایمن، الباب الایمن وہ ہے جس سے وہ اہل جنت داخل ہوں گے جن سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔ ایک حدیث مبارک میں ہے کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ الحمد یث۔ اس حدیث میں ہے کہ وہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

اہل ایمان میں سے جس کا جو عمل غالب ہوگا وہ اس دروازے سے داخل ہوگا بکثرت روزے رکھنے والا باب الریان سے داخل ہوگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو جس دروازے سے پکارا جائے گا وہ جنت میں اس دروازے سے داخل ہو جائے گا کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے سب دروازوں سے بلایا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان ہوئی کہ انہیں جنت کے آٹھ دروازوں میں ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۱۰ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۷/۱۰۲ - تحفة الاحوذی: ۱۰/۱۵۲ - دلیل الفالحین: ۴/۱۸)

جنت کا ایک دروازہ روزہ داروں کے لیے خاص ہے

۱۲۱۷. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرِّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ: آيَنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۱۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس سے روز قیامت روزہ دار داخل ہوں گے ان کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا جب وہ داخل ہو چکے ہوں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا اور کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۱۷): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام،

باب فضل الصیام۔

شرح حدیث: اہل ایمان جن کے اعمال میں روزے غالب اور رائج ہوں گے اور انہوں نے فرض روزوں کے علاوہ بکثرت نفل روزے بھی رکھے ہوں گے وہ روز قیامت جنت میں باب الریان سے داخل ہوں گے کہ جو دنیا میں انہوں نے روزوں میں پیاس کی تکلیف اٹھائی تھی ان کی وہ پیاس ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی اور وہ ابدی طور پر پیاس سے محفوظ ہو جائیں۔ باب الریان سے داخل ہونے والے صرف روزے دار ہوں گے اور جب سارے روزہ دار جنت میں پہنچ جائیں گے تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے جس کے بعد کوئی اور اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا

مسند احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم اور روزے دونوں روز قیامت بندہ مومن کی شفاعت کریں گے اور کہیں گے اے اللہ میں نے اس بندے کو کھانے سے اور خواہشات سے روک دیا تھا تو آپ اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیں اور قرآن کہے گا اے اللہ میں نے اس بندے کو رات کی نیند سے باز رکھا تھا آپ اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائیں۔ فرمایا کہ دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۱۰ - روضة المتقين: ۳/۲۲۶ - دلیل الفالحین: ۴/۲۳)

ایک دن کا روزہ جہنم سے ستر برس دوری کا ذریعہ ہے

۱۲۱۸. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِمَّنْ عَبْدٌ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۱۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ کی رضا کے لیے

ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے روزے کے بدلے اسے ستر سال جہنم سے دور فرما دیتے ہیں۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حدیث (۱۲۱۸): صحیح البخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب فضل الصوم فی سبیل اللہ . صحیح

مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل اللہ لمن یطيقه .

کلمات حدیث: مامن عبد : جو کوئی بندہ، کوئی مکلف، مرد یا عورت، یعنی مسلمان بندہ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا ہے کہ جو مومن اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر سال

کی مسافت دور فرما دیتے ہیں۔ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فی سبیل اللہ کے لفظ سے جہاد فی سبیل اللہ مراد ہے یعنی بندہ مومن جہاد میں ہو اور روزہ سے بھی ہو۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ سے اللہ کی فرماں برداری اور اس کی رضا مراد ہے یعنی جو رضائے الہی کے حصول کے لیے ایک دن کا روزہ رکھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی مجاہد اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے اپنے مورچہ میں بیٹھا ہو اور وہ اللہ کی راہ میں روزہ رکھے۔ ابن دقیق العید نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ کا لفظ جہاد ہی کے لیے مستعمل ہے اور جہاد اور صوم کا اجتماع درحقیقت بہت بڑی فضیلت ہے، اس لیے حدیث میں وارد فی سبیل اللہ کے لفظ کو جہاد پر معمول کرنا زیادہ مناسب ہے۔

غرض جو اللہ کے راستے میں مصروف جہاد ہو اور روزے سے ہو یا جس نے خالصتاً رضائے الہی کے حصول کے لیے روزہ رکھا ہو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے روزے کے صلہ میں اس کے درمیان اور جہنم کے درمیان ستر برس کی مسافت کے بقدر قاصد پیدا فرما دیں گے۔

(فتح الباری : ۱۰۱۲/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی : ۲۶/۸)

روزہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے

۱۲۱۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ اور اللہ

کے یہاں ملنے والے اجر و ثواب کی امید پر روزہ رکھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۱۹):

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایمانا و احتسابا: صحیح مسلم

کتاب الصیام، باب فضل الصیام.

شرح حدیث: ایمان اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اصل محرک اور اس کی اساس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہو کہ رسول اللہ ﷺ بنی نوع انسان کے لیے ہدایت و تعلیم لے کر مبعوث ہوئے ہیں وہ سب برحق ہے اور جس عمل پر جس اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے وہ بھی برحق ہے اس ایمان و احتساب کے ساتھ روزہ دار کا مقصود صرف اور صرف رضائے الہی ہو اور اس روزے پر ملنے والے اجر و ثواب کی امید ہو کہ اللہ تعالیٰ ضرور اپنا کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا۔ یہی ایمان و احتساب ہے جس سے مؤمن کے تمام اعمال کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم ہوتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہی ایمان و احتساب تمام اعمال صالحہ کی روح ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو عمل صالح جسم بلا روح ہے جس کی اللہ کے یہاں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جبکہ ایمان و احتساب کے ساتھ کیا ہوا بندہ کا ایک عمل بھی اللہ کے یہاں اس قدر عزیز اور اتنا قیمتی ہے کہ اس کے طفیل انسان کے برہائیس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۱۲ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۸/۲۶ - معارف الحدیث: ۴/۳۵۲)

رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں

۱۲۲۰. وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُحْتَفَلُ

أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے جنت کے

دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۲۰):

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان: صحیح مسلم،

اول کتاب الصوم.

کلمات حدیث: صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ: شیطان زنجیروں سے باندھ دیے جاتے ہیں۔ صُفْد: کے معنی قید اور پیزی کے ہیں۔

یعنی شیاطین کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں اور انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

شرح حدیث: رمضان المبارک کا مہینہ بہت ہی بابرکت مہینہ ہے جب یہ مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے

ہیں۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت اسمانوں کے اوپر ہے اور عرش اس کی چھت ہے جنت کے دروازے جب کھول دیے جاتے

ہیں تو اس کے آسمانوں کے دروازے بھی کھول دیے جاتے ہوں گے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ وَهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا﴾ (الزمر: ۷۳)

”یہاں تک جب پہنچ جائیں اور اس پر کھولے جائیں گے اس کے دروازے۔“

یعنی جس طرح معزز مکرم مہمانوں کی آمد سے پہلے ہی مہمان خانہ کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اسی طرح اہل جنت پہنچیں گے تو دروازے کھلے ہوئے پائینگے، چنانچہ سورہ ص میں فرمایا: ﴿مُفْتَحَةً لَهُمْ الْأَبْوَابُ﴾ ”ان کے لیے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے۔“ اور اللہ کے فرشتے انتہائی اعزاز و اکرام سے ان کا استقبال کریں گے، ان کے مرتبہ بلند پران کی مدح کریں گے اور کلمات سلام و ثناء سے ان کو جنت میں آنے پر مبارکباد دیں گے۔ رمضان المبارک میں جنت کے دروازے اس لیے کھول دیے جاتے ہیں کہ مومنین کی رجا و امید میں اضافہ ہو جائے اور اس اضافے کے ساتھ ان کو اعمال صالحہ کی رغبت پیدا ہو اور وہ زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کر کے زیادہ سے زیادہ رحمت الہی کے مستحق بن جائیں۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی توجیہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں جو مضمون تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے صالح اور اطاعت شعار بندے رمضان المبارک میں چونکہ طاعات و حسنات میں مشغول ہو جاتے ہیں دن کو روزہ رکھ کر تلاوت میں گزارتے ہیں اور راتوں کا بڑا حصہ تراویح تہجد اور دعاؤں اور استغفار میں بسر کرتے ہیں اور ان کے انوار و برکات سے متاثر ہو کر عام مومنین کے قلوب بھی رمضان المبارک میں عبادات اور اعمال صالحہ کی طرف راغب اور گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں تو اسلام اور ایمان کے حلقے میں سعادت اور تقویٰ کے اس عمومی رجحان اور نیکی اور عبادت کی اس عام فضاء کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے وہ طبائع جن میں کچھ بھی صلاحیت ہوتی ہے اللہ کی مرضیات کی جانب مائل اور شہر اور خباثت سے متنفر ہو جاتی ہیں۔ اور پھر اس ماہ مبارک میں تھوڑے سے عمل خیر کی قیمت بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ بڑھادی جاتی ہے تو ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے ان پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین ان کو گمراہ کرنے سے عاجز اور بے بس ہو جاتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی اس تشریح کے مطابق جنت کے دروازے کھولے جانے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جانے اور شیاطین کے زنجیروں میں باندھ دیئے جانے کا تعلق ان اہل ایمان سے ہے جو اس ماہ صیام میں خیر و سعادت کے حصول کے لیے کوشاں ہوتے ہیں اور ماہ کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفید ہونے کے لیے عبادتوں کو اپنا شعار بناتے ہیں باقی رہے وہ کفار اور خدا ناشناس اور خدا فراموش اور غفلت شعار لوگ جنکی زندگیوں میں ماہ رمضان کی آمد سے کوئی تبدیلی نہیں آتی، تو ان بشارتوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے جب وہ خود ہی اپنی روش پر مطمئن اور سال کے بارہ مہینے شیطان کی پیروی پر راضی ہو گئے ہیں تو پھر اللہ کے یہاں بھی ان کے لیے محرومی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۱/۱۰۱۰ - عمدۃ القاری: ۱۱/۲۷۹ - ارشاد الساری: ۴/۴۴۸ - روضة المتقین ۳/۲۳۰۔

معارف الحدیث ۱/۳۴۴)

روزہ اور افطار کا مدار چاند کی رویت پر ہے

۱۲۲۱۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ، فَإِنْ

غَىٰ عَلَيْكُمْ فَامْكُمُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ ”فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا“

(۱۲۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اگر تم پر غمی ہو

تو شعبان کی گنتی پوری کرو۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر بادل چھایا ہو تو تیس دن کے روزے رکھو۔

تخریج حدیث (۱۲۲۱): صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب قول النبی ﷺ اذا رايتم الهلال فصوموا. صحیح

مسلم، کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال و الفطر لرؤية.

کلمات حدیث: فان غمی علیکم: اگر تم پر بادل چھا جائے۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے۔ فان غم علیکم: غمی اور غم دونوں الفاظ کے معنی ایک ہیں یعنی بادل چھا جانا۔ مطلع ابر آلود ہونا جس کی وجہ سے چاند نہ نظر آئے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں حکم ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کر لو اگر بادلوں کے چھا جانے یا گرد و غبار کی وجہ سے چاند نہ نظر نہ آئے تو حکم یہ ہے کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ ۲۹ شعبان کو اگر چاند نہ نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان المبارک کے روزوں کا آغاز کیا جائے اسی طرح اگر ۲۹ رمضان کو شوال کا چاند نہ نظر نہ آئے تو رمضان المبارک کے تیس دن پورے کیئے جائیں اور اس کے بعد عید ہوگی۔ غرض روزوں کے آغاز اور رمضان کے روزوں کے افطار کا تعلق صرف اور صرف رویتِ حلال سے ہے۔ محض فلکی حساب کافی نہیں ہے۔ اسلامی شریعت نے ان اعمال و عبادات کی تعیین کے لیے جن کا تعلق دن یا زمانے یا اوقات سے ہے اس امر کا خاص لحاظ رکھا ہے کہ اس کے وقت اور زمانے کی دریافت اور اس کا معلوم کرنا اس قدر واضح ہو کہ ہر مسلمان خواہ وہ جاہل ہو یا عالم خواہ وہ بستی میں رہتا ہو یا کسی جنگل میں اسے اپنی عبادت کا وقت معلوم کرنے میں کسی دوسرے کی احتیاج نہ ہو اور نہ اسے علمِ فلکیات حساب اور فلسفہ و سائنس کی مدد لینے کی ضرورت پیش آئے غرض جملہ عبادت کے اوقات کی ایسی علامات مقرر کر دی گئی ہیں جنہیں ہر شخص جانی سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے اور اس کو اس علم کے لیے کسی آلہ کی یا کسی خاص علم کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ نمازوں کے اوقات کی ایسی ظاہری علامتیں مقرر کر دی گئی ہیں جنکے معلوم کرنے میں کسی کو کوئی دشواری نہیں پیش آ سکتی۔ اسی طرح جن عبادات کا تعلق ماہ و سال سے ہے ان کے اوقات معلوم کرنے کے لیے قمری ماہ و سال کو معیار بنایا گیا ہے۔ شمسی ماہ و سال میں ایسی کوئی ظاہری علامت موجود نہیں ہے جسے ہر شخص دیکھ سکے اور خود اس کا مشاہدہ کر سکے۔ لیکن چونکہ قمری مہینوں کا آغاز طلوعِ قمر سے ہوتا ہے اس لیے ہر شخص باسانی جان سکتا ہے کہ گزشتہ مہینہ ختم ہو کر نیا مہینہ شروع ہو گیا ہے۔

رمضان المبارک کے چاند کی رویت کے اثبات کے لیے ایک گواہ کی گواہی کافی ہے۔ جبکہ شوال کے چاند کی رویت کے اثبات کے لیے دو عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۱۳ - ارشاد الساری: ۴/۴۶۰ - عمدة القاری: ۱۰/۴۰۰ - معارف الحدیث: ۱/۳۵۹)

(البَابُ ۲۱۸)

بَابُ الْجُودِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوفِ وَالْإِكْتَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ
مِنْ ذَلِكَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ
رمضان المبارک میں جو دو سخاوت کی کے کام اعمال خیر کی کثرت اور عشرہ اخیر میں ان اعمال میں اضافہ

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے

۱۲۲۲. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرِيلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ جَبْرِيلُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرِيلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۲۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس کثرت سے آتے تو آپ ﷺ اور بھی زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے۔ رمضان المبارک میں حضرت جبریل علیہ السلام ہر رات کو آتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے۔ اس طرح جب حضرت جبریل علیہ السلام کثرت سے آپ ﷺ کے پاس آتے تو آپ ﷺ تیز ہو اسے بھی زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۲۲): صحیح البخاری، باب بدء الوحي وغيره. صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كان النبي ﷺ أجود الناس.

کلمات حدیث: جود: کے معنی کرم نوازی کے ہیں اور بہت کثرت سے لوگوں کو اپنا مال دینے اور احسان کرنے کے ہیں۔ جود کا درجہ سخاوت سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ اس سے اجود فعل التفضیل ہے یعنی سب سے زیادہ جود و کرم اور سخاوت کرنے والا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کے امت پر بے شمار روحانی اور اخلاقی احسانات ہیں آپ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ جود و سخا کرنے والے تھے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو نور نبوت ﷺ عطا فرمایا آپ ﷺ نے اس نور سے لاکھوں انسانوں کی زندگیاں بدل دیں اور ان کے سینوں کو اس نور سے منور فرمادیا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس سے علم عطا فرمایا آپ ﷺ نے اس علم کی روشنی سے کون و مکان کو اجاگر کر دیا اور ساری دنیا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہالت کی تاریکیوں سے نکل کر روشنی میں آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جو مال کا فروس سے لے کر آپ ﷺ کو لوٹایا وہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اللہ کے ماننے والوں میں تقسیم فرمادیا۔ آپ ﷺ نے نہ کبھی کسی سائل کو رد کیا اور نہ کبھی کسی کی بات کے جواب پر نہیں کہا۔

یہ جو دو سنا تو روزمرہ کی زندگی کا شیوہ تھا مگر رمضان المبارک میں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد بڑھ جاتی تو آپ ﷺ جو دو کرم میں اور اعطاء و بخشش میں تیز ہوا سے بھی سبک سیر ہو جاتے تھے۔

رمضان المبارک میں قرآن کریم کا دور

رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر رات تشریف لاتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا تدارس کرتے یعنی آپ ﷺ کو قرآن کریم سناتے اور آپ ﷺ سے قرآن سنتے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ روزے دار کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اسوۂ رسول ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی اتباع کرتے ہوئے کثرت سے تلاوت قرآن کرے اور اسے سنے اور سنائے اور کثرت سے جو دو سنا کرے اور خاص طور پر ان لوگوں کی ضرورتوں کا خیال کرے جو اپنے دنیاوی اشتغال سے کنارہ کش ہو کر اور کسب معاش سے بے پرواہ ہو کر اللہ کی بندگی اور اس کی عبادت میں مصروف ہو گئے ہوں۔

(فتح الباری: ۲۳۱/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۶/۱۵۔ دلیل الفالحین: ۲۸/۴۔ نزہۃ المتقین: ۱۹۱/۲)

آخری عشرہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام

۱۲۲۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آ جاتا تو آپ

ﷺ ساری رات بیدار رہتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے اور خود کمر ہمت کس لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

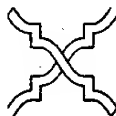
تخریج حدیث (۱۲۲۳): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان۔ صحیح

مسلم، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الاواخر من شهر رمضان۔

شرح حدیث: رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اسوۂ حسنہ کی اتباع اور پیروی میں اعتکاف اور نماز شب اور تہجد اور نوافل اور

تلاوت قرآن کی خوب کثرت ہونی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اور تمام اہل خانہ مل کر عبادت کریں اور نوافل

پڑھیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۲۹/۴۔ نزہۃ المتقین: ۱۹۲/۲)



(الباب ۲۱۹)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقْدُمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ
أَوْ وَافَقَ عَادَةً لَهُ، بَانَ كَانَ، عَادَتُهُ، صَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَوَافَقَهُ
رمضان المبارک سے پہلے نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت سوائے اس شخص کے جو ما قبل
سے ملانے کا عادی ہو یا پیر یا جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے ہوں تو وہ
پندرہ شعبان کے بعد کی پیر یا جمعرات کو روزہ رکھ سکتا ہے



۱۲۲۴. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَتَقَدَّمُ مَنْ أَحَدُكُمْ
رَمَضَانَ بِصَوْمٍ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَبْصُرْ ذَلِكَ الْيَوْمَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
(۱۲۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص رمضان سے
ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ وہ اس دن کا روزہ رکھا کرتا ہو تو وہ روزہ رکھ لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۲۴): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين . صحيح
مسلم، کتاب الصیام، باب لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين .

شرح حدیث: نصف شعبان کے بعد اور رمضان المبارک سے قبل روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص پہلے سے نفلی روزہ
رکھتا ہو یعنی ایک دن روزہ رکھتا ہو اور ایک دن چھوڑتا ہو اور روزہ رکھنے والا دن رمضان سے ایک دن قبل ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے اسی طرح
اگر کوئی پیر یا جمعرات کے دن روزہ رکھنے کا عادی ہو اور یہ دن رمضان سے پہلے آجائے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے کیونکہ اس کا یہ روزہ اس کے
مستقل معمول کا حصہ ہے۔ بعض روایات میں نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت وارد ہوئی اس صورت میں شعبان کی ۱۶ اور ۱۷
کو بھی روزہ نہ رکھنا چاہیے مگر یہ کہ کسی کے معمول کے روزہ کا دن ۱۶ اور ۱۷ کو آجائے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۷۱ - دلیل الفالحین: ۴/۳۰ - ریاض الصالحین: (اردو ترجمہ صلاح الدین یوسف) ۲/۲۲۱)



چاند نظر نہ آئے تو پورے تیس روزے رکھے

۱۲۲۵. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَصُومُوا
قَبْلَ رَمَضَانَ صُومُوا الرُّؤْيَا وَافْطِرُوا الرُّؤْيَا، فَإِنْ حَالَ ذُوْنُهُ، غِيَاةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا، رَوَاهُ
الْبَرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

"الْغِيَاةُ" بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّى مِنْ تَحْتِ الْمَكْرُورَةِ وَهِيَ: السَّحَابَةُ

(۱۲۲۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان سے قبل روزہ نہ رکھو، چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اگر بادل ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ غیاتیہ کے معنی بادل کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۲۲۵):

الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء ان الصوم لرؤية الهلال۔
شرح حدیث: ۱۵ شعبان کے بعد نفلی روزے نہ رکھنے چاہئیں بلکہ رمضان المبارک کا استقبال کرنا چاہیے اور رمضان کا چاند دیکھ کر رمضان المبارک کے روزے رکھے جائیں اگر آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کیے جائیں۔ (دلیل الفالحین: ۳۱/۴ - روضة المتقين: ۲۳۴/۳)



شعبان کے آخری نصف میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے

۱۲۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا بَقِيَ نِصْفُ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!
 (۱۲۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو نفلی روزے نہ رکھو۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۱۲۲۶):

الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی کراهیة الصوم فی نصف الثانی من شعبان۔
شرح حدیث: اگر کسی شخص پر نذر کا روزہ لازم ہو یا کسی روزے کی قضاء اس کے ذمہ ہو یا کسی دن روزہ رکھنے کا عادی ہو، جیسے جمعرات کا روزہ اور یہ دن رمضان سے پہلے واقع ہو رہا ہے تو یہ شخص رمضان سے پہلے یہ روزہ رکھ سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو نصف شعبان کے بعد روزہ نہ رکھے بلکہ رمضان کا استقبال کرے۔ (تحفة الاخودی: ۴۱۲/۳ - دلیل الفالحین: ۳۱/۴)



یوم الشک میں روزہ رکھنے کی ممانعت

۱۲۲۷۔ وَعَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يَشْكُ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
 (۱۲۲۷) حضرت ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے یوم شک کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث (۱۲۲۷):

سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب کراهیة یوم الشک۔
کلمات حدیث: اليوم الذي يشك فيه: وہ دن جس میں شک ہے کہ شعبان ہو یا رمضان وہ یوم شک ہے۔

شرح حدیث: یوم شک کا مطلب یہ ہے کہ بادلوں کی وجہ سے ۲۹ شعبان کو چاند نظر نہیں آیا تو تیس شعبان کے بارے میں کوئی شخص یہ شک کرے کہ ہو سکتا ہے چاند ہو گیا ہو اور رمضان کی پہلی تاریخ ہو اور وہ اس دن کا روزہ رکھ لے۔ تو یہ روزہ صحیح نہیں ہے بلکہ لازمی ہے کہ شعبان کے تیس دن شمار کر کے روزے شروع کیئے جائیں۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبادت کی احتیاط یہ ہے کہ جب واجب ہو جب ہی انجام دی جائے قبل وجوب کسی عبادت کا انجام دینا صحیح نہیں ہے۔

(روضۃ المتقین: ۴/۲۳۵۔ دلیل الفالحین: ۴/۳۱۔ تحفۃ الاخودی: ۳/۴۹۹)



بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهَلَالِ چاند دیکھنے کے وقت کی دعاء

۱۲۲۸. عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهَلَالَ قَالَ: "اللَّهُمَّ اهْلِهِ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، هَلَالٌ رُشِدٍ وَخَيْرٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۲۲۸) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم چاند دیکھنے کے وقت یہ دعا فرماتے:

"اللَّهُمَّ اهله علينا بالأمن والایمان والسلامة والا سلام" الخ.

"اے اللہ! اس کو ہم پر طلوع فرما امن و ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ، میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ یہ ہدایت اور خیر کا چاند ہو۔" (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۱۲۲۸): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ما يقول عند رؤية الهلال.

کلمات حدیث: اھلہ : اے طلوع فرما۔ ہلال : مہینے کی پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کا چاند، اس سے۔ اھلہ : اے طلوع کر۔ اھلہ علینا : اے ہم پر طلوع فرما۔ ہلال رشد : ایسا ہلال جس کو دیکھ کر ہم رشد و ہدایت پر قائم رہیں اور رشد و ہدایت کے سفر میں آگے بڑھیں یعنی اس ہلال کے ساتھ شروع ہونے والے مہینے میں زیادہ اعمال صالحہ کریں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ جب مہینے کی آغاز میں چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے:

"اللَّهُمَّ اهله علينا بالأمن والایمان والسلامة والإسلام ربی وربک اللہ ہلال خیر و رشد."

یعنی اے اللہ، تو اس چاند کو ہم پر اس طرح طلوع فرما کہ اس کے طلوع سے جب مہینے کا آغاز ہو تو ہمیں امن و سلامتی ملے اور ہم ایمان و اسلام پر قائم رہیں، اے چاند میرا رب بھی اللہ ہے اور تیرا رب بھی اللہ ہے۔ اللہ کرے کہ یہ ایسا چاند ہو کہ اس سے شروع ہونے والے مہینے میں ہم رشد و ہدایت پر قائم رہیں اور رشد و ہدایت میں ترقی کریں اور اس میں اضافہ ہو۔

چاند دیکھ کر یہ دعا کرنا سنت ہے۔ (روضة المتقين: ۲۳۶/۳ - دلیل الفالحین: ۴/۳۳)



البَیِّنَات (۲۲۱)

بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَاخِيرِهِ مَا لَمْ يَخْشَ طُلُوعَ الْفَجْرِ
سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر جب تک طلوع فجر کا اندیشہ نہ ہو

۱۲۲۹. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَتًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۲۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کرو کہ سحری میں برکت ہے۔ (متفق علیہ)
کلمات حدیث (۱۲۲۹): سُحُور: س کے پیش کے ساتھ سحر کے وقت اٹھنا اور اس وقت کی خیر و برکت حاصل کرنا اور سُحُور: س کے زبر کے ساتھ سحر کے وقت کچھ کھانا تاکہ روزہ رکھنے کی قوت حاصل ہو اور اس کے لیے توانائی برقرار رہے۔
شرح حدیث: صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے اٹھ کر کچھ کھا لینا متعدد پہلوؤں سے خیر و برکت کا حامل ہے، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سنت کی اتباع اور اہل کتاب کی مخالفت ہے اور اس سے عبادت کی قوت اور اگلے دن کے روزے کے لیے نشاط حاصل ہو جاتا ہے۔ نیز یہ کہ سحر کا وقت قبولیت دعا کا وقت ہے۔

ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اولاً سو جانے کے بعد کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم فرمایا اور امت محمد ﷺ کی فضیلت اور مرتبہ کے اظہار کے لیے گزشتہ تمام حلقوں میں اس کی امتیازی شان کے اظہار کے لیے سحری میں کھانا پینا مقرر فرمایا، چاہے کوئی ایک گھونٹ پانی ہی پیے اگر کوئی شخص سحری نہ کرے وہ اس امت میں سے نہیں ہے یعنی وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا تارک اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا چھوڑنے والا ہے۔ سحری کھانے میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے اور اس برکت کے پانچ پہلو ہیں، اللہ کی جانب سے رخصت کو قبول کرنا، سنت پر عمل کرنا، اہل کتاب کی مخالفت، عبادت کی قوت حاصل کرنا، اور دل کا کھانے کے خیال سے فارغ ہونا۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کے بار برکت کھانے کی جانب سبقت کرو۔ (فتح الباری: ۱/۱۰۲۲۔ عمدۃ القاری: ۱۰/۴۲۷۔ روضة المتقین: ۳/۲۳۷)

رمضان میں سحری اور نماز کے درمیان وقفہ کم ہوتا تھا

۱۲۳۰. وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قِيلَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: خَمْسُونَ آيَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۳۰) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا انہوں نے کہا کہ پچاس آیات کے

بقدر۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۳۰):

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب قدر کم بین السحور، صحیح مسلم، کتاب

الصیام، باب فضل السحور تاکید استحباب۔

شرح حدیث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی اور پھر نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ کسی نے دریافت کیا کہ سحری کے اختتام اور نماز کا درمیانی وقت کتنا تھا انہوں نے فرمایا کہ اتنا وقت جس میں کوئی آدمی قرآن کریم کی ایسی پچاس آیات تلاوت کر لے جو نہ زیادہ لمبی ہوں اور نہ زیادہ مختصر اور وہ ان کو نہ زیادہ تیز پڑھے اور نہ زیادہ آہستہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سحری کھائی جب دونوں سحر سے فارغ ہو گئے تو اللہ کے نبی ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ ان دونوں کے سحر سے فارغ ہونے اور نماز کیلئے کھڑے ہونے کے درمیان کتنا وقت تھا اتنا جتنے وقت میں کوئی آدمی پچاس آیات تلاوت کر لے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اسوۂ رسول ﷺ کی اتباع اور عبادات کا اس قدر شوق غالب تھا کہ وہ وقت کی مقدار یاد دہانہ بتانے کے لیے بھی عبادات میں صرف ہونے والے اوقات سے اندازہ کر کے بتایا کرتے تھے اور اس طرح مدت وقت کی تعیین میں کسی کو تامل بھی نہیں ہوتا تھا بلکہ سب بخوبی سمجھ لیتے تھے کہ قرآن کریم کی پچاس آیات کی تلاوت میں کتنا وقت لگتا ہے۔

(فتح الباری: ۱/ ۴۹۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۷/ ۱۸۰۔ تحفة الاخودی: ۳/ ۴۴۰۔ روضة المتقین: ۳/ ۲۳۸)

سحری ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان پر ختم کرو

۱۲۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ: بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالَ يُؤَذِّنُ بَلِيلٌ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يُنْزَلَ هَذَا وَيَرْقَى هَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۱۲۳۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے ایک بلال اور دوسرے

ابن ام مکتوم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں سو تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔

راوی کا بیان ہے کہ ان دونوں کی اذانوں میں بس اتنا فرق تھا کہ ایک اترتا اور دوسرا چڑھتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۳۱):

صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذان الاعمی، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب

بیان الدخول فی الصیام یحصل بطلوع الفجر۔

شرح حدیث: اس حدیث میں بیان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت

ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے تین مؤذن تھے بلال، ابو محذورہ اور ابن ام مکتوم۔ عراقی رحمہ اللہ شرح التقریب میں

فرماتے ہیں کہ جب روایات میں دو مؤذن کا ذکر ہے وہاں مدینہ منورہ کے دو مؤذن مراد ہیں۔ اور تین کی روایت میں ابو مخذومہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں اذان دیتے تھے۔ اور ایک چوتھے مؤذن ہیں جن کا نام سعد القرظ ہے انہوں نے قباء میں اذان دی اور پھر بعد میں حضرت بلال کی جگہ مدینہ منورہ میں اذان دی۔ اور ایک اور مؤذن تھے جن کا نام زیاد بن حارث صدائی تھا لیکن یہ مستقل مؤذن نہ تھے۔ انہی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بھائی صدائی اذان دے چکے ہیں اور جو اذان دے وہی اقامت کہے۔ (ابوداؤد)

غرض عہد رسالت میں دو مؤذن تھے اور دو اذانیں ہوتی تھیں پہلی اذان کا مقصد یہ تھا کہ جو سحری کھا رہے ہوں وہ متنبہ ہو جائیں کہ سحری کا وقت اب ختم ہو چلا ہے، اور اب نماز کی تیاری کرنا چاہیے۔ اور اس کے بعد دوسری اذان دوسرا مؤذن دیتا جو سحری کے وقت کے ختم ہو جانے اور صبح صادق طلوع ہو جانے کا اعلان ہوتا۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی معمول رمضان کے علاوہ بھی تھا۔ دونوں اذانوں کے درمیان وقفے کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ حضرت بلال اذان دینے کے بعد دعاء میں مصروف ہو جاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے جب طلوع فجر کا وقت قریب ہو جاتا تو نیچے اترتے اور ابن ام مکتوم کو اطلاع کرتے وہ وضوء کرتے اور اذان دیتے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک ضرورت کے تحت ایک مسجد میں دو مؤذن مقرر کرنا درست ہے۔

(کشف العطاء عن وجه الموطا: ص ۵۸۔ فتح الباری: ۵۰۹/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷۶/۷)

سحری امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے

۱۲۳۲۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَصْلٌ

مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۳۲) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے

روزوں میں فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۳۲): صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور۔

کلمات حدیث: فصل: فرق، امتیاز۔ فصل فصلا (باب ضرب) جدا کرنا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حالات

راوی حدیث: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے یہ اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سریہ ذات السلاسل کا امیر

مقرر کیا۔ بہت عقلمند اور صاحب رائے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مصر کا والی مقرر کیا اور انہوں نے وہیں ۲۳ھ

میں وفات پائی۔ آپ سے ۳۷ احادیث مروی ہیں جن میں ۳ متفق علیہ ہیں۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابة)

شرح حدیث: سحور: (سحری کھانا) اس امت کے خصائص میں سے ہے اور اس سے امت مسلمہ کے روزوں میں اور یہود و

نصاری کے روزوں میں فرق و امتیاز پیدا ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۰۶۶/۱۔ روضة المتقین: ۲۴۱/۳۔ دلیل الفالحین: ۳۶/۴)

الباب (۲۲۲)

بَابُ فَضْلِ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ وَمَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُهُ، بَعْدَ إِفْطَارِهِ
تجیل افطار کی فضیلت، کس چیز سے افطار کرے اور افطار کے بعد کی دعاء

۱۲۳۳۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ
النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۳۳) حضرت سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں

رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۳۳): صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب تعجیل الإفطار۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام

باب فضل السجور و تاکید استحبابہ۔

کلمات حدیث: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ: لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے لوگوں کو اس وقت تک دائمی خیر حاصل رہے گی۔ لَا يَزَالُ:
کے معنی ہیں زائل نہیں ہوتا، ختم نہیں ہوتا، زال زوال (باب نصر) زائل ہونا، ختم ہونا۔ زوال شمس: سورج کا ڈھل جانا۔

شرح حدیث: غروب آفتاب کے بعد فوراً روزہ کھولنا چاہیے اور افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور جب تک مسلمان اللہ کے
رسول ﷺ کے قائم کردہ طریقے پر قائم اور ان کی سنت کی اتباع اور ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے رہیں گے دین و دنیا کی خیر اور بھلائی
انہیں حاصل رہے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے الام میں فرمایا کہ افطار میں تعجیل مستحب ہے اور عداۃ اخیر کرنا مکروہ ہے۔

(فتح الباری ۱/ ۱۰۴۷۔ شرح صحیح مسلم للنووی ۷/ ۱۸۰۔ روضة المتقين ۳/ ۳۴۱)

رسول اللہ ﷺ افطاری میں جلدی فرماتے تھے

۱۲۳۴۔ وَعَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ
لَهُمَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ! أَحَدُهُمَا
يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ. يَعْنِي ابْنُ مَسْعُودٍ. فَقَالَتْ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!
قَوْلُهُ، ”لَا يَأْلُو“ اِي لَا يَقْصِرُ فِي الْخَيْرِ!

(۱۲۳۴) حضرت ابو عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ اصحاب محمد ﷺ میں دو آدمی ہیں

دونوں ہی کا خیر میں کمی کرنے والے نہیں ہیں۔ ایک ان میں سے مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب اور افطار میں تاخیر کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ مغرب اور افطار میں جلدی کون کرتا ہے انہوں نے کہا کہ عبد اللہ یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

لا یالو : کے معنی ہیں خیر کے کام میں کمی نہیں کرتے۔

تخریج حدیث (۱۲۳۳): صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور۔

کلمات حدیث: لا یالو : کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ لا یالو : سے ہے جس کے معنی تقصیر کے ہیں۔

شرح حدیث: مغرب کی نماز میں اور روزہ کے افطار کرنے میں تعجیل رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سنت نبوی ﷺ کی اتباع اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کی بہت سعی و کوشش کرتے تھے اور اعمال صالحہ اور امور خیر کی جانب مسابقت کرتے تھے۔ دو اصحاب جن کا ذکر حدیث مبارک میں ہوا، ایک حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دوسرے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک کا عمل عزیمت کا عمل ہے اور دوسرے کا عمل رخصت کا عمل ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اس صورت میں درست ہے جب اختلاف فعل میں ہو اور اگر اختلاف قولی ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مغرب کی نماز اور روزہ کے افطار میں تعجیل کے مبالغہ کے ساتھ قائل تھے جبکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعجیل میں مبالغہ کے قائل نہیں تھے ورنہ رخصت سب کے یہاں متفق علیہ ہے بہتر یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کو سنت پر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کو بیان جواز پر محمول کیا جائے۔

(تحفة الاحوذی: ۳/ ۴۴۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۷/ ۱۸۰۔ روضة المتقین: ۳/ ۲۴۲۔ دلیل الفالحین: ۴/ ۳۹)

جلدی افطار کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں

۱۲۳۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ

عَزَّ وَجَلَّ "أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعَجَلُهُمْ فِطْرًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۲۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

میرے بندوں میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں جو زیادہ جلدی افطار کرنے والے ہیں۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۲۳۵): الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی تعجیل الافطار۔

کلمات حدیث: احب عبادی الی : میرے بندوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب۔

شرح حدیث: اللہ کے مومن اور روزے دار بندوں میں سے اللہ کو وہ بندے زیادہ محبوب ہیں جو اللہ کے حبیب ﷺ کی سنت کی اتباع میں روزے کے افطار میں جلدی کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل پیرا تھے۔ چنانچہ عمرو

بن میمون ازدی سے روایت ہے کہ صحابہ کرام روزے کے افطار میں جلد کرتے اور سحر کا اختتام زیادہ دیر میں کرتے، یعنی اول وقت افطار کرتے اور آخر وقت میں سحر ختم کرتے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ افطار میں جلدی کی حکمت یہ ہے کہ روزہ کی دن بھر کی کلفت دور ہو کر روزہ دار اس خوشی سے جلد از جلد ہنسنا ہو جاتے جو افطار سے حاصل ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

(روضة المتقين: ۲۴۲/۳ - دلیل الفالحین ۴۰/۴)

سورج کے غروب ہونے کا یقین ہوتے ہی افطار کر لینا چاہیے

۱۲۳۶۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَهْنَا وَادْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَهْنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۳۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رات ادھر سے آجائے

اور دن ادھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار نے روزہ افطار کر لیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۳۶): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم، صحيح مسلم، كتاب

الصيام، باب بيان وقت القضاء الصوم وخروج النهار.

کلمات الحدیث: اذا اقبل الليل من ههنا: جب رات ادھر سے سامنے آجائے یعنی جب رات مشرق کی طرف سے پھیلتی ہوئی آجائے۔ ادبر النهار من ههنا: دن ادھر سے پلٹ کر چلا جائے۔ یعنی مغرب کی جانب دن پیٹھ موڑ کر چلائے جائے۔

شرح حدیث: مشرق سے آتی ہوئی رات کا اندھیرا پھیل جائے دن پیٹھ موڑ کر مغرب کی جانب چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کا روزہ تمام ہو گیا اور مکمل ہو گیا۔ قرآن کریم میں ارشاد الہی ہے۔ ثم اتوا الصيام الى الليل (پھر رات تک روزے پورے کرو) حکم کا تقاضہ یہ ہے کہ جب رات ظاہر ہو جائے تو روزہ پورا ہو گیا اور رات کا ظہور سورج غروب ہونے کے بعد ہو جاتا ہے۔ مقصود حدیث مبارک یہ ہے کہ افطار میں تعیل افضل ہے اور سورج کے غروب ہوتے ہی روزہ مکمل ہو جاتا ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۰۴۶ - شرح مسلم للنووی ۷/۱۸۲، تحفة الاخودی ۳/۴۳۶)

افطار کھجور کے علاوہ دوسری چیزوں سے بھی ہو سکتا ہے

۱۲۳۷۔ وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: "يَا قُلَانُ أَنْزِلْ فَاجِدْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ: أَنْزِلْ فَاجِدْ لَنَا" قَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا: قَالَ "أَنْزِلْ فَاجِدْ لَنَا" قَالَ: فَانْزِلْ فَاجِدْ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ

هَٰذَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ“ وَأَشَارَ بِيَدِهِ قَبْلَ الْمَشْرِقِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

قَوْلُهُ: ”إِجْدَحْ“ بِجِيمٍ ثُمَّ دَالٍ ثُمَّ حَاءٍ مُهْمَلَتَيْنِ: ائِى أَخْلِطَ السَّوِيقَ بِالْمَاءِ.

(۱۲۳۷) حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ روزے سے تھے جب سورج غروب ہوا تو آپ ﷺ نے کسی سے فرمایا کہ اے فلاں اترو اور ہمارے لیے ستوتیار کرو۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ شام ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اترو اور ہمارے لیے ستوتیار کرو۔ اس نے کہا کہ ابھی تو دن باقی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اترو اور ستوتیار کرو۔ چنانچہ وہ اترے اور آپ ﷺ کے لیے ستوتیار کیا جو رسول اللہ ﷺ نے پیا پھر فرمایا کہ جب تم رات کو ادھر سے آتا ہوا دیکھو تو روزہ دار کا روزہ پورا ہو گیا۔ اور آپ ﷺ نے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

اِجْدَحْ کے معنی ہیں ستو کے پانی میں ملانا، ستو کو پانی میں گھولنا۔

تخریج حدیث (۱۲۳۷): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم، صحیح مسلم، کتاب

الصيام باب حان وقت قضاء الصوم و خروج النهار۔

کلمات حدیث: سويق: ستو، گندم یا جو کے دانوں کو ابال کر پیس لیا جاتا ہے اور پھر حسب ضرورت پانی میں ملا کر یا گھی یا شہد میں ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ فقد افطر الصائم: کے معنی ہیں کہ روزہ دار کو چاہیے کہ وہ افطار کر لے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ سفر میں روزہ سے تھے جب سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فلاں سواری سے اتر کر ہمارے لیے ستو بنا دو۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ مخاطب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(فتح الباری ۱/ ۱۰۳۹ - روضة المتقين ۳/ ۲۴۴)

سادہ پانی سے افطار

۱۲۳۸. وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۲۳۸) حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی روزہ

افطار کرے تو وہ کھجور سے کرے اگر نہ ہو تو پانی سے کرے کہ پانی پاکیزہ اور پاک کرنے والا ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی۔ اور ترمذی نے کہا

کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔

تخریج حدیث (۱۲۳۸): سنن ابی داؤد، کتاب الصيام، باب ما يفطر عليه، الجامع للترمذی، کتاب الصيام، باب

ما یستحب علیہ افطار .

شرح حدیث: کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت ہے اور مستحب ہے۔ کھجور میسر نہ ہو تو پانی پی لے۔ اور کھجور کھانے کے بعد تھوڑا تھوڑا پانی پیے۔ چنانچہ ابن حبان کی ایک روایت میں ہے کہ تھوڑا تھوڑا پانی ٹھہر ٹھہر کر پیئے کھجور پر پانی پینا طبی اعتبار سے مفید ہے۔

(دلیل الفالحین ۴/ ۴۲۔ روضة المتقین ۳/ ۲۴۵۔ تحفة الاحوذی ۳/ ۳۶۸)

افطار کھجور سے کرنا افضل ہے

۱۲۳۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمِيرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمِيرَاتٍ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(۱۲۳۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے افطار

فرماتے اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں کھاتے۔ اور اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پر اکتفاء فرماتے (ابوداؤد، ترمذی)

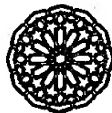
تخریج حدیث (۱۲۳۹): سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب ما یفطر علیہ۔ الجامع للترمذی، کتاب الصیام، باب

ما جاء ما یستحب علیہ الافطار .

کلمات حدیث: رطبات : جمع رطب : آدھی پکی کھجور، درخت پر پکی ہوئی کھجور جو ابھی پوری طرح نہ پکی ہو۔ تمیرات : چند کھجوریں۔ جمع تمر : وہ کھجور جو درخت سے اتارنے کے بعد خشک کر لی گئی ہے۔

شرح حدیث: ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز مغرب سے پہلے معمولی سی چیز سے افطار فرماتے تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ افطار میں تعجیل فرماتے تھے اور افطار فرما کر اپنے آپ کو نماز کے لیے فارغ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ چند کھجوروں سے افطار پر اکتفاء فرماتے اگر نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔

(تحفة الاحوذی ۳/ ۴۳۳۔ روضة المتقین ۳/ ۲۴۶۔ دلیل الفالحین ۴/ ۴۲)



المَبَانِی (۲۲۳)

بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُشَاتِمَةِ وَنَحْوِهَا
روزہ دار کو اپنے اعضاء کو اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور زبان کو گالی اور بری بات سے محفوظ رکھنے کا حکم

۱۲۳۰. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا كَانَ يَوْمُ

صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرُفْتُ وَلَا يَصْخَبُ، فَإِنْ سَابَّهُ، أَحَدًا أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مُتَّقٍ عَلَيْهِ.

(۱۲۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ، وتونہ

کوئی بری بات کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے لڑے تو یہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۳۰): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول اني صائم اذا شتم. صحيح مسلم،

كتاب الصوم، باب حفظ اللسان.

شرح حدیث: روزہ کی حالت میں صرف کھانے پینے سے احتراز ہی نہیں بلکہ ہر برائی اور ہر نامناسب کام سے اجتناب چاہیے۔

اور جہاں تک ممکن ہو روزہ دار اللہ کی یاد اور تلاوت میں مشغول رہے۔ اس سے پہلے یہ حدیث باب الصوم (حدیث ۱۲۱۶) میں آچکی

ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/ ۴۴۔ نزہۃ المتقین ۲۰/ ۲۰۰)

جو جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اس کو روزے کا ثواب نہیں ملتا

۱۲۳۱. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ

لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۲۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا اور اس

پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ کو کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۲۳۱): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور.

شرح حدیث: روزہ دار کو چاہیے کہ روزہ میں ہر برے کام اور ہر بری بات سے بچے۔ جھوٹ بولنا ایک بہت بڑی برائی ہے روزہ

میں اس کی برائی بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے روزہ میں جھوٹ بولنا، جھوٹی بات تراش کر اس پر عمل کرنا اس قدر بڑی برائی ہے کہ اس سے

روزے کے فوائد اور اس کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ واحتنبوا قول الزور۔ بعض مفسرین نے لہو و لعب

اور گانے وغیرہ جیسے امور کو بھی زور کے مفہوم میں شامل کیا ہے۔ علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیبت اور افتراء بھی زور میں داخل ہے۔

غرض روزہ دار کے لیے لازمی ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں ہر برائی کو اور ہر بری بات کو ترک کرے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے

روزے سے مستغنی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ روزے دار اپنے ہوتے ہیں جنہیں روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا اور اور کچھ رات کو قیام کرنے والے ہیں کہ انہیں سوائے بے خوابی کے قیام اللیل سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ (فتح الباری ۱/۱۰۱۲۔ تحفۃ الاخود ۳/۴۴۵)



بَابُ فِي مَسَائِلَ مِنَ الصَّوْمِ روزہ کے مسائل

روزے کی حالت میں بھولے سے کھانا پینا

۱۲۴۲. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَآكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطَعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی بھول کر کھاپی لے

وہ اپنا روزہ پورا کرے اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا ہے اور اس نے پلایا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۴۲): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اذا اكل او شرب ناسياً. صحیح مسلم، کتاب

الصيام، باب اكل الناسي وشربه وجماع لا يفطر.

شرح حدیث: روزہ دار اگر بھول جائے کہ اس کا روزہ ہے اور وہ بھولے سے کچھ کھاپی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹا اور اسے چاہئے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے خواہ رمضان کا فرض روزہ یا نقلی روزہ یا قضاء کا روزہ اور اس روزہ کا اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے رمضان میں بھول کر روزہ کھول لیا اس پر کوئی قضا اور کفارہ نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا روزہ تھا اور میں نے بھولے سے کھاپی لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے اللہ نے کھلایا ہے اور اس نے پلایا ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۰۲۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی ۸/۲۸۔ تحفة الاحوذی ۳/۴۶۹۔ نزہۃ المتقین ۲/۲۰۱)

روزے کی حالت میں غرارہ ممنوع ہے

۱۲۴۳. وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: "أَسْبَغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغٌ فِي الْأَسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۲۴۳) حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ

(ﷺ) مجھے وضو کے بارے میں بتائیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کو مکمل طور پر کرو انگلیوں کے درمیان خال کرو اور ناک میں پانی

ڈالنے میں مبالغہ کرو والا یہ کہ تمہارا روزہ ہو۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

تخریج حدیث (۱۲۳۳): سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب الصائم، یبالغ فی الاستنشاق . الجامع للترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی کراهة مبالغة الاستنشاق للصائم .

کلمات حدیث: اسبغ الوضوء: خوب اچھی طرح وضوء کرو، کامل وضوء کرو اور ہر اعضائے وضو پر تین تین مرتبہ پانی بہاؤ۔ خلل بین الاصابیع: انگلیوں کے درمیان خلال کرو تا کہ انگلیوں کے درمیان پانی پہنچ جائے۔ بالغ فی الاستنشاق: ناک میں پانی خوب اچھی طرح پانی ڈالو۔

شرح حدیث: روزہ اگر نہ ہو تو وضوء کے کمال کے لیے ضروری ہے کہ ناک میں اچھی طرح پانی ڈالا جائے اور اسی طرح خوب اچھی طرح کلی کی جائے لیکن روزہ کی حالت میں ناک میں پانی لینے یا کلی کرنے میں اتنا مبالغہ نہ کرے کہ پانی اندر چلے جانے کا احتمال پیدا ہو جائے، کہ یہ مبالغہ روزہ میں مکروہ ہے۔ (فتح الباری ۱/۱۰۱۰۔ تحفة الاحوذی ۳/۵۷۹)

جبنی آدمی روزہ رکھ سکتا ہے

۱۲۳۳. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں بھی فجر کا وقت آجاتا کہ وہ اپنے اہل سے قربت کے باعث جنبی ہوتے پھر غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۳۴): صحيح البخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم . صحيح مسلم، کتاب الصوم باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ رمضان المبارک کی شب میں ازواج میں کسی سے صحبت فرماتے اور صبح کو غسل فرما کر روزہ رکھ لیتے تھے۔ غرض اگر رمضان کی شب کوئی شخص بیوی سے مقاربت کرے تو سحر میں اٹھ کر غسل کرے اور روزہ رکھ لے۔

(فتح الباری ۱/۱۰۲۸۔ روضة المتقين ۳/۲۴۹)

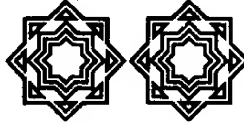
آپ ﷺ بغیر خواب کے جنبی ہوتے اور روزے رکھ لیتے

۱۲۳۵. وَعَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں صبح کرتے کہ بغیر خواب کے جنبی ہوتے مگر آپ ﷺ روزہ رکھ لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

کلمات حدیث (۱۳۳۵): من غیر حُلْمہ : یعنی آپ ﷺ کو جنابت کی حالت خواب کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی۔

شرح حدیث: صبح صادق سے پہلے بیوی کے ساتھ صحبت سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ طلوع فجر سے پہلے غسل کر کے روزہ رکھ لیا جائے۔ بہر حال طلوع فجر سے پہلے غسل لازمی نہیں ہے بلکہ اس حالت میں روزہ کی نیت کی جاسکتی ہے اور طلوع فجر کے بعد غسل کر لے تب بھی روزہ صحیح ہے۔ (مظاہر حق: ۲/۳۲۰)



البَابُ (۲۲۵)

بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْأَشْهُرِ الْحُرُمِ محرم شعبان اور اشہر حرم کے روزوں کی فضیلت

۱۲۴۶. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
(۱۲۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز تہجد ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۴۶): صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم.

کلمات حدیث: شہر اللہ: اللہ کا مہینہ، احترام اور فضیلت کے بیان کے لیے اللہ کی طرف نسبت کی گئی ہے جیسے بیت اللہ۔
شرح حدیث: محرم کا مہینہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے یعنی رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ محرم کے روزوں کو رمضان کے بعد دیگر نفلی روزوں میں زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/ ۴۹۔ روضة المتقین ۳/ ۲۵۱)

رسول اللہ ﷺ شعبان میں بکثرت روزہ رکھتے تھے

۱۲۴۷. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ شَهْرِ أَكْثَرٍ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ؛ وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ"
(۱۲۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے شعبان میں، کیونکہ آپ ﷺ پورے شعبان روزے رکھتے تھے اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ چند دنوں کے سوا سارے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ (متفق علیہ)

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ شعبان الکرم میں اکثر ماہ روزے سے رہتے تھے اس طرح آپ رمضان کے لیے تیاری فرماتے تھے۔ اس ماہ کرم میں بندوں کے اعمال بارگاہ الہی میں پیش ہوتے ہیں۔ سنن نسائی میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے جتنے روزے آپ کو شعبان میں رکھتے ہوئے دیکھا اتنا کسی اور مہینہ میں نہیں دیکھا اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ ایسا ہے جس سے لوگ غافل ہیں یہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے اس میں بندوں کے اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال میرے رب کے سامنے پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔
اس سے پہلے حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ شعبان کے آخری ایام میں یا نصف شعبان کے بعد روزے نہ رکھنے چاہئیں۔ یہ بات اس

کے حق میں ہے جو ان روزوں کا عادی نہ ہو لیکن جس کے یہ روزے معمول ہوں اس کے لیے ممانعت نہیں ہے۔

(روضۃ المتقین ۳/ ۲۵۱۔ دلیل الفالحین ۴/ ۵۰)

ہر ماہ تین روزہ رکھنے سے ہمیشہ روزے کا ثواب ملتا ہے

۱۲۴۸. وَعَنْ مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ أَبِيهَا أَوْ عَمِّهَا أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاتَّاهُ بَعْدَ سَنَةٍ. وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: "وَمَنْ أَنْتَ؟" قَالَ أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عَامَ الْأَوَّلِ. قَالَ: "فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ" قَالَ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا بَلِيلٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَذَّبْتُ نَفْسَكَ!" ثُمَّ قَالَ: "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ: زِدْنِي فَإِنَّ بِي قُوَّةً، قَالَ: "صُمْ يَوْمَيْنِ" قَالَ زِدْنِي، قَالَ: "صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ" قَالَ زِدْنِي. قَالَ: "صُمْ مِنَ الْحَرَمِ وَاتْرُكْ صُمْ مِنَ الْحَرَمِ وَاتْرُكْ" وَقَالَ: بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَصَمَّهَا ثُمَّ أَرْسَلَهَا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ!

"شَهْرُ الصَّبْرِ" رَمَضَانَ!

(۱۲۴۸) مجیبہ باہلیہ اپنے والد یا اپنے چچا سے روایت کرتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس چلے آئے اور پھر ایک سال بعد حاضر ہوئے اس مرتبہ ان کی حالت بدلی ہوئی اور ہیئت مختلف تھی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ مجھے نہیں پہچانتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں باہلی ہوں گزشتہ سال حاضر ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم تو بہت اچھی حالت میں تھے تمہیں کس چیز نے بدل دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں جب سے آپ سے رخصت ہوا صرف رات ہی کو کھانا کھاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنی جان کو تکلیف پہنچائی نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماہ صبر (رمضان) کے روزے رکھو اور ہر ماہ ایک روزہ رکھو۔ اس نے کہا کہ اضافہ فرمائیے میرے اندر ہمت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو دن کے روزے رکھ لو۔ اس نے کہا کہ اضافہ کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین دن کے روزے رکھ لیا کرو۔ اس نے کہا کہ اور بڑھا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اشہر حرم کے کچھ روزے رکھ لو اور کچھ چھوڑ دو، اور چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

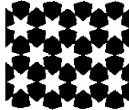
شہر صبر: کے معنی ہیں ماہ رمضان۔

تخریج حدیث (۱۲۴۸): سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب صوم اشہر الحرم۔

کلمات حدیث: قد تغیرت حالہ وھئیئہ: ان کی حالت بدلی ہوئی اور ان کی ہیئت متغیر تھی یعنی کثرت صیام سے کمزور ہو گئے تھے۔ الحرم: یعنی اشہر حرم۔ چار محترم مہینے رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔

شرح حدیث: مجبیہ باہلی بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد یا ان کے چچا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ شک راوی کی جانب سے ہے کہ مجبیہ نے اپنے والد کا واقعہ بیان کیا یا اپنے چچا کا۔ مجبیہ باہلی کے والد کا نام عبد اللہ بن حارث باہلی تھا جبکہ ان کے چچا کا نام نامعلوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے بعد وہ چلے گئے اور ایک سال بعد واپس آئے تو ان کی صحت کمزور تھی وہ بالکل بدلے ہوئے نظر آ رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کا حال بیان کیا تو انہوں نے بتایا کہ جب سے آپ سے رخصت ہوا ہوں مسلسل روزے رکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تو اپنے آپ کو سزا دے رہے ہو۔ مقصود اس فرمان نبوی ﷺ کا یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ تعذیب نفس نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ قوموں نے خیال کیا بلکہ رضائے الہی کے حصول کا ذریعہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل میں اور اسوۂ رسول ﷺ کی اتباع میں ہے۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے پورے ماہ کے روزے رکھو، ہر ماہ ایک یا دو یا تین روزے رکھ لو اور حرمت والے مہینوں میں ہر مہینے تین تین دن روزے رکھ لو۔ اور جو لوگ صحت مند اور قوی ہوں وہ صوم داؤد علیہ السلام رکھ لیں یعنی ایک دن روزہ رکھ لیا اور ایک دن چھوڑ دیا۔ (روضۃ المتقین ۳/ ۲۵۲۔ دلیل الفالحین ۴/ ۵۱)



البَابُ الثَّانِي (۲۲۶)

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی فضیلت

۱۲۳۹. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَيْامَ الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ" يَعْنِي أَيْامَ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: "وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ، وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ!

(۱۲۳۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنوں میں سے کوئی سے ایام میں عمل صالح اللہ کو اس قدر محبوب نہیں ہے جس قدر ان ایام میں یعنی عشرہ ذی الحجہ میں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں سوائے اس کے کہ جو جان اور مال لے کر نکلا اور کچھ واپس نہ لایا۔ یعنی شہید ہو گیا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۲۳۹): صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق.

کلمات حدیث: لم يرجع من ذلك بشيء: اس میں سے کوئی چیز نہیں لوٹائی۔ مجاہد فی سبیل اللہ اپنی جان اور اپنا مال جہاد میں لے کر گیا ان میں سے کچھ بھی واپس نہیں لوٹایا یعنی شہید ہو گیا اور نہ جان واپس آئی اور نہ مال واپس آیا۔

شرح حدیث: ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ایسے ہیں کہ ان میں مناسک حج کی ادائیگی کی جاتی ہے اور حج کی فضیلت کی وجہ سے یہ ایام بھی مکرم اور محترم ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ان ایام میں عمل خیر اللہ کو دیگر ایام کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ۔ سوائے اس مجاہد کے جو جان و مال کے ساتھ جہاد میں گیا اور شہید ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس کا گھوڑا بھی جنگ میں مارا گیا اور وہ خود بھی شہید ہو گیا اور اس طرح نہ اس کی جان واپس آئی اور نہ مال واپس آیا۔

اللہ کے راستے میں جان و مال قربان کر دینا بہت عظیم نیکی ہے۔ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں وہ لوگ جو حج کو نہ جاسکیں ان کو چاہئے کہ وہ نیک اعمال کریں اور اعمال صالحہ میں سے روزہ کی امتیازی شان ہے۔ غرض ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں اعمال صالحہ دوسرے دنوں میں کئے ہوئے اعمال سے افضل ہیں کیونکہ یہ ایام انتہائی فضیلت والے ایام ہیں۔

(فتح الباری ۶۵۵/۱ - تحفة الاحوذی ۵۳۰/۳ - روضة المتقين ۲۵۲/۳)



(۲۲۷) البَیِّنَات

بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَتَأْسُوعَاءِ یوم عرفہ اور نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ

یوم عرفہ کا روزہ ایک سال کے گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہے

۱۲۵۰. عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ قَالَ: يُكْفِرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۵۰) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے روزے کے بارے میں دریافت

کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۵۰): صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب ثلاثة ايام من كل شهر و صوم يوم عرفه.

شرح حدیث: ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ ہے۔ عرفہ میں وقوف حج کا اہم ترین رکن ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ اس دن حجاج وقوف عرفہ کرتے ہیں اور دعاء و عبادت میں مشغول ہوتے ہیں، ان کی سب سے اہم عبادت یہی ہوتی ہے اس لیے حجاج کے لیے یوم عرفہ کا روزہ مستحب نہیں ہے۔ لیکن غیر حجاجوں کے لیے اس دن کے روزے کی یہ فضیلت ہے کہ یہ دو سال کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۴۱/۷۔ تحفة الاحوذی ۵۱۸/۳۔ روضة المتقين ۲۵۳/۳)

دس محرم کی روزہ کی ترغیب

۱۲۵۱. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۵۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور

اس دن کے روزے کا حکم فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۵۱): صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب فی صوم يوم عاشوراء. صحیح مسلم، کتاب

الصوم باب صوم عاشوراء.

کلمات حدیث: عاشوراء: یہ لفظ عاشرہ سے بنایا گیا ہے اور اس میں عظمت اور احترام کے معنی پیدا ہو گئے ہیں۔ اصل میں لفظ عاشرہ تھا جس کے معنی ہیں دسویں رات۔ اس لیے عاشوراء کے معنی ہوتے ہیں دسویں رات۔ لیکن پھر رات کا لفظ حذف کر کے دس تاریخ کا نام یوم عاشوراء کر دیا گیا۔ یعنی ۱۰ محرم الحرام۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ عاشوراء کا دن ہے، اس دن کا روزہ اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض نہیں کیا ہے لیکن میں روزے سے ہوں اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کے روزے کا حکم فرمایا۔ لیکن جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے تو جو چاہتا وہ یہ روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودیوں کا روزہ رکھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ اچھا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دلائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا میں حق دار ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی حکم فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو اس کے ساتھ ۹ محرم کا بھی روزہ رکھوں گا تا کہ یہودی مخالفت ہو جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم عاشوراء کا روزہ رکھو اور یہودی مخالفت بھی کرو اور اس کے ساتھ ایک دن قبل یا بعد کا روزہ رکھو۔ اس لیے اب دو روزے منسوخ ہیں ۹ اور ۱۰ یا ۱۱ محرم صرف ۱۰ محرم کا روزہ مکروہ ہے۔

(فتح الباری: ۱/ ۱۰۶۶۔ شرح صحیح مسلم للنووی ۸/ ۸۔ روضة المتقین ۳/ ۲۵۴۔ ریاض الصالحین)

(صلاح الدین یوسف) ۲/ ۲۳۳۔ ہشتی زیور)

دس محرم کا روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہونے کا ذریعہ ہے

۱۲۵۲۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۵۲) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سال گزشتہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)

دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سال گزشتہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)

خریج حدیث (۱۲۵۲): صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب استحباب صیامہ ثلاثہ ایام.

شرح حدیث: یوم عاشوراء کے روزے کی فضیلت کا بیان ہے کہ اس سے سال گزشتہ کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ہے، کیونکہ کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۸/ ۴۰)

۱۲۵۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَنْ يُبْقِيَتْ إِلَى قَابِلٍ لِأَصُومَنَّ التَّاسِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۵۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اگلے سال زندہ

رہا تو میں نو تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۵۳): صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب ای یوم یصام فی عاشوراء۔

کلمات حدیث: الی قایل: اگلے سال تک۔ یعنی الی عام قایل: آنے والے سال تک۔

شرح حدیث: محرم کے مہینے میں دس محرم اور نو محرم کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور سنت نبوی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۸/۱۰)

الْبَنَات (۲۲۸)

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ شوال المکرم کے چھ روزے مستحب ہیں

۱۲۵۴۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۲۵۴) حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے

رکھے پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۵۴): صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب استحباب صوم ستة ايام من شوال اتباع من رمضان

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر چھ روزے شوال کے مہینے میں رکھے تو گویا اس نے عمر بھر روزے رکھے۔ چنانچہ ابن حبان نے ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور چھ روزے شوال کے رکھے اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ امثالِهَا (جس نے کوئی نیکی کی اسے اللہ اس کا دس گنا عطا فرماتا ہے) تو رمضان کے روزے دس مہینوں کے برابر اور شوال کے چھ روزے دو ماہ کے برابر ہو گئے، اور یہ سال کے بارہ ماہ ہو گئے اور جس نے ہر سال رمضان کے روزے بھی رکھے اور شوال کے بھی روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۴۵/۸ - روضة المتقين ۲/۲۵۶ - دلیل الفالحین ۵۷/۴)



الباب (۲۲۹)

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ پیر اور جمعرات کے روزے کا استحباب

۱۲۵۵۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ ذَلِكَ يَوْمٌ وَلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۵۵) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی روز مبعوث ہوا یا اسی دن آپ ﷺ پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا۔ (مسلم)

کلمات حدیث (۱۲۵۵): انزل علیہ فیہ : اسی روز یعنی پیر کے روز آپ ﷺ پر نزول قرآن کا آغاز ہوا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن روزہ رکھنے کی یہ حکمت بیان فرمائی کہ اسی روز آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اور اسی روز آپ ﷺ کی بعثت ہوئی یا آپ ﷺ پر نزول قرآن کا آغاز ہوا، یہ شک راوی کی طرف سے ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مفہوم حدیث یہ ہے کہ پیر کے دن تمہارے نبی ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے پیر کے دن تمہاری کتاب کے نزول کا آغاز ہوا اور پیر کے روز آپ ﷺ کو نبوت ملی۔ تو پیر کے دن سے بہتر دن اور کون سا ہوگا جس میں روزہ رکھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے یوم ولادت اور آپ ﷺ کو نبوت ملنے پر پیر کے دن کا روزہ رکھنا چاہئے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی ۸/۴۰۔ روضة المتقين ۳/۲۵۶)

روزے کی حالت میں اعمال پیش ہونے کو پسند کرنا

۱۲۵۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَالْخَمِيسِ فَأَحَبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ صَوْمٍ.

(۱۲۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کے دن اعمال بارگاہ الہی میں پیش ہوتے ہیں میں بھی پسند کرتا ہوں کہ میرا اعمال اللہ کے یہاں پیش ہو اور میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی نے روایت کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ مسلم نے بھی اسے روایت کیا لیکن ان کی روایت میں روزے کا ذکر نہیں ہے)

تخریج حدیث (۱۲۵۶): الجامع للترمذی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الصوم یوم الاثنین والخمیس۔ صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن الفحشاء۔

کلمات حدیث: تعرض الاعمال: اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

شرح حدیث: پیر اور جمعرات کے روز اللہ کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس لیے ان دنوں دنوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے اور سنت ہے۔ یہ بات اس فرمان نبوت ﷺ کے منافی نہیں ہے جس میں فرمایا ہے کہ ”رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے اوپر لے جائے جاتے ہیں“ اس لیے کہ اس فرمان میں اعمال کے اوپر کے جانے کا ذکر ہے اور حدیث مذکور میں اعمال کے جمعرات اور پیر کو اللہ کے حضور میں پیش کئے جانے کا ذکر ہے۔ یعنی ہفتہ بھر کے تمام اعمال جمع کر کے پیر اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں تصریح ہے کہ لوگوں کے اعمال ہر جمعہ (ہفتہ) میں دو مرتبہ پیش کئے جاتے ہیں یعنی پیر اور جمعرات کو۔ الخ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ہفتہ بھر کے اعمال تفصیلی طور پر جمعرات اور جمعہ کو پیش کیے جاتے ہیں اور سال بھر کے اعمال شعبان میں اجتماعی طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔

(تحفة الاحوذی ۵۱۶/۳۔ روضة المتقین ۲۵۸/۳)

آپ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزہ کا اہتمام فرماتے تھے

۱۲۵۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!

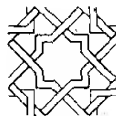
(۱۲۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزوں کا اہتمام فرماتے تھے

(ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

ترجیح حدیث (۱۲۵۷): الجامع للترمذی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی یوم الاثنین والخمیس۔

کلمات حدیث: يتحرى: تلاش کرتا ہے، جستجو کرتا ہے۔ اہتمام کے ساتھ خاص خیال رکھتا ہے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ پیر اور جمعرات کے روزہ کا بہت اہتمام کرتے تھے اور اس کا پہلے سے خیال رکھتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اسی بناء پر ہفتہ کے دنوں میں آپ ﷺ پیر اور جمعرات کو ترجیح دیتے تھے۔ (تحفة الاحوذی ۵۱۴/۳۔ روضة المتقین ۲۵۸/۳)



(الباب ۲۳۰)

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ
ہر ماہ، ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزے رکھے جائیں

وَالْأَفْضَلُ صَوْمُهَا فِي أَيَّامِ الْبَيْضِ وَهِيَ الثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّبِيعُ عَشَرَ وَالْخَامِسُ عَشَرَ. وَقِيلَ الثَّانِي
عَشَرَ وَالثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّبِيعُ عَشَرَ وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ!

افضل یہ ہے کہ ایام بیض کے روزے رکھے جائیں جو ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ ہے اور کسی نے کہا کہ بارہ، تیرہ اور چودہ تاریخ ہے لیکن صحیح اور مشہور قول پہلا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی تین باتوں کی وصیت

۱۲۵۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِ:

صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتِي الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی

نصیحت فرمائی کہ میں ہر ماہ تین دن کے روزے رکھوں دو رکعت صلاۃ الضحیٰ پڑھوں اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔ (متفق علیہ)

شرح حدیث (۱۲۵۸): رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین باتوں کی نصیحت فرمائی۔ ایک یہ کہ میں ہر

ماہ تین دن کے روزے رکھوں خواہ وہ ایام بیض ہوں یا نہ ہوں۔ اگرچہ ایام بیض کی فضیلت زیادہ ہے ایام بیض ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵۔

تاریخیں ہیں یعنی وہ دن جن میں رات کو چاند زیادہ روشن ہوتا ہے۔ اور صلاۃ الضحیٰ کی نماز پڑھوں جس کی زیادہ سے زیادہ رکعات آٹھ

ہیں۔ اور یہ کہ میں وتر سونے سے پہلے پڑھوں تاکہ احتیاط کے تقاضے پر عمل ہو اور نیند کے غلبہ کی بنا پر وتر کے فوت ہو جانے کا خدشہ باقی نہ

رہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی ۲۸/۸۔ روضة المتقین ۲۵۸/۳۔ دلیل الفالحین ۶۰/۴)

رسول اللہ ﷺ کی وصیت پر عمل کرنا

۱۲۵۹. وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي حَبِيبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَنْ

أَدْعَهُنَّ مَاعِشْتُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَبِأَنْ لَا أَنَامَ حَتَّى أُوتِرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۵۹) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے حبیب نے مجھے تین باتوں کی

وصیت کی جن کو میں تادم حیات چھوڑنے والا نہیں ہوں، ہر ماہ تین دن کے روزے، صلاۃ الضحیٰ اور یہ کہ میں وتر پڑھنے سے پہلے نہ

سوؤں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۵۹):

صحیح مسلم۔ کتاب المسافرین، باب استحباب صلاة الضحیٰ۔

کلمات حدیث: معاشٹ: جب تک میں زندہ ہوں۔ جب تک میری زندگی برقرار ہے۔ عاش عیشاً (باب ضرب) زندہ رہنا۔ زندگی گزارنا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوالدرداء کو نصیحت فرمائی کہ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھیں۔ جو نیکی کے دس گناہ ہونے کے حساب سے پورے ماہ کے روزے ہوں گے۔ صلاۃ الضحیٰ کی پابندی اور وتر کی نماز سونے سے پہلے پڑھ لیا کریں تاکہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے اس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ (روضۃ المتقین ۳/۲۵۹۔ دلیل الفالحین ۴/۶۱)

ہر ماہ تین روزے پورے سال کے برابر اجر رکھتے ہیں

۱۲۶۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۶۰) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ماہ تین دن کے روزے صوم دھر کے برابر ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۶۰): صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم داؤد علیہ السلام۔ صحیح مسلم، کتاب

الصیام۔ باب استحباب صیام ثلاثة ايام من كل شهر۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ماہ تین تین دن کے روزے رکھنا ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے۔ کیونکہ ہر نیکی کا اجر ثواب دس گنا ہے اس لیے ہر ماہ تین دن کے روزے پورے مہینہ کے برابر ہو گئے اور اس معمول پر پابندی سے عمل کرنا ایسا ہو گیا جیسے ہمیشہ روزے رکھے ہوں۔ (فتح الباری ۱/۷۱۵۔ شرح صحیح مسلم للنووی ۸/۳۶۔ دلیل الفالحین ۴/۶۱)

ہر ماہ کی کسی بھی تاریخ میں تین روزے رکھے جائیں

۱۲۶۱۔ وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ الشُّهُرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشُّهُرِ يَصُومُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۶۱) حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت

کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ مہینے کے کون سے حصے میں روزے رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ مہینے میں کون سے حصے میں روزے

رکھیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۶۱):

صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب استحباب صیام ثلاثة ايام من كل شهر:

کلمات حدیث: لم یکن یبالی: اہتمام نہ فرماتے۔ خیال نہ رکھتے۔

شرح حدیث: ہر ماہ تین دن روزے رکھنے کی فضیلت ہے کوئی سے تین دن کے روزے رکھنے سے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی

البتہ ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۲ اور ۱۵ تاریخ کے روزوں کی فضیلت مستقل بیان ہوئی ہے۔ (دلیل الفالحین ۶۱/۴)

ایام بیض کے روزوں کا اہتمام

۱۲۶۲. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۲۶۲) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ہر ماہ تین دن کے روزے رکھو تو

تیرہ، چودہ اور پندرہ کے روزے رکھو۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۲۶۲):

الجامع للترمذی، کتاب الصیام، باب ماجاء فی صوم ثلاثة ايام من كل شهر.

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا جیسا کہ اس سے پہلے آچکا ہے کہ ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۲ اور ۱۵ تاریخ کے روزے افضل

ہیں۔ (تحفة الاحوذی ۳/۵۳۸۔ دلیل الفالحین ۶۲/۴)

رسول اللہ ﷺ ایام بیض کے روزوں کا حکم فرماتے تھے

۱۲۶۳. وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۱۲۶۳) حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض

کے روزوں کا حکم فرماتے تھے اور یہ تین دن ہیں ۱۳، ۱۲ اور ۱۵۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۲۶۳):

سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب فی صوم الثلاث من كل شهر.

شرح حدیث: ایام بیض کے روزے مستحب ہیں۔ انہیں ایام بیض اس لیے کہتے ہیں کہ دنوں میں چاند کی روشنی سے راتیں سفید

ہوتی ہیں۔ ایام بیض کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں جو امام غزالی رحمہ اللہ نے جمع کئے ہیں۔ (دلیل الفالحین ۶۲/۴)

۱۲۶۴. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَفْطُرُ

أَيَّامُ الْبَيْضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ .

(۱۲۶۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں یا حضر میں ایام بیض میں

روزے سے ہوتے اور افطار نہ کرتے۔ (نسائی نے سند سے حسن روایت کیا)

تخریج حدیث (۱۲۶۳): سنن النسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی ﷺ.

شرح حدیث: ہر ماہ ایام بیض کے روزے مستحب اور سنت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر و حضر میں ان کا اہتمام فرماتے تھے۔

(روضة المتقين ۳/ ۲۶۲ - دلیل الفالحین ۴/ ۶۲)



الْبَيِّنَات (۲۳۱)

بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا وَفَضْلُ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكُلُ عِنْدَهُ
وَدُعَاةِ الْأَكْلِ لِلَّمَا كُؤِلَ عِنْدَهُ

روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کی فضیلت، اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے
اور مہمان کی میزبان کے لیے دعا کرنا

۱۲۶۵. عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ فَطَرَ
صَائِمًا كَانَ لَهُ، مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ
صَحِيحٌ!

(۱۲۶۵) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کسی نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلوا یا اس کے لیے اس
روزہ دار کے مثل اجر ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح
ہے)

تخریج حدیث (۱۲۶۵): الجامع للترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في الاعتكاف.

شرح حدیث: جس نے رمضان المبارک میں کسی کا روزہ کھلوا یا خواہ ایک کھجور یا پانی ہی دیا تا کہ وہ روزہ کھول لے تو اس کو روزہ دار
کے برابر اجر ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزہ دار کا روزہ کھلوا دیا، اس کے
گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جائی گی اور اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
عرض کیا کہ ہم سب کے پاس بعض اوقات اتنا نہیں ہوتا کہ ہم روزہ دار کا روزہ کھلوائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزہ
دار کو دودھ کے ایک گھونٹ سے یا ایک کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ کھلوا دیا اس کو بھی اللہ تعالیٰ یہی ثواب عطا فرمائے گا اور
جس نے روزے دار کو پیٹ بھر کے کھلایا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلائیں گے جس کے بعد وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ
ہوگا۔ (تحفة الاحوذی ۶۱۸/۳ - روضة المتقين ۲۶۲/۳)

روزہ دار کے لیے فرشتوں کا استغفار

۱۲۶۶. وَعَنْ أُمِّ عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا
فَقَدَمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ: "كُلِي" فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ

الصَّائِمُ تَصِلُ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أَكَلَ عَنْدهُ حَتَّى يَفْرُغُوا“ وَرَبَّمَا قَالَ : ”حَتَّى يَشْبَعُوا“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۲۶۶) حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا آپ نے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ۔ میں نے کہا کہ میں روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں جب اس کے پاس کھایا جائے یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۲۶۶): الجامع للترمذی، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فضل الصائم اذا اکل عنده۔

راوی حدیث: ام عمارہ کا نام نسیمہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا اور یہ ایک انصاری خاتون تھیں جو ستر صحابہ کرام بیعت عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے تھے یہ بھی ان میں شامل تھیں، جنگ احد اور جنگ یمامہ میں شریک تھیں۔ اور بیعت الرضوان میں بھی شرکت کی تھی۔ جنگ یمامہ میں ان کے گیارہ زخم آئے اور ہاتھ بھی کٹ گیا تھا ان سے کتب سنن میں تین احادیث مروی ہیں۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة)

کلمات حدیث: تصلى عليه الملائكة : فرشتے اس کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا رکھا اور کھڑی ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آؤ تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میرا روزہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر روزہ دار کے سامنے کوئی کھارہا ہو تو فرشتے روزے دار کے حق میں دعا اور استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ کھانے والا کھا کر فارغ ہو جائے۔

(دلیل الفالحین : ۴/ ۶۵)

میزبان کے حق میں دعاء

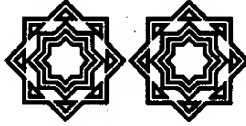
۱۲۶۷. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامُكُمْ الْأَبْرَارُ“ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

(۱۲۶۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے وہ روٹی اور زیتون کا تیل لے کر آئے آپ ﷺ نے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں، نیک لوگ کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمتیں بھیجیں۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث (۱۲۶۷): سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمه، باب الدعاء .

کلمات حدیث: افطر عند کم الصائمون : روزہ دار تمہارے پاس روزہ افطار کریں۔ جملہ خبریہ ہے لیکن معنی دعا کا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ تم روزہ داروں کو روزہ کھلواؤ۔ ابرار: برکی جمع نیک اور متقی۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رئیس خزرج تھے ان کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ کا روزہ تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے سامنے روٹی اور زیت (تیل) رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے افطار فرمایا اور دعا فرمائی کہ اللہ کرے کہ تمہارے پاس روزہ دار روزہ افطار کریں، متقی لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے حق میں دعا کریں۔ حدیث مبارک میں روزہ دار کو روزہ افطار کرانے کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب بیان ہوا۔ روزہ دار اگر کسی کے یہاں افطار کرے تو اسے چاہیے کہ اپنے میزبان کے حق میں دعا کرے۔ (روضۃ المتقین ۳/۲۶۴۔ دلیل الفالحین ۴/۶۶)



کتاب الاعتکاف

(المبانی ۲۳۲)

اعتکاف کی فضیلت

۱۲۶۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ : مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۲۶۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۶۸): صحیح البخاری، ابواب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر . صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان .

کلمات حدیث: اعتکاف کے لفظی معنی کسی جگہ ٹھہرنے اور رکنے کے ہیں۔ اور اصطلاح شریعت میں اعتکاف کا مفہوم ہے اللہ کی رضا کی خاطر اعتکاف کی نیت کے ساتھ کسی ایسی مسجد میں ٹھہرنا جس میں باجماعت نمازیں ہوتی ہوں۔

شرح حدیث: رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرے میں ایک اہم عبادت اعتکاف بھی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والا بندہ مومن ہر طرف سے یکسو ہو کر اور دنیا کے تمام کاموں سے ایک طرف ہو کر سب سے الگ ہو کر مسجد کے ایک کونے میں پڑ جائے اور اس تنہائی میں اپنے تمام اوقات میں اللہ کو یاد کرے، تلاوت کرے، نوافل پڑھے اور دعائیں مانگے اور استغفار کرے۔

روح کی تربیت اور اس کی ترقی اور اس کو نفسانی قوتوں پر غالب کرنے کے لیے رمضان المبارک کے پورے ماہ کے روزے تمام امت پر فرض کئے گئے ہیں۔ گویا اپنے وجود میں ملکوتیت کے غلبہ اور روحانی ارتقاء کے لیے اتنی قربانی تو ہر مسلمان پر لازم کر دی گئی کہ وہ اس مقدس اور محترم مہینے میں اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی عبادت کی نیت سے دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش رہے اور ہر طرح کے گناہوں سے مجتنب رہے۔ یہ تو رمضان المبارک میں تزکیہ نفس اور تربیت روحانی کا ایک عمومی نصاب ہے جو ہر مسلمان پر لازم ہے۔ لیکن اس سے آگے تعلق باللہ میں ترقی اور ملاحی سے خصوصی مناسبت پیدا کرنے کے لیے اعتکاف رکھا گیا تاکہ اللہ کا بندہ غیر اللہ سے کٹ کر اللہ کا ہو کر رہے اسی کی بندگی کرے اسی کے حضور میں حاضر رہے اسی کو پکارے اور دعاء اور استغفار کرے اور اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر توبہ کرے اور ندامت کے منسوبہائے۔

رسول اللہ ﷺ ہر سال رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے۔ ایک سال کسی وجہ سے آپ ﷺ اعتکاف نہ فرما سکے تو

اس سے اگلے سال آپ ﷺ نے دو عشروں کا اعتکاف فرمایا۔ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۰۷۷۔ شرح صحیح مسلم للنووی ۸/۵۴۔ معارف الحدیث ۱/۳۵۷۔ مظاہر حق ۱/۳۶۵)

رسول اللہ ﷺ ہر سال آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے

۱۲۶۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوَاخِرَ

مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ اِغْتَكَفَ، أَرْوَاجُهُ، مِنْ بَعْدِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۶۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے

میں اعتکاف فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وفات پائی اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج نے بھی اعتکاف

کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۶۹): صحیح البخاری، ابواب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر۔ صحیح مسلم،

کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان۔

شرح حدیث: ازواج مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں اور خواتین کے لیے اعتکاف کی جگہ ان کے گھر کی وہی جگہ ہے جو انہوں نے اپنی نمازوں کے لیے مقرر کر رکھی ہو۔ اگر کسی گھر میں خواتین کے لیے نماز کی ایسی جگہ نہ ہو تو انہیں چاہیے کہ وہ بنالیں۔

(معارف الحدیث ۱/۳۵۸)

وفات کے سال رسول اللہ ﷺ نے دو عشرے اعتکاف فرمایا

۱۲۷۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ

رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اِغْتَكَفَ عِشْرَيْنِ يَوْمًا "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ"

(۱۲۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے

تھے اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس رمضان میں آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۲۷۰): صحیح البخاری، ابواب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ ہر سال ماہ رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے لیکن جس سال حضور اقدس ﷺ نے

رحلت فرمائی اس سال کے رمضان میں بیس دن اعتکاف فرمایا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف

سے مطلع فرمادیا گیا تھا کہ آپ ﷺ اب دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں تو آپ ﷺ نے اپنے اعمال میں اضافہ فرمایا اور بیس دن کا

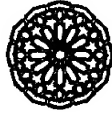
اعتکاف فرمایا۔ نیز اس سال حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کریم دو مرتبہ دھرایا، اس لیے آپ ﷺ نے بیس

دن کا اعتکاف فرمایا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک سال آپ ﷺ سفر میں تھے تو اعتکاف نہ فرما سکے اس لیے آپ ﷺ نے آئندہ سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

ہو سکتا ہے رسول اللہ ﷺ نے دو رمضان المبارک میں بیس بیس دن کا اعتکاف فرمایا ہو، ایک سفر کی قضاء کے طور پر اور ایک وفات سے پہلے آنے والے رمضان المبارک میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کے دو مرتبہ تدارس کی وجہ سے اعتکاف فرمایا۔

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ آدمی کو عمر کے آخری حصے میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ انجام دینے چاہئیں اور نیکیوں میں اضافہ کرنا چاہیے تاکہ اللہ کے یہاں سرخرو ہو کر حاضر ہو سکے۔ (فتح الباری ۱/ ۱۰۸۳ - روضة المتقین ۳/ ۲۶۷)



کتاب الحج

(المجلد ۲۳۳)

حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

۲۸۷. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور اللہ تعالیٰ کا حق لوگوں کے ذمے اس کے گھر کا حج ہے جو ان میں سے اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو اور جس نے کفر کیا تو

بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہیں۔“ (آل عمران: ۹۷)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم و واجب قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ بیت اللہ تک پہنچنے کی مالی اور جسمانی استطاعت رکھتے ہوں۔ اللہ کا گھر تجلی الہی کا مرکز ہے جس کی وجہ سے اس کا قصد واردہ اور اس کا حج مقرر کیا گیا کیونکہ حج ایسی عبادت ہے جس میں ہر عمل بندے کے جذبہ و شوق سے عبارت ہے اس لیے ضروری ہے کہ جسے محبت و عشق کا دعویٰ ہو وہ کم از کم ایک مرتبہ دیا محبوب میں حاضری دے دیوانہ وار چکر لگائے۔ جو مدئی محبت میں اتنی تکلیف اٹھانے سے انکار کرے سمجھ لو کہ وہ جھوٹا عاشق ہے۔ محبوب حقیقی کو کیا پرواہ کہ کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اللہ سب سے غنی اور بے نیاز ہے۔ (تفسیر عثمانی)

حج بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے

۱۲۷۱. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَامِ الصَّلَاةَ وَآتَاءِ الزَّكَاةَ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالشَّيْخَانِ وَالتِّرْمِذِيُّ .

(۱۲۷۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی اساس پانچ امور

ہیں۔ اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور حج بیت اللہ کرنا اور

رمضان کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۷۱): صحیح البخاری، کتاب الایمان باب دعاؤکم ایمانکم . صحیح مسلم، کتاب الایمان،

باب بیان ارکان الاسلام .

شرح حدیث: اساسات اسلام پانچ امور ہیں تو حید و رسالت کا اقرار و گواہی، نماز و زکوٰۃ اور روزہ اور حج بیت اللہ۔ حج اسی طرح

فرض ہے جس طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ فرض، حج ۹ھ میں فرض ہوا اور اس کے اگلے سال رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے صرف تین ماہ پہلے صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ حج فرمایا۔ جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

اگر اللہ کے کسی بندے کو صحیح اور مخلصانہ حج نصیب ہو جائے جس کو دین و شریعت کی زبان میں حج مبرور کہتے ہیں اور ابراہیمی و محمدی نسبت کا کوئی ذرہ عطا ہو جائے تو گویا اس کو سعادت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا اور وہ نعمت عظمیٰ اس کے ہاتھ آگئی جس سے بڑی کسی نعمت کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

حج زندگی میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے

۱۲۷۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا" فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَارَسُولَ اللَّهِ! فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجِبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ: "ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو تم حج کرو۔ کسی شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج کریں۔ آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ اس نے تین مرتبہ یہی بات دہرائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہوتا، اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو بات میں چھوڑوں تم بھی مجھے چھوڑ دو۔ بلاشبہ تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے حتی الامکان انجام دو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۷۲): صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر.

کلمات حدیث: مجھے چھوڑ دو جب تک میں نے تمہیں ترک کیا ہوا ہے۔ یعنی جب تک میں خود کوئی بات نہ بتا دوں تم اس کی تحقیق میں نہ لگو اور اس کے پیچھے نہ پڑو، کیونکہ اگر میں تمہارے سوال کے جواب میں ہاں کہہ دوں گا تو وہ عمل تمہارے اوپر فرض ہو جائے گا اور پھر ہو سکتا ہے تم اس کو نہ کر سکو، مثلاً ہر سال حج۔

شرح حدیث: اس مضمون کی ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں تصریح ہے کہ رسول کریم ﷺ کی جانب سے حج کی فرضیت کا اعلان اور اس پر سوال و جواب جو مذکورہ حدیث میں آیا ہے سورہ آل عمران کی اس آیت کے نزول کے وقت پیش آیا تھا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾

”اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں۔“

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے وہ حدیث جسے احمد دارمی اور نسائی نے روایت کیا ہے تصریح ہے کہ سوال کرنے والے اقرع بن حابس تھے جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے۔ اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا ابھی پورا موقعہ نہیں ملا تھا، اس لیے وہ سوال کر بیٹھے اور دوبارہ بارہ بار بھی اپنا سوال دہرایا۔

لسان نبوت ناطق بالوحی تھی، اور ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحٰی﴾ کی ترجمان تھی، اس لیے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال کے لیے فرض ہو جاتا جس سے امت زحمت و مشقت میں پڑ جاتی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ دین بُسر ہے اس میں سہولت اور توسع ہے اور یہ تنگی اور حرج سے خالی ہے۔ جس حد تک قلیل ہو سکے عمل کی سعی کرو اور جو کوتاہی بشری کمزوریوں کی وجہ سے رہ جائے اس کے لیے اللہ سے معافی مانگو اور استغفار کرو۔

لسان نبوت ناطق بالحق ہے جن امور کا حکم دیا گیا ہے انہیں حتی الوسع انجام دینا ہے اور جن سے منع کر دیا ہے ان سے باز رہنا ہے اور رک جانا ہے۔ (فتح الباری ۱/۸۰۰۔ روضة المتقین ۳/۲۷۰۔ معارف الحدیث ۱/۳۹۷)



حج مبرور بھی اسلام کے افضل ترین اعمال میں سے ہے

۱۲۷۳۔ وَعَنْهُ قَالَ سُنِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ“ قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ”الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ”حَجٌّ مَبْرُورٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ! ”الْمَبْرُورُ“ هُوَ الَّذِي لَا يَرْتَكِبُ صَاحِبُهُ فِيهِ مَعْصِيَةً!

(۱۲۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان۔ کہا گیا کہ اس کے بعد فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ سوال کیا گیا کہ پھر کیا فرمایا کہ حج مبرور۔

مبرور وہ حج ہے جس میں حج کرنے والے سے کوئی معصیت سرزد نہ ہوئی ہو۔

تخریج حدیث (۱۲۷۳): صحیح البخاری، باب من قال ان الايمان هو العمل . صحيح مسلم، باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال .

شرح حدیث: ایمان باللہ اور ایمان بالرسالۃ تمام اعمال کی روح ہے ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں اور نہ اس کی کوئی حقیقت ہے امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان اعمال کا حصہ اور اس کا جزو اساسی ہے اور اصول اعمال ہے اور ہر عمل کے صحیح ہونے کی لازمی شرط ہے۔ اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کا مرتبہ ہے اور پھر حج مبرور ہے۔

حج مبرور کے معنی امام نووی رحمہ اللہ نے یہ بیان فرمایا کہ حج کے زمانے میں کسی طرح کی کوئی معصیت سرزد نہ ہو۔ اور کسی نے کہا کہ حج مبرور کے معنی حج مقبول کے ہیں اور کسی نے کہا کہ وہ سچا اور خالص حج جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کیا گیا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حج مبرور کے تمام معانی باہم ملتے جلتے اور قریب قریب ہیں اصل بات یہ ہے کہ حج کے جملہ احکام کی تکمیل اور اس کی اس طرح ادائیگی جس طرح کے مکلف سے مطلوب ہے حج مبرور ہونے کی علامت ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر حج کے بعد آدمی کی زندگی دینی اعتبار سے سنور ہو جائے اور بہتر ہو جائے تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس کا حج اللہ کے یہاں مقبول ہے۔

(فتح الباری ۱/۲۰۲ - شرح صحیح مسلم للنووی ۲/۶۳)

حج مبرور گناہوں کی مکمل معافی کا ذریعہ ہے

۱۲۷۴۔ وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : "مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرُفْثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ !

(۱۲۷۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش گوئی اور فسق کا کوئی کام نہ کیا تو وہ حج سے اس طرح واپس ہوا جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۷۴): صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور . صحیح مسلم، کتاب الحج

باب فی فضل الحج و العمرة يوم عرفة .

کلمات حدیث: فلم یرفث : کوئی بری اور گندی بات منہ سے نہیں نکالے، زبان سے کوئی برا کلمہ نہیں کہا۔ علامہ ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رفث کا لفظ ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو عورت سے تعلق کے بارے میں کی جائیں۔

شرح حدیث: جس شخص نے ایسا حج کیا جو ہر برائی سے اور بری بات سے پاک ہو اور ہر گناہ سے مجتنب اور ہر معصیت سے دور رہا ہو کہ حج کرنے والا نہ کسی کی غیبت کرے نہ کسی کو عیب لگائے نہ جھگڑا کرے تو اس کے گزشتہ تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ اس طرح گناہوں سے پاک و صاف ہو جائے گا جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو یعنی حج کے بعد وہ ایک نئی زندگی کا آغاز کرے گا اور اگر وہ چاہے تو اس زندگی کو عبادت اور بندگی والی زندگی بنا لے۔

(فتح الباری ۱/۸۶۴ - شرح صحیح مسلم للنووی ۲/۶۲ - تحفة الاخودی ۳/۶۲۸)

عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے

۱۲۷۵۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا

وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرے تک

درمیان والے گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حج مبرور کی کوئی جزا نہیں ہے سوائے جنت کے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۷۵): صحیح البخاری، کتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، صحیح مسلم، کتاب

الحج باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفة.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فضیلت اور اس کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے عمرہ ایک عمرے سے دوسرے عمرے کے درمیان

کے تمام گناہوں کو مٹا دینے والا ہے۔ عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں، شریعت میں عمرہ کے معنی ہیں خاص طریقے سے بیت اللہ کی زیارت کرنا یعنی میقات سے احرام باندھ کر جانا بیت اللہ کا طواف کرنا، اور صفاد مردہ کے درمیان سعی کرنا اور بال مندوانا یا ترشوانا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عمرہ فرض ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے بکثرت عمرہ کرنا مستحب ہے۔

(فتح الباری ۱/۹۵۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی ۹/۹۹۔ تحفة الاحوذی ۳/۶۲۸)

عورتوں کے لیے حج افضل جہاد ہے

۱۲۷۶. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَمْ لَا

نُجَاهِهِ؟ فَقَالَ: "لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ: حَجٌّ مَبْرُورًا! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۲۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم

جہاد کو افضل عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لیے افضل ترین جہاد حج مبرور ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۲۷۶): صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور.

شرح حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم عورتیں جہاد کو افضل اعمال سمجھا کرتی تھیں کیونکہ ہم جانتے

تھے کہ کتاب و سنت میں جہاد کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا ہم عورتیں جہاد

میں شرکت نہ کریں۔ نسائی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ

کے ساتھ جہاد کے لیے نہ نکلیں کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ قرآن کریم میں سب سے افضل عمل جہاد کو بیان کیا گیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں یہ

الفاظ ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے

فرمایا کہ تمہارا جہاد حج مبرور ہے۔ اور صحیح بخاری میں ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ ازواج

مطہرات نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد میں شرکت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج بہت اچھا جہاد ہے۔

رسول کریم ﷺ نے حج کو جہاد قرار دیا کہ اس میں مجاہدہ نفس ہے کہ حج کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ جھوٹ نہ بولے غیبت نہ

کرے کوئی بری بات نہ کرے اور کوئی برائی نہ کرے اور گناہوں سے محترز اور معصیتوں سے مجتنب رہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے، ان کی جہاد میں شرکت نقل کے درجے میں ہے کیونکہ ان کے حق میں پسندیدہ بات مردوں سے دور رہنا اور پردہ کا اہتمام ہے اسی لیے ان کے لیے حج جہاد سے افضل ہے۔ (فتح الباری ۱/۸۲۴ - روضة المتقین ۳/۲۷۴ - دلیل الفالحین ۴/۷۲)۔

عرفہ کے دن سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے نجات ملتی ہے

۱۲۷۷۔ وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَعْتِقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس دن اللہ

تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کثرت سے آزاد فرماتے ہیں جتنی کثرت سے عرفہ کے دن فرماتے ہیں۔ (مسلم)

ترجمہ حدیث (۱۲۷۷): صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

شرح حدیث: یوم عرفہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن میں تمام دنوں سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں حج کا سب سے اہم رکن ۹ ذی الحجہ کو میدان عرفات کا وقوف ہے اسی کو یوم عرفہ کہتے ہیں اگرچہ ایک لحظہ ہی ہو کے لیے بھی حاجی وہاں پہنچ گیا تو حج نصیب ہو گیا۔ اور اگر کسی بھی وجہ سے حاجی ۹ ذی الحجہ کے دن اور اس کے بعد والی رات کے کسی حصہ میں بھی عرفات نہ پہنچ سکا تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ حج کے دوسرے ارکان و مناسک طواف، سعی، رمی جمرات وغیرہ اگر کسی وجہ سے فوت ہو جائیں تو ان کا کوئی نہ کوئی کفارہ اور تدارک ہے لیکن اگر وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو اس کا کوئی تدارک نہیں ہے۔ (معارف الحدیث: ۱/۴۳۴)

رمضان کا عمرہ میں حج کے برابر ثواب ہے

۱۲۷۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِيَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۷۸) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر

ہے یا آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حدیث (۱۲۷۸): صحیح البخاری، کتاب العمرة، باب عمرة في رمضان. صحیح مسلم، کتاب الحج،

باب فضل العمرة في رمضان.

کلمات حدیث: تعدل حجة: ایک حج کے برابر ہے، یعنی اجر و ثواب میں حج کے برابر ہے۔

شرح حدیث: رمضان المبارک بہت مبارک اور مسعود مہینہ ہے اس ماہ کی ہر عبادت دیگر ایام کی عبادت سے بدرجہا افضل ہے اسی طرح رمضان المبارک میں عمرے کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب کسی اور ماہ میں کیے جانے والے عمرے سے افضل ہے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ جب رسول کریم ﷺ حج سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ام سنان انصاریہ سے یہ فرمایا کہ تم حج کے لیے کیوں نہیں گئیں، انہوں نے اپنے شوہر کے بارے میں بتایا کہ ان کے پاس دو اونٹ تھے ایک پر وہ حج کے لیے چلے گئے اور دوسرے اونٹ سے اپنی زمین کی سیرابی کا کام لیتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا ایسا ہے جیسا میرے ساتھ حج کرنا۔

حدیث مبارک میں رمضان المبارک میں عمرے کا ثواب رسول کریم ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر بیان فرمایا گیا ہے۔

(فتح الباری: ۱/۹۵۶۔ روضة المتقین: ۳/۲۷۵۔ دلیل الفالحین: ۷۴/۴)

معذور والد کی طرف سے حج بدل ہو سکتا ہے

۱۲۷۹۔ وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكَتُ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَنْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحْجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۷۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ نے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر فریضہ حج بڑھاپے کی حالت میں پایا وہ اس قابل نہیں ہے کہ سواری پر بیٹھ سکے تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۷۹): صحیح البخاری، کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما۔

کلمات حدیث: اذرت ابی شیخا کبیرا: میرے باپ پر اس حالت میں حج فرض ہوا کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ لا ینبت علی الراحلة: وہ اس قدر بوڑھا ہے کہ وہ سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔

شرح حدیث: اگر کوئی شخص بہت بوڑھا ہو، یا معذور ہو یا وفات پا گیا ہو اور اس پر حج فرض ہو چکا ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کرنا چاہیے۔ دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ حج بدل وہی شخص کر سکتا ہے جو پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ غرض اگر کسی کا صاحب استطاعت باپ حج کے بغیر فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے حج کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر والدین میں سے کوئی اس حال میں مرا کہ اس کے اوپر حج فرض نہیں تھا تو اس کی طرف سے حج کرنا نفلی حج ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دوران حج کسی کو کہتے سنا کہ لیک من شبرمة (میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں) آپ ﷺ نے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ اس کا بھائی یا رشتہ دار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنا حج کر لیا ہے اس نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے اپنا حج کر لو پھر شبرمہ کی

طرف سے حج کرو۔

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ عورت مرد کی طرف سے حج کر سکتی ہے اور اولاد پر جہاں ماں باپ کی خدمت اور حسن سلوک لازم ہے اسی طرح ان پر ماں باپ کے اخراجات و مصارف بھی لازم ہیں اور اگر ماں باپ پر حج فرض نہ ہو اور وہ بغیر حج کیے وفات پا جائے تو اس کی طرف سے حج بھی کر لے۔

(فتح الباری: ۱/۸۶۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۹/۸۲۔ تحفة الاحوذی: ۳/۸۰۴۔ روضة المتقین: ۳/۲۷۵)

معذور والدین کی طرف سے حج

۱۲۸۰. وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَةَ، وَلَا الظَّعْنَ؟ قَالَ: "حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۲۸۰) حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں اور فریضہ حج ادا کرنے یا عمرہ کرنے کے قابل نہیں ہیں اور نہ وہ سواری پر سفر کر سکتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۲۸۰): سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب الرجال یحج عن غیرہ۔

راوی حدیث: حضرت لقیط بن صبرہ البورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بنو منفق وفد کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کیا۔ ان کو لقیط بن عامر کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ امام ترمذی اور اکثر اہل حدیث نے کہا کہ ابن صبرہ ہی ابن عامر ہیں۔

(الاصابة في تمييز الصحابة)

شرح حدیث: اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ زندگی میں بھی والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کی ضروریات کی کفالت کرے نیز اولاد پر یہ بھی لازم ہے کہ والدین کے مرنے کے بعد ان اعمالِ حسنہ کی تکمیل کرے جو ان سے رہ گئے ہیں، اور ان کی طرف سے حج اور عمرہ کرے۔ (تحفة الاحوذی: ۳/۸۰۹)

نابالغ بچوں کا حج

۱۲۸۱. وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۲۸۱) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سات سال کی عمر میں رسول اللہ

ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۲۸۱): صحیح البخاری، کتاب الحج، باب حج الصبیان۔
کلمات حدیث: حج بی: مجھے حج کرایا گیا۔ حج حجا (باب نصر) حج کرنا۔ حج: ماضی مجہول صیغہ واحد غائب۔ اسے حج کرایا گیا۔

شرح حدیث: اولاد کی دینی تربیت اور دین کی تعلیم والدین کے فرائض میں سے ہے، جس طرح والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچپن ہی سے بچوں کو نماز کی تعلیم دیں اور انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کریں اسی طرح مناسک حج کی تعلیم بھی دیں اور اگر استطاعت رکھتے ہوں تو بچوں کو حج اور عمرہ کرائیں تاکہ وہ بچپن ہی سے اس روحانی فضا سے مانوس ہو جائیں اور مناسک حج کی تربیت ہو جائے۔ بلوغ سے قبل بچوں کے تمام اعمال نفلی اعمال ہوتے ہیں، اس لیے بچے اگر حج یا عمرہ کریں تو وہ نفلی حج یا عمرہ ہوگا اور اگر وہ بالغ ہو کر صاحب استطاعت ہو تو پھر اپنا فرض حج ادا کرے گا۔ (فتح الباری: ۱/۹۹۳۔ تحفة الأحوذی: ۳/۸۰۲)

بچوں کے حج کا ثواب والدین کو ملے گا

۱۲۸۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ رَجُلًا بِالرُّوحَاءِ فَقَالَ: "مَنْ الْقَوْمُ؟" قَالُوا: "الْمُسْلِمُونَ قَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ "رَسُولُ اللَّهِ" فَرَفَعَتْ أُمْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ: إلهذا حج؟ قال: "نعم ولك اجر" رواه مسلم!

(۱۲۸۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روحاء کے مقام پر نبی کریم ﷺ کی ملاقات ایک قافلے سے ہوئی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں پھر ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا رسول۔ یہ سن کر ایک عورت نے اپنا بچہ اوپر بلند کیا اور بولی کہ کیا اس کا حج صحیح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور تیرے لیے اجر ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۸۲): صحیح مسلم، کتاب الحج، باب صفة حج الصبی۔

کلمات حدیث: الروحاء: ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر مکہ کے راستے میں واقع ہے۔
شرح حدیث: والدین اپنے چھوٹے بچے کو حج اور عمرہ کرا سکتے ہیں، بچوں کا بچپن میں کیا ہوا حج اور عمرہ نفلی ہوگا اور والدین کو اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ بچوں کی نیکیوں کا والدین کو اجر و ثواب ملتا ہے جیسے بچہ نماز پڑھیں یا تلاوت قرآن کریں یا کوئی اور عمل صالح کریں تو والدین کو اس عمل صالح کا اجر ملے گا لیکن اگر بچہ کوئی گناہ کرے تو اس کی سزا والدین کو نہیں ملے گی۔ البتہ والدین نے اولاد کی تربیت میں کوتاہی پر باز پرس ہوگی۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۹/۸۴۔ تحفة الأحوذی: ۳/۸۰۰)

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے پاس صرف ایک ہی سواری تھی

۱۲۸۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۲۸۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کجاوہ پر حج کیا اور یہی

آپ ﷺ کی سواری تھی۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۲۸۳): صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الحج علی الراحل.

کلمات حدیث: الرحل: کجاوہ، رل چڑے کا بنا ہوا ہوتا ہے اور اس میں لکڑی نہیں ہوتی۔ زاملہ: وہ اونٹنی جس پر سامان لادنا جائے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ کے پاس ایک ہی اونٹ تھا جس پر آپ ﷺ خود سوار تھے اور آپ کے کجاوہ کے نیچے جس پر آپ ﷺ تشریف رکھتے تھے آپ کے کھانے پینے کا سامان بندھا ہوا تھا۔ یعنی سامان سفر لے جانے کے لیے آپ ﷺ کے پاس علیحدہ اونٹ نہیں تھا۔ (فتح الباری: ۸۲۴/۱)

سفر حج میں بقدر ضرورت تجارت کر سکتے ہیں

۱۲۸۴۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عَكَاظُ، وَمَجَنَّةٌ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأْتُمُوا أَنْ يَتَجَرُوا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ" (فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۲۸۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ عکاظ مجنہ اور ذو المجاز زمانہ جاہلیت

کے بازار تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زمانہ حج میں ان بازاروں میں خرید و فروخت کو گناہ خیال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾

”تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ یعنی موسم حج میں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۲۸۴): صحیح البخاری، کتاب الحج، باب التجارة أيام الموسم.

کلمات حدیث: فتأتموا: گناہ خیال کیا، گناہ ہونے کا اندیشہ ہوا۔ أتم اتم (باب مع) گناہ ہونا۔ اتم: گناہ جمع آتم۔ تأتم تأتم (باب تفعل) گناہ سمجھنا۔

شرح حدیث: اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں ایام حج میں مکہ مکرمہ میں تین میلے لگتے تھے جن میں کاروبار بھی ہوتا تھا اور شعرو

شاعری کی مجلسیں بھی لگتی تھیں اور کھیل کود کی محفلیں بھی منعقد ہوتی تھیں۔ اسلام کے بعد صحابہ کرام نے خیال کیا کہ زمانہ حج میں ان بازاروں میں جا کر خرید و فروخت کرنا کہیں اس ممانعت میں داخل نہ ہو جو قرآن نے بیان فرمائی ہے کہ:

﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾

”حج میں بری بات فسق اور جھگڑا نہ کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں وضاحت فرما کر اس شبہ کو دور کر دیا اور خرید و فروخت کرنا اور تجارت میں حصہ لینا حج اور عمرے کے منافی نہیں ہے۔ لیکن بہر حال یہ بیان جواز ہے اس لیے کہ اگر کوئی ایام حج میں زیادہ سے زیادہ عبادت و بندگی میں مشغول رہے اور ذکر و فکر میں لگا رہے اور نیت حسنہ اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی یاد میں مصروف رہے تو وہ زیادہ بہتر ہے۔

(فتح الباری: ۱/۹۵۲، روضة المتقین: ۳/۲۸۹۔ دلیل الفالحین: ۴/۷۷)



اُردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان ۷۱۲۶۳۱۸۶۱

کی مطبوعہ فقہی کتب ایک نظر میں

خواتین کے مسائل اور ان کا حل ۲ جلد — جمع و ترتیب مفتی ثناء اللہ محمود فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

فتاویٰ رشیدیہ مؤب ————— حضرت مفتی رشید احمد گنگوہی

کتاب الکفالة والعفقات مولانا عمران الحق کلیانوی

تسهيل الضروری لمسائل القدوری _____ مولانا محمد عاشق الہی البرنی

بہشتی زبور مُدَلِّل مُکَمَّل — حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی ر

فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے — مولانا مفتی عبدالحسین لاچپوری

فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے — " " " " " "

فتاویٰ عالمگیری اردو، جلد ۱۰، پیش نظر مولانا محمد تقی عثمانی — اورنگ زیب عالمگیر

فقاوی و آراء العلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد ————— سرالامنتی عزیز الرحمن صاحب

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کا حکم ————— مولانا مفتی محمد شفیع رح

إسلام کا نظام اراضی _____ " " "

مسائل معارف القرآن (تذکرہ معارف القرآن میں ذکر قرآنی احکام)

انسانی اعضا کی پیوندکاری

پراوینٹ فنڈ

نہایتیں کے لئے شرعی احکام ————— الہیہ طریف احمد تھانوی رح

بیمہ زندگی ————— مولانا مفتی محمد شفیع رح

رقبۂ سفر سفر کے آداب و احکام

اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت۔ فضیل الرحمن، لکھنؤ، ۱۹۸۱ء

عالم الفقہ _____ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی زم

نماز کے آداب و احکام ————— انشاء اللہ بخان مرحوم

قانون وراثت ————— مولانا مفتی رشید احمد صاحب

دَاڑھی کی شرعی حیثیت ————— حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب

الصَّبْحُ النُّورِيَّ شَرْحُ قُدُورِي اَعْلٰی — مولانا محمد حنیف گنگوہی

ذہن کے راتیں یعنی مسائل بہشتی زبور — مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح

ہماری عاتلی مسائل ————— مولانا محمد تقی عثمانی صاحب

تاریخ فقہ اسلامی ————— شیخ محمد خضریٰ

مُعَدَن الْحَقَائِقِ شَرْحُ كُنُوزِ الذَّقَائِقِ ————— مَوْلَانَا مُحَمَّدُ حَنِيفُ گنگوہی

احکام اسلام عقل کی نظر میں

حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بجز تفسیر مزارات صدیہ کتاب ۲ جلد	• علامہ شبیر الرحمن "امام مکتبہ اہل سنت مولانا دہلوی
تفسیر مظہری اردو ۱۲ جلدیں	قاضی محمد شمس الدین بانی پتی
قصص القرآن ۲۲ حصے در ۲ جلد کافی	مولانا حفصہ الرحمن سید حادق
تاریخ ارض القرآن	علامہ حبیب الرحمن بڑی
قرآن اور ماحولیت	انجینئر شفیق حسین دہلوی
قرآن سائنس اور تربیتی فائدہ	ڈاکٹر مسرت فیضیاس قادری
لغات القرآن	مولانا عبدالرشید نعمانی
فائز القرآن	قاضی نیر الدین السبیلین
فائز القرآن الکونین (عربی انگریزی)	ڈاکٹر محمد اسحاق عباس بڑی
ملک الیاس فی مناقب القرآن (عربی انگریزی)	حسان بھٹو
احسن ال قرآنی	مولانا اشرف علی صدیقی
قرآن کی آیات	مولانا احمد سعید صاحب

حدیث

تفسیر البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۲ جلد	مولانا عبدالحمید بڑی مولانا فاضل دیوبند
تفسیر مسلم ۲ جلد	مولانا ذکریا اقبال فاضل دارالعلوم کراچی
ماہ ترجمہ ۲ جلد	مولانا حفصہ احمد صاحب
سنن ابوداؤد و شریف ۲ جلد	مولانا سر احمد صاحب مولانا محمد رشید عالم کراچی فاضل دیوبند
سنن نسائی ۲ جلد	مولانا افضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۲ جلد ۵ حصے کامل	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۲ جلد	مولانا عبدالرحمن کامرانی مولانا محمد امجد صاحب دیوبند
ریاض الصالحین مترجم ۲ جلد	مولانا امین الرحمن صاحب فیضان العلوم کراچی
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح	از امام احمد بن حنبل
مطابق حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ۵ جلد ۱۵ حصے	مولانا محمد رشید عالم کراچی فاضل دیوبند
تقریر بخاری شریف ۲۲ حصے مکمل	مولانا شمس الدین محمد ذکریا صاحب
تجربہ بخاری شریف ۱ جلد	علامہ حسین بن مبارک زبیدی
تخلیص الاشاعت ۲ جلد	مولانا ابو الحسن صاحب
شرح الیعین نووی ۲ جلد	مولانا مفتی فاضل امین الدینی
قصص الحدیث	مولانا محمد ذکریا اقبال فاضل دارالعلوم کراچی

ناشر دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ لاہور
کراچی پاکستان (۱۱۱۳۸۸۱۱)
دیوبند کی کتب دستیاب ہیں لیکن کچھ کتابیں پاکستان میں دستیاب نہیں ہیں۔
وہ کتابیں پاکستان میں دستیاب نہیں ہیں۔